THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

بابت

ماہ شوال

سنہ ۱۳۱۰ نبي مطابق سنہ ۱۲۹۶ هجري

تاریخ بحساب سال نبوی

حَسْبِيَ اللّٰہُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

۱۳۱۰

علیگڈہ

طبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں باہتمام لالہ گلاب راے چھپا

سنہ ۱۸۷۹ ع

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

بابت

ماہ ذیقعدہ

سنہ ۱۳۱۰ نبوی مطابق سنہ ۱۲۹۶ ہجری

مادہ تاریخ بحساب سال نبوی

حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

۱۳۱۰

علیگڈہ

۹۳ / علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں باہتمام لالہ گلاب رائے چھپا

سنہ ۱۸۷۹ ع

1879



مدرسة العلوم مسلمانان

هفتہ گذشتہ میں حسن اتفاق سے همکو علیگڈہ جانے کا موقع ملا ـ هم خوش قسمتی سے وهاں ایسی جگهہ تهرے تهے جهاں سے مدرسة العلوم کا احاطہ بهت قریب تها یهہ پهلا هی موقع مدرسة العلوم کے دیکهنے کا همکو ملا تها — اگرچہ تعطیلوں کے سبب مدرسہ بند تها اور بیماری کی وجهہ سے طلبہ کی حاضری میں بهی کمی تهی مگر جستہ مدرسہ کی حالت هماری آنکهوں کے سامنے تهی اُس سے بهی جو اثر همارے دل پر پیدا هوا اُس کو هم کبهی فراموش نهیں کرسکتے — هم بڑے بڑے مقدس واعظوں کی مجلس وعظ میں حاضر هوئے هیں — همنے اونچے اونچے ممبروں پر نهایت فصیح و بلیغ خطبے بهی سنے هیں — هم حال و قال کی مجلسوں میں بهی شریک هوئے هیں - همنے پیران طریقت کے گرد مریدوں اور طالبوں کے حلقے دیکهے هیں اور اُن کے دل هلا دینے والے نعرے سنے هیں مگر هم سچ کهتے هیں کہ جو قومی مسرت اور اسلامی حمیت اس مدرسہ کو دیکهہ کر خواہ نخواہ جوش میں آتی هے اور خاصکر ایک ایسے گنهگار مسلمان کے دل میں جیسے کہ هم هیں وہ کسی دوسری جگهہ ابتک نهیں دیکهی گئی بلاشبهہ جو شعر نظیری نیشاپوری نے بیت اللہ کی زیارت کے وقت پڑها تها وہ اس مدرسہ کو دیکهہ کر همیں بهی یاد آیا اور بهت دیر تک هم اُس کو اپنے دل هی دل میں پڑهکر گنگناتے رهے —

این کعبہ را بنا نہ بباطل نهادہ اند • صد معنی و جمال دریں گل نهادہ اند

اُس کالج کی ادهوری نیویں اُسکے اسکول کے نامرتب کمرے اُس کے بورڈنگ هوس کی ناتمام لین اُس کے احاطہ کی چند سنگین جالیاں جو قوم کی بے پروائی یا تعصب یا ناعاقبت اندیشی کی وجهہ سے ابتک نامکمل نظر آتی هیں همارے دل میں تاج گنج کے روضہ اور اکبر کے مقبرہ سے زیادہ عظمت اور شوکت رکهتے هیں کیونکہ اُن سے قوم کو نہ کچهہ فائدہ پهونچنے کی اُمید تهی اور نہ اب هے اور ان سب کی بنیاد محض قوم کی بهبودی اور عزت کی اُمید پر رکهی گئی تهی اُس کے چمن اور کیاریوں کے خاکے اور اُن کی روشوں کی حد بندی اُس کی سڑکوں کی داغ بیل اُس کے گرد چهوٹے چهوٹے پودوں کی باڑ اُس کی اونچی نیچی زمین اُس کی گهانس اور اُس کی مٹی همکو لاهور کے شالامار باغ اور لکهنو کے قیصر باغ سے زیادہ دلکش اور دلکشا معلوم هوتی هیں کیونکہ وہ صرف ایک ایک شخص کے دل کا ارمان نکالنے کے لیئے بنائے گئے تهے اور یهہ اس لیئے بنایا جاتا هے کہ تمام قوم کے ارمان اس سے نکلیں •

اگرچہ اُس کے مکانات کی تعمیر میں ابهی بهت کچهہ رع[illegible] ی لیکن جس قدر کام هو چکا هے اور هو رها هے اُس سے همکو کامیابی کا نهایت پختہ [illegible] هوتا هے جس طرح

اشتہار

قیمت تہذیب الاخلاق

سالانہ قیمت تہذیب الاخلاق جو مجدداً جاری ہوا ہی مبلغ چھہ روپیہ پیشگی قرار پائی ہی *

جن صاحبوں کو خریدنا منظور ہو کامل سالانہ قیمت مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب انریری سکرٹری سین ٹیفک سوسئیٹی علیگڈہ کے پاس بھیجدیں *

بلاوصول سالانہ قیمت کے کوئی پرچہ کسی صاحب کی خدمت میں روانہ نہ کیا جاویگا *

ہر ایک خریدار کو ضرور ہوگا کہ پورے سال کے پرچے جو ماہ شوال سے شروع اور رمضان پر ختم ہونا ہی خرید کرے *

جن صاحبوں سے دس روپیہ پیشگی بابت قیمت ڈیڑہ سال کے حسب اشتہار مندرجہ سابق وصول ہوئے ہیں اُنکا بھی حساب اسی قیمت تخفیف شدہ سے لگایا جاویگا اور زر زاید سال آیندہ کے حساب میں مجرا دیا جاویگا *

راقم

سید احمد

تہذیب الاخلاق

من ابتدائے

ماہ شوال لغایت ماہ رمضان

سنہ ۱۳۱۰ نبوی مطابق سنہ ۹۷ و ۱۲۹۶ ہجری

مادہ تاریخ بحساب سال نبوی

حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون

۱۳۱۰

علیگڑہ

مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں باہتمام لالہ گلاب رائے چہپا

سنہ ۱۸۸۰ ع

فہرست مضامین



تہذیب الاخلاق

سنہ ۱۳۱۰ نبوي — سنہ ۱۲۹۱ ھجري

حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

۱۳۱۰

نوروز نبوي

شوال کا پہلا دن بھي کیا مبارک دن هی — سال نبوي کا نوروز هی اور تہذیب الاخلاق کا سال جدید — تمام عالم کے لیئے تہذیب کا آغاز هی اور مسلمانوں کے لیئے روز عید — اِس سے زیادہ کیا مبارک دن سال بھر میں هوسکتا هی جس میں اِتني خوشي کي باتیں جمع هوں — اِس سنہ کے نوروز کي قدر و منزلت کیا عالمگیر شہنشاہ هند نے کي تھي کہ وہ جشن نوروز جس میں بالکل آتش پرستوں کي تقلید سلاطین اسلامیہ کرتے تھے اور اس زردشتي نوروز میں عید سے بھي زیادہ مسرت و انبساط کا سامان کرتے تھے موقوف کردیا اور سارے جشن اپنے اِس سنہ کے هفتہ اول میں مقرر کیئے یا جناب سید احمد خاں صاحب کو اب سوجھي هی کہ اُنھوں نے اپنے دادا کي نبوت کے سنہ فراموش شدہ کو تہذیب الاخلاق کي پیشاني کا سرتاج بنایا — برخلاف جمہور سنہ هجري پر نہ اکتفا کرکے اِس سنہ کو تہذیب الاخلاق کے اوپر لکھنے میں یہہ رمز و کنایہ رکھا کہ انسان کي تہذیب اخلق کا آغاز اِس سنہ سے شروع هوا هی — جب نبوت و تہذیب دونوں میں یہہ مناسبت تھي تو وہ کیوں نہ آپس میں همپشت هوتے *

اِن باتوں کو سب جانتے هیں کہ جب جناب سید صاحب کے ذهن میں یہہ دُهن سمائي کہ انسان کا کوئي کام اور کوئي عبادت اور کوئي ریاضت قوم کي خدمت کرنے سے زیادہ نیک نہیں هی تو اُنھوں نے انگلستان کا سفر اختیار کیا — ضرور تھا کہ اِس خیال کا ایک عالي دماغ ایسے ملک میں جاوے جو دنیا میں قومي یگانگت — قومي عزت — قومي تعلیم — قومي ترقي کے واسطے عالم میں مشہور و نامور هو اور جس میں کوئي کام انسانیت کا

جب تک سمجھا ھي نجاے کہ وہ قوم کي بھبودي پر اثر نہ کرے — اُس ملک میں وہ قریب دو برس کے رھے — اپني عالي دماغي اور روشن‌ضمیري کے سبب سے وہ تمام خدمات قومي کے اسرار و رموز سے ایسے ماھر ھوگئے جیسے دنیا میں بڑے بڑے انسان دوست واقف ھوئے تھے — پھر تو وہ یہاں ھندوستان میں آئے اور اپني قوم کے واسطے یہہ تہذیب‌الاخلاق کا ارمغان لائے — دنیا میں کوئي کام خیر محض اور شر محض نہیں ھوتا مگر ھاں انسان کي نیت اور اُسکا ارادہ خیر محض اور شر محض ھوسکتا ھی — اُنھوں نے اُس نیت سے کہ خیر محض تھي اِس پرچہ کو جاري کیا — یہہ ایک اَؤر بات ھی کہ وہ کسي کے نزدیک اسم با مسمی ٹھہرا اور کسي کے نزدیک وہ تخریب‌الاخلاق بنا — مگر اُسکے اجرا میں اُنکي نیت خیر محض تھي اِس میں کلام نہیں — وہ سنہ ۱۳۰۱ نبوي سے سنہ ۱۳۰۷ نبوي کے اخیر تک جاري رھا اور پھر بند ھوگیا — اِس سات سال کے عرصہ میں جو کچھہ اُسنے علم و نیکي اور نفع‌رساں کاموں کا شوق قوم میں پیدا کیا اُسکا حال میں اُسکے خاتمہ میں لکھہ چکا ھوں — اُسکے اعادہ کي ضرورت نہیں سمجھتا — میرے نزدیک زمانہ خود آیندہ اسلام کي تاریخ میں فیصلہ کریگا کہ اُسکا اور اُسکے سرپرست کي حُسن سعي کا کیا اثر قوم پر ھوا — زمانہ نیک شناسد طریق اولی را — یہي پرچہ ایسا ھندوستان میں جاري ھوا تھا کہ کوئي حرف تحسین زبان میں نہیں رھا کہ جو اُسکي ستایش میں نہ کہا گیا ھو اور نہ کوئي کلمہ نفرین دھن میں باقي رھا جو اُسکي شان میں نہ بولا گیا ھو — یہہ تعریف اور مذمت ھي اُسکے ذیشان ھونے کي دلیل ھی — جب وہ بند ھوا تو سید صاحب سے بہت سے مہذب اور لایق مسلمانوں نے باصرار اور استبداد یہہ کہا کہ آپ اُسکو بند نہ کیجئے مگر کچھہ روپیہ کي دقت اور کچھہ کاموں کي کثرت ایسي آن کے پڑي کہ کوئي چارہ سواے بند کرنے کے اَؤر نہ تھا —

اگر جاں طلبد سخن دراں نیست کہ ھست
زر میطلبد سخن دریں است کہ نیست

جس وقت یہہ لوگوں کا محبوب دلي روپوش ھوا تو اُسکي مہجوري کا قلق روز بروز زیادہ ھوتا گیا اور یہاں تک نوبت پہنچي کہ مولوي فضل‌الرّحمن صاحب رئیس پٹنہ نے اپني دریا دلي سے ایک ھزار روپیہ سید صاحب کي نذر کیا کہ اگر روپیہ کي دقت کے سبب سے یہہ پرچہ نہیں جاري ھوتا تو یہہ روپیہ لیجئے اور اُسکو جاري کیجئے اور اُسکا نفع و نقصان میرے ذمہ رکھئے — مگر جناب سید صاحب نے یہہ روپیہ اپني عالي ھمتي سے نہیں لیا اور اِس پرچہ کو فقط اپنے ھي قوت بازو کے بھروسہ پر جاري کردیا — اب وہ پانچ مہینے سے جاري ھوا ھی اور ایک برس سات مہینے نیند لیکر اُٹھا ھی — بالکل تازہ دم ھی — ابکي دفعہ اُسکو دشمنوں سے بھي ایسي کُشتي لڑني نہیں پڑي جیسي کہ پہلي دفعہ *

انسان میں کوئي قابلیت اور استعداد قدرتي ایسي نهیں هی که وه زمانه آینده کا حال جانے که کیا هوگا — مگر هاں زمانه گذشته کے تجربوں پر وه آینده زمانه کا قیاس کرسکتا هی — جب وه جانتا هی که اُن اسباب کے جمع هونے سے زمانه گذشته میں یهه نتیجه پیدا هوا تها تو اُسکو یقین هوتا هیٔ که اگر وهي اسباب زمانه آینده میں جمع کروں تو وهي نتیجه پیدا هوگا جو پهلے پیدا هوچکا هی — مگر اُن اسباب کا جمع کرنا جن میں وه سب شرایط پائي جاویں جو زمانه ماضي کے اسباب میں پائي جاتي تهیں نهایت دشوار هی — جمع کرنا تو درکنار رها اُسکا سمجهنا بهي بڑے عاقل اور دانشمند اور عالي دماغ کا کام هی که وه یهه جان لے که وه اسباب جمع هوگئے — تاریخ تهذیب میں اِن اسباب کا دیکهنا اَوْر بهي زیاده دشوار هوتا هی — اُسکا قاعده اب تک انسان کو دریافت نهیں هوا — علم طب میں جو ظاهر جسماني هی اسباب کے شرایط کا دریافت کرنا مشکل هی — اُس میں کوئي امر یقیني نهیں هوتا تو تهذیب میں که عقلي اور روحاني هی اَوْر بهي زیاده دشوار تر هی جهاں اسباب پیچ درپیچ هوں تو اَوْر بهي زیاده دقت هی — یهه یقیني امر هی که بهوک پیاس لگے تو روٹي کهانے اور پاني پینے سے جاتي رهتي هی لیکن یهه امر که مرض هو تو وه جلّاب سے جاتا رهیگا یقیني نهیں - اِس سبب سے که اُسکے اسباب کي شرایط کا پورا هونا دشوار هی - شرایط جب پوري هوں که مرض کي صحیح تشخیص — دوا کي درست تجویز هو — دوائیں اچهي ملیں اُنکي آمیزش صحیح طور پر هو — یهه امور کیسي هي دشوار اور مشکل هوں مگر انسان ایسے اُمور میں ذهن لڑائے بغیر نهیں رهتا — علم کے لیئے تمثیل کا ایسا میدان فراخ هی که بےاختیار انسان کا جي چاهتا هی که اُس میں اپني عقل اور ذهن کے گهوڑے دوڑائے خواه اُسکو وه کهیں لیجاکر پٹک هي کیوں ندیں *

پس اگر هم تهذیب‌الاخلاق پر یهه قیاس کریں که دو سو برس پهلے انگلستان میں انگریزوں کي حالت بهي حال کے مسلمانوں سے زیاده وحشت‌ناک اور ناشایسته اور غیر مهذب تهي جب اُنکي قوم میں بعض شخص لایق اور قابل پیدا هوئے اور اُنهوں نے ایسے پرچے جو نیکي کو پهیلائیں اور بُرائي کو دور کریں اور معاشرت کے اسباب آرایش کے پیدا کرنے میں رغبت اور نفع‌رساں کاموں کي طرف توجهه دلائیں جاري کیئے تو اُنهوں نے قوم کو رذائل کي آلایش سے پاک صاف کردیا اور فضایل کے زیور سے آراسته کردیا — اُسي طرح یهه تهذیب‌الاخلاق بهي مسلمانوں کو شایسته اور مهذب بنانے کا اور قومي بهبودي کا سبب هوگا — تو اب یهه سوچنا چاهیئے که جو انگریزوں کے لیئے اسباب انگلستان میں تهے وه سامان مسلمانوں کے لیئے بهي هندوستان میں هیں یا نهیں جو هم یهه توقع کریں که وهي نتیجه قومي بهبودي کا یهاں پیدا هوگا جو وهاں پیدا هوا تها — اب اِن اسباب کے اتحاد اور افتراق کو سوچیں تو یهه معلوم هوگا که انگلستان میں انگریزوں کي ایک نیشن (قوم) تهي — مسلمانوں کي کوئي

نیشن نہیں ہی اُنکے مختلف ترایب (فرقے یا گروہ) ہیں گو اول اسي میں گفتگو ہوسکتي ہی کہ ہم کہیں کہ مسلمانوں کي نیشن ہی مگر قطع نظر اسکے ہم کہتے ہیں کہ ایک فرقہ کي ہي تہذیب و شایستگي کو ہم چاہتے ہیں — دوم انگلستان میں قومي گورنمنٹ تھي — ہندوستان میں مسلمانوں کي گورنمنٹ نہیں تو اسکو ہم یہہ سمجھہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کي گورنمنٹ اب بھي ہندوستان کے ایک حصہ پر ہی اور سواے اِسکے ہم ایسي شایستہ اور مہذب گورنمنٹ کے ماتحت ہیں جس سے کہ شایستگي اور تہذیب کا سبق ہم بےمحنت و مشقت تجربہ سیکھہ سکتے ہیں — اور وہ ہمارے شایستہ اور مہذب بنانے میں ایسي تائید کرتي ہی جیسیکہ ہماري خود گورنمنٹ کرتي — یہہ فرق تو ایسے نہیں ہیں کہ جن سے ہمکو مسلمانوں کي قومي بہبودي سے مایوسي ہو — لیکن بڑي نااُمیدي جو دلشکن ہی وہ یہہ ہی کہ ایسي قوم کي بہبودي کا خیال شخصي ہی کہ جس پر نیچر ادبار اور تنزل کا فتوی دیچکا ہی — نیچر پر غالب ہونا بڑي محنت اور حکمت کا کام ہی — کوئي شخص ایسا درخت بناوے کہ وہ قدرتي درخت سے زیادہ خوبصورت معلوم ہو نہایت صناعي کا کام ہی — پس جو شخص مسلمانوں کي بہبودي میں کوشش کرتا ہی وہ نہایت زبردست اور قوي ہو کہ نیچر پر غالب ہو — مگر یہہ کام کیا ایک شخص سے خواہ وہ کیساہي زبردست ہو ہمیشہ کے لوئے نہیں ہوسکتا — اُسکي بعینہ تشبیہہ یہہ ہی کہ جب تک لوہے میں بجلي کي رو پہنچے جاتي ہی اُس میں خاصیت مقناطیسي کششِ آہن کي موجود ہی — جسوقت اُس رو کو بند کردیجیئے تو پھر وہ لوہا لوہا ہی — خاصیت مقناطیسي اُسکي باطل ہی — جب تک جناب سید صاحب کا کلام نوازش تقریر اور پر تاثیر آہنیں دلوں میں اثر کر رہا ہی وہ بھي قومي بہبودي کے خیالات کي کشش میں مقناطیس بن رہے ہیں — جس وقت وہ سبب نہیں تو یہہ اثر بھي نہیں — تہذیب و تہذیب قومي ایک ایسا شجر ہی کہ بہت سہج سہج بڑھتا ہی — دادا بوئے تو پرپوتا شاید پھل چکھے — گو سید صاحب کے خیال میں آیندہ صدي ہمیشہ رہتي ہی اور وہ ایسا ہي شجر لگانا چاہتے ہیں کہ جسکے برگ و بار سے آیندہ کي نسلیں متمتع ہوں — مگر اُسکي آبیاري کے واسطے باغباني درکار ہی — جس وقت باغبان نہیں تو پھر یہہ شجر ایک ٹھنڈ ہی نہ سایہ کے کام کا نہ بڑھي کے کام کا — یہہ درخت جو لگایا گیا ہی قوم اُسکي باغباني کریگي یا نہیں — اس میں گفتگو ہی — آیندہ کي خبر خدا جانے ظاہرا تو اُسکي کچھہ توقع نہیں ہی — مگر اِس آٹھہ نو برس میں جو تہذیب الاخلاق کااثر قومي بہبودي پر ہوا اگر اسي انداز سے آگے چلا جاے تو وہ بھي بہت غنیمت ہی — وہ بھي ایک بےنظیر مثال تاریخ شایستگي میں ہی — اس پرچہ نے سیکڑوں آدمیوں کو جنکا سینہ بالکل بےفروغ نہ تھا اور تاریکي جہالت سے معمور نہ تھا اور وہ عقل کے اندھے نہ تھے اُنکو حقیقتوں کي تحقیقات کي وہ راہ جس میں چراغ عقل

رهنما هی دکهایا۔ تهذیب و شایستگي کے أصول عامه سے متنبه کیا - تعلیم کو ازسرنو درست کرنے پر کسیقدر مستعد کیا — مذهبي و الهیات و ریاضیات و طبیعات کي تعلیم جو بگڑي هوئي تهي أسکي بُرائي کو بتلاکر درستي کي طرف خیال دلایا — معاشرت کے اسباب آرایش کو دکهایا — غرض جو کچهه أسنے کیا هم أسکو غنیمت سمجهتے هیں اور سید صاحب کو مبارکباد دیتے هیں که أنکي خوش نیتي اور عالي دماغي نے أنکو اپني محنت اور جانفشاني اور دردسري کا ثمره دکهایا — اب اِس دعا پر خاتمه کرتے هیں *

عمرت دراز باد بریں ختم شد سخن

بیروں نمی نهم زره اختصار پاے

راقـــــــم

محمد ذکا الله

پروفیسر میور کالج

همارے مخدوم منشي محمد ذکا الله صاحب کو همیشه یهه خیال رهتا هی که همارے هي دم تک یهه سب دهندا هی پهر کون کرنے والا هی ' مگر یهه خیال ٹهیک نهیں هی ' دریا میں ایک سے ایک بڑي مچهلي هوتي هی ' مگر جو کانٹے میں لگ جاتي هی وهي دکهائي دیتي هی ' جب پهر کانٹا ڈالو تو أس سے بهي بڑي هات آتي هی — همکو ضرور أمید رکهني چاهیئے که همارے بعد هم سے بهي زیادہ سرگرم لوگ قومي بهلائي کے کاموں کے لیئے پیدا هونگے ' زمانه خود ایسے لوگوں کو پیدا کریگا ' زمانه حال کے اخباروں کو دیکهه کر تعجب آتا هی که أردو لٹریچر کي کیسي کایا پلٹ هوگئي ' هر ایک اخبار میں کسي نه کسي مضمون پر آرٹکل هوتا هی ' اور نهیں سمجهه میں آتا که یهه آرٹکل لکهنے والے کهاں سے پیدا هوگئے ' ایک نوجوان هونهار سید ممتاز علي لاهوري کو دیکهو که کس دماغ اور سمجهه بوجهه کا شخص پیدا هوا هی ' میں نهیں جانتا که احسان‌الله الهآبادي کون بزرگ هیں ' أنکے آرٹکلوں پر غور کرو جو علیگڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ میں چهپے هیں اور جن میں سے ایک هم اِس پرچه میں بهي چهاپتے هیں ' کیا چند سال پهلے کسیکو توقع تهي که هم میں ایسے لوگ پیدا هونگے ؟ *

برس روز سے گویا میں علیگڈه سے جدا هوں ' مولوي خواجه محمد یوسف صاحب مدرسةالعلوم کا اور سیدن ٹیفک سوسئیٹي کا سب کام کرتے هیں ' اور جس خوبي اور قومي همدردي سے وہ کرتے هیں بیان سے باهر هی ' صرف ایک خطابه مثل خطبه شقشقیه پڑهنے کي کسر باقي هی ' مولوي محمد مشتاق حسین صاحب کو دیکهو که صرف قومي بهلائي کے جوش سے مدرسةالعلوم کے بورڈنگ هوس میں طالب علموں کے ساتهه آن کر رهے هیں — مولوي سید فریدالدین احمد خاں بهادر نے مدرسةالعلوم کے سالانه انعام کي تقسیم کے وقت جس جوش و خروش و دلسوزي سے قومي همدردي پر گفتگو کي ' جسنے أسکو سنا هوگا وهي أسکي

قدر جاننا ہوگا، پس یہہ لوگ کہاں سے پیدا ہوگئے — ہاں یہہ سچ ہی کہ ہماري قوم میں قومي ہمدردي نہیں ہی، اُنکے دلوں کو مولویوں کے وعظ نے سیاہ اور پتھر سے بہي زیادہ سخت کردیا ہی، اور بجز تمناے حور و قصور و غلمان ایمان کا ایک ذرہ بہي اُنکے دل میں باقي نہیں رکہا، مگر یہہ بات کہ کوئي بہي ہمارے بعد اِس قومي گھرکا بنانے والا اور قوم کي ڈوبتي ناؤ کو کہینے والا نہیں ہونے کا صدمہ خیال نہیں ہی، سمندر میں سے بہت سي مچھلیاں پکڑي جاوینگي، اور ایک سے ایک بڑي نکلیگي، اور جس قومي محل کي بنیاد ہمنے ڈالي ہی اُسکو عرش کے کنگورہ تک پہنچاوینگے، آمین، ان اللہ علی کل شی قدیر *

راقـــــــم

سید احمد

ہماري قوم کو کیا کرنا چاہیئے

جو قوم کسي ملک میں بستي ہی اُسکي عزت اُس ملک میں یا تو اِس وجہہ سے ہوسکتي ہی کہ وہي قوم اُس ملک میں حکمراں ہو یا حکمراني میں اُسکا بہي کچھہ حصہ ہو، ہم مسلمانوں کو کچھہ حق ہندوستان پر نہ تہا، جسطرح کہ ہم سے پہلے آریا قوموں نے غریب اور وحشي ہندوستان کے اصلي باشندوں کو فتح کرکے اپنے قدم ہندوستان میں جمائے اسیطرح ہمنے آریا قوموں کو فتح کیا ہندوستان کو اپنا گھر بنایا، صرف اتنا فرق ہی کہ آریا قوموں نے اصلي باشندوں کو نہایت ذلیل اور ناتربیت یافتہ حالت میں رکہا اور گویا اُنکو معدوم کردیا، یا وہ خود ہي اس لایق نہ تہے کہ تربیت پاتے اور لایق بنتے — ہم مسلمانوں نے آریا قوموں کے ساتھہ ایسا نہیں کیا، خواہ تو اس سبب سے کہ وہ قومیں تربیت یافتہ تہیں یا ہمکو اُسقدر غلبہ و طاقت نہ تہي جسقدر کہ آریا قوموں کو اپنی مفتوح قوم پر حاصل ہوئي تہي — جس زمانہ میں ہماري حکومت ہندوستان میں تہي ہمنے کچھہ نیکنامي سے حکومت نہیں کي، شاید اُس زمانہ میں تمام دنیا کا ایسا ہي حال تہا اور ہر جگہہ ظالمانہ اور جابرانہ طرز حکومت تہا، لیکن حال کے زمانہ تہذیب و شایستگي سے جب ہم اپنے زمانہ حکومت کي تاریخ کو ملاتے ہیں تو بلا شبہہ افسوس و ندامت ہوتي ہی، چند مغلیہ خاندان کے شہنشاہ گذرے ہیں جیسے اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، جنکا فخریہ ہم نام لے سکتے ہیں لیکن جب تہ سخن کو پہونچو تو وہاں بہي بجز ندامت کے اور کچھہ ہاتھہ نہیں آتا، بہرحال پچھلا زمانہ جیسا تہا اچھا یا بُرا گذر گیا — حال کے زمانہ میں قومي عزت صرف اسي امر پر منحصر ہی کہ ملک کي حکومت میں ہمارا بہي حصہ ہو *

انگریزي عملداري کو کئي قرن گذرگئے ہماري جتني نسلیں اب موجود ہیں اُنہوں نے بجز انگریزي عملداري کے اَوْر کچھہ نہیں دیکہا، ہمارے وہ باپ و دادا بہي نہیں رہے جو اگلے

زمانه كي باتیں بطور افسانه کے کہا کرتے تھے ' پس همکو اپني بهتري کے لیئے جو کچهه نظر ڈالني چاهیئے وہ انگریزي هي عملداري کے حالات اور واقعات پر نظر ڈالني هی اور پچھلے زمانه کے واقعات اور موجودہ زمانه کے حالات اور آیندہ زمانه کے توقعات پر نظر ڈالکر همکو سوچنا هی که همکو اپنے اور اپني اولاد کے لیئے بلحاظ دنیوي عزت و حاجات کے کیا کرنا لازم هی *

سب سے مقدم امر یهه هی که آپس میں حاکم و محکوم یا فاتح و مفتوح قوم كي طمانیت هو یعني حاکم کو اپنے محکوم پر بلحاظ أسكي وفاداري کے طمانیت هو اور محکوم کو حاکم پر بلحاظ اپني بهتري و بهلائي کے بهروسا هو ' اگر اِن دونوں باتوں میں سے کسي میں نقص هی تو کسي بهلائي یا توقیر و عزت كي توقع رکهنا ایک فعل عبث هی — یهه دونوں باتیں اگرچه دو طرف منسوب معلوم هوتي هیں یعني ایک حاکم كي طرف اور ایک محکوم كي طرف مگر درحقیقت صرف محکوم هي کے افعال و اطوار پر منحصر هیں ' کیونکه خود محکوم کا یهه کام هی که اپنا طور طریقه اور دلي ارادہ اور سچّي نیت اس طرح پر قایم رکهے جس سے حاکم کو أسكي وفاداري پر طمانیت هو ' اس سے ثابت هوتا هی که حاکم کو وفاداري پر مطمئن کرنا بهي درحقیقت محکوم کا کام هی ' هم مسلمان کم سے کم دو پشت سے انگریزي عملداري میں زندگي بسر کرتے هیں جان کا مال کا امن همکو حاصل هی' مذهبي آزادي همکو حاصل هی' کسي قسم كي تجارت ترقي مال و دولت كي همکو روک نهیں ' کسي قسم کا علم حاصل کرنے سے همکو کوئي مانع نهیں هی — پس همارا فرض هی که هم نهایت دلي خیر خواہ اور وفادار اپني گورنمنت کے هوں اور نه زبان سے اور مکرآمیز باتوں اور طریقوں سے جو محض بےاثر اور بےسود هوتے هیں' بلکه سچے دل اور سچے ایمان سے اپنے حاکموں کو اپني وفاداري پر مطمئن کریں' میرا یهه مقصد نهیں هی که هماري گورنمنت مسلمانوں كي وفاداري پر مطمئن نهیں ' هی بلکه میرا مطلب یهه هی که هر شخص خود اپنے دلکو ٹٹولے اور ایمانداري سے دیکهے که أسکا دل گورنمنت كي جانب کیسا هی اور أسي پر اسبات کا که گورنمنت کو أسكي وفاداري پر کسقدر طمانیت هی اندازہ کرلے — میں قبول کرتا هوں که بعضي دفعه لوگوں کو بعض انگریزوں یا انگریزي حکام کے هاتهه سے ناواجب رنج پهونچتے هیں ' اور أنکا دل گورنمنت سے رنجیدہ هوتا هی ' اور أنکا خیال جاتا هی که بسبب زور حکومت ایسا هوا ' میں ایسي حالت میں بلا شبهه اپنے هموطنوں کے ساتهه همدردي کرتا هوں مگر یهه بهي سمجهاتا هوں ' که درحقیقت یهه بهي همارا تصور هی همنے اپني حالت بسبب نا تربیت ونالایق هونے کے ایسي کر رکهي هی جو بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے هیں' با اینهمه جهاں تک که ممکن هی گورنمنت أس سے چشمپوشي نهیں کرتي ' پس نهایت نا انصافي هی که کسي نالایق شخص كي نالایق حرکت سے گورنمنت كي جانب سے جو محض بےقصور هی اپنے دل میں کوئي رنج پیدا کریں *

هاں يهه بات سچ هی که همکو اپنے ملک کي حکومت ميں بهت کم حصه هی' اور جو که ميں اسبات کو تسليم کرتا هوں که هماري قوم اور هندوستان کے تمام باشندے گورنمنٹ کے وفادار هيں' اور يهه بهي تسليم کرتا هوں که گورنمنٹ کو اُنکي وفاداري پر طمانيت هی' اِس لئے اِس شکايت کو واجب قرار ديکر يهه ثابت کرنا چاهتا هوں که يهه شکايت بهت کچهه رفع هوتي جاتي هی اور جسقدر باقي هی وه کسکے قصور سے هی ايا همارے ياگورنمنٹ کے *

ابتدائے زمانه پر خيال کرو که جب کوئي هندوستاني کسي معزز عهده پر نه تها سنه۱۸۲۳ع ميں قاضيوں کو کچهه اختيار حکومت ديواني کے ذليل مقدمات کے فيصله کے ديئے گئے تهے اور کمشنروں کے لقب سے ملقب تهے پهر سنه ۱۸۳۲ع و سنه ۱۸۳۳ع ميں لارڈ وليم کونڈش بينٹنگ نے هندوستانيوں کو ترقي دي جسکا زمانه هندوستان کي تاريخ ميں گولڈن ايج کے نام سے ياد رهيگا ' شايد اُنکي قوم کے لوگ اُن سے کچهه ناراض هوئے هوں کيونکه اُنهوں نے هندوستانيوں کے حق ميں کچهه انصاف کيا تها ' مگر هندوستاني هميشه اُنکو ياد رکهينگے عهده منصفي و صدراميني اور صدرالصدوري اور ڈپٹي کلکٹري جو هندوستانيوں کے لئے معراج تهے اُنهي کے وقت ميں ايجاد هوئے تهے پهر سنه ۱۸۵۹ع ميں آنريبل ايست انڈيا کمپني کا خاتمه هوا اور شاهي حکومت نے هندوستان پر سايه ڈالا پهلا حق جو هندوستانيوں کو حاصل هوا وه يهه تها که اُنکو بهي لندن ميں امتحان دينے اور سول سروس کے درجه ميں داخل هونے کا ايسا هي استحقاق حاصل هوا جيسا که يوروپين کو تها ' يهه قاعده صرف براے نام هي نهيں تها بلکه هندوستان کي تربيت‌يافته اور اولوالعزم قوم نے ' نه متعصب و ناتربيت‌يافته مسلمانوں نے ' اِس ميں کاميابي حاصل کي اور ايک درجن کے قريب هندوستاني سول سروس ميں داخل هوئے ' هائي کورٹ ميں بهي هندوستانيوں کو جگهه ملي اوربعض هندوستانيوں نے اُس عهده ميں بهي جيسيکه مسٹر جسٹس متر نے نهايت نام آوري پيدا کي' گورنمنٹ کي کونسل ميں بهي هندوستانيوں نے جگهه پائي مگر جتنے هوئے يا هيں ايک کا نام تو بتاؤ که درحقيقت اُس عهده کے لائق تها *

بڑي شکايت يهه تهي که سول سروس کا امتحان ولايت ميں هی اور نهايت چهوٹي عمر ميں امتحان دينا هوتا هی هندوستان سے لوگوں کا وهاں جانا کيا بلحاظ سفر دور و دراز اور کيا بلحاظ ذات اور کيا بلحاظ اخراجات نهايت مشکل و قريب ناممکن کے هی مگر اس زمانه ميں هز اکسلنسي لارڈ لٹن نے اُن مشکلات کو بهي حل کرديا اور اپنے اشتهار مورخه ۲۲ اگست سنه ۱۸۷۹ع ميں اسي ملک ميں بلا امتحان سول سروس ميں نامزد کرنے کا حکم جاري کرديا اور اب گورنمنٹ اُنکو سول سروس ميں داخل کرنے کو آماده و موجود هی ليکن ظاهرا معلوم هوتا هی که جو لوگ اُس ميں داخل هوں اُن ميں يهه باتيں هوني چاهيئيں *

۱ — خانداني اور ذي عزت اور معتبر اشخاص ہوں جنکي اور جنکے خاندان کي خود اُنکے اہل وطن عزت کرتے ہوں —

۲ — اُنکي عمر بھي ایک مناسب حد کي یعني پچیس برس تک کي ہو —

۳ — انگریزي زبان اور انگریزي علوم مروجہ بخوبي پڑھے ہوئے ہوں اور کافي لیاقت اُس زبان میں حاصل ہو جس میں اُن کو کام کرنا پڑیگا —

۴ — سول سروس کے امتحان کو جانے دو باقي قانوني امتحان جو ہندوستان میں ہوتے ہیں اُن میں کامیاب ہونے اور قانون کے مطالب سمجھنے اور مقدمات کے فیصل کرنے کي اُن میں لیاقت ہو —

اب ہم اپني قوم کے بزرگوں سے پوچھتے ہیں کہ کس مسلمان خاندان میں اس لیاقت کے اشخاص موجود ہیں میں تو پنجاب سے لیکر کلکتہ تک نگاہ کرتا ہوں کسي مسلمان خاندان میں ایک شخص بھي ایسا نہیں پاتا جو اس عزت کے حاصل کرنے اور اپنے ملک کي حکومت میں حصہ لینے کے لایق ہو پس مسلمانوں کي قسمت میں بجز اسکے کہ ذلیل رہو ذلیل رہو و ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ کے مصداق بنو اور اپنے تعصب یا مغوي مولویوں کے تعصب کي لعنت میں گرفتار رہو اور کیا لکھا ہوا ہی ہم یہہ باتیں نہایت دلسوزي سے کرتے ہیں اور اُنکو جگاتے ہیں کہ اُٹھو اور ہوشیار ہو وقت جاتا ہی اب بھي کچھہ نہیں گیا پھر اس سے بھي زیادہ پچھتاؤگے اُس وقت رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور کچھہ نہیں ٭

اے عزیز ہموطنوں تمپر ضرور ہی کہ اپني اولاد کي بدبختي کو جو تمہارے ہی سبب سے اُن پر ہونے والي ہی غور سے دیکھو اور اُس وقت سے پہلے کہ وہ لا علاج ہوجاوے اُسکا علاج کرو — اے دولتمند مسلمانوں تم یہہ مت سمجھو کہ یہہ تمہاري دولت بدستور تمہاري اولاد تک بھي رہیگي پچھلے خاندانوں کو دیکھو جو تم سے بھي زیادہ دولت چھوڑ گئے تھے اور اُنکي اولاد نان شبینہ کو محتاج ہی — اے تعلقدار رئیسوں یہہ مت سمجھو کہ جسطرح تم دس بیس پچاس گانؤں کے تعلقدار بنے ہوئے ہو اور اپني چوپال یا گڑھي میں بیٹھے ہوئے نواب صاحب اور خانصاحب اور میرجي کہلاتے ہو تمہاري اولاد بھي ایسي ہي ہوگي اگر تمہارے علاقے تمہاري اولاد برباد بھي نکرے تو تمہاري ہڈیاں تمہاري قبروں میں گلنے بھي نہ پاوینگي اور تمہاري آنکھیں تمہارے حدقہ چشم میں نگراں ہي ہونگي کہ تمہارے علاقے تمہاري ہي اولاد میں تقسیم در تقسیم ہونے اور تمہاري اولاد کي نالایقي سے نیلام رہن ہونے سے تمہاري اولاد کي وہ حالت ہو جاویگي جسکو دیکھکر تمہاري روح کو بہشت بھي دوزخ سے بدتر ہو جاویگي پس میري دلسوز نصیحتوں پر غور کرو اور اپني اولاد کي تعلیم و تربیت پر متوجہ ہو ٭

سن لو جب تک خود ہماری قوم اپنی اولاد کے لیئے ایک نہایت عالیشان گھر نہ بناویگی جس میں وہ اپنی اولاد کو بھیجدے جہاں اُنکے رہنے کہانے تعلیم و تربیت کا کافی اعلی درجہ تک بندوبست نہو اُس وقت تک اُنکی اولاد کا تعلیم و تربیت پانا محالات سے ہی — اے میری قوم کے کمبخت لوگوں سمجھو میری بات کو مانو تعصب کو چھوڑو اور ان خود غرض شکم بندہ مولویوں کے اغوا میں مت آؤ انہی خیالات سے اور انہی دور اندیشیوں سے اور اِس قومی ہمدردی سے مدرسۃالعلوم قایم کیا ہی سب متفق ہو اور اپنی اولاد کے اُس گہر کو پورا کرو اگر تم اس وقت دل سے متوجہہ ہوگے اور کمائی کوشش کروگے تب بھی دس برس کا عرصہ چاہیئے کہ تمہاری اولاد اس قابل ہو کہ اپنی عزت سنبھال سکے — کیا تم حقیقت میں اوچھالے ہوئے پتہر ہو کہ بغیر زمین پر گرے سنبھل ہی نہیں سکنے کے کیا درحقیقت خدا نے مسلمانوں کی قسمت میں ذلت و ادبار لکھدیا ہی کہ اپنی بھلائی کی کوئی بات نہیں سننے کے کیا قرآن مجید میں صم بکم عمي فهم لايرجعون تمہارے ہی حق میں نازل ہوا ہی — اگرچہ بہتوں کو تمہاری طرف سے نا اُمیدی ہی اور میں بھی اُن ہی کے ہمزبان ہوں لیکن پھر بھی دل نہیں مانتا اور بےاختیار وہ باتیں کہتا ہوں جنکو خود بےسود سمجھتا ہوں صرف اس توقع پر کہ شاید تم سمجھو اپنی بھلائی کو سوچو ورنہ کسی شاعر کا یہہ قول تو متحقق ہی جس میں کسیکو کلام نہیں ؀

باآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

راقــــم
سید احمد

انسان کا عجیب کشمکش میں ہونا

انسان جیسیکہ ایک اعلی اور برتر ہستی ہی ویسی ہی ایسی کشمکشوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہی جسکے دیکھنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں — عالم بےخبری سے قدم باہر نکالتے ہی ایک غول کے غول اُسکی جان کے لیئے آموجود ہوتے ہیں — وقت — زمانہ — مصلحت — مذہب — دستورات — رسم و رواج — کانشنس — نیچر — توہمات دنیا کے عجائبات کوئی کچھہ کہتا ہی کوئی کچھہ وقت کہتا ہی میری ہی قدر شناسی سے دین دنیا کی کامیابی ہی — زمانہ پکارتا ہی مجھکو چھوڑا اور کسیکے نہوئے — مصلحت چلاتی ہی مصلحت اِس میں ہی کہ مجھکو پہچانو — مذہب کہتا ہی خیر دو چار روز جو جی چاہے کرلو انجام میں مجھی سے کام پڑتا ہی — رسم و رواج بولتا ہی میری برکتوں

کو تمهاري سوسئيٹي اور خاندان نے مدت دراز سے تسلیم کیا هی — کانشنس آواز دیتا هی کهوٹے کهرے کي پہچان میرے هي ذریعہ سے کرنا ورنہ پچهتاؤگے — نیچر پکارتا هی کہ تمام نفع مجهي میں هی مجهکو نجانا تو کچهہ نجانا — توهمات کہتے هیں کہ تمهارے مصالح میں عقل کو کیا دخل هی اگر اپني بهتري چاهتے هو تو عقل کو طاق پر دهر دو اور همکو رهنما بناؤ — دنیا کے عجائبات فرماتے هیں جو کچهہ هیں هم هي هیں دگر هیچ — هنوز اِن سے چهٹکارا نہوا تها کہ دنیا معہ اپني تمام دلفریب سہیلیوں کے آ حاضر هوئي اور عجیب عجیب کرشموں سے اس بیچارہ کا دامن دل پکڑنا شروع کیا — دن کي گرمي بازار رات کا سنسار عالم — جاڑے کي جانفزا سردي — گرمي کي خوشنما گرمي — برسات کا چهم چهم برسنا سبزوں کي دلربائي — پہاڑوں کي خوشنمائي — دریاؤں کي روح‌افزا موجیں ان سب نے اپنے اپنے رنگ و روپ دکهاکر ایک عجیب کیفیت دل پر پیدا کي — یاروں کے جلسے — حسینوں کا حسن — نعماے دنیوي کے مزے نے تو اِس مصیبت‌زدہ کو تو اپنا هي مملوک بنانا چاها ٭

یہہ بیچارہ اِن سب کا هجوم اور شور و غوغا دیکهکر اگر ایسا هي صبر و استقلال کا پکا اور سمجهہ بوجهہ کا پورا هی تو خیر ورنہ دم بخود هوجاتا هی — نہ اسکے منہہ سے کچهہ نکلتا هی نہ اسکا قدم آگے بڑهتا هی صرف زبان حال سے یہہ کہتا هی نہ یاراے گفتار نہ طاقت رفتار ایک کي سنتا هی دوسرا خفا هوتا هی ایک کو پکڑتا هی دوسرا هاتهہ سے جاتا هی — ایک سے ملتا هی دوسرا چهٹتا هی کہیں رسم و رواج کي بیڑي میں پیر ڈالدیا اور اُس میں کام تمام هوگیا کہیں باپ دادا کے دستورات میں پهنس گیا اور اُسي کا هوگیا — کہیں مذهب هي کا هورها — کہیں عجائب پرستي هي میں گذران ڈالي — کہیں گلشن کي سیر میں بسر هوگئي — کہیں صحرا گردي میں تمام هوگئي — کہیں یاروں هي کے هو لیئے — کہیں جلسوں هي میں مر مٹے — کہیں شعر و شاعري هي میں گذران دي — کہیں قصہ کہانیوں هي میں بسر کردي — کہیں نمود و شهرت هي کي هوس میں تمام هوگئے — کہیں شادي بیاہ کے ڈهکوسلوں هي میں ختم هوگئے ٭

(نوجوان) اگر استقلال کا پکا هی اور سمجهہ بوجهہ کا پورا تو نهایت جوانمردي سے اِس کشمکش اور معرکہ عظیم کا مقابلہ کرتا هی اور بالاخر سبهوں پر غالب آتا هی — اُس جوان کا اعلی اُصول یہہ هی سبهوں کي سنتا هی لیکن اپني کرتا هي — سبهوں کو دوست بناتا هی لیکن وهیں تک کہ اُنکي دوستي سے نقصان نہو — سبهوں کو رفیق گردانتا هی لیکن وهیں تک کہ اُنکي رفاقت سے اُسکا اصلي مقصد فوت نہو — یہہ مستقل — جوانمرد — الوالعزم سبهوں سے کچهہ عجیب طور سے تعلق رکهتا هی — سبهوں میں رهتا هی بر وقت سبهوں سے الگ هر ایک سے سروکار رکهتا هی اور پهر سب سے جدا وقت کي قدر شناسي کرتا هی —

اُس میں عبادت کے طریقے ایسے عمدہ ہوں جن میں مشقت کم اور فائدہ بہت ہو اُسکے اُصول ایسے جامع ہوں کہ ایک ایک نیکي میں بہت بہت نیکیاں مندرج ہوں ۔ اُس میں کوئي بندش ایسي نہو جس سے انسان کو اپني واجبي آزادي سے دستبردار ہونا پڑے اُس میں کوئي مزاحمت ایسي نہو جس سے انسان پر ترقي کي راہیں مسدود ہوجائیں اور وہ خلافت رحماني کا منصب حاصل کرنے سے محروم رہ جاے اور جس خوان یغما سے اُسکے بني نوع بہرہمند ہیں اُس میں اُنکا شریک نہوسکے جیسے ایک پرتل گھوڑا جو اپنے ہمجنسوں کو جنگل میں آزاد اور بےقید چرتا اور کلول کرتا دیکھتا ہی مگر خود اپنے مالک کے بس میں ایسا مجبور و ناچار ہی کہ اُنکو حسرت بھري نگاہ سے دیکھتا ہی پر ہات پانوں نہیں ہلا سکتا اور بوجھہ میں لدا ہوا چُپ چاپ چلا جاتا ہی #

دین اسلام بھي جب اُسکي اصل ماہیت پر نظر کي جاتي ہی تو ایسا ہي پاک دین معلوم ہوتا ہی جو انسان کي آزادي کو قایم رکھتا ہی اور اُسکو کسي دشوار بات کے ماننے پر مجبور نہیں کرتا ۔ نہ اُس میں تثلیث اور کفارہ جیسي کوئي انوکھي بات تسلیم کرني پڑتي ہی ' نہ رہبانیت جیسي کوئي سخت مشقت اُٹھانے کي ضرورت ہی ۔ خدا تعالی نے اِس دین کے آسان ہونے کو اپنے کلام پاک میں طرح طرح سے جتایا ہی وہ فرماتا ہی کہ

" خدا تمہارے ساتھہ آساني چاہتا ہی دشواري نہیں چاہتا ۔ خدا کسیکو اُسکي طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔ خدا نے دین میں تم پر کسیطرح کي تنگي نہیں کي " ہمارے هادي اور رہنما نے بھي اِس ضروري بات کو طرح طرح سے امت کے خاطرنشین کیا ہی اُسنے کہا ہی کہ " یہہ دین آسان ہی اور جو کوئي اِس دین میں سختي اختیار کریگا وہ آخر کو عاجز اور درماندہ ہوگا (یعني اعمال شاقہ سے تھک کر ضروري فرایض بھي ترک کرنے لگیگا) یہہ بھي فرمایا کہ " میں وہ شریعت لایا ہوں جو آسان اور روشن ہی " یہہ بھي کہا کہ " وہ اعمال اختیار کرو جنکے متحمل ہوسکو یہہ بھي ارشاد کیا کہ (اے اسلام والو) " تم سہل‌گیر بھیجے گئے ہو نہ سخت‌گیر " اُسنے نجات کا مدار صرف ایک نیکي یعني توحید پر رکھا جو تمام

یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ) لا یکلف الله نفساً الا وسعہا (بقرہ) ماجعل علیکم فی الدین من حرج (الحج).

ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ (بخاري).

بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ البیضاء (بخاري).

خذوا من الاعمال ما تطیقون

انما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین.

نیکیوں کا سرچشمہ ہی اور یہہ کہا کہ من شہد ان لا الہ الا الله صادقاً بہا دخل الجنۃ ۔ اُسنے استحقاق رحمت سے صرف ایک بدي یعني شرک کو مستثنی کیا جو تمام بدیوں کي جڑ

هی اور یهه کها که من مات لایشرک بالله شیأً حرمه‌الله علی‌النار . تعصب جو که انسان کی ترقی کا سخت مانع هی أسکے ناگوار بوجهه سے اسلام طرح طرح سے سبکدوش کیا گیا . مسلمانوں کو اجازت دی گئی که " اگر تم امم سالفه کا علم نهیں رکهتے تو اهل کتاب سے پوچهه لو "

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون .

زید بن ثابت کو سریانی سیکهنے کے لیئے ارشاد هوا . بنی اسرائیل سے روایت کرنیکی صاف صاف اجازت دی گئی . هر مسلمان کو آگاه کیا گیا که دانشمندی کی بات مومن کی گمشده پونجی هی پس جهاں کهیں أسکو ملے وه أسکا زیاده حق‌دار هی یهه بهی صاف صاف ارشاد هوا که " جسنے لوگوں کو تعصب کی طرف بلایا ' یا تعصب کی حالت میں مرا ' یا تعصب کی بِنا پر لڑا وه هم میں سے نهیں هی " اهل کتاب کا

من دعا الی عصبیة فلیس منا و من مات علی عصبیة فلیس منا و من قاتل علی عصبیة فلیس منا .

کهانا مسلمانوں کے لیئے اور مسلمانوں کا کهانا اهل کتاب کے لیئے حلال کیا گیا . یهه بهی جتایا گیا که " جس باب میں کوئی نص صریح نهو اُس میں موافقت اهل کتاب کی پسندیده هی " لونڈی غلاموں کی اسقدر حمایت کی گئی که وه حقیقة یا حکماً همیشه کے لیئے آزاد کیئے گئے راے انسانی کو یهاں تک آزادی حاصل

کان یحب موافقة اهل الکتاب فیمالم یؤمرفیه بشیٔ (شمائل ترمذی) .

هوئی که نبی کے اُس حکم کی نسبت جو وه اپنی راے سے دے لوگوں کو ماننے نه ماننے کا اختیار دیا گیا . خود نبی کریم کو یهه حکم هوا که مسلمانوں سے مشوره لیا کرو . سفر اور خوف اور مرض وغیره کی حالت میں عبادات مفروضه میں طرح طرح کی آسانیاں کی گئیں . یهه بهی اجازت دی گئی که اگر کهیں قبله کی سمت متحقق نهو تو اٹکل سے کوئی سی سمت مقرر کرکے أسی طرف نماز پڑه لو . اگر چاند نظر نه آئے تو تیس روزے رکهکر رمضان کو ختم کردو . اگر پانی نملے تو تیمم کرلو . اگر کپڑا نهو تو ننگے بدن نماز پڑه لو . الغرض اِس پاک دین میں جب تک وه اپنی اصلیت پر برقرار رها کوئی چیز انسان کی واجبی أمنگ اور خوشی اور آزادی کی روکنے والی نه تهی . مگر افسوس هی که وقتاً بعد وقت اور حیناً بعد حین اُس پر حاشیے چڑهنے شروع هوئے اور رفته رفته أنکی کثرت اِس درجے کو پهنچی که متن اور حاشیوں میں تمیز کرنی دشوار هوگئی بلکه وه متن متین بالکل نظروں سے غایب هوگیا .

پهلا حاشیه جو اِس ملت بیضا پر چڑهایا گیا وه یهه تها که جو باتیں رسول خدا نے محض اصلاح معاش کے لیئے تعلیم فرمائی تهیں اور جنکا مدار صرف مصالح دنیوی پر تها وه بهی شریعت میں داخل کی گئیں ' اور أنکو بهی ضروریات دین سے سمجها گیا . حالانکه یهه ایک صریح مغالطه تها جسکو خود رسول کریم نے اپنی زندگی میں حل کردیا تها .

اصل یہہ ھی کہ جس قوم میں رسول خدا (صلعم) مبعوث ہوئے تھےأسکي اندروني اور بیروني دونوں حالتیں زمانہ جاھلیت کي امتداد سے معالجہ اور اصلاح کي محتاج تھیں . جسطرح أنکے عقاید اور اخلاق بگڑ گئے تھے اسیطرح أنکا طریق تمدن اور طرز معاشرت بہي حالت میں تھا . وہ جیسے مبدا و معاد سے غافل تھے ویسے ھي کھانے پینے اور پہننے کے آداب سے ناواقف تھے . أنکي مجلسیں تہذیب سے معرّا تھیں . أنکے معاملات وحشیانہ تھے . أنکا طریق معاش بےڈھنگا تھا . پس أس دین کے ھادي اور دنیا کے رھبر نے جیسا اپنے منصبي فرایض یعني تبلیغ احکام الهي کو ضروري سمجھا اور أنکو مبدا و معاد کي حقیقت سے آگاہ کیا اور أنکے عقاید باطلہ اور اخلاق رذیلہ کي اصلاح فرمائي اسیطرح وقت نوعیت اور قومي همدردي کے مقتضی سے أنکے طریق معاش کو بھي درست کیا . أنکي مجلسوں میں تہذیب پھیلائي . لباس اور طعام کے آداب سکھائے . نشست و برخاست کے قاعدے بتائے . سلام مصافحہ معانقہ تہنیت تعزیت مہماني ضیافت بیاہ شادي لین دین سفر اقامت کھیتي تجارت حفظ صحت دوا دارو غرض کہ جملہ أمور دنیوي کے أصول تعلیم فرمائے . مگر أسیقدر جتنے کہ أس زمانہ اور أس ملک کے مناسب تھے . إن دونوں میں سے پہلي تعلیم آپ کا منصبي فرض تھا جسکے لیئے آپ مبعوث هوئے تھے اور جسکي نسبت کلام الهي میں آپ کو یہہ ارشاد ھوا کہ یا ایہاالرّسول بلغ ما انزل الیک من ربک اور أمت کو یہہ حکم ھوا کہ ما اتاکم الرّسول فخذوہ و مانھاکم عنہ فانتھوا . إسکا نام شریعت رکھا گیا اور إسیکي مخالفت پر ضلالت کا اطلاق کیا گیا . دوسري تعلیم جو کہ معاش سے علاقہ رکھتي تھي وہ آپ کے منصبي فرض سے بالکل علحدہ تھي . نہ أسکي تعمیل أمت پر فرض کي گئي اور نہ أسکے خلاف عملدرآمد کرنے کي ممانعت ھوئي ' اور اسي تعلیم کي نسبت آنحضرت نے یہہ ارشاد فرمایا کہ انما انابشر اذا امرتکم بشيء من دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم بشيء من رائي فانما انابشر .

حضرت شاہ ولي الله محدث دھلوي (قدس سرہ) نے اپني کتاب حجةالله البالغہ کي ساتویں مبحث میں اسباب کا بیان کیا ھی کہ احکام شرعیہ کو احادیث نبوي سے کیونکر استنباط کرنا چاھیئے اور إس مبحث کے پہلے باب میں احادیث نبوي کو دو قسموں پر تقسیم کیا ھی . ایک وہ قسم جو تبلیغ رسالت سے متعلق ھی اور جسکي نسبت کتاب الله میں یہہ ارشاد ھوا ھی کہ مااتاکم الرّسول فخذوہ و مانھاکم عنہ فانتھوا (جس بات کا رسول تمکو حکم دے أسے مان لو اور جس بات سے وہ تمکو روکے أس سے باز رھو) . اس قسم کو علم آخرت اور علم عجائب ملکوت اور علم شرایع و احکام اور علم اخلاق و فضایل اعمال میں منحصر کیا ھی . پھر لکھا ھی کہ اسي قسم سے هماري غرض متعلق ھی اور اسي کو هم اس مبحث میں بیان کرینگے (یعني جو باتیں دنیوي تعلیم سے علاقہ رکھتي ھیں وہ إس کتاب کے مباحث سے خارج ھیں) . پھر وہ لکھتے ھیں کہ دوسري قسم وہ ھی جو تبلیغ رسالت سے

تعلق نہیں رکھتي اور جسکي نسبت آپ نے فرمایا هی که میں صرف ایک آدمي هوں جب میں تمکو تمهارے دین کي کوئي بات بتاؤں تو اُسکو مان لو اور جب اپني راے سے کوئي بات کہوں تو (یهه جان لو که) میں صرف ایک آدمي هوں اور نیز قصه † تابیر نخل میں اِسي طرف اشاره فرمایا هی که میںنے ایک راے لگائي تهي سو تم مجهه سے اُس راے کي بابت مواخذه نه کرو لیکن جب میں کوئي بات خدا کي طرف سے کہوں تو اُسے مان لو کیونکه میں خدا پر جهوٹ نہیں باندهتا اِسکے بعد شاه صاحب نے دوسري قسم میں بہت سے ابواب داخل کیئے هیں ازانجمله وه بےشمار حدیثیں جو طب سے علاقه رکهتي هیں یا جو آپ نے اپنے ذاتي تجربه کي روسے ارشاد فرمائي هیں جیسے حدیث علیکم بالادهم الاقرح (یعني جس مشکي گهوڑے کي پیشاني پر سفید دهبا هو اُسے ڈهونڈکر لیا کرو) ازانجمله وه افعال جو آپ نے عبادت کي نظر سے نہیں بلکه عادت کي راه سے یا قصداً نہیں بلکه اتفاقاً کیئے هیں . ازانجمله وه اُمور جنکا ذکر آپ بهي اُسیطور پر کرتے تهے جسطرح آپ کي قوم کرتي تهي جیسے حدیث ام ذرع اور حدیث خرافه . ازانجمله وه حدیثیں جو خاص کسي وقت کي مصلحت کے لحاظ سے ارشاد هوئي هیں نه یهه که تمام اُمت کے لیئے همیشه کے واسطے ضروري هیں . اور اِس اخیر باب کي نسبت شاه صاحب لکهتے هیں که اِس پر بہت سے احکام محمول کیئے گئے هیں انتهی ملخصاً .

صحابه کرام بهي جیساکه صحیح روایتوں سے ثابت هی احادیث نبوي کي نسبت ایسا هي اعتقاد رکهتے تهے جیساکه شاه صاحب نے بیان کیا هی اور آپ کي تمام تعلیمات کو تبلیغ رسالت سے متعلق نہیں جانتے تهے ایک بار کچهه لوگ زید بن ثابت رض کے پاس حدیث سننے کو آئے اُنہوں نے پہلے اس سے که اُنکے سامنے کچهه حدیثیں بیان کریں یهه کہا که میں آنحضرت کے همسایه میں رهتا تها سو جب آپ پر وحي نازل هوتي تهي آپ مجهے بلا بهیجتے تهے میں حاضر هوکر وحي لکهتا تها . پهر جب هم دنیا کي باتیں کرتے تهے تو آپ بهي همارے ساتهه ویسي هي باتیں کرنے لگتے تهے . اور جب هم آخرت کا ذکر کرتے تهے تو آپ بهي همارے ساتهه آخرت هي کا ذکر کرنے لگتے تهے . اور جب هم کهانے کا ذکر کرتے تهے تو آپ

---

† کهجوروں میں ایک درخت نر هوتا هی اور ایک ماده . نر کے پهول ماده پر جهاڑنیکو تابیر کہتے هیں . مسلم نے یهه قصه رافع بن خدیج سے اِس طرح پر نقل کیا هی که جب آنحضرت مدینه میں آئے تو اهل مدینه کو تابیر کرتے هوئے دیکها . پوچها کیا کرتے هو . لوگوں نے عرض کیا که هم اسیطرح کرتے رهے هیں آپ نے فرمایا شاید اگر تم نه کرو تو بہتر هو . اُنہوں نے چهوڑ دیا . اُس سال پهل کم آیا . اُنہوں نے آپ سے ذکر کیا . آپ نے فرمایا انما انا بشر الخ اور بعض روایتوں میں یهه هی که آپ نے یهه کہا انما ظننت ظناً ولا تواخذوني بالظن ولکن اذا حدثتکم عن الله شیأ فخذوا به فاني لم اکذب علی الله — شاه ولي الله نے یہي روایت نقل کي هی —

بھی ویسا ھی ذکر کرنے لگتے تھے . سو میں اِن سب باتوں کو بطور حدیث نبوی کے تمھارے سامنے بیان کرونگا (حجۃاللہ) اس روایت سے صاف معلوم ھوتا ھے کہ زید بن ثابت اُن لوگوں کو یہہ جتانا چاھتے تھے کہ میں بہت سی حدیثیں تمھارے سامنے ایسی بیان کرونگا جو امر دین سے علاقہ نہیں رکھتیں .

مسلم اور ترمذی میں ابن عمر اور جابر سے روایت ھی کہ آنحضرت نے طواف میں رمل † کیا اور اب تک اسیکے موافق عملدرآمد ھی مگر حضرت عمر کے عہد خلافت میں جب حج کا موسم آیا تو اُنھوں نے طواف میں رمل کرنے سے منع کیا اور یہہ کہا کہ مالنا و للرمل کنا نترا یا بہ قوما قد اھلکھم اللہ (یعنی جس قوم کے دکھانے کو ھم رمل کرتے تھے اُسکو خدا نے ھلاک کیا) (حجۃاللہ) .

ابوداؤد میں ابوالطفیل سے روایت ھی کہ مینے ابن عباس سے پوچھا کہ لوگ کہتے ھیں کہ آنحضرت نے رمل کیا اور یہہ سنت ھی . ابن عباس نے جواب دیا کہ اِس میں کچھہ صحیح ھی کچھہ غلط ھی . مینے کہا صحیح کیا ھی اور غلط کیا ھی . کہا رمل کرنا آنحضرت کا تو صحیح ھی مگر اُسکو سنت جاننا غلطی ھی .

اِن دونوں روایتوں سے ظاھر ھی کہ حضرت عمر رض رمل کے حکم کو مصالح دنیوی سے جانتے تھے اور عبداللہ ابن عباس رض آنحضرت کے ھر فعل کو سنت یا دین نہیں سمجھتے تھے . اِسکے سوا اَوْر اکثر حدیثیں اسی مطلب پر دلالت کرتی ھیں طول کے خوف سے یہاں نقل نہیں کی گئیں .

غرض اِس میں شک نہیں کہ ایک بہت بڑا حصہ احادیث نبوی کا ایسا تھا جو تبلیغ رسالت سے کچھہ علاقہ نہ رکھتا تھا مگر غلطی سے وہ بھی اُس میں داخل سمجھا گیا اور جو طریقہ تمدن اور معاشرت کا اب سے تیرہ سو برس پہلے خاص عرب کو اُس زمانہ اور اُس ملک کی ضرورتوں کے موافق تعلیم کیا گیا تھا وہ ھر ملک اور ھر قوم کے لیئے الی یوم القیمہ واجب العمل اور واجب الاذعان ٹھہرایا گیا یہاں تک کہ جسطرح نماز روزہ حج زکوۃ کے مسائل میں علما کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت تھی اُسیطرح اِن باتوں کے دریافت کرنے کی بھی حاجت ھوئی کہ کھانا کس وضع پر کھائیں . لباس کیسا پہنیں . جوتا ٹھنڈا پہنیں یا نوکدار . ٹوپی ھلکی پہنیں یا بھاری . برتن چینی کے برتیں یا تانبے کے . غیر قوموں کے علوم پڑھیں یا نہ پڑھیں . غیر زبانوں میں سے کونسی زبان سیکھیں اور کونسی

---

† رمل بازو ھلاکر پہلوانوں کی طرح چلنے کو کہتے ھیں . مدینہ کے بخار سے کفار مکہ مہاجرین کی نسبت یہہ خیال کرتے تھے کہ وہ ضعیف و کمزور یا ھلاک ھوجائینگے . اُنکا گمان غلط کرنے کے لیئے آپ نے رمل کا حکم دیا تھا . م

نه سیکهیں . غیر زبانوں کے الفاظ بحسب ضرورت اپنی زبان میں استعمال کریں یا نه کریں . نئی وضع کا مکان جس میں هر موسم کی آسایش هو بنائیں یا نه بنائیں . تنباکو میں گڑ ڈالکر پیئیں یا خشک . چاے میں کچّا دودہ ملاکر پیئیں یا اونٹا هوا . غرضکه انسان کے تمام قواے جسمانی اور نفسانی اور اُسکے تمام حرکات و سکنات اور اُسکے تمام اعضا اور جوارح پر قیدیں اور بندشیں لگائی گئیں ' اور اُسکے لیئے کوئی موقع ایسا نچھوڑا گیا جس میں وہ اپنی بد نصیب عقل سے بھی کچھه کام یا مشورہ لے سکے .

دوسرا حاشیه یهه چڑها که اعمال بدنی اور احکام ظاهری جو که بمنزله قالب کے تھے اُن میں اسقدر تعمق اور تدقیق کی گئی اور اُن پر اسقدر زور دیا گیا که اخلاق فاضله اور ملکات صالحه جو بمنزله روح کے تھے اور جنکے تر و تازہ رکھنے کے لیئے اعمال ظاهری مشروع هوئے تھے اُنکی طرف اصلا توجهه باقی نه رهی اور دنیوی ترقیات جنکے بغیر دین کی شوکت قایم نهیں رہ سکتی مسدود هوگئیں . خدا اور رسول کی نهیں بلکه فقها کی تکلیفات نے عاجز بندوں کو ایسا شکنجه میں کھینچا که اُن میں دنیا کے بڑے بڑے کام کرنے کا دم باقی نه رها .

انبیا کے بعثت کا خاص مقصد انسان کے نفس کی تکمیل اور اُسکے اخلاق کی تهذیب تھی اور اگرچه هر نبی بحسب ظاهر ایک جداگانه شریعت کے ساتھه بھیجا گیا مگر نتیجه تمام شریعتوں کا واحد تها . خدا تعالی قرآن میں فرماتا هی که شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً والذی اوحینا الیک و ما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین ولاتتفرقوا فیه (مقرر کیا تمهارے لیئے وہ دین جو تعلیم کیا تها همنے نوح کو اور جسکی وحی بھیجی همنے تجھکو اور تعلیم کیا ابراهیم اور موسی اور عیسی کو (اور وہ یهه هی) که برپا رکھو دین کو اور اُس میں تفرقه نه ڈالو) . اِس سے معلوم هوا که اُمت محمدیه کو وهی دین تعلیم هوا جو نوح اور ابراهیم اور موسی اور عیسی علیهم السلام کو تعلیم هوا تها . اور آنحضرت نے فرمایا هی که انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (یعنی میں صرف اِس لیئے بھیجا گیا هوں که اخلاق کی خوبیوں کو کمال کے درجه تک پهنچا دوں) . اس آیت اور اِس حدیث کا مضمون ملانے سے یهه نتیجه نکلتا هی که تمام ادیان کا خاص مقصد تهذیب اخلاق انسانی کے سوا اور کوئی شی نه تهی . ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور اُسنے چار بار آپ سے یهه پوچها که دین کیا چیز هی آپ نے هر بار یهی فرمایا که حسن خلق (احیاء العلوم) . فضیل سے روایت هی که ایک عورت کی نسبت آنحضرت کی خدمت میں یهه عرض کیا گیا که وہ همیشه روزے رکھتی هی اور همیشه شب بیدار رهتی هی مگر بدخلق هی' همسایوں کو اپنی بد زبانی سے آزار پهنچاتی هی . آپ نے فرمایا اُس میں کچھه خیر نهیں هی وہ اهل دوزخ میں سے هی (احیاء العلوم) . آپ فرماتے هیں که مسلمان وہ هی جسکی زبان

اور ھاتھ سے لوگ سلامت رھیں اور مہاجر وہ ھی جو بُرائیوں کو چھوڑ دے (بخاري) . ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ اسلام کي کونسي چیز سب سے بہتر ھی فرمایا کھانا کہلانا اور جان پہچان اور اُنجان دونوں سے صاحب سلامت کرني (بخاري) . آپ نے یہہ بھي فرمایا ھی کہ تم میں سے کوئي صاحب ایمان نہوگا جب تک اپنے بھائي کے لئے بھي وھي نچاھے جو اپنے لئے چاھتا ھی .

اِس سے ظاھر ھی کہ وضو اور غسل نماز اور روزہ حج اور زکوۃ اور اسیطرح تمام ظاھري احکام مقصود بالذات نہ تھے بلکہ محض تصفیہ باطن اور معالجہ نفس اور تہذیب اخلاق کے لئے بمنزلہ آلات کے تھے چنانچہ نماز کي نسبت ارشاد ھوا کہ وہ فحشا اور منکر سے باز رکھتي ھی اور روزہ کي نسبت یہہ فرمایا کہ وہ اس لیئے فرض کیئے گئے ھیں کہ تم بُرائیوں سے بچو . اسي واسطے قرون اولی — اور خاصکر قرن اول میں طہارت اور نجاست اور عبادات بدني اور اعمال ظاھري میں اُس مبالغہ اور تشدد کا کہیں نام نہ تھا جو اُسکے بعد عباد و زھاد و فقہا اور صوفیہ میں پیدا ھوا . امام غزالي احیاءالعلوم میں لکھتے ھیں کہ صحابہ کبار کسب معاش اور طلب علم اور اعلاے کلمۃاللہ اور اَور ضروري کاموں میں ایسے مصروف تھے کہ اُنکو اِن باتوں کي اصلا فرصت نہ تھي . وہ ننگے پانوں چلتے تھے . زمین پر نماز پرھتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے . گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کے پسینہ سے پرھیز نکرتے تھے . دل کي پاکي میں بہت کوشش کرتے تھے . ظاھري پاکي پر چنداں التفات نہ کرتے تھے . غیر مذھب والوں کے برتن کا پاني برابر استعمال کرتے تھے . جس برتن میں عام لوگوں کے ھات پڑیں اُس سے نفرت نہ کرتے تھے انتھی .

آنحضرت (صلعم) بھي ظاھري احکام کي چنداں پابندي نفرماتے تھے . اعضاے وضو کو کبھي ایک ایک بار کبھي دو دو بار کبھي تین تین بار دھوتے تھے . کبھي ایک ھي چُلو سے مضمضہ اور استنشاق دونوں کرلیتے تھے . کبھي ایک دو چُلو سے کبھي تین چلو سے . جس زمین پر نماز پڑھتے اُسي پر تیمم کرلیتے اور یہہ فرماتے کہ جہاں نماز کا وقت آجاے وھیں مسلمان کي مسجد ھی اور وھیں اُسکي طہارت ھی . ھمیشہ مقتدیوں کا خیال رکھتے تھے . اگر جماعت میں سے کسي بچّہ کے رونے کي آواز آتي تو نماز جلد ختم کردیتے . اگر نماز میں کوئي بچّہ آپ سے آن لپٹتا اُسے اُٹھاکر کندھے پر بٹھا لیتے . بارھا امام حسین ع سجدہ کي حالت میں آپ کي پشت مبارک پر چڑہ گئے اور آپ نے اُنکے خیال سے سجدہ کو طول دیا . کبھي آپ نماز میں ھوتے تھے اور حضرت عایشہ اپنے حجرہ کي کُنڈي کھٹکھٹاتیں آپ نماز ھي میں جاکر باھر کي کُنڈي کھول دیتے تھے — کبھي آپ سے نماز میں کوئي سلام کرتا آپ نماز ھي میں اشارہ سے اُسکو جواب دیتے — ایک بار بني عبدالمطلب کي دو لڑکیاں لڑتي ھوئي جب آپ کے قریب آئیں تو نماز ھي میں آپ نے دونوں ھاتھوں سے پکڑ کر اُنکو

چھوڑا دیا . کبھی جوتوں سمیت نماز پڑھتے تھے . اور کبھی ننگے پانؤں (سفرالسعادۃ) ابن عباس سے روایت هی که آپ نے ظهر کو عصر کے ساتھه اور مغرب کو عشا کے ساتھه اُس حالت میں جمع کیا که نه سفر تها نه کوئي خطرہ تها نه بارش تهي . لوگوں نے ابن عباس سے پوچها که آپ نے ایسا کیوں کیا . کها اسلیئے که اُمت پر تنگي نرهے (ترمذي) . موسم حج میں ایک شخص نے آکر آپ سے عرض کي که میں نے قرباني سے پهلے سرمُنڈوالیا هی. فرمایا کچھه حرج نهیں هی اب قرباني کرلے . پھر ایک اَوْر شخص نے آکر کها که میں نے کنکریاں پھینکنے سے پهلے قرباني کرلي هی . فرمایا کچھه حرج نهیں هی اب کنکریاں پھینک لے . اسیطرح جس کسینے ایسي بے ترتیبي کي بابت پوچها اُس سے یهی فرمایا که افعل ولاحرج (بخاري) . عمرو بن عاص ایک آیت سے یهه سمجھه گئے " که جنب کو ضرورت کي حالت میں تیمم کافي هی اور عمر بن خطاب ایک دوسري آیت سے یهه سمجھے که تیمم لمس نساء کے لیئے هی نه جنابت کے لیئے آنحضرت نے دونوں پر کچھه اعتراض نهیں فرمایا . طارق سے روایت هی که ایک شخص جنب تها اُسنے نماز نه پڑهي جب آپ سے ذکر کیا تو فرمایا که تو ٹهیک سمجها . پھر ایک دوسرے شخص نے جنابت کي حالت میں تیمم کرکے نماز پڑهلي اور جب آپ سے ذکر کیا تو آپ نے یهي اُسکو فرمایا که تو ٹهیک سمجها . (عقدالجید) . غرضیکه تمام اعمال ظاهري اور عبادات بدني میں آپ کے برتاؤ ایسے تھے جنمیں اُمت کے لیئے آساني هو .

شاہ ولي الله صاحب حجت‌الله‌البالغه میں لکھتے هیں که آپ کے زمانه میں احکام کي بحث ایسي نه تهي جیسي فقها کے وقت میں هوئي که وہ کمال اهتمام سے هرشی کے ارکان اور شرایط اور آداب جدا جدا بیان کرتے هیں اور فرضي صورتوں پر گفتگو کرتے هیں . آنحضرت کے زمانه میں تو یهه حال تها که صحابه نے جسطرح آپ کو وضو کرتے دیکها اُسیطرح آپ بهي کرنے لگے نه آنحضرت نے کسي چیزکو رکن ٹهرایا اور نه ادب ٹهرایا . اسیطرح اُنهوں نے جیسے آنحضرت کو نماز پڑهتے اور حج کرتے دیکها ویساهي آپ بهي کرنے لگے . کبهي آپ نے یهه نهیں فرمایا که وضو کے چھه فرض هیں یا چار هیں اور کبهي آپ نے (فقها کیطرح) کوئي صورت فرض کرکے اُسپر کوئي حکم نهیں لگایا الا ماشاءالله اور صحابه بهي ایسے امور میں آپ سے کچھه سوال نه کرتے تھے انتهی .

عمر بن اسحاق سے منقول هی که اصحاب نبي میں جتنے‌صحابیوں کو میںنے دیکها هی وہ اُنکي نسبت زیادہ هیں جو مجھه سے پهلے گذرگئے . میں نے کوئي گروہ دین میں آساني کرنے والا اور سختي نه کرنے والا اُنسے زیادہ نهیں دیکها (دارمي) . عبادہ بن بُسر کُندي سے لوگوں نے سوال کیا که اُس عورت کي بابت کیا حکم هی جو کسي ایسے قافله میں مر جاے جسمیں اُسکا کوئي ولي نهو عبادہ نے کها جن لوگوں کو میں نے دیکها هی نه وہ تمهاري سي نکته چینیاں کرتے تھے اور نه ایسے مسائل پوچھتے تھے (دارمي) .

هندوستان کے † ایک پرهیزگار اور ذي‌علم امیر نے شیخ عبدالله سراج مکي شیخ‌العلماء سے حقه کي اباحت و حرمت کي بابت سوال کیا شیخ نے مسکراکر یهه آیت پڑهي که ولا تقولوا لماتصف السنتکم الکذب هذا حلال و هذا حرام لتفتروا علی‌الله‌الکذب (یعني نه کهو تم اپني زبانوں کي بےاصل باتوں کو که یهه حلال هے اور یهه حرام هے خدا پر جهوٹ باندهنے کے لیئے). مگر افسوس هے که همارے علماء نے احکام ظاهري میں تعمق اور تدقیق کو اسقدر کام فرمایا که شریعت کا موضوع بالکل بدل گیا اور جس دین کي نسبت الدین یسر کها گیا تها وه الدین عسر کهنے کا مستحق هوگیا . طهارت اور نجاست کي تحقیق میں اتنا کچهه لکها گیا که انسان کي تمام عمر اُسکے دیکهنے اور پڑهنے اور سمجهنے کے لیئے کفایت نهیں کرسکتي . اگر فقط آمین اور رفع یدین اور قراءت فاتحه کي تحقیقات میں کوئي شخص اپنا تمام وقت صرف کرے تو اُسکي عمر کا ایک بڑا حصه اسي میں تمام هوجائیگا . اگر کوئي شخص ایک سجده سهو کي تمام جزئیات کو ازبر کرنا چاهے اور اِس نالایق دنیا کي ضروریات بهي سرانجام کرتا رهے تو نهایت دشوار معلوم هوتا هے که وه تمام جزئیات کو احاطه کرسکے . کلمات کفر جنکے زبان سے نکلتے هي ایمان باقي نهیں رهتا ایک غیر محدود باب هے جسکو کوئي عدد حصر نهیں کرسکتا . اسیطرح معاملات میں وه تدقیقیں کي گئیں که کوئي بیع اور کوئي عقد فقها کے اُصول کے موافق صحیح نهیں تهہر سکتا . علماے دین کے سوا جنکي نسبت بدگماني نهیں کي جاسکتي شاید هي کسي اُمتي کا وضو غسل نماز روزه حج زکوة بیع شرا نکاح طلاق وغیرها صحیح هوتا هوگا . امام شعراني نے میزان میں لکها هے که دین میں جتني آسانیاں هیں وه خدا اور رسول کي طرف سے هیں اور جتني دشواریاں هیں وه علماء کي طرف سے هیں . واقعي یهه قول نهایت صحیح هے کیونکه هم اپنے عهد کے علما کا حال ایسا هي دیکهتے هیں . اِنهیں دنوں میں ایک مولوي صاحب نے جو که عامل بالحدیث هیں دس مسئلوں کي نسبت یهه اشتهار دیا تها که اگر اُنکے ثبوت پر کوئي صاحب آیات قراني یا احادیث صحیحه جنکي صحت میں کسیکو کلام نهو اور جس مدعا کے لیئے وه پیش کي جائیں اُسکے واسطے نص صریح قطعي الدلاله هوں پیش کرینگے تو في آیت اور في حدیث دس روپیه انعام دونگا . اُسکے جواب میں ایک دوسرے مولوي صاحب نے نهایت تعجب سے یهه لکها هے که اگر احتجاج کا مدار صرف آیت اور اُس حدیث صحیح پر هو جسکي صحت میں کسیکو کلام نهو اور اثبات دعوي کے لیئے نص صریح قطعي الدلالة هو تو دین اسلام کے ۳۲ حصوں میں سے ۳۱ حصے باطل هوجائینگے اور صرف ایک بتیسواں حصه باقي ره جائیگا اور اسبات کو بهت عمده طور سے ثابت کیا هے .

---

† یهه سوال نواب مصطفی خاں مرحوم نے کیا تها اور راقم نے خود اُنکي زبان سے یهه روایت سني هے –

متجیب صاحب کي اس تقریر سے ہر شخص سمجهه سکتا هی کہ همارے علما کے نزدیک دین کي عظمت اور بڑائي اسي میں هی کہ وہ ایک ایسا دفتر طویل‌الذیل هو جو داستان امیرحمزہ اور بوستان خیال کي طرح سمیٹا نہ سمٹے اور نیز اُنکے نزدیک ایسي تقریر کے بطلان میں کنچهہ شبهہ نہیں هی جس سے دین کا اختصار لازم آئے . مگر اس تعمق اور تشدد میں علما کے ساتهہ حضرات صوفیہ کو بهي شامل کرنا ضرور هی جنہوں نے عبادات شاقہ اور بےانتها اذکار و اشغال اور دائمي روزے اور اُور سخت سخت ریاضتیں اختیار کرکے آوُروں کو ریس دلائي اور اُمت کو اور بهي زیادہ بوجهل اور گرانبار کردیا اور تحریف دین کي ایک دوسري بنیاد ڈالي .

صحابہ نماز بهي پڑهتے تهے روزہ بهي رکهتے تهے اور دنیا کے کام بهي سرانجام کرتے تهے حضرت عمر کا قول تها کہ † احسب جزیۃ البحرین و انا فی‌الصلوۃ و اُجهزالجیش و انا فی‌الصلوۃ . وہ نکاح کرتے تهے بال بچّوں کے لیئے کمائي کرکے لاتے تهے . مهمات خلافت کو سرانجام کرتے تهے . خلیفۂ وقت کي اعانت میں مصروف رهتے تهے . لوگوں کے جهگڑے فیصلہ کرتے تهے . غرضکہ دنیا کے تمام کام جنکے بغیر دین کي شوکت هرگز نہیں رہ سکتي سرانجام کرتے تهے . اگر وہ بهي حضرات صوفیہ کي طرح خانقاهوں میں هو بیٹهتے اور نماز روزہ اور ذکر و شغل کے سوا سارے کام چهوڑ دیتے تو آج بغداد میں پیران پیر کي درگاہ اور اجمیر میں خواجۂ خواجگان کے مزار کا کہیں نام و نشان نهوتا شاید وهاں کوئي عظیم‌الشان آتشکدہ اور یہاں کوئي عالیشان بتخانہ نظر آتا جهاں مسلمان کي هوا تک نہ پہنچ سکتي .

شاہ ولي‌الله صاحب حجۃالله‌البالغہ میں لکهتے هیں کہ عبادت میں سب سے زیادہ مضر چیز انسان کا عبادت سے اُکتا جانا هی کیونکہ پهر اُس عبادت میں خشوع کي صفت باقي نہیں رهتي اور اُسکي تمام مشقتیں جو وہ عبادت میں کرتا هی عبادت کي روحانیت سے محروم رہ جاتي هیں . چنانچہ آنحضرت ص نے فرمایا هی کہ " هر چیز کي حرص هوتي هی اور هر حرص کے بعد سستي اور ماندگي ضرور هی . " اسیواسطے شارع نے عبادات کي مقدار ایسے طور پر معین کي هی جیسے دوا کي مقدار مریض کے لیئے کہ نہ اُس سے زیادہ هوني چاهیئے نہ کم . اور نیز اصل مقصود تہذیب نفس هی ایسے طور پر کہ تدابیر حسن معیشت اور حقوق عباد فروگذاشت نهونے پائیں . آنحضرت نے فرمایا هی کہ " میں روزہ بهي رکهتا هوں افطار بهي کرتا هوں تہجد بهي پڑهتا هوں سوتا بهي هوں نکاح بهي کرتا هوں سو جسنے میرے طریقہ کو چهوڑا اُسکو مجهہ سے علاقہ نہیں هی " . اور نیز شریعت کا بڑا مقصد یہہ هی کہ دین کي باتوں میں دقتیں پیدا کرنے کا رستہ بند کیا جاے ایسا نهو کہ

† یعني میں بحرین کے خراج کا حساب لگاتا هوں اور نماز میں بهي هوتا هوں اور میں لشکر کي تیاري کرتا هوں اور نماز میں بهي هوتا هوں -

لوگ اُنکو لازم پکڑلیں اور جو اُنکے بعد پیدا ہوں وہ اُنکو عبادات مفروضہ خیال کرنے لگیں اور جو اُنکے بعد پیدا ہوں اُنکو اُن عبادات کي فرضیت کا یقین ہوجاے اور رفتہ رفتہ دین محرف ہوجاے ۔ اِنہیں مصلحتوں سے آنحضرت نے چاہا کہ لوگ اعمال میں میانہ‌روي اختیار کریں اور یہہ فرمایا کہ " خذوا من الاعمال ماتطیقون " انتہی ملخصاً ۔

الغرض یہہ دوسرا حاشیہ جو فقہا کے تعمق اور صوفیہ کے تشدد سے دین اسلام پر چڑھا اسنے بھي اہل اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ۔ مسلمانوں کي دنیوي ترقیات اِس سے مسدود ھي نہیں ہوگئیں بلکہ تنزل کے ساتھہ مبدل ہوگئیں ۔ دین اسلام جو ایک صاف اور ہموار اور نہایت نزدیک رستہ تھا وہ اُنکو ایسا پیچدار اُونچا نیچا دور و دراز نظر آیا جسکے طی کرنے میں انسان کو اِدھر اُدھر دیکھنے کي مہلت نہیں مل سکتي ۔ دوسرے اُنکي تمام ہمت اور توجہہ طہارت ظاہري اور احکام جسماني کي طرف مصروف ہوگئي اور طہارت باطني اور تہذیب روحاني جو کہ اصل مقصود تھي بالکل فراموش ہوگئي اور وہ سراسر عیسی علیہ السلام کے اُس قول کے مصداق ہوگئے جو اُنہوں نے یہودیوں کي طرف مخاطب ہوکر کہا تھا کہ تم اپنے برتنوں کو باہر سے دھوتے ہو پر اندر کي ناپاکي کو دور نہیں کرتے ۔ یہي سبب ھی کہ جسقدر بداخلاقیاں علماء اور عباد و زہاد و حجاج میں دیکھي جاتي ہیں وہ عام مسلمانوں میں بہت کم پائي جاتي ہیں ۔

تیسرا حاشیہ واعظوں کي ناداني اور صوفیوں کي سادہ لوحي یا خودغرضیوں کي بےدیانتي سے اس پاک دین پر چڑھا ۔ اُنہوں نے اعمال ظاہري کي ترغیب یا کسي مذہب کي تائید کے لیئے یا تعصب کے جوش میں یا کسي اَوْر دنیوي غرض کے پورا کرنے کو حدیثیں وضع کیں اور رفتہ رفتہ یہہ حدیثیں بھي دین کا ایک اصلي جزو قرار پاگئیں ۔ اگرچہ محققین نے اُنکي تحقیقات اور چھان‌بین کرنے میں کوتاھي نہیں کي اور اُنکے موضوعات اور مفتریات کو احادیث صحیحہ سے جہاں تک ہوسکا جدا کیا مگر اُنکي جرح و قدح صرف کتابوں ھي میں رھي اور واعظوں کے رنگین فقرے جو کم سے کم ہزار برس تک وعظ کي بھري مجلسوں میں وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر چلتے رہے وہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک وبا کي طرح پھیل گئے ۔

علما کي ایک بڑي جماعت جیسا کہ جامع‌الاصول اور شرح نخبۃالفکر وغیرہ میں تصریح کي گئي ھی اسبات پر متفق ہوگئي تھي کہ ترغیب اور ترہیب کے لیئے حدیثیں وضع کرني یا ضعیف اور منکر حدیثوں کي روایت کرني جائز ھی ۔ اسي بنا پر بےشمار حدیثوں ترغیب اور ترہیب کے لیئے وضع کي گئیں ۔ مثلاً موذنوں کے فضائل میں ایسا مُبالغہ کیا گیا کہ اُنکے مراتب سے بڑھکر انسان کے لیئے ولوکان نبیاً او اماماً کوئي درجہ تصور میں نہیں آسکتا ۔ مثلاً یہہ حدیث کہ " موذن کے لیئے ہر شی جسکو اُسکي اذان کي آواز پہنچتي

هی پتهر هو یا درخت یا ڈهیلا یا خشک یا تر سب گواهي دینگے اور اُس مسجد کے تمام نمازیوں کي برابر اُسکو حسنات ملینگي " یا یهه حدیث که " قیامت کے دن سونے کي کُرسیاں لائي جاوینگي جنمیں یاقوت اور موتي جڑے هونگے اور سندس و استبرق کے فرش پر بچهائي جاوینگي پهر اُنپر نور کے سائبان لگائے جاوینگے اور پکارا جائیگا که کہاں هیں موذن تاکه اُن پر آکر بیٹھیں ." یا مثلاً مسجد کي خدمت کرنے والوں کے فضائل میں جیسے که ۱ — جسنے مسجد میں چراغ روشن کیا جبتک وہ چراغ روشن هی اُسکے لیئے فرشتے اور حاملان عرش برابر استغفار کرتے رهتے هیں . ۲ — جسنے مسجد میں قندیل لٹکائي یا بوریا بچهایا اُس پر ستر فرشتے برابر درود بهیجتے هیں جبتک وہ قندیل نهیں بُجهتي یا وہ بُوریا نهیں ٹوٹتا . ۳ — جسنے خدا کے کسي گهر میں جهاڑو دي اُسنے گویا چارسو حج ادا کیئے اور چار سو بردے آزاد کیئے اور چار سو روزے رکھے اور چارسو جهاد کیئے . یا مثلاً حفظةالقرآن کے فضائل میں جیسے یهه حدیث که " حافظ قرآن کي فضیلت غیر حافظ پر ایسي هی جیسے خالق کي فضیلت مخلوق پر اسیطرح سینکڑوں روزے اور هزاروں نمازیں اور بے انتہا طواف اور بے شمار صدقے وضع کیئے گئے اور اُنکے اجر اور ثواب کے بیان کرنے میں حد سے زیادہ مبالغه کیا گیا .

ترهیب و تخویف کے لیئے بهي ایسے هي مبالغوں کے ساتهه حدیثیں وضع کي گئیں . مثلاً ۱ — جسنے دو نمازوں کو بغیر عذر کے جمع کیا وہ گناہ کبیرہ کا مُرتکب هوا . ۲ — مسجد کے همسایه کي نماز مسجد کے سوا کهیں نهیں هوتي . ۳ — جو شخص مسجد میں دنیا کي باتیں کرتا هی خدا اُسکے تمام اعمال حسنه کو ضایع کردیتا هی . ۴ — جسنے بے نماز کي مدد ایک لقمه سے کي اُسنے گویا تمام نبیوں کے قتل میں اعانت کي .

بهت سي حدیثیں اپنے اپنے مذهب کي تائید اور نصرت کے لیئے بنائي گئیں . مثلاً ۱ — جسنے نماز میں رفع یدین کیا اُسکي نماز باطل هی . ۲ — جسنے رکوع میں رفع یدین کیا اُسکي نماز باطل هی . ۳ — جب سورہ کوثر نازل هوئي تو آنحضرت نے جبرئیل سے پوچها که نحر سے کیا مراد هی کہا یهه مراد هی که جب نماز کي نیت باندهو تو پهلي تکبیر پر اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اُٹهاتے وقت رفع یدین کرو .

بهت سي حدیثیں تعصب یا تنفر کي وجهه سے بنائي گئیں جیسے امام شافعي اور امام اعظم کي مدح یا ذم میں . یا جیسے معاویه بن ابي سفیان کي مدح یا ذم میں مثلاً یهه حدیث که خدا کے نزدیک تین امین هیں میں اور جبرئیل اور معاویه . یا یهه حدیث که هر اُمت کے لیئے ایک فرعون هی اور اِس اُمت کا فرعون معاویه هی . یا مثلا یهه حدیث که " ایک بار آنحضرت نے جبرئیل سے هاتهه ملانا چاها جبرئیل نے هاتهه ملانے سے اِنکار کیا آپ نے سبب پوچها کہا تمنے ایک یهودي کا هاتهه پکڑاتها سو جوهاتهه کافر کے هاتهه سے مس

کرے میں اُس سے ہاتھہ ملانا پسند نہیں کرتا " یایہہ کہ " جو شخص یہودي یا نصراني سے معانقہ کرے اُسکو اپنا ہاتھہ دھونا اور وضو کرلینا چاهیئے ۔

امام ابن جوزي نے لکھا هی کہ حدیثیں وضع کرنے والوں کا ایک بہت بڑا گروہ هی جنکے راس و رئیس وهب بن وهب اور قاضي بحتري وغیرہ گیرہ آدمي هیں انتهی ۔ انھیں تیرہ آدمیوں میں سے ایک محمد ابن عکاشہ کرماني هی جسنے محمد بن تمیم فاریابي کي شرکت میں دس هزار حدیثوں سے زیادہ وضع کي هیں ۔

ابن جوزي کہتے هیں کہ جنکي حدیثوں میں وضع اور کذب وغیرہ کے آثار پائے جاتے هیں وہ کئي قسم کے لوگ هیں ۔ بعضے تارک دنیا هیں جنھوں نے حدیث کي نگہداشت سے غفلت کي ۔ بعضوں کي تحریریں ضائع هوگئیں اور اُنھوں نے اپني یاد کے بھروسہ پر غلط روایتیں کردیں ۔ بعضے ثقات بھي هیں جو بڑھاپے میں آکر خرف هوگئي ۔ بعضوں نے سہو سے غلط روایت کي اور جب اپني غلطي سے خبردار هوئے تو اُنکو صحیح روایت کرنے سے شرم آئي ۔ اور بعضے زندیق اور ملحد هیں جنھوں نے شریعت میں رخنہ ڈالنے کے لیئے حدیثیں وضع کیں ۔ حماد بن زید نے کہا هی کہ " زنادقہ نے چار هزار حدیثیں وضع کي هیں بلکہ جسوقت ابن ابی‌العوجا کو وضع حدیث کے جرم میں قتل کرنے لگے تو اُسنے تنہا یہہ اقرار کیا کہ میں نے تمہارے دین میں چارهزار حدیثیں بنائیں هیں جنمیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھیرایا هی " بعضوں نے اپنے مذهب کي تائید کے لیئے بنائیں چنانچہ اهل بدعت میں سے ایک شخص تائب هوا تو اُس نے کہا کہ حدیث کے لینے میں احتیاط کیا کرو اور دیکھا کرو کہ کس شخص سے حدیث لیتے هو همارا مدت تک یہہ حال رها کہ جس بات کو چاها حدیث نبوي کے پیرایہ میں بیان کردیا ۔ بعضے ایسے بھي تھے جو ثواب و اجر کي اُمید پر ترغیب و ترهیب کے لیئے وضع کرتے تھے گویا اُنکے نزدیک شریعت ناقص تھي جسکي تکمیل کي ضرورت تھي — بعضوں نے یہہ ٹھیرالیا تھا کہ جس کسیکا کوئي عمدہ قول هاتھہ لگے اُسمیں اسناد اپني طرف سے شامل کردیجیئے اور نبي تک اسناد کو پہونچا دیجیئے ۔ بعضوں نے سلاطین و ملوک کے خوش کرنے اور اُنکا تقرب حاصل کرنے کے لیئے یہہ شیوہ اختیار کیا تھا اور بعضے قصہ گو اور واعظ تھے جو لوگوں کو حسن بیان پر فریفتہ کرنے کے لیئے حدیثیں وضع کرتے تھے اور کتب صحاح میں اس قسم کي حدیثیں نقل کي گئي هیں انتهی ۔ اس کے سوا اَور بھي اسباب وضع و افترا کے بیان کیئے هیں من شاء فلیرجع الی الفوائد المجموعة لمحمد بن الشوکاني ۔

چوتھا حاشیہ یہہ چڑھا کہ مفسرین نے اپني تفسیر کی کتابوں میں هزاروں موضوع اور ضعیف و منکر و متروک حدیثیں بھردیں ۔ اُنھوں نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین و من بعدهم کے اقوال بلا ذکر اسناد بحسب ضرورت اپني اپني تفسیر کي تقویت کے لیئے حدیث

نبوي کے پیرایه میں نقل کیئے ۔ اُنهوں نے یهودیوں سے سنے سنائے لا انتها جهوٹے اور بے بنیاد قصے تفسیروں میں بهر دیئے ۔ اُنهوں نے بهت سے مسائل اصول اور فروع کے قرآن کي عبارات اور اشارات سے محض اپني راے اور قیاس کے موافق استنباط کیئے نه اُس کي تائید کے لیئے کوئي حدیث صحیح نقل کي اور نه کسي صحابي یا تابعي کا قول لکها ۔ جن موجودات علوي و سفلي کا ذکر قرآن میں آیا هي اُن کے حقایق کي تشریح ارسطو اور بطلیموس اور دیگر فلاسفه یونان کي رایوں کے موافق کي گئي ۔ متکلمین نے مخالف فرقوں کے الزام دینے اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیئے صدها آیتوں کي تفسیریں اپني مرضي کے موافق کیں اور آیات قراني کو کهینچ تانکر کهیں سے کهیں لیگئے ۔ اور یهه تمام کوڑا کرکٹ اصل دین میں داخل سمجها گیا اور وحي سماوي کي طرح واجب‌التسلیم خیال کیا گیا ۔ شرح جامع صغیر میں علامه ابن کمال سے نقل کیا گیا هي که تفسیر کي کتابیں موضوع حدیثوں سے مالا مال هیں ۔ اسیطرح مفسرین کے قصص و اخبار کي نسبت ابوالامداد ابراهیم نے قضاءالوطر حاشیه ونخبة‌الفکر میں اور ملا علي قاري نے شرح‌الشرح نخبة‌الفکر میں اور علامه سیوطي نے اتقان میں اور علامه ذهبي نے میزان‌الاعتدال میں تصریح کي هی جس سے معلوم هوتا هي که تقریباً یهه تمام قصے اهل کتاب کے هانسے لیئے گئے هیں ۔ اصل یهه هي که فتح شام میں عبدالله عمروبن عاص کو اهل کتاب کي بهت سي کتابیں بقدر ایک بار شتر کے هاتهه لگي تهیں سو جو باتیں اُن سے به کثرت منقول هیں وه صرف اخبار اور قصے بني اسرائیل کے اور روایات اهل کتاب کي هیں ۔ اور اسیطرح بهت سي روایتیں عبدالله بن سلام سے بهي اسي قسم کي مروي هیں ۔ پهر مفسرین کے دوسرے طبقه میں مجاهد اور تیسرے طبقه میں مقاتل بن سلیمان اور ان کے سوا اور لوگوں نے صدها قصے اهل کتاب سے اخذ کیئے هیں ۔ اس مطلب کو اگر تفصیل سے دیکهنا چاهو تو تهذیب‌الاخلاق کے ایک مضمون میں جو مولوي مهدي علي صاحب نے لکها هي دیکهو ۔

پانچواں حاشیه متکلمین کے تفلسف اور حکیمانه تدقیقات سے اس پاک دین پر چڑها ۔ اور وه بهي دین کا ایک اصلي جزو قرار دیا گیا ۔ خلفاے عباسیه کےعهد میں جب مصر و شام و یونان و قبرس وغیره سے فلسفه کي کتابیں مسلمانوں کے هاتهه لگیں اور اُنکے ترجمے عربي زبان میں هونے شروع هوئے اور فلاسفه کے مختلف خیالات اور اُنکي مختلف رائیں جو باري تعالی کي ذات اور صفات اور عالم کي حقیقت سے علاقه رکهتي تهیں علماے اسلم میں شائع هوئیں تو فلسفه کي چکني چپڑي اور دلفریب دلیلوں کے آگے مذهب کي عظمت آهسته آهسته دلونمیں کم هونے لگي ۔ کیونکه حکما کے مقالات بظاهر موجهه و مدلل دکهائي دیتے تهے اور مذهبي تعلیمات محض حسن عقیدت یا وجداني شهادت سے تسلیم کي گئي تهیں ۔ دوسرے اهل نفاق کے شبهے آنحضرت صلعم کے زمانه

میں پیدا ہوچکے تھے اور اسلام میں شک اور تردد کا بیج بوچکے تھے تیسرے آپ کے مرض موت میں اور آپؐ کی وفات کے بعد کاغذ و دوات ، جیش اُسامہ ، خلافت ، فدک ، شہادت عثمان بن عفان، صفین ، جمل وغیرہ کے جھگڑے دین میں اختلاف ڈال چکے تھے . پس دین کے ہوا خواہوں نے اِس بات کی ضرورت دیکھی کہ فلسفۂ یونانیہ کے مقابل میں ایک دوسرا فلسفہ مرتب کیا جاے جس میں مذہبی تعلیمات کی تائید فلسفی دلیلوں سے کیجاے . چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر رفتہ رفتہ جیسا کہ انسان کی طبیعت کا مقتضا ہی اُس جدید فلسفہ میں صدہا مباحث ضرورت سے زیادہ بڑھادیئے گئے اور خوب دل کھولکر معرکہ آرائیاں کی گئیں . چونکہ یہہ کام کسی جماعت یا کمیٹی نے ملکر نہیں کیا تھا بلکہ جدا جدا طبع آزمائیاں ہوتی تہیں اسلیئے ضرور تھا کہ اُنکی رایوں میں بےشمار اختلافات واقع ہوں . پس اسطرح دین اسلام میں بےشمار فرقے پیدا ہوگئے . مگر علما نے کھینچ تانکر اُن بےشمار فرقوں کو تہتر فرقوں میں محدود کردیا تاکہ † حدیث "ستفترق اُمتي ثلثة وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة " کی سچائی میں کچھہ فرق نہ آئے اگرچہ اِن تہترفرقوں میں سے معدودؔ فرقوں کے سوا (جیسے اشاعرہ یا شیعہ یا اُنکی چند شاخیں) کوئی فرقہ اب دنیا میں نہیں پایا جاتا مگر صدہا بلکہ ہزارہا کتابیں انکے مناظروں اور مباحثوںؔ سے بھری ہوئی اب تک موجود ہیں اور وہ تمام علم کلام کے نام سے مشہور ہیں اور جن مطالب کی تفصیل ان کتابوں میں درج ہی اُنکا جاننا اور سمجھنا اور یقین کرنا ایسا ضروری سمجھا گیا ہی کہ اُسکے بغیر اسلام معتبر اور صحیح نہیں ہوسکتا . مثلاً اشاعرہ کے ہاں جو کہ آج کل اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہیں اِن باتوں کا انکار کرنا (کہ صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات نہ لاعین نہ لاغیر . یا یہہ کہ خدا تعالیٰ اگر تمام نیک بندوں کو ہمیشہ کے لیئے دوزخ میں ڈالدے اور تمام شریروں کو ہمیشہ کے لیئے جنت میں بھیجدے تو اُسکی طرف حیف و میل کی نسبت نہیں ہوسکتی . یا یہہ کہ خلفا کی فضیلت ایک دوسرے پر خلافت کی ترتیب کے موافق ہی یعنی ہر خلیفہ سابق خلیفہ لاحق سے افضل ہی) بالکل ایسا ہی ہی جیسے نبوت یا معاد کا اِنکار کرنا . اگر کوئی شخص مثلاً رویت بصری کو محال قرار دے اور حدیث نبوی جو رویت بصری پر دلالت کرتی ہی اُسکی تاویل کرے یا علی مرتضیٰ ع کو شیخین کے برابر یا اُن سے افضل سمجھے وہ فوراً اہل سنت کی جماعت سے باہر ہوجاتا ہی اور اُن فرقوں میں شمار کیا جاتا ہی جنکی نسبت کلهم في النار کہا گیا ہی . شرح مواقف اور شرح مقاصد اور امام رازی کی اکثر مبسوط کتابیں جو علم کلام میں ہیں اور صواعق محرقہ اور صواقع کابلی اور تحفہ اور منتہی الکلام اور ازالۃ الغین اور اِس قسم کی ہر کتاب اور ہررسالہ

† علامہ مجدالدین فیروز آبادی نے سفرالسعادۃ کے خاتمہ میں لکھا ہی کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی –

جو علم کلام میں اشاعرہ کي تائید کے لیئے لکھا گیا ہو یا لکھا جاے سب اول سے آخر تک واجب‌التسلیم سمجھے گئے ہیں اور جو شخص اُنکے خلاف ایک لفظ بھي کہتا ہی وہ مبتدع سمجھا جاتا ہی ۔

چھٹا حاشیہ تقلید اور بدعات و رسوم کا ایک طویل‌الذیل حاشیہ ہی جسکي نہ ابتدا ہی نہ انتہا ہی ۔ یہہ حاشیہ اصل دین سے بھي زیادہ عزیز ہوگیا ہی ۔ تقلید نے کتاب‌الله اور سنت رسول‌الله کو کتب سابقہ کي طرح منسوخ کردیا ہی ۔ کتاب‌الله سوا اسکے کسي کام کي چیز نہیں رھي کہ ذرا ذرا سے بچّے اُسے مکتبوں میں طوطے کیطرح پڑھیں یا بڑے ہوکر اُسکي لفظي تلاوت کیا کریں یا ختموں اور عرسوں میں اُسکي چند آیتیں یا سورتیں مناقب کے ساتھہ پڑھي جائیں ۔ یا نئے مُردوں کي قبروں پر اُسکا ایک آدہ ختم کرایا جاے یا رمضان کي تراویح میں اُکتا اُکتا کر اور پچھتا پچھتا کر اُسکا ایک ختم وہ لوگ سنیں جو اُسکا ایک حرف نہیں سمجھتے ۔ سنت رسول‌الله کا بھي یہي حال ہی کہ اول تو اُسکے پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے والے روز بروز صفحۂ ہستي سے محو ہوتے جاتے ہیں اور اگر چند نفوس متبرّکہ باقي ہیں اُنکا لے دیکر یہہ کام ہی کہ صحاح کے اول و آخر کے چند صفحے تبرّکاً و تیمناً شاگرد کو سرسري طور پر پڑھا دیئے اور اُنکو علم حدیث کي سند لکھدي ۔ شاگرد اور اُستاد دونوں کو کبھي اسبات کا خیال بھي نہیں آتا کہ کبھي ضرورت کے وقت ہمکو اِن حدیثوں سے کچھہ کام پڑیگا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کوئي فتویٰ اور کسي مسئلہ کا جواب اُس وقت تک مقبول نہیں ہوسکتا جب تک قاضي خاں اور عالمگیري یا بحرالرّایق وغیرہ کي عبارت اُس میں درج نہ کیجاے ۔ گویا قرآن اور حدیث کے مخاطب صحیح تمام اُمت میں چند آدمي تھے جو اُنکا لب‌لباب نکالکر کتب فقہیہ میں درج کرگئے ۔ اب کتاب و سنت معاذالله بالکل اِس شعر کے مصداق ہیں ۔ (شعر)

من ز قرآں مغز را برداشتم * استخواں پیش سگاں انداختم

رسوم و بدعات کا بھي یہي حال ہی کہ وہ بھي اسلام کي رگ و پے میں پیٹھہ گئے ہیں ۔ اُنکا دین سے جدا کرنا اور گوشت کا ناخن سے جدا کرنا برابر ہی ۔ دوپلڑي ٹوپي ' پردہ‌دار انگرکھہ ' ڈھیلا یا تنگ مہري کا پاجامہ ' نوکدار جوتي ' زمین میں بیٹھہ‌کر کھانا ' اور اسي قسم کي سیکڑوں باتیں مسلمانوں نے قطعاً غیر قوموں سے سیکھي ہیں ۔ بیاہ شادي کي اکثر رسوم ہندوستان میں آکر اُنہوں نے تعلیم پائي ہیں ' مگر وہ اسقدر عزیز اور ضروري ہوگئي ہیں کہ اگر کوئي شخص اُنکے خلاف کرتا یا کہتا ہی وہ کرستان کا خطاب پاتا ہی ۔

یہاں ہمکو رسوم و بدعات اور تقلید کا مفصل بیان کرنا منظور نہیں ہی بلکہ مجمل طور پر یہہ جتانا ہی کہ دین اسلام پر جو فضول اور لغو حواشي چڑھے ہوئے ہیں اُن میں سب سے بڑا حاشیہ تقلید اور رسوم و بدعات کا ہی ۔ لیکن کسي اور موقع پر یہہ بحث کسي قدر تفصیل کے ساتھہ لکھي جائیگي ۔

يهه تمام حواشي جو هم نے اُوپر بیان کیئے ان کے سوا اَوْر بهي بہت سے حاشیئے اس سیدھے سادے دین پر چڑھے ہوئے ہیں ' جو تھوڑي سي غور کرنے سے معلوم هوسکتے هیں . پس نہایت افسوس کي بات هی که همارے علماے دین دوش اسلام کو اس ناگوار بوجهه سے هلکا کرنے میں کوشش نہیں کرتے ' بلکه اُس کي عظمت اور بزرگي اسي میں جانتے هیں که وہ روز بروز اور بهي زیادہ بوجهل اور گرانبار هوتا چلا جاے . شاید پچھلي صدیوں میں کوئي زمانه ایسا بهي گذرا هو ' جسمیں اُمت کے لیئے شریعت کا دائرہ تنگ کرنا قرین مصلحت سمجها گیا هو ' اور انسان کے حق میں خدا اور رسول کي تکلیفیں ناکافي خیال کي گئي هوں ' اور اُسکي بهبودي اسي میں تصور کي گئي هو که وہ کسي حالت میں اپنے آپکو آزاد نه سمجھے ' مگر هم سچ کہتے هیں که یهه زمانه هرگز ایسا نہیں هی . آج همکو نه صرف دنیوي عزت حاصل کرنے کے لیئے بلکه زیادہ‌تر اسلیئے که دین محمدي کي شان و شوکت دنیا میں قایم رهے ' اور اُمت محمدیه اپنے همعصروں کي نظر میں حد سے زیادہ حقیر و ذلیل نهوجاے ' اسقدر کام درپیش هیں که خالص دین کے سوا اور تکلیفات کا تحمل هم میں باقي نهیں هی . اسلام پر حاشیئے چڑھتے چڑھتے جو صورت اُسکي اب هوگئي هی اگر اُسیکو اسلام سمجها جاے تو عنقریب کسي مسلمان کو ضروریات دین سے اسقدر مهلت نه ملیگي که وہ نهایت ذلت و خواري سے دونوں وقت قوت لایموت بهم پهنچاکر بُري بهلي طرح اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بهرلے ' چه جائیکه وہ دنیا میں عزت سے رہ سکے یا دین کي کچهه شان و شوکت بڑھاسکے . جس عالم میں همکو اب اور آینده رهنا هی اُسمیں ادنی درجه کي عزت کے ساتهه زندگي بسر کرنے کے لیئے وہ تدبیریں درکار هیں جو پہلے شاید ملک اور سلطنت هي کے لیئے درکار تهیں . کیونکه ترقي انساني کا زمانه اُس قوم کے حق میں سخت مصیبت کا زمانه هوتا هی جو اُس زمانه کا ساتهه ندے بلکه اُسکے برخلاف اپنے لیئے ایک دوسرا رسته اختیار کرے .

همکو دین کي شان و شوکت قایم رکھنے کے لیئے بهي ضرور هی که صرف خالص اسلام کي حمایت کریں . اور اُسکو حشو و زوائد سے پاک کرکے تمام عالم کو دکهادیں که صرف اسلام هي دنیا میں ایسا دین هی جو انسان کي خوشي اور آزادي کو ترقي دینے والا هی . یوروپ کے بڑے بڑے محققوں نے جو اسلام کي نسبت نهایت عمده عمده رائیں لکهي هیں اُس سے اُنکي کمال تحقیق اور تنقیح معلوم هوتي هی ' کیونکه اُنهوں نے جیسا که اُنکي تصنیفات سے ظاهر هی اُس سارے مجموعه کو اسلام نهیں سمجها جسپر اب اسلام کا اطلاق کیا جاتا هی ' بلکه اُنهوں نے اپني نهایت گهري نگاہ سے اُس تمام کوڑے کرکٹ کو دور کرکے تهہ اسلام کا کهوج لگایا هی ' اور صرف اُسي پر اپني اپني رائیں لکهي هیں . اگر وہ اس تمام مجموعه کو جسکو همارے بهائي مسلمان اسلام سمجهتے هیں تهہ اسلام جانکر اُسي پر راے لکهه بیٹهتے تو اُنکي راستي اور انصاف هرگز ایسي رائیں لکهنے کي اجازت ندیتا .

جو مسلمان اِس زمانه کے موافق تعليم پارہے هيں يا آيندہ پائينگے وہ جبهي تک اسلام پر ثابت قدم رہ سکتے هيں که اِس تمام مجموعه کو اسلام نه سمجهيں . اگر بدنصيبي سے اُنهوں نے بهي اسي کو دين اسلام سمجها تو عياذا بالله اُن غريبوں کي نوبت الحاد و ارتداد تک پهنچ جائيگي ' اور اُسکا مظلمه اُن مولويوں اور عالموں کي گردن پر هوگا جو اسي مُهيب اور ترائي اور وحشت‌انگيز صورت پر اسلام کا رهنا پسند کرتے هيں .

هم جو دنيا کے تمام اديان و ملل ميں سے صرف دين اسلام هي کو واجب‌التسليم سمجهتے هيں اور اُسکے سوا اور دينوں کو ايسا نهيں جانتے اسکے يهه معني هرگز نهيں هيں که صرف اسلام خدا کا بهيجا هوا دين هی اور باقي ايسے نهيں ' کيونکه کلام الهي ميں وارد هوا هی که " ان من امة الا خلا فيها نذير " (يعني کوئي قوم ايسي نهيں هی جس ميں کوئي نبي نگذرا هو) . اور يهه بهي ارشاد هوا هی که " منهم من لم نقصص عليک " (يعني همنے بعض انبيا کا حال تجهه پر اے نبي آخرالزماں ظاهر نهيں کيا) . پس معلوم هوا که هم اسلام کو اُس وجهه سے جو اُوپر مذکور هوئي اَوْر دينوں پر ترجيح نهيں ديتے ' بلکه اِس سبب سے ديتے هيں که جس وقت دين اسلام کا ظهور هوا اُس وقت اديان سابقه ميں سے کوئي دين اپني اصليت پر باقي نرها تها . انسان کي افراط و تفريط سے حق اور باطل مل جلکر ايک هوگئے تهے . شرک اور بدعات نے توحيد اور سنن راشدہ کو دبا ليا تها ' اور خود غرض عالموں کي تحريفات اور مقلد جاهلوں کي جهالت اور متعصب ديندارون کے غلو سے تمام شريعتوں کے موضوع بدل گئے تهے . نبي آخرالزماں نے آکر حق کو باطل سے جدا کيا اور جو کهوٹ اور ملمّع اگلي شريعتوں ميں مل گيا تها اُسکو دور کرکے ايک خالص کُندن نکالا اور اُسکا نام اسلام رکها . اب اگر اسلام بهي شرايع سابقه کي طرح اپني اصليت پر باقي نرهے تو هم کس مُنهه سے کهه سکتے هيں که همارا دين حق هی اور باقي اديان ايسے نهيں هيں .

راقـــــــم

الطاف حسين حالي
از دهلي

بدگماني

بدگماني انسان کي ايک ايسي بدخصلت هی جس سے اکثر خود بدگماني کرنے والے کو اور نيز اُس شخص کو جس پر وہ بدگماني کرتا هی تهوڑا يا بهت نقصان ضرور پهنچتا هی. اسي واسطے کلام الهي ميں يهه ارشاد هوا هی که" يا ايهاالذين آمنوا اجتنبوا کثيرا من‌الظن ان بعض‌الظن اثم " (يعني اے ديندارو بهت سے گمانوں سے بچو بےشک بعضے گمان گناہ هيں) .

بدگماني کرنے کي عادت اکثر نکمي تعليم اور ناقص سوسئيٽي سے انسان کے دل ميں پيدا هوتي هی . مثلاً ايک سچّا مسلمان محض انصاف کي روسے عيسائي پادريوں کے اخلاق کي تعريف تمهارے سامنے کرتا هی اگر تم سدا سے ايسي صحبتوں ميں رهے هو جهاں غير مذهب کے آدميوں کا نام هميشه حقارت سے ليا جاتا هی تو تمکو غالباً يهه گمان هوگا که يهه شخص عيسائي مذهب کي طرف ميلان رکهتا هی يا درپردہ عيسائي هی يا ايک خالص شيعی اپنے هم مذهبوں سے کهتا هی که ائمه عليهم‌السلام نے تبرّا کرنے سے منع کيا هی اگر وہ لوگ هميشه سے خود بهي تبرّا کرتے رهے هيں اور اپنے مجتهدوں سے بهي سنتے رهے هيں تو ضرور اُسکو شيعوں کا مخالف اور سنيوں کا طرفدار خيال کرينگے اکثر ايسا هوتا هی که آدمي دوسرے شخص کو اپنے نفس پر قياس کرکے اُس سے بدگمان هوجاتا هی . مثلاً ايک شخص اپنے ملک يا قوم کي بهلائي ميں بيغرضانه کوشش کرتا هی مگر اُس ملک يا اُس قوم کے وہ آدمي جو خودغرضي ميں ڈوبے هوئے هيں اُسکي کوشش کو بهي خودغرضي هي پر محمول کرتے هيں . يا ايک شخص اهل يورپ کو جو که حاکم وقت هيں سچّا اور راستباز اور خوش معامله سمجهکر اُن سے زيادہ ميل جول رکهتا هی مگر جو لوگ اُن سے اس حيثيت سے نهيں ملتے وہ اُسکو بهي اپني طرح ايک خوشامدي اور گورگهرا اور گهاتيا سمجهتے هيں .

بعض اوقات ناواقفيت اور بےعلمي سے بهي سخت بدگماني پيدا هوتي هی مثلاً ايک شخص انگريزي طريقه پر کهانے پهننے کو اِس لئے پسند کرتا هی که اُسکے تجربه ميں وہ طريقه صحت کے واسطے نهايت مفيد ثابت هوا هی مگر جنکو اُس طريقه کا تجربه نهيں هوا وہ اُس شخص کي نسبت طرح طرح کي بدگمانياں کرتے هيں . يا مثلاً ايک دانا گورنمنٹ جو مختلف قوم و مذهب کي رعايا پر حکمراں هی اپنے مدارس ميں کسي خاص مذهب کي تعليم کو جايز نهيں رکهتي مگر جو لوگ اُس گورنمنٹ کے دانشمندانه اُصول سے ناواقف هيں وہ يهه خيال کرتے هيں که گورنمنٹ همارے مذهب کو نيست و نابود کرنا چاهتي هی .

کبهي بدگماني کا سبب يهه هوتا هی که جن لوگوں کے اخلاق و عادات قوم کے عام اخلاق و عادات کے برخلاف هوتے هيں اُنکي نسبت سوء ظن پيدا هوتا هی مثلاً ايک قوم ميں حد سے زيادہ بناوٹ تکلف ساختگي اور ظاهرداري کا دستور هی اگر کوئي شخص اُس قوم ميں روکها پهيکا بےتکلف سادہ مزاج اور کهرا پايا جائيگا وہ ضرور ايک متکبّر مغرور بدمزاج اور اکل‌کُهرا تصور کيا جائيگا . يا مثلاً ايک خاندان کے آدمي اکثر مسرف فضول خرچ لهو و لعب ميں زندگي بسر کرنے والے نام اور نمايش پر مرنے والے هيں اگر اُن ميں کوئي شخص اس روش کے خلاف پايا جائيگا گو وہ کيسا هي فياض جوانمرد با مروت اور کُنبه‌پرور مگر کفايت شعار اور منتظم هو خاندان کے تمام آدمي اُسکو خسيس دني‌الطبع کنتک اور مکهي چوس خيال کرينگے .

بعضے لوگ اس دھوکه میں که همارا ذھن دور دور پهنچتا هی اور هم لوگوں کے دل کي بات سمجهه لیتے هیں اکثر بدگمانیاں کیا کرتے هیں . مثلاً ایک شخص گورنمنٹ کے کسي قانون یا پالسي کو رعایا کے حق میں مضر سمجهکر اُس پر آزادانه اعتراض اور نکته چیني کرتا هی مگر وہ دل کي بات سمجهنے والے لوگ یهه کهتے هیں که یهه شخص چونکه گورنمنٹ کو آزادي پسند جانتا هی لهذا اِس پردہ میں گورنمنٹ پر اپني لیاقت اور دانشمندي ظاهر کرني چاهتا هی . یا ایک شخص مذهب اور حکمت میں اس لیئے تطبیق کرتا هی که جب قوم میں حکمت شایع هوجاے تو قوم کے تعلیم یافته نوجوان مذهب کو عقل کے خلاف سمجهکر اُس سے تجاوز نه کریں مگر وہ لوگ یهه سمجهتے هیں که یهه شخص گورنمنٹ کے ایما سے یا گورنمنٹ کے خوش کرنے کے لیئے لوگوں کو لامذهب اور ملحد بنانا چاهتا هی تاکه سلطنت کو مذهبي مخالفت اور تعصبات کا کهٹکا نرهے ✦

اکثر بدگماني کا سبب یهه هوتا هی که کسي ایک بُرائي یا ایک غلطي کي وجهه سے جو که بشریت کا خاصه هی انسان کي تمام خوبیوں پر خاک ڈالي جاتي هی اور اُسکي کسي بات پر نیک گمان نهیں کیا جاتا مثلاً ایک سچّا اور راستباز اور دیانتدار آدمي کسّي معامله میں غلطي سے ایسي بات کر بیٹها جو راستي کے خلاف معلوم هوتي هی تو پهر وہ کسي معامله میں راستباز نهیں سمجها جاتا یا ایک لایق اور دانشمند آدمي سے کوئي ایسي لغزش هوگئي جو عقل کے خلاف معلوم هوتي هی تو پهر اُسکي کسي راے پر اعتماد نهیں کیا جاتا .

بعضے لوگ بات کا محل اور موقع نه سمجهنے سے بهي بدگمان هوجاتے هیں مثلاً ایک مسلمان سچّي محبت اور بےریا عشق کے جوش میں رسول کریم کو کبهي صرف محمد کبهي صرف ابوالقاسم کبهي آمنه کا اکلوتا بیٹا اور کبهي بني سعد کي بکریاں چَرانے والا اپني بےساخته تحریروں میں لکهه جاتا هی اور تعظیم کے رسمي اور عرفي الفاظ نهیں لکهتا تو وہ لوگ جو حسن بیان اور لطف تحریر کي گهاتوں سے واقف نهیں هیں اور تعظیم کو اُنهیں رسمي اور عرفي الفاظ میں منحصر جانتے هیں ضرور خیال کرینگے که اس شخص کے دل میں آنحضرت صلعم کي کچهه عظمت نهیں هی یا اسلام کا ایک ظریف رفارمر دوسرے رفارمر کو اپني پرایوٹ تحریر میں لکهتا هی که میںنے یہاں بهتیرے جال ڈالے مگر کوئي پنچهي دام میں نه آیا تو ساده لوح مسلمان یا زاهد خشک اگر وہ خط دیکهه پائینگے تو اُنکو اسبات کا یقین پخته هوجائیگا که اِن لوگوں نے اسلام کے برخلاف سازش کر رکهي هی اور یهه مسلمانوں کو مرتد کرنا چاهتے هیں لیکن ایک سمجهدار آدمي صرف یهه کهکر خاموش هوجائیگا که ایسي ظرافت رفارمر کي شان سے بعید هی .

ابلہانہ حزم و احتیاط بھی اکثر بدگمانی کا باعث ہوتی ہی مثلاً ایک خوش معاملہ اور دانا گورنمنٹ ملکی معاملات کی صفائی کے لیئے ملک ہمسایہ میں اپنا مشن بھیجنا چاہتی ہی مگر اُس ملک کے ارکان سلطنت یہہ سمجھکر کہ مبادا اِس مشن کے آنے سے ہماری حکومت یا اقتدار میں کچھہ فرق آئے مشن کو اپنے ملک میں نہیں آنے دیتے ۔ یا ایک ہائی اسکول یا کالج سے اکثر طالب علم لایق اور نیک چلن اور صاحب علم ہوکر نکلتے ہیں مگر ایک وہمی مزاج رئیس اِس خیال سے کہ مبادا میری اولاد وہاں جاکر غیر جنس لڑکوں کی صحبت میں آوارہ ہوجاے اپنی اولاد کو وہاں نہیں بھیجتا ۔

یہہ تمام اسباب بدگمانی کے جو لکھے گئے سرسری نظر میں سب ایک دوسرے سے جدا معلوم ہوتے ہیں مگر غور کرنے کے بعد ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ سب ایک عام سبب سے پیدا ہوتے ہیں جسکو بدگمانی کا اصل اصول سمجھنا چاہیئے ۔ جس بدبخت قوم کا اخلاقی توام بگڑ جاتا ہی اور اُسکے تمام فرقوں میں ناراستی اور بےدیانتی شایع ہوجاتی ہی تو اُس قوم کے خاص و عام کو مجبوراً نہ صرف اپنی قوم سے بلکہ ساری دنیا سے بدگمان ہونا پڑتا ہی ۔ جب وہ متواتر دوستوں سے بیوفائی اور بھائی بندوں سے دغا اور بےمہری دیکھتے ہیں اور خود بھی اُنکے ساتھہ ایسے ہی برتاؤ برتتے ہیں تو اُنکو تمام جہان میں کوئی دوست صادق نظر نہیں آتا جب وہ علماء کی بےدیانتی اور مشایخوں کا مکر و فریب اور زاہدوں کی ریاکاری اور عابدوں کی جوفروشی و گندم‌نمائی دیکھتے ہیں تو اُنکو ساری دنیا مکر و زور سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہی اور فرشتہ پر بھی اُنکو نیک گمان مشکل سے ہوتا ہی وہ نہ صرف غیروں سے بلکہ خود اپنے سے بھی بدگمان ہوجاتے ہیں جسطرح وہ سب کو جھوٹا اور مکار اور عیار اور خود غرض سمجھتے ہیں اسیطرح وہ یہہ بھی جانتے ہیں کہ لوگ ہمکو جھوٹا اور مکار اور خود غرض سمجھتے ہیں اور اسی لیئے وہ کوئی وعدہ بغیر تاکید شدید کے زبان سے نہیں نکالتے اور کوئی روایت بغیر سوگند اور قسم کے نہیں بیان کرتے اور کوئی بات بغیر سند اور شہادت کے نہیں کہتے خواہ مخاطب کی طرف سے درخواست ہو خواہ نہو گویا وہ یہہ جتاتے ہیں کہ ہماری کوئی بات اعتبار کے قابل نہیں ہی ۔ اُنکو جابجا خوشامد اور تملق کرنا پڑتا ہی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہماری خیرخواہی اور دوستی پر بغیر ایسی باتوں کے یقین نہیں آسکتا ۔ تمنے اکثر نمود اور شیخی کرنے والوں کو دیکھا ہوگا کہ ایک آدھ جھوٹا سچّا گواہ اُنکے ساتھہ ہر وقت لگا رہتا ہی ۔ جب وہ کوئی واقعہ بیان کرتے ہیں تو بات بات پر اُس گواہ کا حوالہ دیتے جاتے ہیں کہ یہہ بھی وہاں موجود تھے اِن سے پوچھیئے ۔ گویا وہ اپنے کو ایسا جھوٹا سمجھتے ہیں کہ اُنکی کوئی بات بغیر شہادت کے قابل تسلیم نہیں ۔ تمنے بعضے مصنفوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ حد سے زیادہ بدیہی اور مسلم‌الثبوت دعووں پر بھی جب کسیکا قول سنداً نقل کرتے ہیں تو اُس مصنف کا نام ٗ اُسکی کتاب کا نام ٗ باب اور فصل کا پتا ٗ

صفحه اور سطر کا شمار ' چھپنے کے سن ' چھپنے کا مقام ' چھاپہ‌خانه کا نام اور سوا اِسکے اور پتے مفصل لکھتے هیں حالانکه اُن دعووں کے تسلیم کرنے میں جنکی تائید میں وہ یہه مفصل سندیں لکھتے هیں کسیکو بھی کلام نہیں هوتا مگر اُنکو اپنی بےاعتباری کا ایسا پخته یقین هوتا هی که اگر اُنکی کتاب ضروری مقدار سے دس گُنی زیادہ هوجاے تو بھی وہ اس تفصیل سے باز نہیں آسکتے یہه اور ایسی هی اور بےشمار مثالیں اسبات کی هیں که جب کسی قوم کے عام اخلاق بگڑ جاتے هیں تو اُس قوم کے لوگ نه صرف اَوروں سے بلکه اپنے نفس سے بھی بدگمان هوجاتے هیں .

هم اپنے ملک میں اور خاصکر اپنی قوم میں بھی بدگمانی کا حال ایسا هی دیکھتے هیں . گاهک سچے دوکانداروں کو بھی سچّا نہیں جانتے کیونکه اُنہوں نے بڑے بڑے یک‌سخنوں سے دھوکے کھائے هیں . دنیادار آپس میں ایک دوسرے کو خائن اور بےدیانت سمجھتے هیں کیونکه اُنہوں نے بڑے بڑے دینداروں کو ایسا هی پایا هی اگر کوئی دیانتدار کمیٹی قوم کی بہبودی اور اصلاح کے لیئے کھڑی هوتی هی تو قوم کی طرف سے بجاے اعانت و امداد کے اُسکی مخالفت اور مزاحمت هوتی هی کیونکه قوم کے سرگروهوں کی متواتر خیانتوں نے کسیکو اعتبار اور اعتماد کے لایق نہیں چھوڑا .

ایک شخص کی بدگمانی سے جو مضر نتیجے پیدا هوتے هیں وہ اکثر ایک یا چند آدمیوں سے زیادہ کو نقصان نہیں پہنچاتے لیکن جب کسی ملک یا قوم کی عام طبیعتوں میں بدگمانی کا بیج بویا جاتا هی تو اُس سے تمام ملک یا تمام قوم کو مضرت پہنچتی هی . عام بدگمانی سے اکثر ایسا هوا هی که فوج اپنے بادشاہ سے منحرف اور رعایا باغی هوگئی هی اور اُسکے بُرے ثمرے فوج اور رعایا دونوں کو سالہا سال تک بُھگتنے پڑے هیں . افسوس هی اور نہایت افسوس هی که هماری قوم میں بھی یہی عام بدگمانی پھیلی هوئی هی جسکے سبب سے اُسکو طرح طرح کے نقصان اُٹھانے پڑے هیں اور اُٹھانے پڑتے هیں اور اُٹھانے پڑینگے . ابتدا میں وہ گورنمنٹ سے بدگمان تھی اُنکو یہه خیال تھا که سرکار همکو عیسائی بنانا چاهتی هی پادری لوگ جو جابجا منادی کرتے پھرتے هیں یہه سرکار هی کی طرف سے اِس کام پر مامور هیں اور انگریزی مدارس بھی اسی لیئے قایم کیئے گئے هیں که هملوگ رفته رفته اپنے دین سے بیخبر هوکر آخر کو دین عیسوی اختیار کرلیں . اِس بیہودہ اور باطل خیال سے جو بےشمار نقصان اُنہوں نے اُٹھائے هیں اُنکا اندازہ کرنا مشکل هی . اگر یہه پوچھا جاے که کیوں سرکاری دفتر مسلمانوں سے خالی هیں ؟ کیوں تجارت اور صنعت کی فہرست میں مسلمانوں کا نام نہیں پایا جاتا ؟ کیوں اُنکی ناداری اور افلاس روز بروز بڑھتا جاتا هی ؟ کیوں اُنکے خاندان برابر مٹتے چلے جاتے هیں ؟ کیوں اُنکی اولاد میں نه

خصلتیں سب سے زیادہ پائی جاتی ہیں؟ کیوں اُنکے رئیس اور امیر نالایق اور کُندہ‌ناتراش ہوتے ہیں؟ تو شاید اِن سب سوالات کا جواب یہی ہوگا کہ اُنکی بدگمانی ہے۔

اب چند سال سے قوم کی ایک خیرخواہ جماعت نے قوم کی تعلیم و تربیت کا سامان مہیا کرنے پر کمر باندھی ہی اور علیگڈھ میں ایک ایسا قومی مدرسہ قایم کیا ہی جسکی نظیر ایشیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ اُسنے قوم کی بدگمانی رفع کرنے میں بھی حتی‌الامکان کوشش کی ہی اور کوئی عقدہ اُنکی دلجمعی اور اطمینان کا فروگذاشت نہیں کیا مگر قوم کی بدگمانی بدستور چلی جاتی ہی۔ وہ برابر آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں کہ ہر سال اِس مدرسہ میں طالب علموں کی ایک معتدبہ مقدار توقع سے زیادہ کامیاب ہوتی ہی (حالانکہ اُسکے قیام کو کچھہ بھی زمانہ نہیں گذرا) وہاں تعلیم کے ساتھہ تربیت میں بھی بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا ہی جس سے مسلمانوں کی اولاد کے واسطے ہمیشہ کے لیئے اخلاق کی جڑ قایم ہوتی ہی۔ وہاں طالب علموں کی حفظ صحت کا خیال بھی جوکہ نہایت ضروری چیز ہی حد سے زیادہ کیا جاتا ہی۔ اُنکو مذہبی قواعد کا بھی کمال تدین کے ساتھہ پابند کیا جاتا ہی اُنکو دنیوی تعلیم کے ساتھہ دینی تعلیم بھی دیجاتی ہی۔ غرض تعلیم و تربیت کا سامان وہاں اسقدر مہیا ہی کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی اولاد کے لیئے اس سے بڑھکر ہرگز نہیں ہوسکتا لیکن باوجود اِن سب باتوں کے بہت سے بےپروائی سے اور بہت سے عناد سے اور سب سے زیادہ بدگمانی سے اِس چشمۂ فیض سے محروم ہیں اور اِس سے قوم کی ترقی کی طرف سے ایسی سخت مایوسی ہوتی ہی جسکا تدارک ناممکن معلوم ہوتا ہی۔ بھوکے کو کھانا اور پیاسے کو پانی میسر نہ آنے سے بھی سخت مایوسی ہوتی ہی لیکن یہہ اُس مایوسی سے بہت کم ہی کہ کھانا اور پانی موجود ہو پر بیمار نہ کھانا کھاسکے نہ پانی پی سکے۔ ایسا بیمار کوئی دم کا مہمان ہوتا ہی نہ طبیب اُسکے کام آسکتا ہی نہ بیماردار اُسکی مدد کرسکتا ہی۔

ہم نہیں کہتے کہ ہمارے مسلمان بھائی اس باب میں کسیکے کہنے سننے پر التفات کریں بلکہ اُنکو چاہیئے کہ انصاف اور بےتعصبی سے خود مدرسۃالعلوم کا حال دیکھیں اور سمجھیں کہ جو کچھہ ہم اُسکی نسبت کہتے ہیں وہ صحیح ہی یا غلط ہی —

آفتاب آمد دلیل آفتاب * گر دلیلے بایدت زو رو متاب

راقم

الطاف حسین حالی

از پانی پت محلہ انصار

رنج و مصیبت

هم دریافت کیا چاهتے هیں که رنج و مصیبت کیا چیز هی — کیا یهه ایک ایسي چیز هی جو انسان کي فطرت میں ابتداهي سے رکهي گئي هی — کیا یهه ایک ایسي چیز هی جو انسان کي طبیعت میں ازل هي سے موجود هی — کیا یهه خود انسان کي کمائي هوئي چیز هی — کیا همکو رنج و مصیبت سے اس وجهه سے چاره نهیں که انساني خواهشات کے رفع هونے کے وسایل اس وسیع دنیا میں بهت کمي کے ساتهه هیں — کیا رنج و مصیبت کسي سرزمین کي قوت پیداوار یا آب و هوا یا کسي طبقهٔ خلایق کے طریق تمدن کا ضروري نتیجه هی — کیا خود نیچر هي کا (جسکو هم قضا و قدر بهي کهه سکتے هیں) یهه منشا هی که انسان کي نهایت مسرت‌ناک حالت زار و دردناک هوجاے — کیا خود اُسي کي جسنے ایک پهولي پهلي دنیا اور بےانتها خوشي اور خوبي بهرے هوئے قوا سے انسان کو ایک عجیب و غیر محدود خوشي دي یهه مرضي هی که انسان مصیبتوں کا هدف اور تکلیفوں کا نشانه هو — کیا خود اُسي صانع کي جس نے اس پتلے کو نهایت هي محبت اور پیار کي نگاهوں سے دیکها اور اپنا نایب بنایا یهه خواهش هی که انسان دکهه درد سے مضطر هو — کیا وهي پیارے اور بن دیکهے هاتهه جنهوں نے همارے چهروں کو نهایت هي بشاش اور سڈول بنایا همارے چهروں کو رنج و مصیبتوں سے خون آلود کیا چاهتے هیں — کیا نیچر کا یهه ایک معین قاعده هی که کسي وقت بلا تصور هماري ساري خوشیاں همسے چهن جائیں — میري دانست میں رنج و مصیبت انسان کي فطرت میں رکهي هوئي چیز نهیں — رنج و مصیبت محض انسان کي کمائي هوئي چیز هی — رنج و مصیبت قواء خدا داد کے بیکار کرنے قواء خدا داد کے نامناسب استعمال — قانون قدرت کي خلاف ورزي — قانون قدرت کي غلط فهمي کا ضروري نتیجه هی — اُس خدا کا جسنے انسان کو ایک پهولي پهلي دنیا دي اور اُسکي تمام خواهشات روحاني اور جسماني رفع کرنے کے لیئے دنیا کو عجیب و غریب فائدوں اور نعمتوں سے بهرپور کیا هرگز یهه منشا نهیں هوسکتا که یهه پتلا جسکي دلجوئي وه هزاروں کرشمه اور ناز سے کرتا هی تکلیفوں سے اور مصیبتیں اُٹهائے — اُس فیاض ازل کي ایک محبت بهري نگاه نے اس پتلے کو کن کن نعمتوں اور خوشیوں سے مالا مال نهیں کیا — رهنے کو زمین سا مکان ' روشني کو آفتاب سا چراغ دیا — کمانے کو دن — استراحت کو رات بنائي — ایک نیند میں وه مزا رکها جو تمام کسلمندیوں کو زایل اور زندگي کو تازه کردے ' صرف رفع اشتها کے لیئے (جو ساگ پات سے بهي رفع هوسکتي تهي) کیسے کیسے غلے — کیسے کیسے پهل — کیسے کیسے میوے پیدا کیئے — صرف تفریح کے لیئے پهاڑوں — دریاؤں — سبزے — درختوں میں وه خوشنمائي

دي جسکے دیکھنے سے آنکھوں کو ایک عجیب فرحت حاصل هوتي هی — سواري کے لوئے کیسے کیسے جانور پیدا کیئے — انسان کي ایک ادنی ادنی خواهش کے لوئے ایک بے بہا ذخیرہ قدرتي چیزوں کا مہیا کیا — ان خارجي نعمتوں اور خوشیوں کو چھوڑ دو خود انسان بھي ایک مضغہ گوشت هي نہیں ' بلکہ أسکي گھڑت ایسي عجیب هی کہ بے انتہا خوشیوں کے سامان خود أسیکي ذات هي میں موجود هیں ' چلنے کو پیر سي چیز جسمیں حرکت — سکون — قیام — قعود کي عجیب صلاحیت هی — کرنے کو هاتھہ سي شی جسمیں درازي — تنگي — گرفت کي عجیب قابلیت هی — خیالات میں وہ جلا کہ اگر هم اپنے اوهام باطلہ سے أسکو زنگ آلود نکریں تو أس چھپے کرشمہ باز کي سب قلعي کھول دیں — طبیعت میں وہ زرخیزي کہ اگر هم قدرتي خوبي پر أسکو پهونچادیں تو وہ کونسا عقدہ هی جسکو هم حل نکرسکیں — تفکر اور تعقل کي ایک ایسي قوت کہ اگر هم أسکو کامل اور صحیح طور پر استعمال کریں تو دنیا میں — نیچر میں — وہ کونسا فائدہ هی جو همکو حاصل نهوسکے — اسمیں کچھہ شک نہیں کہ قدرت نے هر قسم کي — ذاتي — خارجي — روحاني — جسماني خوشیوں سے اس پتلے کو نہال کیا هی اور یہہ خطاوار وجود خود هي اپنے هاتھہ سے اپني تمام خوشیوں اور فائدوں کو چھوڑ کر مبتلاے رنج و مصیبت هوجاتا هی — اسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ از ماست کہ برماست — أس داناے جزوکل نے هماري خوشیوں — همارے فائدوں — هماري سلامت حالي کو چند ایسے مستحکم غیر مُتبدل اصول کے تابع کیا هی کہ اگر ذرا بھي أسکي خلاف ورزي کي جاے تو رنج و مصیبت سے همکو کچھہ چارہ نہیں — انسان تمام خوشیوں اور تمام فائدوں سے متمتع هونے کا أسي وقت مستحق هی جب وہ اپنے قانون وجود کي جسکو بعبارت متعارف (خدا کا حکم کہتے هیں) پوري پوري تعمیل کرے ' بیشک همارے تمام منافع — هماري تمام خوشیاں أسي وقت تک قایم هیں اور أسي وقت تک هم رنج و مصیبتوں سے محفوظ رہ سکتے هیں جب تک هم أن قاعدوں کي پوري پوري پیروي کرتے رهیں جنکي هماري خوشیاں — همارے فائدے تابع هیں — همارے قانون وجود کا یا یوں کہو کہ همارے خدا کے حکم کا یہہ منشا هی کہ اگر هم نیچر کي پیروي کریں اور اپنے قوا کو مناسب طور سے استعمال تو وہ تمام فائدے اور خوشیاں جو نیچر میں هیں سب همارے هي لیئے هیں ' اور اگر هم أسکي خلاف ورزي کریں تو بقدر خوشي اور فائدہ رنج و مصیبت سے بھي همکو چارہ نہیں — دنیا میں کوئي قوم کوئي شخص ایسا نہیں گذرا جسنے ایک مستحکم فلاح — ایک دیرپا خوشي بجز نیچر کے کسي اَوْر کي پیروي میں پائي هو اور نیچر کي خلاف ورزي میں رنج و مصیبت کا ایک پہاڑ أسکے سرپر نہ گرا هو — دنیا کے وہ تمام رو دار اور بڑے آدمي جنکو تمام انساني خوشیاں اور فائدے حاصل هوئے محض نیچر هي کے اتباع سے حاصل

هوئے ہیں — همارے پاک مذهب نے بهي جسنے انسان کو اُسکي کامل خوشي اور فلاح کے تمام مستحکم اُصول کو نہایت تکمیل سے سکھلایا هی یہه کہکر " ولن تجد لسنتہاتبدیلا " انسان کے منافع اور خوشیوں کو نیچر هي کا ماتحت بنلایا هی — یہه فرماکر " لیس للانسان الاماسعی " نیچر هي سے فائدے کا متوقع کیا هی — یہه بتلاکر " ان‌الله لم یک مغیراً نعمة انعمها علیٰ قوم حتی یغیروا ما بانفسهم " تمام رنج و مصیبت کو خود انسان هي کي کمائي هوئي چیز بتلایا هی — اب میں دیکھا چاهتا هوں که هماري قوم کي حالت جو بالفعل نہایت درد ناک هورهي هی کیا اسکي وجهہ سوائے اُس کے کچهہ اور هی که هماري پیاري قوم نے اس سچے اور نہایت سچے مضمون کو " ولن تجد لسنتہا تبدیلا " یعني خدا کے کاموں کے قاعدے نہیں بدلتے " لیس للانسان الا ما سعی " یعني انسان کي کامیابي اُس کي کوشش هي سے وابستہ هی ' عملاً صحیح نہیں خیال کیا - هماري قوم نے حبل متین (یعني نیچر) کو جسکے مضبوط پکڑنے کي اُسکو سخت تاکید هوئي هی چھوڑ دیا هی — هماري قوم قدرت کے کاموں کو جو همیشہ مسلسل اور غیر مبدل اصول سے هوتے هیں بالکل بے قاعدہ اور بے تک خیال کرتي هی — هماري قوم توهمات اور خیالات باطله کي (جو همارے پاک ایمان کے لیئے بهي ویسے هي مضر هیں جیسے کامیابي کے لیئے) مرید هو رهي هی - میري دانست میں سوائے اسکے اَوْر کوئي وجهہ نہیں — اے قوم کے دانشمندوں — اے توم کے سمجهہ بوجهہ والوں — خوب سمجھو که یہه ساري مصیبتیں جو همارے سر پر موجود هیں اس میں کچهہ شک نہیں که‌واسطه در واسطه همارے هي شامت اعمال کے نتیجے هیں ' اور همارے هي هاتهوں کي کمائیاں هیں ' اُن میں سے بہت سي مصیبتیں همارے پر دادا صاحب کي کمائي هوئي هیں اور بہت سي همارے دادا صاحب کي — بہت سي باوا جان کي اور بہت سي هماري - ان میں بہت سي مصیبتیں اُن پرخار علوم کے نتیجے هیں جو همکو پڑھائے گئے هیں — اُن میں بہت سي مصیبتیں ایسي هیں جو حضرات شملہ‌بند مقدسین کے وعظ و نصیحت سے پیدا هوئي هیں — انمیں سے بہت سي مصیبتوں کو همارے طریق تمدن نے پیدا کیا هی انمیں بہت سي مصیبتیں ایسي هیں جو رسم و رواج کي پیروي سے همپر نازل هوئي هیں یہه زخم همارے هي ناخونوں کے هیں — یہه بیڑیاں همارے هي هاتهوں نے ڈالي هیں — اس درد ناک حالت کے باعث همیں هیں - یہه مصیبتیں کچهہ آج سے نہیں بلکه اُسي وقت سے همپر نازل هوني شروع هوئي هیں جب سے همنے بہبودي کے نہایت سیدهے — سچے - مستحکم اصول - توکل — سعي - میں غلط فهمي کي اور اوهام و خیالات کے پیرو هوئے — جبسے همنے حکمت سي بےبہا چیز کو کھودیا — جب سے همنے تفکر اور تعقل کي عادت چھوڑي — جب سے همنے بیجا تعصب اختیار کرکے آنکهوں کے اندهے - کانوں کے بہرے بنے - جب سے همارے دماغوں میں بھوچکي اور حیرت زدہ باتیں متمکن هوئیں — جب

سے عجیب غریب باتوں کا ھمارے دلوں میں اثر ھونے لگا — جب سے علمي ترقي ھمارے ھاتھوں سے جاتي رھي – جب سے حب انساني ھماري طبیعتوں سے نکل گئي – جب سے قوم کي محبت ھمارے دلوں سے رخصت ھوگئي — جب سے نفاق — حسد — تکبر — خود بیني ھماري طبیعتوں میں سمائي — جب سے خود غرضي – خود مطلبي ھمارے دلوں میں بس گئي – جب سے ھمارے کمالات علمي کا انحصار محض لفظوں ھي میں رہ گیا – جب سے ھم سے غور و فکر کي عادت چھٹي – جب سے ھمنے قدرت کے کاموں کو محض لڑکوں کا کھیل تصور کیا جسکا کچھہ اصول و قاعدہ نہیں – جب سے دعا — تعویذات نقش گنڈے وغیرہ کو رافع حاجت سمجھا — جب سے توکل کے معني ھاتھہ پاؤں توڑکر مسجدوں میں بیٹھہ جانا خیال کیا – جب سے قواء خداداد کا بیکار کردینا (جو اکبر الکبایر) ھی خدا پرستي سمجھي – جب سے رھبانیت کو (جو سخت ممنوع ھی) کمال اتقا جانا – جب سے دلوں میں غلط معنوں سے یہہ سمائي کہ دنیا و ما فیہا ھیچ ھی – جب سے طبیعتوں میں یہہ آیا کہ دنیا چند روزہ ھی اور اسلیئے اصلاح حالت کي کچھہ ضرورت نہیں – جب سے یہہ سمجھے کہ ھمارے پیرصاحب بلا لحاظ ھمارے اعمال کے ھمکو بہشت میں پھونچا دینگے — جب سے ھمنے خدا کے دربار کو ایک ایسا دربار سمجھا جہاں رشوت سے کام چل سکتا ھی اور سفارش کو دخل ھی — جب سے ھمنے مولویوں کي جیب بھر دیني ھي نجات کا ذریعہ خیال کیا — اے قوم کے تمام لوگو وہ مصیبتیں جو ھمارے ھاتھوں نے کمائیں ھیں اور جسکو ھم اپنے سروں پر دیکھتے ھیں اور جسکا آغاز ایک مدت دراز سے ھی ھنوز اپنے کمال کو نہیں پہونچیں تھوڑے ھي دن باقي ھیں کہ یہہ مصیبتیں اپنے کمال کو پھونچکر اس قومي جہاز کے تمام تختوں کو جسکے کیل کانٹے نہایت ڈھیلے ھو رھے ھیں پاش پاش کردینگي اور تھوڑے ھي دن باقي ھیں کہ یہہ قومي زخم ناسور ھوجاوینگے – یہہ مت سمجھو کہ تمھاري کمائیاں تمھاري اولاد کے حق میں مضر نہونگي یا اُتني ھي مضر ھونگي جتني تمھارے لیئے — تمھاري کمائیاں اگر تمھارے لیئے بمنزلہ زخم ھیں تو تبدیل وقت سے ضرور اُنکے لیئے بمنزلہ ناسور ھونگي اگر تمکو شام تک ایک روٹي میسر ھوتي ھی تو اُنکو دوسرے فاقہ پر بھي میسر نہوگي — اگر تم تعلقہ دار کہلاتے ھو تو شاید اُنکو کسي مہاجن کي سائیسي کا تمغہ ملے – اے قوم کے روشن ضمیرو ' اے قوم کے عالي دماغو ' آنکھیں کھولو زمانہ کي چال دیکھو — اُسکے ھمراھیوں — اُسکے بچھڑوں کا حال دیکھو — کیا تم خیال کرتے ھو کہ بیٹھے بیٹھے منزل مقصود تک پہونچ جاؤگے — کیا تم خیال کرتے ھو کہ زمانہ اپني قدرتي چال کو تمھاري خاطر سے بدل دیگا — کیا تم خیال کرتے ھو کہ تمھارے لیئے قدرت کے کاموں کے مستحکم اور غیر مبدل اصول توٹ جائینگے — کیا تمنے خوب سمجھہ لیا ھی کہ خدا کو — نیچر کو — زمانہ کو تمھاري کچھہ پروا ھی ھرگز نہیں ھرگز نہیں — زمانہ کي چال نہ بدلیگي اگر تم فلاح چاھتے

تمکو خود اپني چال بدلني چاهيئے — قدرت کے کاموں کے اصول نه توتينگے اگر تم اپنا نفع چاهتے هو تو اُسکي پيروي اختيار کرو *

اے خداے کارساز جيسا تونے محض اپني عنايت کامله سے همکو لاکهوں نعمتوں هزاروں فائدوں سے نهال کيا هی ويسي هي توفيق بهي عطا کر که هم اپنے قوا کے مناسب استعمال — قانون قدرت کي پوري تعميل — خدا کي خالص اطاعت — رسول کي سچي فرمانبرداري سے اِن تمام مصيبتوں کو جو همارے سرپر نازل هيں دور کريں اور وہ تمام خوشهاں اور فائدے حاصل کرليں جنکو تونے اِس پتلے کے لئے اپنا عين مقصد گردانا هی آمين *

راقـــــــم

مسکين احسان الله

ساکن منذارہ ضلع اله آباد

الاسلام هوالفطرت والفطرت هي الاسلام

کيا نيچري هونا شرع کي رو سے منع هی ؟ يا مباح ؟ جائز يا واجب ؟ يهه مسئله اُس زمانه کے علوم کے مروج هونے سے زير بحث هی *

اگر نيچري هونے ميں بجز اسکے اَور کچهه نهيں هی که موجودات عالم اور اُنکے باهمي تعلقات پر اور اُن تعلقات سے جو نتايج حقه پيدا هوتے هيں اُن پر غور و فکر کي جاوے اور اُنکي دلالت اور هدايت سے اُنکے صانع کا يقين کيا جاوے ' کيونکه موجودات کي صنعت اُسکے صانع پر دلالت کرتي هی ' اور جسقدر زيادہ اور کامل علم صنايع کا هوتا هی اُسي قدر صانع کي معرفت کامل هوتي هی ' تو تو شرع ميں نيچري هونے کي هدايت هی — خدا نے قرآن مجيد ميں فرمايا هی که " اولم ينظروا في ملکوت السموات والارض وما خلق الله من شي " - اِس آيت سے صاف صاف نيچري هونے کا حکم پايا جاتا هی — پهر خدا تعالی نے ابراهيم کے نيچري هونے کي بُزرگي کو بتايا جهاں فرمايا " وکذالک نري ابراهيم ملکوت السموات والارض " - پهر اس نيچري هونے کي بزرگي کے بيان هي پر بس نهيں کيا بلکه اُسکا حکم بهي ديا جهاں يوں کها که " افلا ينظرون الی الابل کيف خلقت و الی السماء کيف رفعت والی الجبال کيف نصبت والی الارض کيف سطحت " پهر ايک جگهه فرمايا " الذين يتفکرون في خلق السموات والارض " - علاوہ اسکے اس قسم کي بهت سي آيتيں هيں جنميں نيچري هونے کي هدايت هی - " نيچر " جسکو خدانے " فطرت " کها اسلام کا دوسرا نام هی ' - اسلام ايسا سادا سيدها بے کهسر وسيع مذهب هی که لامذهبي بهي جو لوگوں نے اپنے خيال ميں سمجهه رکهي هی بر حقيقت اسلام هي کا ايک نام هی ' عدم محض کا تو وجود نهيں هی پس

لامذهب بهي كوئي مذهب رکهتا هوگا اور وهي اسلام هی — مذهب أن رسوم و قيود سے ممیز هوتا هی جنسے هر ایک مذهب مقید و ممیز هی — أن قيود و مميزات كو نه ماننا لامذهبي کہي جاتي هی — پهر اگر تمام جهان کے مذاهب کي أن قيود و مميزات كو جنسے ایک مذهب دوسرے سے ممیز هوا هی نکال ڈالو ' تو بهي كوئي ايسي چیز باقي رهیگي جو بلا تخصیص هوگي ' يعني أسکي تخصيص مذهبا نهوني مذهب نهوگي ' اور وهي لا مذهبي هوگي ' اور وهي عين اسلام هی ' اور وهي عين نيچر اور عين فطرت *

اسلام کے اصلي اصولوں کے موافق نه أن اصولوں کے جنکو علما نے قرار دیا هی وه شخص جو نه کسي نبي کو ماننا هو نه کسي اوتار کو نه کسي کتاب الهامي کو اور نه کسي حکم کو جو مذاهب میں فرض و واجب سے تعبیر کیئے گئے هیں ' اور صرف خداے واحد پر یقین رکهتا هو ' کون هی ? هندو هی ? نهیں ' زردشتي هی ? نهیں ' موسائي هی ? نهیں ' عیسائي هی ? نهیں ' محمدي هی ? نهیں ' — پهر کون هی ? مسلمان — گو همنے ایسے شخص کے محمدي هونے سے انکار کیا مگر أسکا محمدي هونا ایسا هي لازم هی جیسے که أسکا مسلمان هونا ' کیونکه أنهي کي بدولت وه مسلمان کهلایا هی — پس وه بهي در حقیقت محمدي هی ' پر ناشکرا محمدي جیسے همارے زمانه میں بعض فرقے هیں جو غالباً توحیدذات باري پر بکماله یقین رکهتے هیں — اگر کهو که وه کافر هیں ' تو غلط هی ' کیونکه کافر تو نجات نهیں پانیکا ' مگر موحد سے تو خدانے نجات کا وعده کیا هی جهاں فرمایا هی " وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً أو نصارى تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين بلى من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولاهم يحزنون " (سوره البقره آیت ۱۰۵ و ۱۰۶) — اور پهر ایک جگهه فرمایا " ان الله لايغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثماً عظيما " (سوره النساء آیت ۵۱) — اور محمد رسول الله صلعم نے فرمایا " من شهد ان لااله الاالله مستيقنا بها قلبه فدخل الجنة " — پس جو شخص اِس کلمه پر یقین رکهتا هی وه بلاشبهه مسلمان و محمدي هی *

جن لوگوں کي نسبت کهاجاتا هی که خدا کے وجود کے بهي قایل نهیں هیں میں تو أنکو بهي مسلمان جانتا هوں — اول تو یهه کهنا که وه خدا کے وجود کے قایل نهیں هیں غلط محض هی — خدا کے وجود پر یقین کرنا انسان کا امر طبعي هی — کوئي دل اس سے خالي نهیں — کیا سچ فرمایا هی أسنے جسنے انسان کا دل بنایا که " وله اسلم من في السموات والارض طوعاً وكرهاً و اليه يرجعون " (سوره آل عمران آیت ۷۷) دوسرے یهه که خدا کے وجود کا انکار أنپر تهمت هی ' أنکا قول یهه نهیں هی که خدا نهیں هی ' بلکه یهه هی که همارے پاس کوئي دلیل أسکے ثبوت کي نهیں هی — پس یهه انکار انکار

وجود نہیں هی بلکہ انکار علم دلیل سے هی ' اور بلحاظ امر طبعي أنکا دل وجود باري کا مصدق هی ' اور شرک سے بري هیں پھر اهل جنت هونے میں کیا باقي رها *

اگر همکو طعنہ دیا جاوے کہ هم موحد کو ناجي سمجھتے هیں ' یا زاني اور سارق کو بھي نجات سے محروم نہیں رکھتے ' تو یہہ طعنہ در حقیقت همپر نہیں هی ' کیونکہ هم تو دل سے اِن لفظوں پر اور اِن لفظوں کے کہنے والے پر کہ " وان زني وان سرق علی رغم انف ابي ذر " دل سے یقین رکھتے هیں ' اور نہایت دل سے پکار کر کہتے هیں کہ " من قال لااله الاالله فدخل الجنة وان زني و ان سرق علی رغم انف فلان و فلان *

هماري اس گفتگو سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ هم زنا کو برا نہیں سمجھتے ' اور چوري کو جائز قرار دیتے هیں ' اور لوگوں کو هر قسم کے اعمال بد کي جرأت دلاتے هیں ' یا کسي کام کو بد نہیں سمجھتے ' یہہ أنھي لوگوں کے بد خیالات هیں جو ایسا نتیجہ نکالتے هیں - جبکہ هماري سمجھہ میں اعمال قبیح فطرت کي رو سے قبیح هیں اور اعمال حسنہ فطرت کي رو سے حسن هیں تو کبھي قبیح حسن اور حسن قبیح نہیں هوسکتے ' اور کسي سچے عالم کا حکم بھي أنکے برخلاف نہیں هوسکتا ' اور نہ کوئي أنکو تبدیل کرسکتا هی ' تو همتو قبیح کو حسن اور حسن کو قبیح سمجھہ هي نہیں سکتے ' هاں شاید وہ لوگ جو کسي کام کو صرف اس وجہہ سے کہ مامور بہ هی حسن ' اور صرف اس وجہہ سے کہ ممنوع عنہ هی قبیح سمجھتے هیں اِس دھوکے میں پڑجاویں تو کچھہ تعجب نہیں *

خیر همارا قول صحیح هو یا غلط جس حدیث پر همنے استدلال کیا هی اور أسکي صحت قرآن مجید کي آیتوں سے هوسکتي هی ' أسکي نسبت کیا کہا جاویگا — اگر وہ فرمودہ رسول خدا صلعم هی تو أسکے انکار کي کیا وجہہ هی — قبول کرو کہ حضرت عمر نے صلاح دي هو کہ خدا کے اِس حکم کو مشہور کرنا مصلحت نہیں هی ' خدا نے نا سمجھي سے جاري کردیا هی ' لوگ اسي پر تکیہ کربیٹھینگے اور اعمال کو چھوڑ دینگے — اور نعوذبالله منہا آنحضرت صلعم نے تبلیغ رسالت کو چھوڑکر حضرت عمر کي صلاح کو مان لیا هو ' تو بھي أس سے جو حقیقت حکم الهي کي تھي وہ تبدیل نہیں هوسکتي ' اور وہ حقیقت یہي هی کہ " من قال لااله الاالله مستیقنابہا قلبہ فدخل الجنة " — اصل یہہ هی کہ توحید ذات باري پر یقین کرنا اسلام هی اور باعث نجات — نہ همارا یہہ مدعا هی کہ لوگ انبیاء سے انکار کریں ' نہ همارا یہہ منشا هی کہ لوگ کُتب الہامي کو نہ مانیں ' نہ همارا یہہ مقصد هی کہ لوگ پابندي احکام شریعت کو چھوڑدیں ' بلکہ صرف همارا یہہ مطلب هی کہ تمام موحد مسلم وناجي هیں — پھر جو کوئي چاهے اپنے خیالات فاسد سے همارے اس قول کے اور کچھہ معنی قرار دےلے *

همنے بہت سے اهل مذاهب اور شریعت پر چلنے والوں کو بھي دیکھا هی ' اور ایسے تعلیم و تربیت یافتہ لوگوں کو بھي دیکھا هی جنکو لامذهب عرفي اعتبار سے کہا جاسکتا هی — همنے اِن پچھلوں کو اُن پہلوں سے هزار درجه زیاده نیک اور ایمان دار پایا هی — پہلے کو نه بُرائي کے بُرائي هونے کادلي یقین هوتا هی ' نه بھلائي کے بھلائي هونے کا — وہ سمجھتا هی که وه چیز اسلیئے بري هی که بري کہي گئي هی ' اور یهه چیز اسلیئے اچھي هی که اچھي کہي گئي هی — اُسکے دل پر کوئي لازوال اثر اُسکا نہیں هوتا — برخلاف اسکے اس پچھلے شخص کو برائي کے برا هونے کا اور بھلائي کے بھلا هونے کا دل سے یقین هوتا هی جو کسي طرح زایل نہیں هوسکتا ' اور اسیلیئے اعمال اور برتاؤ میں اور نیکي میں یهه پچھلا شخص پہلے سے هزار درجه زیاده نیک هوتا هی *

پہلا شخص اُس برائي کو کسي حیله سے چھپاکر کرنے کي کوشش کرتا هی ' وه ایک بے گناه معصوم عورت کو حیله سے بھگا کر لے آتا هی ' لوگوں کا مال حیله سے کھا لیتا هی ' جن کاموں کو اُس نے اُوپري دل سے ناجائز سمجھه رکھا هی اُنکے جائز کرنے کے لیئے سینکڑوں حیلے پیدا کرتا هی ' اور کتب فقهه میں دفتر کے دفتر کتاب الحیل کے لکھه دیتا هی — یہي سبب هی که تمام مذاهب میں جو لوگ زیاده مقدس گنے جاتے هیں ' خواه وه یهودي مذهب کے ربي توهن هوں یا عیسائي مذهب کے پوپ ' یا هندو مذهب کے گرو یا مسلماني مذهب کے مولوي ' اکثر اُنمیں کے مکار و دغا باز و فریبي و ریاکار دکھائي دیتے هیں — بقولون مالا یفعلون اُنکا ٹھیٹ مذهب هوتا هی — خدا کو دھوکا دیتے هیں ' دنیا کو دھوکا دیتے هیں ' هر حیله سے هواے نفس کو پورا کرتے هیں ' اور اپنا دوزخ بھرتے هیں *

پچھلا شخص ایک سیدها سادها آدمي هوتا هی ' برائیوں کو دل سے برا جانتا هی ' حتی المقدور اُنسے بچنے کي کوشش کرتا هی — اس کامل یقین پر که وه در حقیقت برے هیں اُنکو کسي حیله سے اچھا بنا لینا نہیں چاهتا — وه کسي عورت کو حیله سے بھگا لانے کو بے گناه نہیں سمجھتا وه بد نظر کو آنکھه کا گناه ' زبان سے فریبي باتیں کہکر بھگانیکو زبان کا گناه ' هاتھه سے چھونے کو هاتھه کا گناه ' ظاهر میں وعظ کے حیله سے مکر اور نیت سے کسي کے گھر جانے کو پاؤں کا گناه سمجھتا هی — کسي برے کام کو کسي حیله سے اچھا هوجانے کا اُسکو یقین نہیں هوتا ' هاں وه بھي برے کام کرتا هی مگر اُسکا دل همیشه رنجیده رہتا هی ' اور وه یقین سمجھتا هی که میں نے برا کیا — مگر وه پہلا شخص اپنے حیلوں کے بھروسه اُسکو برا نہیں سمجھتا اور اُسکي برائي اُسکے دل میں نہیں رهتي ' نه خدا سے شرم کرتا هی اور نه دنیا سے — مسجد کے غسلخانه میں نہاکر ڈاڑھي پھٹکار عمامه باندھ کرتا پہن چاندسا منهه لیکر ممبر پر وعظ کو آن بیٹھتا هی ' اور نہایت قرائت سے اعوذ بالله من الشیطان الرجیم پڑھتا هی اور بالکل خیال نہیں کرتا که جس سے پناه مانگتا هی وه تو ممبر هي پر هی *

نیچري کافر هوں یا لامذهب یا بد مذهب مگر وه ایسے مذهب کو جیسا که ممبر پر عوذبالله پڑهنے والے کا هی پسند نہیں کرتے هیں — وه یقین کرتے هیں که فطرت اور اسلام ایک چیز هی — جو چیز که بري هی وه فطرت کي رو سے بري ' اور جو اچهي هی وه فطرت کي رو سے اچهي هی ' اور اسلیئے اسلام نے جن چیزوں کو اچها یا برا بتایا هی وه وهي هیں جو فطرت کي رو سے اچهي یا بري هیں — پس وه بري چیزوں سے بچنے کي اُنکو یقیني برا جانکر ' اور اچهي چیزوں کے حاصل کرنے کي اُنکو یقیني اچها جانکر کوشش کرتے هیں اور بہت مسلمان اور سچے تابعدار سچي شریعت کے هوتے هیں گناه بهي کرتے هیں اور گنہگار بهي هوتے هیں مگر دغاباز اور مکار اور ریا کار نہیں هوتے ٭

حافظا می خورو رندي کن و خوش باش ولیک
دام تزویر مکن چوں دگراں قراں را

راقـــــم
سید احمد

ایک تدبیر

مسلمانوں کے خاندانوں کو تباهي اور بربادي سے بچانے کي

جو که مسلمان خاندانوں کي حالت روز بروز خراب هوتي جاتي هی اور جو امیر اور ذي مقدور خاندان تهے اُنکي اولاد نہایت غریب و مفلس هوگئي هی اور جو باقي هیں دو پشت میں اُنکي جائدادیں اور ریاستیں بهي سب برباد اور چهوٹے چهوٹے ٹکڑوں میں تقسیم هوکر قرضه میں بک جاوینگي اسلیئے مجهکو اس بات کا خیال پیدا هوا هی که کوئي ایسي تدبیر کیجاوے جس سے مسلمانوں کي ریاستیں قایم رهیں اور مسلمانوں میں رئیس و ذي مقدور لوگ دکهائي دیں جنسے مسلمانوں کي قوم کي عزت اور امتیاز قایم رهے اور وه تدبیر بهي ایسي هوني چاهیئے که سني اور شیعه دونوں فریق کے فقه کے مطابق هو اور دونوں فریق کے مسائل مسلمه مذهب کے برخلاف نهو ٭

مسلمانوں کي ملکیت میں جو جائداد هوتي هی شرع کے بموجب اُسکي دو حالتیں هوتي هیں ایک زمانه حیات مالک میں اور ایک بعد وفات مالک کے ٭

زمانه حیات میں هر مالک کو ازروے شرع کے جائداد کي نسبت اختیار کامل حاصل هوتا هی چاهے وه اُسکو بیع کرڈالے چاهے کسیکو بخش دے چاهے وقف کرے چاهے ایک ثلث کي بپابندي قواعد شرع وصیت کردے ٭

بعد وفات کے اُسکی جائداد اُسکے وارثوں میں حسب فرایض تقسیم ہوجاتی ہی وراثت کا مسئلہ بموجب شرع کے ایسا مستحکم ہی کہ کوئی مسلمان اُسکی بجاآوری سے اِنکار نہیں کرسکتا اور کوئی شخص اُسمیں دست اندازی کا مجاز نہیں ہی ضرور ہی کہ وہ اُسیطرح تسلیم کیا جاوے اور بجنسہ بجا لایا جاوے جسطرح کہ قرآن مجید اور کتب فقہ میں مندرج ہی *

وصیت کا مسئلہ بھی قریب قریب وراثت کے مسئلہ کے ہی یعنی کسی شخص کو ثلث مال سے زیادہ وصیت کا اختیار نہیں ہی اور نہ ذوی‌الفروض کے حقمیں اُسکو وصیت کرنے کا اختیار ہی اور یہہ مسئلہ بھی مثل مسئلہ وراثت کے ایسا ہی کہ نہ کوئی اُسمیں دست اندازی کرسکتا ہی اور نہ اُس سے اِنکار کرسکتا ہی *

مگر وقف کا مسئلہ جسکا اختیار مالک کو بموجب شرع کے اپنی حیات میں حاصل ہی غور کے قابل ہی شیعہ اور سنی دونوں مذہب کی فقہ کی کتابوں میں وقف دو قسم کا قرار دیا گیا ہی ایک وقف واسطے امورات مذہبی کے اور دوسرا وقف واسطے اپنے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کے اس دوسری قسم کے وقف کے لیئے فقہ کی کتابوں میں جداگانہ ابواب اور جداگانہ احکام مندرج ہیں چنانچہ فتاواے عالمگیری میں جو خاص باب اس پچھلی قسم کے وقف کے لیئے منعقد کیا گیا ہی اُسکا یہہ عنوان ہی " باب فی‌الوقف علی نفسہ و علی اولادہ و نسلہ " یعنی یہہ باب ہی جائداد کو اپنے لیئے اور اپنی اولاد کے لیئے اور اپنی نسل کے لیئے وقف کرنے میں *

غرضکہ شیعہ و سنی دونوں کے مذہب کی رو سے ہر شخص کو اختیار ہی کہ اپنی جائداد کو اپنے لیئے اور اپنی اولاد اور اپنی نسل کے لیئے وقف کردے یہہ ایک مسلمہ مسئلہ دونوں مذہبوں کا ہی — اسطرح پر جائداد کے وقف کردینے سے بموجب شرع کے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ وہ جائداد نہ بیع ہوسکتی ہی نہ وراثت میں تقسیم ہوسکتی ہمیشہ قایم و برقرار رہتی ہی اہل خاندان میں سے ایک شخص اُس قاعدہ اور اُس ترتیب سے جو مالک جائداد نے مقرر کیا ہو یکے بعد دیگرے جائداد پر بطور جانشین یا متولی کے قابض ہوتا ہی اور اُسکی آمدنی میں سے بموجب اُس طریقہ و مقدار کے جو مالک نے قرار دیا ہو خود بھی لیتا ہی اور بقیہ اُن لوگوں کو اُس طریقہ و مقدار سے دیدیتا ہی جو مالک جائداد نے بروقت وقف کے قرار دیا ہو بڑی عمدگی اس میں یہہ ہی کہ مالک جائداد اپنی زندگی تک جائداد کی آمدنی لینے اور خرچ کرنے کا مجاز رہتا ہی اور اُسکی وفات کے بعد جانشین یا متولی کے قبضہ میں جاتی ہی مگر وقف کرنے کے بعد خود واقف کو بھی اُس جائداد کے انتقال کردینے کا اختیار نہیں رہتا چنانچہ اسباب میں جو روایتیں کتب فقہ میں مندرج ہیں ذیل میں مندرج کی جاتی ہیں *

روایات فتاوای عالمگیري

(۱) رجل قال ارضي صدقة موقوفة علی نفسي يجوز هذا لوقف

ایک شخص نے کہا کہ میري زمین میرے لیئے وقف هی تو ایسا وقف جائز هی *

(۲) ولو قال وقفت علی نفسي ثم من بعدي علی فلان ثم علی الفقراء جاز

اگر ایک شخص نے کہا کہ مینے اپني زمین کو اپنے نفس کے لیئے اور میرے بعد فلاں شخص کے لیئے پھر محتاجوں کے لیئے وقف کیا تو یہہ وقف جائز هی *

(۳) ولو قال ارضي موقوفة علی فلان و من بعده علی او قال علی و علی فلان او علی عبدي وعلی فلان المختار انه يصح

اگر کوئي شخص کہے کہ میري زمین فلاں شخص کے لیئے وقف هی اور اُسکے بعد میرے لیئے یا میرے لیئے اور فلاں شخص کے لیئے یا میرے غلاموں اور فلاں شخص کے لیئے تو مذهب مختار یہہ هی کہ وقف صحیح هی *

(۴) و کذا لو قال علی ولدي و علی من يحدث لي من الولد فاذا نقرضوا فعلی المساکين

اور اسیطرح وقف صحیح هی اگر کوئي کہے کہ مینے اپني زمین اپنے بیٹے کے لیئے اور اُس بیٹے کے لیئے جو آیندہ پیدا هو وقف کي هی مگر جب وے نرهیں تو وہ وقف مساکین کے لیئے هوجائیگا *

(۵) ولو قال ارضي هذه صدقة موقوفة علی من يحدث لي من الولد وليس له ولد يصح

اگر کوئي شخص کہے کہ میري یہہ زمین اُس بیٹے کے لیئے وقف هی جو پیدا هوگا حالانکہ بالفعل اُسکے کوئي بیٹا نہیں هی تو یہہ وقف صحیح هی *

(۶) وان قال علی ولدي و ولد ولدي و ولد ولد ولدي ذکر البطن الثالث فانه يصرف الغلة الی اولاده ابدا ماتناسلوا ولا يصرف الی الفقراء مابقي احد يکون الوقف عليهم و علی من اسفل منهم الاقرب والا بعد فيه سواء الا ان يذکر الواقف في وقفه الاقرب فالاقرب او يقول علی ولدي ثم من بعد هم علی ولد ولدي او يقول بطنا بعد بطن فنح يبداء بما بداء الواقف

اگر کوئي کہے کہ میري یہہ زمین وقف هی میرے بیٹے کے لیئے اور بوتے کے بیٹے کے لیئے اور بیتے کے بیتے کے بیتے کہ لیئے یعني تین پشت تک اُسنے بیان کردیا تو اُسکي آمدني همیشہ اُسکي اولاد صرف کریگي جب تک کہ اولاد هوتي رهے اور اگر ایک بھي اُنمیں سے باقي رهے تو محتاجوں کو ندیي جاویگي یہہ وقف اُنھي کے لیئے هوگا اور اُنکے لیئے جو اُنسے نیچے کي پشت میں هیں اور قریب و بعید اُسمیں برابر هونگے مگر اس صورت میں کہ وقف کرنے والے نے وقف کرتے وقت یہہ کہا هو کہ اول سب سے قریب پھر اُسکے بعد جو قریب هیں یا یہہ کہا هو کہ میرے بیٹوں کے لیئے اور پھر اُنکے بعد بیٹوں کے بیٹوں کے لیئے یا یہہ کہا هو کہ پھلي پشت کے لیئے اور پھر اُسکے بعد کي پشت کے لیئے تو ایسي حالت میں اُسیطرح پر شروع هوگا جسطرح کہ وقف کرنے والے نے شروع کیا هی *

(۷) و کذا لو قال علی نسلي و ذريتي فهو جايز

اگر کسي شخص نے کہا کہ یہہ وقف هی میري نسل کے لیئے اور میري ذریت کے لیئے تو یہہ وقف جائز هی *

وقف کرنے کے بعد امام ابو حنیفہ کے نزدیک وقف لازم نہیں هوتا جب تک کہ قضاے قاضي یعني حکم حاکم اُس کي نسبت نافذ نہو مگر صاحبین کے نزدیک وقف لازم هو جاتا هی جیسے کہ عالمگیري کي مندرجہ ذیل روایت سے ثابت هوتا هی *

(۸) و عند هما حبس العین علی حکم ملک الله علی وجهه یعود منفعته الی العباد فیلزم ولا یباع ولایوهب ولایورث

یعني امام محمد اور قاضي ابو یوسف کے نزدیک وقف کے معني جائداد کو خدا کي ملکیت کے طور پر مقید کرنا هی اسطرح پر کہ اُس کي منفعت لوگوں کو پہونچے پس وقف لازم هو جاتا هی اور وہ جائداد نہ بیع هوسکتي هی نہ هبہ هوسکتي هي اور نہ اُسمیں وراثت جاري هوتي هی *

حنفي مذهب کي رو سے وقف مؤبد یعني همیشہ کے لیئے هوتا هی صرف امام محمد کے نزدیک اُس کو دوامي کردینا ضرور هی اگر دوامي نہیں کیا تو وقف صحیح نہیں هی مگر قاضي ابو یوسف کے نزدیک دوامي کردینے کو بیان کرنا ضرور نہیں هی بلکہ جب وقف کردیا تو وہ دوامي هوهي جاویگا جیسے کہ عالمگیري کي مندرجہ ذیل روایت میں هی *

لو قال ارضي هذه موقوفة علی فلان او علی ولدي او فقراء قرابتي و هم یحصون او علی الیتامي و لم یردبه جنسه لا یجوز وقفا عند محمد لانه وقف علی شيء ینقطع و ینقرض ولا یتابد و عند ابي یوسف یصح لان التابید عنده لیس بشرط — ان قال ارضي او داري هذه صدقة موقوفة علی فلان او علی اولاد فلان فالغلة لهم ماداموا احیاء وبعد الممات یصرف الی الفقراء

اگر کسي شخص نے کہا کہ میري یہہ زمین فلاں شخص کے لیئے یا میرے بیٹے کے لیئے یا فقیر محتاج میرے رشتہداروں کے لیئے جو محصور هیں یا یتیموں کے لیئے وقف هی اور اُس سے کوئي سي اولاد یا کوئي سا رشتہ دار یا کوئي سا یتیم مراد نہلي هو تو امام محمد کے نزدیک وہ وقف نہیں هی کیونکہ اُس نے جائداد کو ایسي شی پر مقید کیا هی جسکا سلسلہ ٹوٹ جاتا هی اور ختم هوجاتا هی اور همیشہ قایم نہیں رهتا - اور قاضي ابي یوسف کے نزدیک همیشگي کي قید شرط نہیں هی اس لیئے اُن کے نزدیک وقف صحیح هی *

اگر کسي شخص نے کہا کہ میري یہہ زمین یا میرا یہہ گھر فلاں شخص کے لیئے یا فلاں شخص کي اولاد کے لیئے وقف هی تو پیداوار اُن لوگوں کي هوگي جب تک وہ زندہ هیں اور اُن کے مرنے کے بعد وہ محتاجوں پر خرچ هوگي *

روایات شرایع الاسلام فقہ مذهب شیعہ

شیعہ مذهب کے مطابق بهي اپني اولاد اور نسل کے لیئے وقف کرنا جائز هی جیسے کہ شرایع الاسلام کي مندرجہ ذیل روایت سے ثابت هوتا هی *

و اذا وقف علی اولاده و اخوته او ذي قرابة اقتضی الاطلاق اشتراک المذکر والاناث والادنی والا بعد و التساوي فی القسمة الاان یشترط ترتیبا او اختصاصاً او تفصیلاً و لو وقف علی اخواله و اعمامه تساووا جمیعاً و اذا وقف علی اقرب الناس الیه فهم الابوان والولدون و ان سلفوا فلایکون لاحدمن ذوي القرابة شی مالم یعدم المذکورون ثم الاجداد والاخوة و ان نزلوا ثم الاعمام والاخوال علی ترتیب الارث لاکن یتساوون في الاستحقاق الاان یعین التفصیل

جسوقت که وقف کیا کسي نے اپنی اولاد کے لیئے اور اپنے بھائیوں کے لیئے اور اپنے رشتہداروں کے لیئے تو بلا قید ہونے کے سبب سے مرد اور عورت اور قریب اور بعید سب شریک ہونگے اور (محاصل) سب پر برابر بٹیگا مگر اُس صورت میں که وقف میں کسي قسم کي ترتیب یا خصوصیت یا تفصیل لگادي ہو اور اگر اپنے ماموں اور خاله اور چچا اور پھوپھي کے لیئے وقف کیا ہی تو سب برابر ہونگے اور جب که اپنے قریب‌تر شخص کے لیئے وقف کیا ہو تو ماں باپ اور بیٹے اور جو اُن سے نیچے ہوں قریب ہیں تو اس صورت میں رشته داروں کو کچھه نه ملیگا جبتک که وہ رشته دار جنکا ذکر ہوا معدوم نہو جائیں پھر اجداد اور بھائیوں کو ملیگا اور جو اُن سے نیچے ہیں پھر چچا اور پھوپھي اور خاله اور ماموں کو وراثت کي ترتیب پر ملیگا لیکن سب برابر پاوینگے مگر اُس صورت میں که تفصیل معین کردي ہو *

غرضکه سني و شیعه دونوں مذہبوں کي مذکورہ بالا روایتوں سے ظاہر ہوتا ہی که مسلمانوں کو اپنے مذہب کي رو سے علاوہ مسئله وراثت و وصیت وقف واسطے امورات مذہبي کے اپني جائداد اور اپني ریاست کو وقف خانداني کرنے کا بھي اختیار حاصل ہی جس سے مندرجه ذیل نتیجے پیدا ہونگے *

اول یهه که — وہ جائداد ہمیشه کے لیئے قایم و موجود رہیگی کوئي شخص اُس کو تلف نه کرسکیگا *

دوسرے یهه که — جو جائداد اس طرح وقف ہوگي اُسمیں وراثت جاري نہوسکیگي یعني تقسیم نہوگي ہمیشه بلا تقسیم بطور ریاست قایم و غیر منقسم رہیگي *

تیسرے یهه که — جس ترتیب اور جس قاعدے سے مالک جائداد نے قرار دیا ہو اُسی قاعدہ اور ترتیب سے کوئي شخص مثلاً بڑا بیٹا بطور متولي جانشین ہوگا اور جائداد کي آمدني میں سے جن جن لوگوں کو مالک جائداد نے دینا تجویز کیا ہی اُسي طرح پر دیتا رہیگا *

چوتھے یهه که — جانشیني کي ترتیب بالکلیه مالک جائداد کي مرضي پر مقرر ہی اور شرع کي رو سے اختیار ہی که مالک جائداد جو مناسب سمجھے اُسکے مطابق طریقه جانشیني مقرر کرے کچھه ممانعت شرع میں نہیں ہی *

پانچویں یہہ کہ — مالک جائداد کو اختیار ھی کہ جس جس مقدار سے کہ مناسب سمجھے اور جس جس کے لئے مناسب سمجھے اُسکي آمدني میں سے سالانہ مقرر کرے کوئي قید اور کیچھہ ممانعت شرع کي روسے نہیں ھی *

شرع کي روسے صرف یہي ایک طریقہ ریاست کے محفوظ و قایم رکھنے کا ھی اور ھر شخص کے اختیار میں کہ چاھے کرے چاھے نکرے چنانچہ چند لوگوں نے جو اپني ریاست و جائداد کا ھمیشہ قایم رکھنا چاھا ھی اس طریقہ پر مگر بُري طرح و ناسمجھي سے عمل درآمد کیا ھی امروھہ ضلع مرادآباد میں علي مظفر خاں نے اور جونپور میں حاجي امام بخش نے اور آگرہ میں مہر نیاز علي صاحب نے اور ڈھاکہ میں نواب خواجہ احسن الله خاں بہادر سي ایس آئي نے اور اسیطرح أور لوگوں نے دیگر اضلاع میں اسي قسم یا اُس کے مشابہ طریقہ میں اپني ریاست کے ھمیشہ قایم رھنے کي تدبیریں کي ھیں مگر اسطرح خانگي طور پر بندوبست کرنے میں مندرجہ ذیل نقصانات پیش آتے ھیں *

اول یہہ کہ — نا سمجھي سے وقف ایسے طریقہ پر کیا ھی اور قاعدہ جانشیني ایسے خراب طور پر قرار دیا گیا ھی جسمیں ھزاروں خلشیں پیدا ھوسکتي ھیں وہ نہیں سمجھہ سکتے کہ کیسا قاعدہ کلیہ مقرر کیا جاوے جس سے دوام کے لیئے ایک مستحکم قاعدہ جانشیني قرار پاوے جو غیر مشتبہ ھو اور کبھي نزاع برپا نہو *

دوسرے یہہ کہ — اسطرح پر وقف کردینے سے کوئي حکم حاکم وقت کا اُسکي منظوري کي بابت نہیں ھوسکتا جو بموجب قول امام حنفیہ کے جسکا ذکر اوپر ھوا ھی ضروري ھی *

تیسرے یہہ کہ — ھمیشہ ایسے وقف کے فرضي و فریبي ھونے کا الزام لگاکر اُسکي منسوخي کے دعوے عدالت میں دائر کیئے جاتے ھیں اور ھزارھا روپیہ خرچ پڑجاتا ھی اور جوکہ درحقیقت یہہ معاملہ ایسا نازک ھوتا ھی جس میں اس بات کا تصفیہ کہ وہ وقف فی الواقع نیک نیتي سے کیا گیا ھی یا فریب سے مشکل ھوتا ھی اسلیئے اکثر وہ وقف باطل قرار پاتا ھی جیسےکہ بمبئي کے صوبہ میں بعض مقدمات کا حال ھوا ھی *

چوتھے یہہ کہ — جوکہ اکثر جائدادیں دیہات مالگذاري سرکار ھوتي ھیں اور جب کوئي نالایق جانشین زر مالگذاري سرکار نہ ادا کرے تو کوئي امر مذھبي یا قانوني اُس جائداد کے بعلت باقي مالگذاري نیلام ھوجانے کا مانع نہیں ھی پس اگر یہہ مسئلہ شرعي گورنمنٹ کي منظوري سے بذریعہ ایک قانون کے استحکام پا جاوے تو یہہ تمام خرابیاں رفع ھوسکتي ھیں *

میں صرف بنظر قومي بھلائي کے اس میں کوشش کرنا چاھتا ھوں اور اسي لیئے میں نے ارادہ کیا ھی کہ کونسل گورنمنٹ آف انڈیا میں ایک ایسے قانون کے پیش کرنے کي

تحریک کروں جس سے خاندانی وقف کا مسئله جو سنی و شیعه کے مذهب کے مطابق هی استحکام پا جاوے *

چو که مجهے یقین کامل اسبات کا هی که گورنمنٹ دل سے مسلمانوں کی بهتری اور مسلمانوں کی اسودگی اور اُن کے رفاه و فلاح کی ایسی هی خواهشمند هی جیسیکه اپنی باقی رعایا کی هی اسلیئے مجهے اُمید هی که گورنمنٹ بهی غالباً اُس پر التفات فرماویگی — مگر یهه سمجهنا چاهیئے که خود گورنمنٹ ایسے قانون کی جیسا که خاندانی وقف کا مجوزه قانون هوگا اپنی طرف سے موجد نهیں هوسکتی اور نه خود اپنے پر اُس کی ذمهداری لے سکتی هی بلکه یهه بات صرف نبی عزت وصاحب وقعت نبی جائداد مسلمانوں کی خواهش پر منحصر هی اگر شریف و عالی خاندان مسلمان کثرت سے ایسے قانون کے موجود هونے پر اپنی خواهش ظاهر کریں تو میں ایسے قانون کی پیشی کی اجازت کی تحریک کرسکتا هوں اور غالباً گورنمنٹ بهی بلحاظ خواهش و کثرت راے شریفوں کے اُس پر خیال کرے پس میں نے یهه تمام حالات اسلیئے چهاپے هیں که مسلمان رئوس و شریف اسپر بخوبی غور کریں اور اپنی مرضی و خواهش سے مجهے مطلع فرماویں *

اُس قانون میں مندرجۂ ذیل مطالب هونگے

دفعه ۱ — اُس قانون کا نام قانون جائداد موقوفه خاندانی اهل‌اسلام رکها جاویگا لیکن اُس قانون کا کوئی حکم ایسی جائداد کے کسی مسئله شرعی وراثت پر موثر نهوگا جو اس قانون کے ماتحت نه کی گئی هو *

اس دفعه کا مقصد یهه هی که جو مسایل شرعی نسبت وراثت جائداد کے مسلمانوں میں مقرر هیں اُن سے اس قانون سے کچهه علاقه نهیں هی اور اسیطرح نه وصیت کے مسئله سے اور نه وقف مذهبی کے مسئله سے تعلق رکهتا هی صرف اُس جائداد سے متعلق هوگا جو حسب مرضی مالک اس قانون سے متعلق کی جاویگی *

دفعه ۲ — لفظ مسلمان سے جو اس قانون میں مستعمل هوگا اس مذهب کے کل فرقے مراد هونگے *

دفعه ۳ — هر عاقل ، بالغ مسلمان مجاز هوگا که اپنی جائداد کو جو از قسم زمینداری یا معافی دوامی هو یا اس میں سے کسیقدر کو اس قانون کے ماتحت کردے بشرطیکه —

۱ — جائداد کلیة اور خالصناً اُسی کی هو اور محض اُسی کے خالص قبضه مالکانه میں هو اور کلکٹری کے دفترمیں اُسی کے نام پر مندرج هو —

۲ — جائداد مذکور ایک یا زیاده محالات پر مشتمل هو —

۳ — جائداد مذکور پر کوئی مواخذه نهو —

۴ — جائداد مذکور کے ذمه سرکاری مالگذاری باقی نهو —

۵ — جائداد مذکور کی سالانہ نکاسی دس ہزار روپیہ سے کم نہو —

اس دفعہ سے صاف ظاہر ھی کہ کوئی شخص خواہ نخواہ اس قانون کی تعمیل پر مجبور نہوگا بلکہ جو شخص نہ چاہے کہ اُس کی جائداد ہمیشہ کو محفوظ رہے اُس کو اختیار ہوگا کہ اپنی ریاست کو اس قانون کے متعلق کردے *

بلالحاظ اس قانون کے جو مسئلہ وقف خاندانی کا مسلمانوں میں ھی اُس کے مطابق بھی جائداد کے وقف کرنے کا کچھہ امتناع اس قانون سے نہوگا مگر جو خاص رعایتیں اس قانون میں کی گئی ہیں وہ اُسی جائداد سے متعلق ہونگی جو اس قانون کے ماتحت کی گئی ہونگی *

یہہ قانون جائداد منقولہ اور جائداد سکنی مثل مکانات و دوکانات وغیرہ سے متعلق نہیں ہوسکتے کا کیونکہ جو جائداد اِس قانون سے متعلق ہوگی ضرور ھی کہ وہ ایسی ہو جو ہمیشہ کو قایم رہے *

اجزاء موضع مالگذاری بھی جب تک کہ اُن کا بٹوارہ مکمل نہولے اِس قانون کے ماتحت نہیں ہوسکتے کی اِسلیئے کہ جو دیہات اِس قانون کے ماتحت ہوجائینگے اُنکے وصول مالگذاری کے لیئے ایک خاص رعایت اِس قانون میں کی گئی ھی اور اگر مالگذاری کی جوابدھی مشترکہ رہے تو وہ رعایت نہیں ہوسکتی اسلیئے یہہ شرط لگائی گئی ھی کہ جو جائداد اس قانون کے ماتحت ہو وہ پورا مندال ہو *

جو کہ مقصد اِس قانون بنانے سے یہہ ھی کہ مسلمان خاندانوں میں ہمیشہ ریاست قایم رہے اس لیئے ضرور ھی کہ کوئی حد مقرر کی جائے کہ کسقدر آمدنی کی جائداد بطور ریاست قایم ہو اِسلیئے وہ تعداد اختیار کی گئی ھی جو اودھ کے تعلقہ داروں کی ریاست کے لیئے قرار دی گئی ھی *

دفعہ ۴ — جو شخص کہ اپنی جائداد کو اس قانون کے ماتحت کرنا چاھیگا اُس کو صاحب کلکٹر کے سامنے درخواست دینی ہوگی *

دفعہ ۵ — صاحب کلکٹر اپنے دفتر سے اُس جائداد کی نسبت تحقیقات کرکے حسب ضابطہ گورنمنٹ میں رپورٹ کریگا *

دفعہ ۶ — اگر گورنمنٹ اُس درخواست میں کوئی قانونی اعتراض نہ دیکھیگی تو ایک سند عطا کریگی جسکا مطلب یہہ ہوگا کہ وہ جائداد بطور ریاست خاندانی کے اُس قانون کے بموجب قرار دی گئی *

دفعہ ۷ — بعد اسکے اگر کوئی شخص چاہیگا کہ کوئی اَور جائداد اُسی جائداد میں شامل کردی جاوے جو بموجب سند کے ریاست خاندانی بنائی گئی ھی تو اُس کو ایسا کرنے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۸ جب کہ گورنمنٹ سے سند مل جائے تو وہ جائداد اس قانون کے مطابق خاندانی ریاست متصور ہوگی *

دفعہ ۹ جب کوئی جائداد اس قانون کے ماتحت ایک دفعہ ہوجاویگی تو اس قانون کی تاثیر سے بجز اُن خاص صورتوں کے جو آگے مذکور ہونگی بری نہوگی *

دفعہ ۱۰ اس قانون کی مندرجہ ذیل تاثیر جائداد کی نسبت ہوگی *

(۱) وہ جائداد مطابق اُس مسئلہ شرعی کے جو مسئلہ ہشتم مذکورہ بالا میں بیان ہوا ہی نہ بیع ہوسکیگی نہ ہبہ ہوسکیگی نہ وراثت میں تقسیم ہوسکیگی بلکہ ہمیشہ یکجائی و غیر منقسم رہیگی صرف ایک شخص بطور جانشین کے ہوگا اور جانشین صرف حین حیات منافع پانے والا جائداد مذکور کا متصور ہوگا یعنی جائداد کے منافع کو صرف اپنی حین حیات تصرف میں لانے کا مجاز ہوگا اور اصل جائداد کو بذریعہ بیع یا ہبہ یا وصیت کے یا کسی اَور طرح پر منتقل کرنے کا مجاز نہوگا اور نہ اُس پر کوئی مواخذہ قایم کرنے یا کسی ایسے معاہدہ کے عمل میں لانے کا مجاز ہوگا جو جائداد پر اُس کی حیات کے بعد کوئی قانونی اثر پیدا کرے البتہ ٹھیکہ سادہ دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ اُسکی میعاد سات برس سے زیادہ نہو *

(۲) جانشین کی وفات کے بعد جائداد اُس کے وارثوں میں تقسیم نہوگی بلکہ جو قاعدے کہ اس قانون میں قرار دیئے گئے ہیں اُن کے مطابق اُس کے وارثوں میں سے ایک شخص جانشین ہوجائیگا *

(۳) کسی عدالت کی ڈگری قرضہ سادہ کے اجرا میں جائداد مذکور مستوجب نیلام نہوگی اور باقی مال گذاری میں بھی نیلام نہوگی *

دفعہ ۱۱ — اگر کوئی دوسرا شخص اپنی حقیت کی ڈگری اُس جائداد پر پالے جس سے معلوم ہو کہ جائداد کل یا جزو اُس شخص کی ملکیت نہ تھی جس نے جائداد کو بطور ریاست خاندانی بنایا تھا تو اُس قدر جائداد جس پر ڈگری ہوئی اس قانون کی تاثیر سے بری ہوگی *

دفعہ ۱۲ اسی طرح اگر کوئی ڈگری کفالت کے ماقبل کی ہو اور اُس میں جائداد نیلام ہوجاوے تو جائداد نیلام شدہ بھی اس قانون کی تاثیر سے بری ہوجاویگی *

دفعہ ۱۳ — اسی طرح اگر کوئی جزو موضع ڈگری حقیت یا ڈگری کفالت ما قبل کے سبب سے نکل جاوے تو وہ کل موضع اسلیئے کہ وہ غیر منقسمہ رہ گیا اس قانون کی تاثیر سے بری ہوجاویگا *

دفعہ ۱۴ — ۲۰ ان دفعات میں جو ڈگریات قرضہ ذات جانشین پر ہوں اُن کی نسبت مندرجہ ذیل قواعد بنائے گئے ہیں کہ وہ ڈگری عدالت سے کلکٹری میں منتقل ہوجاویگی *

کلکٹر جائداد کو قرق کریگا اور بعد اداے مالگذاري سرکار بقیہ روپیہ میں سے جانشین اور اُسکے خاندان کي گذران کے واسطے کچھہ تجویز کریگا اور بقیہ آمدني ڈگریدار کو دیجاویگي •

ایسي حالت میں وہ جانشین بعلت اجراے ڈگري گرفتار نہوگا اورنہ اُسکي جائداد قرق ہوگي •

یہہ انتظام تا اداے ڈگري یا تا وفات جانشین موجودہ قایم رہیگا •

بروقت اداے زرِ ڈگري یا وفات جانشین موجودہ جائداد قرقي سے واگذاشت ہوجاویگي اور ڈگریداروں کا کچھہ مطالبہ جائداد پر نہوگا •

دفعہ ۲۱ و ۲۲ — باقي مالگذاري کي علت میں ذات اور جایداد منقولہ جانشین کي اور نیز منافع جائداد کا تا اداے باقي مواخذہ دار رہیگا اور اگر جانشین موجودہ مرجاوے تب بھي متحاصل جایداد سے باقي وصول کیجائیگي صرف اسقدر رعایت کي جاویگي کہ جو جائداد اس قانون کے ماتحت کردي جائیگي وہ بعلت باقي مالگذاري نیلام نہوگي اور نہ بہ منسوخي بندوبست اُسکا انتقال عمل میں آویگا •

طریقہ جانشیني

دفعہ ۲۳ لغایت دفعہ ۲۸ — جب کہ ایک مستحکم قانون بنایا جاتا ہی تو قاعدہ جانشیني کا مہمل اور مجمل نہیں چھوڑا جاسکتا بلکہ ضرور ہی کہ اُس کے لیئے قانون میں ایک مستحکم قاعدہ جانشینوں کے سلسلہ کا بنایا جاوے تاکہ کوئي محل اشتباہ اور نزاع باقي نرہے اسلیئے اس میں یہہ قاعدہ بنایا گیا ہی کہ جو شخص متوفی سے قرابت قریبہ رکھتا ہی اور عمر میں بڑا ہی اُس شخص کو استحقاق جانشیني کا ہوگا •

پرورش رشتہ داران

دفعہ ۲۹ لغایت ۳۳ — پرورش رشتہ داران کے لیئے بھي قاعدے بنائے گئے ہیں صوبہ اودہ میں جو ریاستیں تعلقہ داروں کي قایم کي گئي ہیں اُن کے رشتہ داروں کي پرورش کا طریقہ جو قانوناً قرار دیا گیا ہی وہ ہي طریقہ اس قانون میں بھي رکھا گیا ہی •

جوکہ مقصد اس قانون سے یہہ ہی کہ مسلمان خاندانوں کي ریاستیں قایم رہیں اور رئیس اور ذي مقدور اور ذي عزت اشخاص مسلمانوں میں موجود رہیں اسواسطے پرورش خاندان کے لیئے اعتدال کے ساتھہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہی تاکہ جانشین کے پاس مناسب سرمایہ ریاست قایم کرنے کے لیئے بچے •

فوائد جو اس قانون سے مسلمانوں کو حاصل ہونگے

سب سے بڑا فائدہ اس قانون سے یہہ ہوگا کہ مسلمان خاندانوں کي ریاستیں جو روز بروز برباد ہوتي جاتي ہیں وہ بربادي سے بچینگي اور ہمیشہ کو قایم رہینگي •

مسلمان خاندانوں میں ایک یہہ آفت ہی کہ جب کوئي مورث صاحب جائداد مرجاتا ہي اور اُسکي متعدد اولاد رہتي ہی تو جائداد اُس کے بیٹوں میں تقسیم ہوجاتي ہی اور

هر ایک کے پاس تهوڑي تهوڑي آمدني کي جائداد رہ جاتي هی مگر هر ایک بیتا اپني خانداني عزت برقرار رکهنے کو ویسے هي اخراجات قایم رکهتا هی جیسے که اُس کے باپ کے زمانه میں تهے آمدني تو گهٹ جاتي هی اور اخراجات پورے رهتے هیں اور روز بروز قرضه بڑهتا جاتا هی اور جائداد تلف هوجاتي هی *

ایک اور آفت مسلمان خاندانوں میں یهه هی که نئي مقدور اور صاحب جائداد رئیسوں کي اولاد اس خیال سے که جب باپ مریگا تو کچهه جائداد اُنکے حصه میں آویگي کسي قسم کي لیاقت اور قابلیت جس سے وہ خود کمانے کے لایق هوں پیدا نهیں کرتے خود بهي نالایق رهتے هیں اور انجام کار جو جائداد بوراثت اُنکو ملتی هی اُسکو بهي تلف کربیٹهتے هیں اس قانون سے اگر جاري هو تو یهه سب خرابیاں رفع هوجاوینگي *

یهه تدبیر جو بیان کي گئي هی اُسمیں بڑي خوبي یهه هی که سني اور شیعه دونوں فریق کے مذهب کے بالکل مطابق هی اور جو مسئله شرعي اسوقت دونوں فریق کے فقه کي کتابوں میں مندرج هی اُسکو زیادہ استحکام هوجاتا هی اور باایںهمه هر شخص کو اختیار رهتا هی که چاهے اس قانون کے مطابق عمل درآمد کرے چاهے نکرے *

جسطرح پر که میں نے اس قانون کا مسودہ بنایا هی اُسکو بعینه اس کے ساتهه چهاپا جاتا هی ممکن هی که رئیسوں اور مسلمانوں کي صلاح سے اس مسودہ میں مناسب مناسب اصلاحیں کیجاویں اس وقت صرف یهه مقصود هی که جو لوگ اس قسم کے قانون کو پسند کرتے هوں وہ اپني راے سے اُسکي پسندیدگي کي نسبت مجهکو اطلاع دیں جزئیات پر بحث اور جزئیات کي اصلاح بعد کو کثرت راے رئیسان سے هوا کریگي *

واضح هو که یهه مسودہ قانون کا ابهي میں نے بطور نمونے کے بنایا هی اور ابهي اُسکو کونسل میں پیش نهیں کیا اور یهه تمام تحریر جو میں نے لکهي هی ایک پریوٹ تحریر هی اور جب تک که مجهکو یهه نه معلوم هوجاوے که مسلمان رئیس اور اهل خاندان اس طرح کے قانون کو پسند کرتے هیں اُسوقت تک اس مسودہ کو کونسل میں پیش کرنیکا میرا ارادہ نهیں هی پس یهه تمام تحریر بطور پریوٹ تحریر کے تصور کیجاوے *

اب اخیر کو میري التماس تمام مسلمان رئیسوں اور اهل خاندان سے یهه هی که جو خرابیاں اُنکے خاندان پر آتي جاتي هیں اور جو خرابیاں که دو تین پشت بعد اُنکے خاندان پر نازل هونگي اُن سب کو غور کریں اور اُسکے بعد جو کچهه اُنکي راے نسبت اس تدبیر کے هو اُس سے مطلع فرماویں جو بزرگ که اپني راے اسکي نسبت تحریر فرما کر میرے پاس بهیجینگے میں اُنکا شکر گذار هونگا *

مقام علیگڈہ پانچویں نومبر سنه ۱۸۷۹ ع　　　　راقـــم
سید احمد خان

مسودہ

ایکٹ بمراد انضباط ایسے قواعد کے جنسے اهل اسلام کو اپنی جائداد کے برقرار رکھنے کے واسطے شرعي وقف خانداني کرنے میں تسهیل هو

هرگاہ کہ ایسے قواعد قانوني منضبط کرنے ضرور هیں جن سے اهل اسلام کو اپني جائداد کے برقرار رکھنے کے واسطے وقف خانداني کرنے میں آساني هو لهذا احکام ذیل صادر هوتے هیں *

حصہ اول

مراتب ابتدائي

دفعہ ۱ — جائز هی کہ یہہ ایکٹ از نام " قانون جائداد وقف خانداني اهل إسلام " موسوم هو *

• یہہ ایکٹ کل برٹش انڈیا سے متعلق هی اور تاریخ منظوري سے نافذ هوگا *

لیکن کوئي چیز مندرجہ ایکٹ هذا ایسي جائداد کے کسي قاعدہ وراثت پر موثر نہ خیال کي جائیگي جو باضابطہ اس ایکٹ کے ماتحت نہ کي گئي هو *

دفعہ ۲ — ایکٹ هذا میں بشرطیکہ مضمون یا سیاق کلام میں کوئي امر خلاف نهو لفظ مسلمان میں اس مذهب کے کل فرقے شامل هیں *

لفظ زمینداري سے هر ایسي زمین مراد هی جس پر سرکاري مالگذاري مقرر هو جسکے ادا کرنے کے واسطے مالک زمین کا سرکار سے معاهد هوا هو *

لفظ معافي سے هر ایسي زمین مراد هی جس کي مالگذاري دوام کے لیئے کُلاً واگذاشت کي گئي هو یا کسي خاص معاهدہ سے چهوڑ دي گئي هو یا منتقطع کرا لي گئي هو یا عطا کي گئي هو † *

لفظ جائداد سے مراد وہ جائداد هی جو زمینداري یا معافي یا دونوں پر مشتمل هو *

لفظ موضع سے ‡ مراد *

(الف) — هر ایسي زمینداري هی جسپر مالگذاري اراضي کے ادا کرنے کے واسطے ایک جداگانہ معاهدہ هوا هو *

(ب) — هر ایسي معافي هی جس پر مالگذاري اراضي کے ادا کرنے کے واسطے ایک جدا گانہ معاهدہ هوا هوتا اگر وہ اراضي زمینداري هوتي *

---

† ضمن ۱۰ دفعہ ۳ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ ع —

‡ ضمن ۱ دفعہ ۳ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ ع —

لفظ مواخذہ سے مراد اراضي پر ایسے مطالبه یا دعوی سے ھی جو کسي باھمي معاھدہ کي بنا پر عائد ھوا ھو † *

لفظ مالیت سالانه سے دوچند تعداد مالگذاري مراد ھی اور معافي کي صورت میں اُس تعداد مالگذاري کا دوچند جو اُس معافي پر مشخص ھوتي اگر وہ زمینداري ھوتي ‡ *

لفظ کلکٹر ضلع سے ضلع کے انتظام مال کا اعلی عھدہدار مہتمم مراد ھی § *

لفظ کمشنر قسمت سے قسمت کے انتظام مال کا اعلی عھدہ دار مہتمم مراد ھی || *

لفظ جانشین سے ایسي جائداد کا قابض مراد ھی جو ایکٹ ھذا کے ماتحت لائي گئي ھو *

لفظ موت (یا وفات) سے طبعي موت اور سول موت دونوں مراد ھیں *

لفظ ڈگري اور ڈگریدار اُسي معني میں استعمال کیئے گئے ھیں جس معني میں که مجموعه ضابطه دیواني میں مستعمل ھوئے ھیں *

لفظ ڈگري قطعي سے وہ ڈگري مراد ھی جس کو عدالت مجوز ڈگري (بجز صیغه نظر ثاني کے) کسي فریق کي درخواست پر تبدیل یا اپني مرضي سے اُسپرنظر ثاني نه کرسکے اور جو بوجهہ انقضاے میعاد یا کسي اَور قاعدہ قانون کے سبب سے قابل اپیل نہو ¶ *

لفظ قرابت سے ایسے اشخاص کا علاقه یا رشته مراد ھی جو حسب شرع محمدي ایک ھي اصل یا ایک ھي مورث یا مورثه اعلی سے پیدا ھوئے ھوں * *

لفظ قرابت سلسله وار سے ایسے دو اشخاص کي قرابت باھمي مراد ھی جن میں سے ایک شخص دوسرے شخص سے ذکور یا اناث کے سلسله مستقیم میں پیدا ھوا ھو خواہ وہ سلسله اعلی ھو یا اسفل † *

لفظ قرابت متفرعه سے ایسے دو اشخاص کي قرابت باھمي مراد ھی جو ایک ھي اصل یا مورث اعلی سے پیدا ھوئے ھوں لیکن اُن میں سے کوئي سا دوسرے سے سلسله مستقیم میں نه پیدا ھوا ھو ‡ *

---

† ضمن ۷ دفعه ۳ ایکٹ ۱۹ سنه ۱۸۷۳ ع —

‡ ضمن ۶ دفعه ۳ ایکٹ ۱۹ سنه ۱۸۷۳ ع —

§ ضمن ۲ دفعه ۳ ایکٹ ۱۹ سنه ۱۸۷۳ ع —

|| ضمن ۳ دفعه ۳ ایکٹ ۱۹ سنه ۱۸۷۳ ع —

¶ دفعه ۱۳ تشریح ۴ ایکٹ ۱۰ سنه ۱۸۷۷ ع —

* دفعه ۲۰ ایکٹ ۱۰ سنه ۱۸۶۵ ع —

† دفعه ۲۱ ایکٹ ۱۰ سنه ۱۸۶۵ ع —

‡ دفعه ۲۲ ایکٹ ۱۰ سنه ۱۸۶۵ ع —

لفظ درجہ قرابت سے ہر اعلی یا اسفل پشت مراد ہی مثلاً ہر شخص کا باپ اُس سے پہلے درجہ قرابت میں ہی اور اسي طرح اُس کا بیٹا ـ اُس کا دادا اور پوتا دوسرے درجہ میں ہیں اور اُس کا پردادا اور پرپوتا تیسرے درجہ میں ہیں † *

لفظ جانشیني سے کسي جانشین کي وفات پر اُسي حیثیت سے اُس کي جگہہ قایم ہونا اور اُس کي جائداد پر قابض ہوکر اُس سے متمتع ہونا مراد ہی *

حصہ دوم

جائداد کو ایکٹ ہذا کے ماتحت کرنے اور اُس پر قانوني نتائج کے بیان میں

دفعہ ۳ — ہر مسلمان جو قانوناً کسي معاہدہ کے کرنیکے قابل ہی ‡ مجاز ہوگا کہ حسب طریق مصرحہ ایکٹ ہذا اپني جائداد کو اس ایکٹ کے ماتحت کرے - بشرطیکہ *

(۱) جائداد کلیۃ و خالصۃ اُسي کي ہو اور محض اُسي کے خالص قبضہ مالکانہ میں اور سرکاري کتب مالگذاري میں اسیطرح سے درج ہو *

(۲) جائداد مذکور ایک یا زاید مواضعات پر مشتمل ہو *

(۳) جائداد مذکور پر کوئي مواخذہ نہو *

(۴) جائداد مذکور کے ذمہ سرکاري مالگذاري کي باقي نہو *

(۵) جائداد مذکور کي سالانہ مالیت دس ہزار روپیہ سے کم نہو *

دفعہ ۴ — برعایت قیود دفعہ ماسبق کے ہر شخص کو جسکو اپني جائداد اِس ایکٹ کے ماتحت کرني منظور ہو لازم ہی کہ ایک تحریري درخواست حسب نمونہ نقشہ (الف) تتمہ منسلکہ ایکٹ ہذا اُس ضلع کے کلکٹر کو دے جسمیں وہ کل جائداد یا اُسکا ایک جزو اعظم واقع ہو *

دفعہ ۵ — درخواست متذکرہ دفعہ ماسبق کے گذرنے پر کلکٹر اِس امر کي تحقیق کریگا کہ آیا کتب مالگذاري سرکاري سے بیانات مندرجہ درخواست کي تصدیق ہوتي ہی یا نہیں اور اگر تصدیق ہوتي ہو تو کلکٹر درخواست مذکور کو معہ کیفیت کے معمولي ذریعوں سے لوکل گورنمنٹ بالا دست کو ارسال کریگا اور اگر کلکٹر کو دریافت ہو کہ بیانات مندرجہ درخواست سرکاري کتب مالگذاري کي تحریرات کے مطابق نہیں ہیں تو وہ اِس درخواست کو نامنظور کریگا *

---

† دفعہ ۲۱ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع -

‡ دفعات ۱۱ و ۱۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ ع -

تشریح — جبکه جائداد جسکي بابت درخواست دي گئي هو ایک سے زاید اضلاع میں واقع هو تو وہ کلکٹر جسکو درخواست دي گئي هو دفعه هذا کے اغراض کے بارہ میں اُس کلکٹر سے تحقیقات کریگا جسکے ضلع میں باقي جائداد واقع هو *

دفعه ٦ — اگر لوکل گورنمنٹ درخواست میں کوئي اعتراض قانوني نه پاے تو سائل کو ایک سند حسب نمونه نقشه (ج) تتمه منسلکه ایکٹ هذا عطا کریگي *

دفعه ۷ — هر شخص جسنے حسب دفعه ماسبق سند حاصل کرلي هوگي یا اُسکے جانشین بعد عطاے سند مذکور کے هر زمانه میں اِس امر کے مجاز هونگے که حسب نمونه نقشه (ب) تتمه منسلکه ایکٹ هذا ایک تحریري درخواست واسطے ازدیاد جائداد بماتحتي ایکٹ هذا دیں بشرطیکه جائداد مذکور دفعه ۳ کي قیود کو باستثناے اور بالالحاظ ضمن آخري کے پورا کرتي هو — اُس درخواست پر جو حسب دفعه هذا دیجائیگي بقید ترمیمات ضروري اُسي طرحپر عملدرآمد هوگا جسطرح که درخواست گذرانیدہ حسب دفعه ۴ پر اور شرایط مندرجه دفعه ٦ بهي ایسي درخواست پر واجب الاطلاق خیال کیجائینگي *

دفعه ۸ — یوم عطاے سند کو اور اُسکے بعد سے جائداد مندرجه سند مذکور ایکٹ هذا کے ماتحت باضابطه لائي گئي متصور هوگي *

دفعه ۹ — جب کوئي جائداد ایکٹ هذا کے ماتحت ایک مرتبه لائي گئي هو تو وہ ایکٹ هذا کي تاثیر سے بجز اُس صورت کے جو آگے مذکور هوگي بري نهوگي *

دفعه ۱۰ — ایکٹ هذا کي تاثیر مفصله ذیل نتایج قانوني پیدا کریگي *

(۱) جانشین صرف حین حیات منافعه پانیوالا جائداد مذکور کا متصور هوگا یعني جائداد کے منافع کو صرف اپنے حین حیات تصرف میں لانیکا مجاز هوگا اور اصل جائداد کو بذریعه بیع یا هبه یا وصیت کے یا کسي اَور طرحپر منتقل کرنیکا مجاز نهوگا اور نه اُسپر کوئي مواخذہ قایم کرنے یا کسي ایسے معاهدہ کے عمل میں لانیکا مجاز هوگا جو جائداد پر اُسکي حیات کے بعد کوئي قانوني اثر پیدا کرے بدیں قید که کوئي امر مندرجه دفعه هذا کل یا جزو جائداد کے ایسے ٹهیکه پر (بشرطیکه وہ ٹهیکه بطور رهن نهو) جو سات سال سے متجاوز نهو موثر نهوگا *

(۲) جانشین کي وفات پر جائداد اُسکے وارثوں کو بطور وراثت کے نه پهونچیگي بلکه جانشیني اُن قواعد کے بموجب عمل میں آئیگي جو آگے مرقوم هونگے *

(۳) کسي عدالت کي ڈگري قرضه سادہ کے اجرا میں جائداد مذکور مستوجب نیلام نهوگي اور نه مالگذاري سرکاري کي باقي میں مستوجب نیلام هوگي ان دونوں صورتوں میں جائداد مذکور کے ساتهه اُس طور پر عملدرآمد هوگا جو آگے مذکور هوگا *

دفعه ۱۱ — اگر کوئي شخص جانشين پر ايسي ڈگري حاصل کرے جو اُسکو کسي جائداد ماتحت ايکٹ هذا کے کل يا جزو کا مستحق کردے تو ايسا ڈگريدار اُس ڈگري کے اجرا ميں دخل اراضي کي درخواست کرنے کا اُسوقت تک مجاز نہوگا جب تک که وه ڈگري قطعي نه هوجاوے اور اُس تاريخ پر اور اُسکے بعد سے جبکه ڈگريدار نے به تعميل ڈگري قبضه حاصل کيا هو جائداد مقبوضه ايکٹ هذا کي تاثير سے خارج خيال کي جائيگي *

دفعه ۱۲ — اگر کوئي شخص جانشين پر ايسي ڈگري حاصل کرے جس ميں کسي جائداد ماتحت ايکٹ هذا کے کل يا جزو نيلام کے ايک باهمي معاهده کي وجهه سے جو بالخصوص جائداد مذکور پر موثر هوتا هو هدايت هو تو ايسا ڈگريدار اجراے ڈگري ميں نيلام کي درخواست کا مجاز نہوگا تاوقتيکه وه ڈگري قطعي نهو اور اُس تاريخ پر اور اُسکے بعد سے جبکه مشتري کو جائداد پر جو ايسي اجراے ڈگري کي علت ميں نيلام هوئي هو قبضه حاصل هوا هو جائداد مقبوضه ايکٹ هذا کي تاثير سے خارج خيال کي جائيگي *

دفعه ۱۳ — هر موضع جو اس ايکٹ کے ماتحت هو اور جو ايسي ڈگريوں کے اجرا کي وجهه سے جو حسب شرايط هر دو دفعات ماسبق عمل ميں آيا هو بحيثيت کلي جانشين کے پاس نرهے تو اُس تاريخ پر اور اُس تاريخ کے بعد سے جيسيکه ڈگريدار يا مشتري نے (جيسي صورت هو) بعلت اجراے ڈگري ايسے موضع کے ايک جزو پر قبضه حاصل کيا هو بحيثيت کلي اس ايکٹ کي تاثير سے خارج متصور هوگا *

دفعه ۱۴ — اگر کوئي شخص جو جانشين پر ڈگري قرضه ساده رکهتا هو کسي جائداد ماتحت ايکٹ هذا پر اُس ڈگري کے جاري کرانے کا خواهان هو تو ايسے ڈگريدار کو لازم هی که ڈگري مذکور کو بغرض اجرا اُس کلکٹر کے پاس جس کے ضلع ميں وه جائداد واقع هو منتقل کرانے کي درخواست عدالت مجاز سے کرے اور اس درخواست کے گذرنے پر عدالت مذکور درخواست کو منظور کرکے ڈگري کو منتقل کرديگي *

دفعه ۱۵ — جب کوئي ڈگري حسب دفعه ماسبق منتقل هوجاوے تو کلکٹر اپني راے کے بموجب بذات خود يا کسي دوسرے شخص کي معرفت جانشين کي کل جائداد يا جزو جائداد کا انتظام اُس طور پر کريگا جو آگے مذکور هوگا *

دفعه ۱۶ — جب کسي جائداد کو حسب دفعه ماسبق کلکٹر اپنے انتظام ميں لے لے تو کلکٹر يا کوئي اَوْر آدمي جسکو وه مقرر کرے اپنے ايام منتظمي ميں جائداد مذکور کا تمام محاصل و منافع وصول و جمع کريگا اور اُس محاصل و منافع کي وصولي کي رسيد بهي ديگا *

جمع وصول شده ميں سے اُسکو يهه اخراجات ادا کرنے هونگے *

اول　اگر مالگذاري سرکاري هو تو وہ اور جملہ قرضے اور مواخذے جو جائداد مذکور پر اُسوقت بحق گورنمنٹ واجب هوں *

دوم　وہ جمع سالانہ جو اُسکي راے میں جانشین اور اُسکے خاندان کي گذران کے لیئے کافي هو — اور جمع باقیماندہ اخراجات انتظام اور مطالبہ ڈگري کے ادا کرنے میں صرف هوگي † *

دفعہ ۱۷ — جب تک یہہ انتظام جاري رهیگا جانشین بعلت مطالبہ ڈگري جو حسب دفعہ ۱۳ کلکٹر کے هاں منتقل هوگئي هو مستوجب گرفتاري نہوگا اور نہ ایسے جانشین کي جائداد منقولہ بعلت اجراے ڈگري مذکور مستوجب قرقي یا نیلام هوگي *

ایسا جانشین اُس کل جائداد کي نسبت جو کلکٹر کے انتظام میں هو یا اُسکے جزو کي بابت ٹھیکہ دینے کے قابل نہوگا اور اُس جائداد کے محاصل یا منافع کے واسطے جائز رسیدیں دینے کے بهي قابل نہوگا لیکن یہہ دونوں اختیارات کلکٹر کو یا اُس شخص کو جس کو کلکٹر نے جائداد کے انتظام کے واسطے مقرر کیا هو اُسي طرحپر حاصل هونگے جسطرح کہ جانشین کو ایسے انتظام کے شروع هونے سے قبل حاصل تھے ‡ *

دفعہ ۱۸ — یہہ انتظام تا بیباقي مطالبہ ڈگري جاري رهیگا بشرطیکہ وہ جانشین جسپر ڈگري صادر هوئي هو قبل بیباقي مطالبہ ڈگري فوت نہوجاے —

دفعہ ۱۹ — مطالبہ ڈگري کي بیباقي پر کل جائداد یا جزو جائداد (جیسي صورت هو) جسکا انتظام کلکٹر نے اپنے ذمہ لیا هو جانشین کے حوالہ کیجائیگي — مگر اُن ٹھیکوں کي (اگر ایسے ٹھیکے هوں) ماتحت هوگي جو حسب دفعہ ۱۷ دیئے گئے هوں § *

دفعہ ۲۰ — جانشین کي وفات پر جسپر کہ ڈگري صادر هوئي هو کل جائداد یا جزو جائداد (جیسي صورت هو) جسکا انتظام کلکٹر نے اپنے ذمہ لیا هو اس انتظام سے واگذاشت کیجائیگي اور جانشین متوفی کے جانشین کے قبضہ میں دیدیجائیگي خواہ مطالبہ ڈگري بیباق هوا هو یا نہ هوا هو اور پهر کبهي وہ جائداد مستوجب اداے مطالبہ ڈگري مذکور کے نہوگي *

دفعہ ۲۱ — اگر کسي وقت بعد اُس تاریخ کے جبکہ کوئي موضع اس ایکٹ کے ماتحت کیا گیا هو موضع مذکور پر مالگذاري سرکاري کي بابت باقي رهجاے تو کلکٹر اس بات کا مجاز هی کہ مالگذاري کي باقي کے وصول کرنیکے واسطے اپنے اُن اختیارات کو جو از روے

---

† دفعہ ۵ — ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۰ع —
‡ دفعہ ۴ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۰ع —
§ دفعہ ۱۱ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۰ ع —

قانون رایج الوقت اُسکو حاصل ہوں کلاً یا جزواً عمل میں لاے بدیں قید کہ بندوبست منسوخ نہوگا اور موضع بذریعہ نیلام کے یا کسي اَوْر طرحپر منتقل نہ کیا جائیگا *

دفعہ ۲۲ — جانشین کي وفات کسي مطالبہ مالگذاري سرکاري پر جو اُسکے زمانہ حیات میں باقي رہ گئي ہو موثر نہوگي *

حصہ سوم

جانشیني اور طریقۂ شمار درجات قرابت کے بیان میں

دفعہ ۲۳ — اس بات کے دریافت کرنے کے واسطے کہ کوئي شخص جو سلسلہ وار قرابت میں متوفی سے رشتہ رکھتا ہو اُس سے کونسا درجہ قرابت کا رکھتا ہی یہہ مناسب ہی کہ متوفی سے شخص مذکور تک اعلی یا اسفل جانب میں (جیسي صورت ہو) شمار کریں اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک درجہ مقرر کرتے جائیں — مثلاً ہر شخص کا باپ اُس سے اول درجہ قرابت کا رکھتا ہی اور اسیطرح سے اُسکا بیٹا — اُسکا دادا اور پوتا دوسرے درجہ میں ہیں اور اُسکا پردادا اور پر پوتا تیسرے میں † *

دفعہ ۲۴ — اس بات کے دریافت کرنیکے واسطے کہ کوئی شخص جو قرابت متفرعہ میں متوفی سے رشتہ رکھتا ہو اُس سے کونسا درجہ قرابت کا رکھتا ہی یہہ مناسب ہی کہ متوفی سے اعلی جانب میں مورث مشترک تک شمار کریں اور پھر اسفل جانب میں اُس شخص تک جو قرابت متفرعہ رکھتا ہو شمار کریں اور شمار اعلی اور اسفل دونوں میں ہر شخص کے واسطے ایک ایک درجہ مقرر کریں ‡ *

دفعہ ۲۵ — شجرہ منسلکہ میں چھہ درجہ § تک شمار ہوئے ہیں اور اُنپر ہند سے لکھے گئے ہیں *

جس شخص کا درجہ قرابت شمار کیا جاے وہ اور اُسکا برادر عمزاد شجرہ کي روسے چوتھے درجہ قرابت میں ہیں کیونکہ جانب اعلی میں ایک درجہ باپ تک ہی اور دوسرا درجہ مورث مشترک یعني دادا تک اور دادا سے جانب اسفل میں ایک درجہ چچا تک اور دوسرا درجہ برادر عمزاد تک ہی اس حساب سے کل چار درجے ہوئے *

بھائي کا پوتا اور چچا کا بیٹا یعني پوت بھتیجا اور برادر عمزاد برابر درجہ میں ہیں کیونکہ چار چار درجہ کا فصل رکھتے ہیں *

---

† دفعہ ۲۱ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

‡ دفعہ ۲۲ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

§ یہہ شجرہ چھہ درجہ کا بطور تمثیل کے لگایا ہی اسیطرح بے انتہا درجات قرابت محسوب ہونگے جس میں تمام رشتہ دار کسي درجہ کے ہونگے سب آ جاوینگے —

برادر عمزاد کا پوتا وهي درجہ رکھتا هی جو دادا کے بهائي کا پوتا رکھتا هی کیونکہ یہہ دونوں چھٹا درجہ قرابت کا رکھتے هیں † *

دفعہ ۲۶ — قاعدہ جانشیني میں اُن اشخاص میں جو جانشین متوفی کے ایام حیات میں واقعي پیدا هوئے هوں اور اُن میں جو وقت وفات جانشین مذکور کے صرف حمل کے اندر هوں اور بعد کو زندہ پیدا هوئے هوں کچھہ تمیز نہیں هی ‡ *

دفعہ ۲۷ — هر جانشین کي وفات پر جائداد اُس شخص کو پہونچیگي جو متوفی سے درجہ قرابت میں اقرب هو بدیں قید کہ یہہ جانشیني قواعد مفصلہ ذیل کے بموجب عمل میں آئیگي *

(۱) جائداد وقت واحد میں صرف ایک شخص کو ملیگی *

(۲) برعایت قاعدہ ماسبق ذکور کواناث پر ترجیح هوگي خواہ ایک هي درجہ قرابت کا رکھتے هوں یا مختلف باستثناے اُس صورت کے جبکہ شخص قسم ذکور کي ماں متحد هو مگر باپ مختلف اس صورت میں ایسا شخص بزمرہ اناث متصور هوگا *

(۳) برعایت قواعد ماسبق وہ اشخاص جو کسي شخص قسم ذکور کي وساطت سے رشتہ رکھتے هوں اُن اشخاص پر ترجیح پائینگے جو کسي شخص قسم اناث کي وساطت سے رشتہ رکھتے هوں خواہ ایک هي درجہ قرابت کا رکھتے هوں یا مختلف *

(۴) برعایت قواعد ما سبق وہ اشخاص جو نسب اعلی یا اسفل کے سلسلہ مستقیم میں هوں اُن اشخاص پر ترجیح پائینگے جو قرابت متفرعہ رکھتے هوں *

(۵) برعایت قواعد ماسبق وہ اشخاص جو نسب اسفل کے سلسلہ مستقیم میں هوں اُن اشخاص پر ترجیح پائینگے جو نسب اعلی کے سلسلہ مستقیم میں هوں *

(۶) برعایت قواعد ماسبق ایک هي درجہ قرابت کے حقیقي رشتہ دار کو سوتیلے رشتہ دار پر ترجیح هوگي *

(۷) برعایت قواعد ماسبق کبیرالسن کو صغیرالسن پر ترجیح هوگي *

(۸) برعایت چھہ قواعد اولی کے اور بلا لحاظ قاعدہ ۷ کے کبیرالسن کي اولاد کو صغیرالسن کي اولاد پر ترجیح هوگي *

(۹) برعایت قواعد ماسبق باستثناے و بلا لحاظ قاعدہ ۷ جب دو یا زاید اشخاص کا باپ متحد لیکن مائیں مختلف هوں تو وہ شخص ترجیح پائیگا جسکي ماں کا

---

† دفعہ ۲۴ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

‡ دفعہ ۲۳ ایکٹ ۱۰ سنہ ۸۶۵ اع —

نکاح اُس کے باپ کے ساتھہ دوسرے کی ماں کے نکاح سے پیشتر اُسی باپ کے ساتھہ ہوا ہو *

(۱۰) در صورت عدم موجودگی رشتہ داران نسبی کے جائداد شوہر یا زوجہ کو (جیسی صورت ہو) ملیگی — لیکن اگر مرد متوفی کے ایک سے زاید زوجات ہوں تو اُس زوجہ کو ترجیح دی جائیگی جسکا نکاح اُسکے ساتھہ پہلے ہوا ہو *

(۱۱) در صورت عدم موجودگی اُن تمام اشخاص کے جو از روے قواعد ماسبق جانشینی کے مستحق ہوں جائداد گورنمنٹ کے پاس بطور امانت کے اس واسطے چلی جائیگی کہ اُس کو بطرز مناسب کسی ایسے کار خیر میں صرف کرے جس سے اہل اسلام کی تعلیمی اخلاقی اور تمدنی ترقی مترتب ہو *

دفعہ ۲۸ — جب کوئی موضع جو ایک مرتبہ ایکٹ ہذا کے ماتحت لایا گیا ہو بعد کو حسب منشاء دفعہ ۱۱ یا ۱۲ یا ۱۳ کے اس ایکٹ کی ماتحتی سے خارج ہو جاے تو ایسی جائداد حسب شرع محمدی اُس شخص کے ورثاء کو بطور ترکہ کے پہونچیگی جس نے جائداد مذکور کو ایکٹ ہذا کے ماتحت کیا تھا *

حصہ چہارم

پرورش رشتہ داران کا بیان

دفعہ ۲۹ — جب کسی جانشین کے مرنے کے بعد ایسے رشتہ دار اُس کے باقی رہیں جو آگے مذکور ہونگے تو جانشین وقت کو ایسے ہر رشتہ دار کو اپنے ایام حیات میں یا اُس میعاد تک جو آگے مذکور ہوگی بذریعہ بارہ اقساط مساوی ماہواری کے رواج ملک کے مطابق ایک مواجب سالانہ ادا کرنا ہوگا جو اُس مقدار سے متجاوز نہوگا جس کا ذکر آگے آئیگا بشرطیکہ رشتہ‌دار مذکور بروز وفات جانشین متوفی کے اُس کے ساتھہ سکونت اور خور و نوش رکھتا ہو اور نیز بدیں شرطکہ یہہ رشتہ دار اور کوئی کافی ذریعہ پرورش کا نہ رکھتا ہو اور نہ رکھنے والا ہو † *

دفعہ ۳۰ — متوفی کے جدین و والدین و بیوگان کبیرہ کی حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کی حسب شرح ذیل ہوگی *

(ا) جب جائداد کی مالیت سالانہ تین لاکھہ روپیہ یا تین لاکھہ روپیہ سے زاید ہو تو تعداد چھہ ہزار روپیہ سے زیادہ نہوگی *

(ب) جب مالیت سالانہ دو لاکھہ روپیہ یا اُس سے زاید ہو مگر تین لاکھہ سے کم ہو تو تعداد دوہزارچار سو روپیہ سے زیادہ نہوگی *

---

† دفعہ ۲۴ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۹ ع —

[ج] جب مالیت سالانہ ایک لاکھہ روپیہ یا اس سے زاید هو مگر دو لاکھہ سے کم هو تو تعداد ایک هزار دو سو روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[د] جب مالیت سالانہ پچاس هزار روپیہ یا أس سے زاید هو مگر ایک لاکھہ سے کم هو تو تعداد چھہ سو روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[ہ] جب مالیت سالانہ تیس هزار روپیہ یا أس سے زاید هو لیکن پچاس هزار سے کم هو تو تعداد تین سو ساٹھہ روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[و] جب مالیت سالانہ چودہ هزار روپیہ یا أس سے زاید هو لیکن تیس هزار سے کم هو تو تعداد دوسو چالیس روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[ز] جب مالیت سالانہ چودہ هزار روپیہ سے کم هو تو تعداد ایک سو اسي روپیہ سے زیادہ نہوگي † *

جانشین متوفی کي بیوہ صغیرہ کي حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کي أس غایت تعداد سے نصف هوگي جس کي بیوہ کبیرہ بموجب جزو ماسبق دفعہ هذا کے مستحق هوتي *

دفعہ ۳۱ — جانشین متوفی کے برادران اور پسران نابالغ کي حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کي ایک هزار دوسو روپیہ سے زیادہ نہوگي *

جانشین متوفی کے بھتیجوں کي حالت میں جو یتیم اور نابالغ هوں غایت تعداد مواجب سالانہ کي چھہ سو روپیہ سے زیادہ نہوگي ‡ *

دفعہ ۳۲ — جانشین متوفی کي دختران ناکتخدا اور پسران اور برادران کي بیوگان کي حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کي تین سو ساٹھہ روپیہ سے زیادہ نہوگي § *

دفعہ ۳۳ — بہ پابندي شرایط متذکرہ بالا کے مواجب سالانہ مذکورہ عرصہ مندرجہ ذیل تک جاري رهینگے *

[ا] نابالغ بیٹے یا نابالغ بھتیجے کي حالت میں أسکے سن بلوغ تک *

[ب] دختر یا بیوہ کي حالت میں 'تاوقتیکہ متوفی کے جانشین کے گھر سے بخوشي نہ نکل جاویں یا تاوقتیکہ بموجب رسم ملک کے مستحق پرورش کے نرهیں —

[ج] اور باقي حالتوں میں تا وفات یابندہ مواجب مذکور کے || *

---

† دفعہ ۲۵ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

‡ دفعہ ۲۶ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

§ دفعہ ۲۷ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

|| دفعہ ۲۸ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

حصہ پنجم

متفرقات

دفعہ ۳۴ — جملہ احکامات جو کوئي کلکٹر ضلع اس ایکٹ کے بموجب صادر کرے اُس قسمت کے کمشنر کے ھاں جس میں وہ ضلع واقع ھو قابل اپیل ھونگے *

دفعہ ۳۵ — جملہ احکامات جو اپیل متدایرہ حسب دفعہ ماسبق میں کمشنر قسمت صادر کرے حکام مال بالا دست کے ھاں جنکے ماتحت وہ کمشنر ھو قابل اپیل ھونگے *

دفعہ ۳۶ — جملہ احکام جو کسي اجراء ڈگري کي تعمیل میں عدالت نافذ کنندہ ڈگري سے کسي ایسي جائداد پر یا اُسکي بابت جو اس ایکٹ کے ماتحت کي گئي ھو اُسي طور پر اور اُن ھي حکام کے ھاں قابل اپیل ھونگے جس طرح کہ عدالت مذکور اور احکامات اپني اجراء ڈگریوں کي تعمیل میں صادر کرتي ھی *

دفعہ ۳۷ — جب بوجھہ تعمیل اجراء ڈگري متذکرہ دفعہ ۱۱ یا ۱۲، کوئي شخص کسي موضع ماتحت ایکٹ ھذا پر قبضہ حاصل کرے یا اُس موضع کے جزو پر قبضہ حاصل کرے تو عدالت نافذ کنندہ ڈگري پر واجب ھوگا کہ اس امر کي اطلاع اُس ضلع کے کلکٹر کو جس میں وہ موضع واقع ھو جسقدر جلد ممکن ھو کردے *

دفعہ ۳۸ — ھر ضلع کے جس میں کوئي موضع ماتحت ایکٹ ھذا واقع ھو دفتر کلکٹري میں ایک رجسٹر رھا کریگا جو از نام " رجسٹر جائداد وقف خانداني اھل اسلام " موسوم ھوگا اور جس میں ھر موضع متذکرہ صدر کي ایک یاد داشت لکھي جایا کریگي † *

اس یاد داشت میں امور مفصلہ ذیل درج ھونگے —

۱ — نام موضع —

۲ — نام پرگنہ جس میں وہ موضع واقع ھو —

۳ — نام مالک مندرجہ دفاتر سرکاري —

۴ — وہ تاریخ جس میں کہ موضع ایکٹ ھذا کے ماتحت کیا گیا ھو —

۵ — وہ تاریخ جس میں کہ موضع ایکٹ ھذا کي ماتحتي سے خارج ھوگیا ھو (اگر ایسا امر ھوا ھو) —

۶ — اُس ڈگریدار کا نام اور تاریخ جسکے اجرا کي تعمیل کي وجھہ سے موضع ایکٹ ھذا کي ماتحتي سے خارج ھوگیا ھو —

۷ — نام عدالت نافذ کنندہ ڈگري —

۸ — اُس شخص کا نام جسکو کل یا جزو موضع کا قبضہ دلایا گیا ھو —

---

† دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ ع —

۹ — وہ تاریخ جس میں کہ ایسے شخص کو کل یا جزو موضع پر واقعي قبضہ حاصل ہوا ہو —

اِس قسم کي یادداشت ہر موضع کي بابت جو ایکٹ ہذا کے ماتحت کیا جاے ماتحتي کے بعد اور اُس ماتحتي سے خارج ہونے کے بعد (اگر ایسي صورت ہو) جستدر جلد ممکن ہوگا قلمبند ہوگي اور ہر نئے اندراج پر کلکٹر خود اپنے ہاتھہ اور اپنے دستخط سے اُس کي تصدیق کریگا *

دفعہ ۳۹ — وہ یادداشتیں جو ہر سہماہي میں رجسٹر متذکرہ صدر میں مندرج ہونگي گورنمنٹ گزٹ مختص المقام میں بعد اختتام سہماہي مذکور جستدر جلد ممکن ہوگا مشتہر ہونگي † *

دفعہ ۴۰ — رجسٹر جائداد وقف خانداني اہل اسلام کے معائنہ کي کلکٹر سے درخواست کرنے پر ہر شخص کو ہر معقول وقت میں اجازت ہوگي اور جب کسي کو کسي اندراج کي نقل لیني منظور ہوگي تو تحریري درخواست دینے پر کلکٹر سایل کو نقل مطلوبہ اپنے ہاتھہ کي مصدقہ اور دستخطي حوالہ کریگا ‡ *

دفعہ ۴۱ — ہر درخواست پر جو حسب منشاء دفعہ ۴ دي جاے ایک کورٹ فیس اسٹامپ قیمتي پانسو روپیہ کا چسپان ہونا چاہیئے *

دفعہ ۴۲ — ہر درخواست پر جو حسب منشاء دفعہ ۷ دي جاے ایک کورٹ فیس اسٹامپ قیمتي دو سو روپیہ کا چسپان ہونا چاہیئے *

دفعہ ۴۳ — ہر عرضي اپیل پر جو حسب منشاء دفعہ ۳۴ یا ۳۵ دي جاے ایک کورٹ فیس اسٹامپ قیمتي دس روپیہ کا چسپان ہونا چاہیئے *

دفعہ ۴۴ — دربارہ تعین اسٹامپ کورٹ فیس عرضي اپیل جو حسب منشاے دفعہ ۳۶ دي جاے وہي قواعد واجب الاطلاق ہونگے جن پر اُس عدالت کے جس کے حکم کي ناراضي سے اپیل دائر کیا گیا ہو اور احکامات کي ناراضي کے اپیلوں کا مدار ہی *

دفعہ ۴۵ — درخواست متذکرہ دفعہ ۴۰ میں وہ اندراجات مذکور ہونے چاہیئیں جن کے واسطے سایل رجسٹر دیکھنا چاہتا ہو اور ایسي درخواست پر ایک کورٹ فیس اسٹامپ بحساب ایک روپیہ في اندراج مطلوب المعائنہ کے چسپان ہونا چاہیئے *

دفعہ ۴۶ — ہر درخواست حسب دفعہ ۴۰ واسطے حصول نقل اندراج پر ایک کورٹ فیس اسٹامپ قیمتي دو روپیہ کا چسپان ہونا چاہیئے *

---

† دفعہ ۱۹ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ ع —
‡ دفعہ ۳ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۳۷ ع —

دفعه ۴۷ — لوکل گورنمنت اس بات کي مجاز هی که وتناً فوقتاً ایسے قواعد منضبط کرے جو جمله امور میں جو اس ایکت کے نفاذ سے متعلق هوں ایکت هذا سے مطابقت رکھتے هوں *

اس قسم کے قواعد نواب گورنر جنرل بهادر باجلاس کونسل کي منظوري اور سرکاري گزت مختص المقام میں مشتهر هونے کے بعد نفاذ قانوني حاصل کرینگے *

ضمیمه

نقشة (الف)

بعدالت (بیان عهدهدار) (نام ضلع)

درخواست (نام درخواست دهنده) حسب دفعه ۴ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام —

میں مذکورالصدر (نام درخواست دهنده) مظهر هوں که —

(۱) جائداد مفصله ذیل ایک ایسي جائداد هی جسکي تعریف دفعه ۲ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام میں کي گئي هی —

(۲) جائداد مذکور کلیة اور خالصة میري هی اور محض میرے هي خالص قبضه مالکانه میں هی اور سرکاري کتب مالگذاري میں اسیطرح درج هی —

(۳) جائداد مذکور ایسے مسلم مواضعات (یا موضع) پر جنکي تعریف دفعه ۲ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام میں کي گئي هی مشتمل هی —

(۴) جائداد مذکور پر کوئي مواخذه نهیں هی —

(۵) جائداد مذکور پر سرکاري مالگذاري کي باقي نهیں هی اور نه کوئي ایسا مطالبه هی جو مثل باقي مالگذاري سرکاري کے قابل وصول هو —

(۶) جائداد مذکور کي مالیت سالانه جسکي تعریف دفعه ۲ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام میں کي گئي هی دس هزار روپیه سے کم نهیں هی —

میں مذکورالصدر (نام درخواست دهنده) ملتجي هوں که جائداد مفصله ذیل وقف خانداني کیجاے اور اس باب میں ایک سند حسب دفعه ۶ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام مجھکو عطاهو *

تفصیل جائداد

نام موضع	نام پرگنہ	نام ضلع	نوعیت حق

دستخط درخواست دھندہ

مورخہ سنہ ۱۸ ع

نقشہ (ب)

بعدالت (بیان عہدہ دار) (نام ضلع)

درخواست (نام درخواست دھندہ) حسب دفعہ ۷ قانون جائداد وقف خاندانی اہل اسلام *

میں مذکور الصدر (نام درخواست دھندہ) جو جانشین حال اُس جائداد وقف خاندانی کا ہوں جسکی بابت سند نمبری فلاں مورخہ تاریخ فلاں عطا کی گئی تھی مظہر ہوں کہ —

(۱) جائداد مفصلہ ذیل ایک ایسی جائداد ہی جسکی تعریف دفعہ ۲ قانون جائداد وقف خاندانی اہل اسلام میں کی گئی ہی —

(۲) جائداد مذکور کلیۃ اور خالصۃ میری ہی اور محض میرے ہی خالص قبضہ مالکانہ میں ہی اور سرکاری کتب مالگذاری میں اسیطرح درج ہی —

(۳) جائداد مذکور ایسے مسلم مواضعات (یا موضع) پر جنکی تعریف دفعہ ۲ قانون جائداد وقف خاندانی اہل اسلام میں کی گئی ہی مشتمل ہی —

(۴) جائداد مذکور پر کوئی مواخذہ نہیں ہی —

(۵) جائداد مذکور پر سرکاری مالگذاری کی باقی نہیں ہی اور نہ کوئی ایسا مطالبہ ہی جو مثل باقی مالگذاری سرکاری کے قابل وصول ہو —

میں مذکور الصدر (نام درخواست دھندہ) ملتجی ہوں کہ جائداد مفصلہ ذیل اُس جائداد وقف خاندانی میں شامل کیجاے جسکی بابت سند متذکرہ صدر نمبری فلاں

مورخه تاریخ نقل عطا کی گئی تھی اور حسب دفعه ۲ قانون جائداد وقف خاندانی اهل اسلام مجھکو ایک اور سند عطا هو ٭

تفصیل جائداد

نوعیت حق	نام ضلع	نام پرگنه	نام موضع

دستخط درخواست دهنده

مورخه سنه ۱۸ ع

نقشه (ج)

سند نمبری عطیه گورنمنت حسب قانون جائداد وقف خاندانی اهل اسلام — (نام درخواست دهنده) کی درخواست مورخه سنه ۱۸ع پر موضع (یاموضعات) مفصله ذیل حسب ایکٹ – سنه — ۱۸ع جائداد وقف خاندانی اهل اسلام کیا گیا هی —

تفصیل جائداد

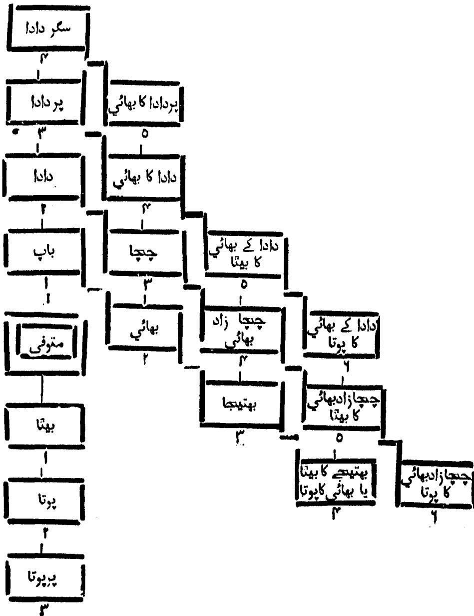
نوعیت حق	نام ضلع	نام پرگنه	نام موضع

دستخط

تاریخ سنه ۱۸ع

شجرہ قرابت

(دفعہ ۲۵ ملاحظہ کرو)



مسدس حالي

مسمى به

مد و جزر اسلام

کسي نے يهہ بقراط سے جاکے پوچها   مرض تيرے نزديک مهلک هيں کيا کيا
کها دکهہ جهاں ميں نهيں کوئي ايسا   کہ جسکي دوا حق نے کي هو نہ پيدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجهيں   کهے جو طبيب أس کو هذياں سمجهيں
سبب يا علامت گر أنکو سوجهائيں   تو تشخيص ميں سو نکاليں خطائيں
دوا اور پرهيز سے جي چورائيں   يونهيں رفتہ رفتہ مرض کو برهائيں
طبيبوں سے هرگز نہ مانوس هوں وہ   يهانتک کہ جينے سے مايوس هوں وہ
يهي حال دنيا ميں أس قوم کا هی   بهنور ميں جهاز آکے جسکا گهرا هی
کنارا هی دور اور طوفاں بپا هی   گماں هی يهہ هردم کہ اب ڈوبتا هی
نهيں ليتے کروٹ مگر اهل کشتي   پڑے سوتے هيں بےخبر اهل کشتي
گهٹا سر پہ ادبار کي چها رهي هی   فلاکت سماں اپنا دکهلا رهي هی
نحوست پس و پيش منڈلا رهي هی   چپ و راس سے يهہ صدا آرهي هی
کہ کل کون تهے آج کيا هوگئے تم   ابهي جاگتے تهے ابهي سوگئے تم
پر أس قوم غافل کي غفلت وهي هی   مذلت پہ اپنے قناعت وهي هی
ملے خاک ميں پر رعونت وهي هی   هوئي صبح اور خواب راحت وهي هی
نہ افسوس أنهيں اپني ذلت پہ هی کچهہ   نہ رشک اور قوموں کي عزت پہ هی کچهہ
بهائم کي اور أنکي حالت هی يکساں   کہ جس حال ميں هيں أسيميں هيں شاداں
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارماں   نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواهاں
ليا عقل و دين سے نہ کچهہ کام أنهوں نے   کيا دين برحق کو بد نام أنهوں نے
وہ دين جسنے اعدا کو اخواں بنايا   وحوش اور بهائم کو انساں بنايا
درندوں کو غمخوار دوراں بنايا   گڈريوں کو عالم کا سلطاں بنايا
وہ خطہ جو تها ايک ڈهوروں کا گلہ   گراں کرديا أس کا عالم سے پلہ
عرب کچهہ نہ تها ايک جزيرہ نما تها   کہ پيوند ملکوں سے جسکا جدا تها
نہ وہ غير قوموں پہ چڑهکر گيا تها   نہ أس پر کوئي غير فرماں روا تها
تمدن کا أس پر پڑا تها نہ سايہ   ترقي کا تها وهاں قدم تک نہ آيا
نہ آب و هوا ايسي تهي روح پرور   کہ قابل هي پيدا هوں خود جس سے جوهر
نہ کچهہ ايسے ساماں تهے وهاں ميسر   کنول جس سے کهل جائيں دل کے سراسر
نہ سبزہ تها صحرا ميں پيدا نہ پاني   فقط آب باراں پہ تهي زندگاني

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں
لوؤں کی لپٹ باد صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں
کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور کل کائنات اسکی یہہ تھی

نہ وہاں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمیں بن جتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پجتی تھی وہاں بےمحابا
کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا
بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا
کہ اس گھر سے ابلیگا چشمہ ہدی کا
وہ اک بت پرستوں کا تیرتھہ بنا تھا
جہاں تین سو ساٹھہ بت پج رہا تھا

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہہ عزی پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

چلن انکے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر ایک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا انکا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وہاں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہمی لڑائی
صدی جسمیں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جسنے صفائی
تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک انکی جہالت کا تھا وہ

اسیطرح ایک اور خوں ریز جھگڑا
عرب میں لقب حرب داحس ہی جسکا
رہا ایک مدت تک آپسمیں برپا
بہا خون کا ہرطرف جسمیں دریا
سبب اس کا لکھا ہی یہہ اصمعی نے
کہ گھوڑ دوڑ میں چیند کی تھی کسینے

کہیں تھا مویشی چرانے پر جھگڑا
کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا
کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہیں روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہیں چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اُنکی دن رات کی دل لگی تھی شراب اُنکی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی
بس اسطرح دس اُنکو گذری تھیں صدیاں کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں بدیاں

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا دعائے خلیل اور نوید مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدت کہ تھا ابر میں ماہتاب رسالت
یہ چالیسویں سال لطف خدا سے کیا چاند نے کھیت غار حرا سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا مرادیں غریبوں کی بر لانیوالا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوے یتیموں کا والی غلاموں کا مولے

خطا کار سے درگذر کرنے والا بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھہ لایا

مس خام کو جسنے کندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جسپہ قرنوں سے تھا جہل چھایا پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا ادھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

پڑی کان میں دھات تھی اک نکمی نکچھہ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت میں جو اُسکی جوہر تھے اصلی ہوئے سب تھے مٹی میں ملکر وہ مٹی
پہ تھا ثبت علم قضا و قدر میں کہ بن جائیگی وہ طلا اک نظر میں

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور سوے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا کبھی ہمنے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا تو باور کروگے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر پڑی ہی کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر

کہا تیري ہر بات کا یہاں یقیں ہی   کہ بچپن سے صادق ہی تو اور امیں ہی
کہا گر میري بات یہہ دلنشیں ہی   تو سن لو خلاف اِسمیں اصلا نہیں ہی
کہ سب قافلہ یہاں سے ہی جانے والا   ڈرو اُس سے جو وقت ہی آنے والا

وہ بجلي کا کڑکا تھا یا صوت هادي   عرب کي زمیں جسنے ساري هلادي
نئي اک لگن دل میں سبکے لگادي   اک آواز میں سوتي بستي جگادي
پڑا ہر طرف غل یہہ پیغام حق سے   کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

سبق پھر شریعت کا اُنکو پڑھایا   حقیقت کا گُر اُن کو ایک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے هوؤں کو بنایا   بہت دن کے سوتے هوؤں کو جگایا
کُھلے تھے نہ جو راز ابتک جہاں پر   وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھاکر

کسیکو ازل کا نہ تھا یاد پیماں   بُھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دوُر صہباے بطلاں   مئے حق سے محرم نہ تھي بزم دوراں
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک   خم معرفت کا تھا منہہ خام اب تک

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے   نہ آگاہ تھے مبدء و منتہی سے
لگائي تھي ایک اک نے لو ماسوا سے   پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے هي تھرا گیا گلہ سارا   یہہ راعي نے للکار کر جب پکارا

کہ هی ذات واحد عبادت کے لایق   زباں اور دل کي شہادت کے لایق
اُسیکے هیں فرماں اطاعت کے لایق   اُسیکي هی سرکار خدمت کے لایق
لگاؤ تو لو اُس سے اپني لگاؤ   جھکاؤ تو سر اُسکے آگے جھکاؤ

اُسي پر همیشہ بھروسہ کرو تم   اُسیکے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسي کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم   اُسیکے طلب میں مرو جب مرو تم
مُبرّا هی شرکت سے اُسکي خدائي   نہیں اُس کے آگے کسي کو بڑائي

خرد اور ادراک رنجور هیں واں   مہ و مہر ادنی سے مزدور هیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور هیں واں   نبي اور صدیق مجبور هیں واں
نہ پرسش هی رهبان و احبار کي واں   نہ پروا هی ابرار و احرار کي واں

نصاری نے جس طرح کہایا هی دھوکا   کہ سمجھے وہ عیسی کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا   مري حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا
سب انساں هیں جسطرح واں سرفگندہ   اسیطرح هوں میں بھي اک اُسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میري صنم تم   نہ کرنا مري قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ هونے میں کچھہ مجھسے کم تم   کہ بیچارگي میں برابر هیں هم تم
مجھے دي هی حق نے بس اتني بزرگي   کہ بندہ بھي هوں اُسکا اور ایلچي بھي

اسیطرح دل اُنکا ایک اک سے توڑا
ہر اک قبلۂ کج سے منھہ اُنکا موڑا
کہیں ماسوے کا علاقہ نچھوڑا
خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دیئے سر جھکا اُنکے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پاگیا جب
نشاں گنج دولت کا ہاتھہ آگیا جب
محبت سے دل اُنکا گرما گیا جب
سماں اُنپہ توحید کا چھا گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب اُن کو
پڑھائے تمدن کے سب باب اُن کو

جتائی اُنہیں وقت کی قدروقیمت
دلائی اُنہیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت
ہوں فرزند و زن اسمیں یا مال‌ودولت
نچھوڑے گا پر ساتھہ ہرگز تمہارا
بھلائی میں جو وقت تمنے گذارا

غنیمت ہی صحت علالت سے پہلے
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بُڑھاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہی دولت
جو کرنا ہی کرلو کہ تھوڑی ہی مہلت

یہہ کہکر کیا علم پر اُن کو شیدا
کہ ہیں دور رحمت سے سب اہل دنیا
مگر دھیان ہی جنکو ہر دم خدا کا
ہی تعلیم کا یا سدا جن میں چرچا
اُنہیں کے لیئے یہاں ہی نعمت خدا کی
اُنہیں پر ہی وہاں جائے رحمت خدا کی

سکھائی اُنہیں نوع انساں پہ شفقت
کہا ہی یہہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت
شب و روز پہنچاتے ہیں اُسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لیئے چاہتے ہیں

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر
نہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسیکے گر آفت گذر جائے سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اُس بےاثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ڈرایا تعصب سے اُنکو یہہ کہکر
کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُسکے یاور
نہیں حق سے کچھہ اُس محبت کو بہرا
کہ جو تمکو اندھا کرے اور بہرا

بچایا برائی سے اُنکو یہہ کہکر
کہ طاعت سے ترک معاصی ہی بہتر
تورع کا ہی ذات میں جن کی جوہر
نہونگے کبھی عابد اُن کے برابر
کرو ذکر اہل ورع کا جہاں تم
نہ لو عابدوں کا کبھی نام وہاں تم

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی
کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تاکہ لو اُس سے اپنی پرائی
نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی
طلب سے ہی دنیا کی گر یہاں یہہ نیت
تو چمکوگے وہاں ماہ کامل کی صورت

امیروں کو تنبیه کی اسطرح پر
که هیں تم میں جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقه میں هوں سب سے بہتر
بنی نوع کے هوں مددگار و یاور
نه کرتے هوں بے مشورت کام هرگز
اوٹهاتے نهیں بے دهڑک گام هرگز
تو مُردوں سے آسوده تر هی وه طبقه
زمانه مبارک ملے جس کو ایسا
یه جب اهل دولت هوں اشرار دنیا
نهو عیش میں جن کو اوروں کی پروا
نهیں اُس زمانه میں کچهه خیرو برکت
اقامت سے بہتر هی اُسوقت رحلت

دیئے پهیر دل اُن کے مکر و ریا سے
بهرا اُن کے سینه کو صدق و صفا سے
بچایا اُنهیں کذب سے افترا سے
کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رها قول حق میں نه کچهه باک اُنکو
بس اک شوب میں کردیا پاک اُنکو

کهیں حفظ صحت کے آئیں سکهائے
سفر کے کهیں شوق اُن کو دلائے
مفاد اُن کو سوداگری کے سوجهائے
اُصول اُن کو فرماں‌دهی کے بتائے
نشاں راه و منزل کا ایک ایک دکهایا
بنی نوع کا اُن کو رهبر بنایا

هوئی ایسی عادت په تعلیم غالب
که باطل کے شیدا هوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب
هوئے روح سے بهره ور اُن کے قالب
جسے راج رد کرچکے تھے وه پتهر
هوا جاکے آخر کو قائم سرے پر

جب اُمت کوسب مل‌چکی حقکی نعمت
ادا کرچکی فرض اپنا رسالت
رهی حق په باقی نه بندونکی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چهوڑی
که دنیا میں جسکی مثالیں هیں تهوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے بیووں کے غمخوار بندے
ره کفر و باطل سے بیزار سارے
نشه میں مئے حق کے سر شار سارے

جهالت کی رسموں مٹا دینے والے
کهانت کی بنیاد تها دینے والے
سر احکام دیں پر جهکا دینے والے
خدا کے لیئے گهر لٹا دینے والے
هر آفت میں سینه سپر کرنے والے
فقط ایک الله سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اُن میں باهمدگر تها
تو بالکل مدار اُس کا اخلاص پر تها
جهگڑتے تهے لیکن نه جهگڑوں میں شر تها
خلاف آشتی سے خوش آینده تر تها
یهه تهی موج پہلے اُس آزادگی کی
هرا جس سے هونے کو تها باغ گیتی

نه کهانوں میں تهی وهاں تکلف کی کلفت
نه پوشش سے مقصود تهی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تهی ایک صورت
فقیر اور غنی سب کی تهی ایک حالت
لگایا تها مالی نے اک باغ ایسا
نه تها جس میں چهوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفه تھے اُمت کے ایسے نگہباں   هو گله کا جیسے نگہبان چوپاں
مسلمان و ذمي کے سب حق تھے یکساں   نه تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسي   زمانه میں ما جائي بہنیں هوں جیسے

رہ حق میں تھي دوڑ اور بھاگ اُنکي   فقط حق په تھي جس سے تھي لاگ اُنکي
بھڑکتي نه تھي خود بخود آگ اُنکي   شریعت کے قبضه میں تھي باگ اُنکي
جہاں کردیا نرم نرما گئے وہ   جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہاں چاهیے وهاں کفایت   سخاوت جہاں چاهیے وهاں سخاوت
جچي اور تلي دشمني اور محبت   نه بےوجهه الفت نه بے وجهه نفرت
جھکا حق سے جو جھک گئے اُس سے وہ بھي   رکا حق سے جو رک گئے اُس سے وہ بھي

ترقي کا جسدم خیال اُن کو آیا   اک اندھیر تھا ربع مسکون میں چھایا
هر ایک قوم پر تھا تنزل کا سایه   بلندي سے تھا جس نے سب کو گرایا
وہ نهشن جو هیں آج گردوں کے تارے   دھندلکے میں پستي کے پنہاں تھے سارے

نه هنگامه تھا گرم عبرانیوں کا   نه اقبال یاور تھا نصرانیوں کا
پراگنده دفتر تھا یونانیوں کا   پریشاں تھا شیرازه ساسانیوں کا
جہاز اهل روما کا تھا ڈگمگاتا   چراغ اهل ایران کا تھا ٹمٹماتا

ادھر هند میں هر طرف تھا اندھیرا   که تھا گیان گن کا لدایہاں سے ڈیرا
اودھر تھا جہالت نے فارس کو گھیرا   که دل سب نے کیش و کنش سے تھا پھیرا
نه بھگوان کا دھیان تھا گیانیوں میں   نه یزدان پرستي تھي یزدانیوں میں

هوا هر طرف موج زن تھي بلا کي   گلوں پر چھري چل رهي تھي جفا کي
عقوبت کي حد تھي نه پرسش خطا کي   پڑي لٹ رهي تھي ودیعت خدا کي
زمیں پر تھا ابر ستم کا دڑیڑا   تباهي میں تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومیں جو هیں آج غمخوار انسان   درندوں کي اور اُنکي طینت تھي یکساں
جہاں عدل کے آج جاري هیں فرماں   بہت دور پہنچا تھا وهاں ظلم و طغیاں
بنے آج جو گله باں هیں همارے   وہ تھے بھیڑئے آدمي خوار سارے

هنر کا جہاں گرم بازار هي اب   جہاں عقل و دانش کا بیوپار هي اب
جہاں علم و حکمت کي بھرمار هي اب   جہاں هن برستا لگاتا رهي اب
تمدن کا پیدا نه تھا واں نشاں تک   سمندر کي آئي نه تھي موج واں تک

نه رسته ترقي کا اب تک کھلا تھا   نه زینه بلندي په کوئي لگا تھا
وہ صحرا انھیں قطع کرنا پڑا تھا   جہاں نقش پا تھا نه شور درا تھا
جوهیں کان میں حق کي آواز آئي   لگا کرنے خود اُنکا دل رهنمائي

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اُٹھی
پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اُسکی پہنچی
جو ٹھکس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اُس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

کیا اُمیوں نے جہاں میں اُوجالا
ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتونکو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اک ڈوبتی ناو کو جا سنبھالا
زمانہ میں پھیلائی توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیوں کا بدوں میں
پڑی کھل بلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افسردہ آتش کدوں میں
لگی خاک سی اُڑنے سب معبدوں میں
ہوا کعبہ آباد سب گھر اُجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

لیئے علم و فن اُن سے نصرانیوں نے
کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب اُن سے سیکھا صفا ہانیوں نے
کہا بڑھکے لبیک یزدانیوں نے
ہراک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

ارسطو کے مردہ فنوں کو جلایا
فلاطوں کو پھر زندہ کرکے دکھایا
ہرایک شہر و قریہ کو یوناں بنایا
مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا بر طرف پردہ چشم جہاں سے
جگایا زمانہ کو خواب گراں سے

ہر اک میکدہ سے بھرا جاکے ساغر
ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہوکر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر
گرہ میں لیا باندھ حکم پیمبر
کہ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ
ہر اک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل و یکتا ہوئے وہ
زراعت میں مشہور دنیا ہوئے وہ
ہر اک ملک میں اُنکی پھیلی عمارت
ہر اک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت

کیا جاکے آباد ہر ملک ویراں
مہیا کیئے سب کے راحت کے ساماں
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیاباں
اُنہیں کردیا رشک صحن گلستاں
بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہہ سب پود اُنہیں کی لگائی ہوئی ہے

یہہ ہموار سڑکیں یہہ راہیں مصفا
دوطرفہ برابر درختوں کا سایہ
نشاں جابجا میل و فرسنگ کے برپا
سر رہ کوئیں اور سرائیں مہیا
اُنہیں کے ہیں سب نے یہہ چربے اُتارے
اُسی قافلہ کے نشاں ہیں یہہ سارے

سدا اُنکو مرغوب سیر و سفر تھا
ہر اک برّ اعظم میں اُنکا گذر تھا
کھنگالا ہوا اُنکا سب بحر و بر تھا
جو لنکا میں تھے اُنکا بربر میں گھر تھا
وہ گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہاں کو ہی یاد اُنکی رفتار ابتک   کہ نقشِ قدم ہیں نمودار ابتک
ہیں سیلون میں اُنکے آثار ابتک   اُنہیں رو رہا ہی ملیبار ابتک
ہمالہ کو ہیں واقعات اُنکے ازبر   نشاں اُنکے باقی ہیں جبرالٹر پر

نہیں اس طبق پر کوئی برِّ اعظم   نہوں جسمیں اُنکی عمارات محکم
عرب ہند مصر اندلس شام دیلم   بناؤں سے ہی اُنکی معمور عالم
تمہیں کوہِ آدم سے تا کوہ بیضا   ملیگا جہاں جاؤگے کھوج اُنکا

وہ سنگیں محل اور وہ اُنکی صفائی   جمی جنکے کھنڈروں پہ ہی آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی   وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی
زمانہ نے گو اُنکی برکت اُٹھالی   نہیں کوئی ویرانہ پر اُنسے خالی

ہوا اندلس اُنسے گلزار یکسر   جہاں اُنکے آثار باقی ہیں اکثر
جو چاہے کوئی دیکھہ لے آج جاکر   یہہ ہی بیت حمرا کی گویا زبانپر
کہ تھے آل عدنان سے میرے بانی   میں ہوں اس زمین پرعرب کی نشانی

ہویدا ہی غرناطہ سے شوکت اُنکی   عیاں ہی بلنسیہ سے قدرت اُنکی
بطلیوس کو یاد ہی عظمت اُنکی   ٹپکتی ہی قادس میں سرحسرت اُنکی
نصیب اُنکا اشبیلیہ میں ہی سوتا   شب و روز ہی قرطبہ اُن کو روتا

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جاکے دیکھے   مساجد کی محراب و در جاکے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جاکے دیکھے   وہ اُجڑا ہوا کرّ و فر جاکے دیکھے
جلال اُنکا کھنڈروں میں ہی یوں چمکتا   کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

وہ مشہور پا تخت عباسیوں کا   لب دجلہ اُڑتا تھا جسکا پھریرا
ترو خشک پر جسکا پڑتا تھا سایہ   عراق عرب جسپہ تھا فخر کرتا
ہوئی سرنگوں جسکی مدت سے جھنڈی   ہی جو آج کل اک تجارت کی منڈی

سنے گوش عبرت سے گر جاکے انساں   تو وہاں ذرہ ذرہ یہہ کرتا ہی اعلاں
کہ تھا جن دنوں مہر اسلام تاباں   ہوا یہاں کی تھی زندگی بخشِ دوراں
پڑی خاک ایتھنز میں جاں یہیں سے   ہوا زندہ پھر نام یوناں یہیں سے

وہ لقمان و سقراط کے دُرِ مکنوں   وہ اسرار بقراط و درس فلاطوں
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانوں   پڑے تھے کسی قبر کہنہ میں مدفوں
یہیں آکے مہر سکوت اُنکی توڑی   اسی باغ رعنا سے بو اُنکی پھوٹی

یہہ تھا علم پر وہاں توجہہ کا عالم   کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسیطرح پیاس اُنکی ہوتی نہ تھی کم   بُجھاتا تھا آگ اُنکی باراں نہ شبنم
حریم خلافت میں اونٹوں پہ لد کر   چلے آتے تھے مصر و یوناں کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق میں لمعہ افگن — یہ تھا انکی کرنوں سے تاغرب روشن
نوشتوں سے ہیں جنکے ابتک مزین — کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جنکا تھا کشوروں میں — وہ سوتے ہیں بغداد کے مقبروں میں

وہ سنجار کا اور کوفہ کا میداں — فراہم ہوئے جسمیں مساح دوراں
کُرہ کی مساحت کے پھیلائے ساماں — ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایاں
زمانہ وہاں آجتک نوحہ گر ہی — کہ عباسیوں کی سبہا وہ کدھر ہی

سمرقند سے اندلس تک سراسر — انہیں کی رصدگاہیں تہیں جلوہ گستر
سواد مراغہ میں اور قاسیوں پر — زمیں سے صدا آرہی ہی برابر
کہ جنکی رصد کے یہہ باقی نشاں ہیں — وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں

مورخ ہیں جو آج تحقیق والے — تفحص کے ہیں جنکے آئیں نرالے
جنہوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے — زمیں کے طبق سربسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل انکے جاکر ابہارے — عرب ہی سے وہ بہرنے سیکہے ترارے

اندھیرا تواریخ پر چھارہا تھا — ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آرہا تھا — شہادت کا میدان دُھندلا رہا تھا
سر رہ چراغ اک عرب نے جلایا — ہر اک قافلہ کا نشاں جس سے پایا

گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا — لگایا پتا جسنے ہر مفتری کا
نچھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا — کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیئے جرح و تعدیل کے وضع قانوں — نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دُھن میں آسان کیا ہر سفر کو — اسی شوق میں طی کیا بحرو بر کو
سنا خازن علم دیں جس بشر کو — لیا اُس سے جاکر خبر اور اثر کو
پہر آپ اُسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر — دیا اور کو خود مزا اُسکا چکھکر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا — مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشایخ میں جو قبح نکلا جتایا — ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا — نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر — گواہ اُن کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا اُنکا احسان یہہ اک اہل دیں پر — وہ تھے اسمیں ہرقوم و ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فایق ہیں سب سے — بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ — بلاغت کے رستے تھے سب نا سپردہ
اُدھر روم کی شمع انشا تھی مُردہ — ادھر آتش پارسی تھی فسردہ
یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی — کُھلی کی کُھلی رہگئی آنکھ سب کی

عرب کي جو دیکھي وه آتش زباني — سني برمحل اُنکي شعرا بیاني
وه اشعار کي دلمیں ریشه دواني — وه خطبوں کی مانند دریا رواني
وه جادو کے جملے وه فقرے فسوں کے — تو سمجھے که گویا هم ابتک تھے گونگے

سلیقه کسیکو نه تها مدح و ذم کا — نه مذهب یاد تها شرح شادي و غم کا
نه انداز تلقین وعظ و حکم کا — خزانه تها مدفون زباں اور قلم کا
تو اسنجهاں اُنسے سیکهیں یهه سب نے — زباں کهولدي سبکي نطق عرب نے

زمانه میں پهیلي طب اُنکي بدولت — هوئي بهره ور جس سے هرقوم وملت
نه صرف ایک مشرق میں تهي اُنکي شهرت — مُسلم تهي مغرب تک اُنکي حذاقت
سلف نو میں جو ایک نامي مطب تها — وه مغرب میں عطار مُشک عرب تها

ابو بکر رازي علي ابن عیسی — حکیم گرامي حسین ابن سینا
حُنین ابن اسحق قسیس دانا — ضیاء ابن بیطار راس الاطبا
• اِنهي کے هیں مشرق میں سب نام‌لیوا — اِنهي سے هوا پار مغرب کا کهیوا

غرض فن هیں جو مایهٔ دین و دولت — طبیعي الهي ریاضي و حکمت
طب اور کیمیا هندسه اور هیئت — سیاست تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کهوج اُنکا جاکر جهاں تم — نشان اُنکے قدموں کے پاؤگے وهاں تم

هوا گو که پامال بُستاں عرب کا — مگر ایک جهاں هی غزلخواں عرب کا
هرا کرگیا سبکو باراں عرب کا — سپید و سیه پر هی احساں عرب کا
وه قومیں جوهیں آج سرتاج سبکي — کنوندي رهینگي همیشه عرب کي

رهے جبتک ارکان اسلام برپا — چلن اهل دیں کا رها سیدها ساده
رها میل سے شهد صافي مصفا — رهي کهوٹ سے سیم خالص مُبرّا
نه تها کوئي اسلام کا مرد میداں — علم ایک تها شش جهت میں دُر افشاں

په گدلا هوا جبکه چشمه صفا کا — گیا چهوٹ سر رشته دین هدی کا
رها سر په باقي نه سایه هما کا — تو پورا هوا عهد تها جو خدا کا
که همنے بگاڑا نهیں کوئي ابتک — وه بگڑا نهیں آپ دنیا میں جبتک

بُرے اُنپه وقت آکے پڑنے لگے اب — وه دنیا میں بسکر اُجڑنے لگے اب
بهرے اُن کے میلے بچهڑنے لگے اب — بنے تهے وه جیسے بگڑنے لگے اب
هري کهیتیاں جل گئیں لهلها کر — گهٹا کهل گئي سارے عالم میں چهاکر

نه ثروت رهي اُن کي قایم نه عزت — گئے چهوڑ ساتهه اُن کا اقبال و دولت
هوئے علم‌وفن اُنسے ایک ایک رخصت — مٹیں خوبیاں ساري نوبت بنوبت
رها دین باقي نه اسلام باقي — اک اسلام کا ره گیا نام باقي

ملے کوئي ٹیلا اگر ایسا اونچا	که آتي هو وهاں سے نظر ساري دنیا
چڑھے اُسپه پھر ایک خردمند دانا	که قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قوموں میں فرق اس قدر پائیگا وه	که عالم کو زیر و زبر پائیگا وه

وه دیکھیگا هر سو هزاروں چمن وهاں	بہت تازه تر صورت باغ رضواں
بہت اُنسے کمتر په سرسبز و خنداں	بہت خشک اور بے طراوت مگر هاں
نہیں لائے گو برگ و بار اُن کے پودے	نظر آتے هیں هونہار اُن کے پودے

پھر ایک باغ دیکھیگا اُجڑا سراسر	جہاں خاک اُڑتي هی هر سو برابر
نہیں تازگي کا کہیں نام جس پر	هري ٹہنیاں جھڑ گئیں جسکي جلکر
نہیں پھول پھل جسمیں آنے کے قابل	هوئے روکھه جس کے جلانے کے قابل

جہاں زهر کا کام کرتا هی باراں	جہاں آکے دیتا هی رو ابرنیساں
تردد سے جو اور هوتا هی ویراں	نہیں راس جسکو خزاں اور بہاراں
یهه آوازا پیهم وهاں آرهي هی	که اسلام کا باغ ویراں یهي هی

وه دین حجازي کا بیباک بیڑا	نشاں جسکا اقصاے عالم میں پہنچا
مزاحم هوا کوئي خطره نه جسکا	نه عماں میں ٹھٹکا نه قلزم میں جھجکا
کیئے پے سپر جسنے ساتوں سمندر	وه ڈوبا دهانه میں گنگا کے آکر

اگر کان دھرکر سنیں اهل عبرت	تو سیلون سے تا به کشمیر و تبت
زمین و کھه بن پھول پھل ریت پربت	یهه فریاد سب کر رهے هیں به حسرت
که کل فخر تھا جنسے هندوستاں کو	هوئے آج سب ننگ هندوستاں دو

حکومت نے تمسے کیا گو کناره	تو اسمیں نه تھا کچهه تمهارا اجاره
زمانه کي گردش سے هی کسکو چاره	کبھي یہاں هی بہمن کبھي یہاں هی دارا
نہیں بادشاهي کچھه آخر خدائي	جو هی آج اپني تو کل هی پرائي

هوئي مقتضي جبکه حکمت خدا کي	که تعلیم جاري هو خیرالوری کي
پڑي دھوم عالم میں دین هدی کي	تو عالم کي تمکو حکومت عطا کي
که پھیلاؤ دنیا میں حکم شریعت	کرو ختم بندوں په مالک کي حجت

ادا کرچکي جب حق اپنا حکومت	رهي اب نه اسلام کو اُسکي حاجت
مگر حیف اے فخر آدم کي اُمت	هوئي آدمیت بھي ساتھه اُسکے رخصت
حکومت تھي گویا که ایک جھول تمپر	که اڑتے هي اُسکے نکل آئے جوهر

زمانه میں هیں ایسي قومیں بہتسي	نہیں جنمیں تخصیص فرماندهي کي
پر آفت کہیں ایسي آئي نهوگي	که گھر گھر په یہاں چھاگئي آکے پستي
خروس اور شهباز سب آوج پر هیں	مگر ایک هم هیں که بے بال و پر هیں

وہ ملت کہ گردوں پہ جسکا قدم تھا
ہر ایک کھونٹ میں جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ اُمت لقب جسکا خیرالامم تھا
نشاں اُسکا باقی ہی صرف اسقدر یہاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

وگرنہ ہماری رگوں میں لہو میں
ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں
دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں
طبیعت میں فطرت میں عادت میں خو میں
نہیں کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی میں تو ہی اتفاقی

ہماری ہر ایک بات میں سفلہ پن ہی
کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہی
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہی
ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہی
بزرگوں کی توقیر کھوئی ہی ہمنے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہی ہمنے

نہ قوموں میں عزت نہ جلسوں میں وقعت
نہ اپنوں سے الفت نہ غیروں سے ملت
مزاجوں میں سستی دماغوں میں نخوت
خیالوں میں پستی کمالوں سے نفرت
عداوت نہاں دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہل حکومت کے ہمراز ہیں ہم
نہ درباریوں میں سرافراز ہیں ہم
نہ علموں میں شایان اعزاز ہیں ہم
نہ صنعت میں حرفت میں ممتاز ہیں ہم
نہ رکھتے ہیں کچھہ منزلت نوکری میں
نہ حصہ ہمارا ہی سوداگری میں

تنزل نے کی ہی بُری گت ہماری
بہت دور پہنچی ہی نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
نہیں کچھہ اُبھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہیں اک اُمید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کے جیتے ہیں سارے

سیاحت کی گوں ہیں نہ مرد سفر ہیں
خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں
یہہ دیواریں گھر کی جو پیش نظر ہیں
یہی اپنے نزدیک حد بشر ہیں
ہیں تالاب میں مچھلیاں کچھہ فراہم
وہی اُن کی دنیا وہی اُن کا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر
پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر
کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں برابر
پہ جبتک نہ دیکھیں کہیں کس یقیں پر
کہ یہہ آسماں پر ہیں یا ہیں زمیں پر

وہ بے مول پونجی کہ ہی اصل دولت
وہ شایستہ ملکوں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت
وہ دولت کہ ہی وقت جس سے عبارت
نہیں اُس کی وقعت نظر میں ہماری
یونہیں مفت جاتی ہی برباد ساری

اگر ہمسے مانگے کوئی ایک پیسا
تو ہوگا کم و بیش بار اُس کا دینا
مگر ہاں وہ سرمایۂ دین و دنیا
کہ ایک ایک لمحہ ہی انمول جسکا
نہیں کرتے خست اُڑانے میں اُس کے
بہت ہم سخی ہیں لٹانے میں اُسکے

اگر سانس دن راتکے سب گنیں هم
تو نکلینگے انفاس ایسے بہت کم
که هو جنمیں کل کے لیئے کچهه فراهم
یونہیں گذرے جاتے هیں دن رات پیهم
نہیں کوئي گویا خبردار هم میں
که یهه سانس آخر هیں اب کوئي دم میں

گذریے کا وه حکم بردار کُتا
که بهیڑوں کي هر دم هی رکهوال کرتا
جو ریوڑ میں هوتا هی پتے کا کهرکا
تو وه شیر کي طرح پهرتا هی بپهرا
گر انصاف کیجے تو هی همسے بہتر
که غافل نہیں فرض سے اپنے دم بهر

وه قومیں جو سب راهیں طے کرچکي هیں
ذخیرے هر اک جنس کے بهر چکي هیں
هراک بوجهه بار اپنے سر دهر چکي هیں
هوئیں تب هیں زنده که جب مرچکي هیں
اُسي طرح راه طلب میں هیں پویا
بہت دور ابهي اُن کو جانا هی گویا

کسي وقت جي بهرکے سوتے نہیں وه
کبهي سیر محنت سے هوتے نہیں وه
بضاعت کو اپني ڈبوتے نہیں وه
کوئي لمحه بیکار کهوتے نہیں وه
نه چلنے سے تهکتے نه اوکتاتے هیں وه
بہت بڑه گئے اور بڑهے جاتے هیں وه

مگر هم که ابتک جهاں تهے وهیں هیں
جمادات کي طرح بار زمیں هیں
هیں دنیا میں ایسے که گویا نہیں هیں
زمانه سے کچهه ایسے فارغ نشیں هیں
که گویا ضروري تها جو کام کرنا
وه سب کرچکے ایک باقي هی مرنا

یہاں اور هیں جتني قومیں گرامي
خود اقبال هی آج اُنکا سلامي
تجارت میں ممتاز دولت میں نامي
زمانه کي ساتهي ترقي کي حامي
نه فارغ هیں تعلیم اولاد سے وه
نه غافل هیں سستي بنیاد سے وه

دکان اُنکي هی اور بازار اُنکا
بنج اُنکا هی اور بیوپار اُنکا
زمانه میں پهیلا هی بیوپار اُنکا
هی پیرو جواں بر سر کار اُنکا
مدار اهلکاري کا هی اب اُنهیں پر
اُنهیں کے هیں اوفس اُنهیں کے هیں دفتر

معزز هیں هر ایک دربار میں وه
گرامي هیں هرایک سرکار میں وه
نه رسوا هیں عادات و اطوار میں وه
نه بدنام گفتار وکردار میں وه
نه پیشه سے حرفه سے انکار اُنکو
نه محنت مشقت سے کچهه عار اُنکو

طبیعت میں ایک اک کے هی خاکساري
بُرا سنکے کرتے هیں وه بُردباري
تواضع هی سبکي رگ و پے میں ساري
دماغ اُنکے هیں کبرو نخوت سے عاري
نه باتوں میں اُنکي حقارت کسیکي
نه جلسوں میں اُنکے مذمت کسیکي

جو گرتے هیں گر کر سنبهل جاتے هیں وه
پڑے زد تو بچکر نکل جاتے هیں وه
هراک سانچه میں جا کے ڈهلجاتے هیں وه
جهاں رنگ بدلا بدلجاتے هیں وه
هر اک وقت کا مقتضی جانتے هیں
زمانه کے تیور وه پهچان تے هیں

مگر هی هماري نظر اتني اونچي کہ یکساں هی وهاں سب بلندي و پستي
نهیں ابتک اصلا خبر همکو یهه بهي کہ هی کون مردار کتنا ترقي
جدھر کھولکر آنکهہ هم دیکھتے هیں زمانه کو اپنے سے کم دیکھتے هیں

زمانه کا دن رات هی یهه اشارہ کہ هی آشتي میں مهرے یہاں گذارا
نهیں پیروي جنکو میري گوارا مجھے اُنسے کرنا پڑے کا کنارہ
سدا ایک هي رخ نهیں ناؤ چلتي چلو تم اودھر کو هوا هو جدھر کي

چمن میں هوا آچکي هی خزاں کي پهري هی نظر دیر سے باغباں کي
صدا اور هی بلبل نغمه خواں کي کوئي دم میں رحلت هی اب گلستاں کي
تباهي کے خواب آرهے هیں نظر سب مصیبت کي هی آنیوالي سحر اب

فلاکت جسے کہیئے اُم الجرائم نهیں رهتے ایمان پہ دل جس سے قایم
بناتي هی انسان کو جو بهایم مصلي هیں دلجمع جس سے نه صائم
وہ یوں اهل اسلام پر چهارهي هی کہ مسلم کي گویا نشاني یهي هی

کهیں مکر کے گُر سکهاتي هی همکو کهیں جهوٹ کي لو لگاتي هی همکو
خیانت کي چالیں سوجهاتي هی همکو خوشامد کي گهاتیں بتاتي هی همکو
فسوں جب یهه پاتي نهیں کارگر وہ تو کرتي هی آخر کو دریوزہ گر وہ

یهاں جتني قومیں همارے سوا هیں هزار اُنمیں خوش هیں تو دو بینوا هیں
یهاں لاکهه میں دو اگر اغنیا هیں تو سو نیم بسمل هیں باقي گدا هیں
ذرا کام غیرت کو فرمائیں گر هم تو سمجهیں کہ هیں مبتذل کسقدر هم

بگاڑے هیں گردش نے جو خانداني نهیں جانتے بسکه روٹي کماني
دلوں میں هی یهه یکقلم سب نے ٹهاني کہ کهینچیئے بسر مانگ کر زندگاني
جهاں قدر دانوں کا هیں کهوج پاتے پهونچتے هیں وهاں مانگتے اور کهاتے

کهیں باپ دادا کا هیں نام لیتے کهیں روشناسي سے هیں کام لیتے
کهیں جهوٹے وعدوں پہ هیں وام لیتے یونهیں سبکو دم دیکے هیں دام لیتے
بزرگوں کے نازاں هیں جس نام پر وہ اُسے بیچتے پهرتے هیں در بدر وہ

یهه هیں ڈهنگ اُن تازہ آفت زدونکے بهت کم زمانه هوا جن کو بگڑے
ابهي ایک عالم هی آگاہ جنسے کہ هیں کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنهیں دیس پردیس سب جانتے هیں حسب اور نسب جنکا پهچانتے هیں

مگر مٹ چکا جنکا نام و نشاں هی پراني هوئي جنکي اب داستاں هی
فسانوں میں قصوں میں جنکا بیاں هی بهت نسل پر تنگ اُنکے جهاں هی
نهیں اُنکي قدر اور پرسش کهیں اب اُنهیں بهیک تک کوئي دیتا نهیں اب

بہت آگ چلموں کی سلگانے والے   بہت گھانس کی گٹھریاں لانیوالے
بہت در بدر مانگ کر کھانے والے   بہت فاقے کر کرکے مر جانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ھیں وہ جوھر   تو نکلیں گے نسل ملوک اُنمیں اکثر
انہیں کے بزرگ ایکدن حکمران تھے   انہیں کے پرستار پیرو جواں تھے
یہی مامن عاجز و نا تواں تھے   یہی مرجع دیلم و اصفہاں تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی   انہیں کے گھروں میں تھی صاحبقرانی
یہ اے قوم اسلام عبرت کی جاھی   کہ شاھوں کی اولاد در در گدا ھی
جسے سایۂ افلاس میں مبتلا ھی   جسے دیکھیئے مفلس و بینوا ھی
نہیں کوئی اُن میں کمانے کے قابل   اگر ھیں تو ھیں مانگ کھانے کے قابل
نہیں مانگنے کا طریق ایک ھی یہاں   گدائی کی ھیں صورتیں نت نئی یہاں
نہیں حصر کنگلوں پہ گدیہ گری یہاں   کوئی دے تو سنگتوں کی ھی کیا کمی یہاں
بہت ھاتھہ پھیلائے زیر ردا ھیں   چھپے اُجلے کپڑوں میں اکثر گدا ھیں
بہت آپ کو کہکے مسجد کے بانی   بہت بنکے خود سید خاندانی
بہت سیکھکر نوحہ و سوز خوانی   بہت مدح میں کرکے رنگیں بیانی
بہت آستانوں کے خدام بنکر   پڑے مانگتے کھاتے پھرتے ھیں در در
مشقت کو محنت کو جو عار سمجھیں   ھنر اور پیشہ کو جو خوار سمجھیں
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں   فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھیں
تن آسانیاں چاھیں اور آبرو بھی   وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی
کریں نوکری بھی تو بے عزتی کی   جو روٹی کمائیں تو بے حرمتی کی
کہیں پائیں خدمت تو بے غیرتی کی   قسم کھائیئے انکی خوش قسمتی کی
امیروں کے بنتے ھیں جب یہہ مصاحب   تو جاتے ھیں ھوکر حمیت سے تائب
کہیں اُنکی صحبت میں گانا بجانا   کہیں مسخرہ بنکے ھنسنا ھنسانا
کہیں پھبتیاں کہکے انعام پانا   کہیں چھیڑ کر گالیاں سب سے کھانا
یہہ کام اور بھی کرتے ھیں پر نہ ایسے   مسلمان بھائی سے بن آئیں جیسے
امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ھی   خمیر اُنکا اور اُنکی طینت جدا ھی
سزاوار ھی اُنکو جو نا سزا ھی   روا ھی اُنھیں سبکو جو نا روا ھی
شریعت ھوئی ھی نکو نام اُنسے   بہت فخر کرتا ھی اسلام اُنسے
ھر اک بول پر اُنکی مجلس فدا ھی   ھر اک بات پر وھاں درست اور بجا ھی
نہ گفتار میں اُنکے کوئی خطا ھی   نہ کردار اُنکا کوئی نا سزا ھی
وہ جو کچھہ کہ ھیں کہہ سکے کون اُنکو   بنایا ندیموں نے فرعون اُنکو

وہ دولت کہ ہی مایۂ دین و دنیا   وہ دولت کہ ہی توشۂ راہ عقبی
سلیماں نے کی جسکی حق سے تمنا   بڑھا جس سے آفاق میں نام کسری
کیا جسنے حاتم کو مشہور دوراں   کیا جسنے یوسف کو مسجود اخواں
ملا ہی یہہ فخر اُسکو انکی بدولت   کہ سمجھی گئی ہی وہ اصل شقاوت
کہیں ہی وہ سرمایۂ جہل وغفلت   کہیں نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہاں کے لیئے جو کہ آب بقا ہی   وہ اِس قوم کے حق میں سمی ہوا ہی

اُدھر مال ودولت نے یہاں منہہ دکہایا   اُدھر ساتھہ ساتھہ اُسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا   عمل وہانسے برکت نے اپنا اُٹھایا
نہیں راس یہاں چار پیسے کسیکو   مبارک نہیں جیسے پر چیونٹی کو
سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو   بہائم سے نسبت ہی جن سیرتوں کو
چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو   نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو
وہ یہاں اہل دولت کو ہیں شیر مادر   نہ خوف خدا ہی نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئے   تو دولت بہت سی اسی میں لٹائے
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی   تو کردی بھرے گھر کی دم میں صفائی
پہر آخر لگے مانگنے اور کہانے   یونہیں مٹ گئے یہاں ہزاروں گھرانے
نہ آغاز پر اپنے غور اُنکو اصلا   نہ انجام کا اپنے کچھہ اُنکو کھٹکا
نہ فکر اُنکو اولاد کی تربیت کا   نہ کچھہ ذلت قوم کی اُنکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اُنکا نہ دیں پر   خدا کو وہ کیا منہہ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہی دفتر   تو ہوتے ہیں مسخ اُنمیں پہلے تونگر
کمال اُنمیں رہتے ہیں باقی نہ جوہر   نہ عقل اُنکی ہادی نہ دیں اُنکا رہبر
نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا   نہ عقبی میں دوزخ نہ جنت کی پروا
نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا   نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گذرنا   تعیش میں جینا نمایش پہ مرنا
سدا خواب غفلت میں بیہوش رہنا   دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشاں اگر قحط سے اک جہاں ہی   تو بے فکر ہیں کیونکہ گھرمیں سماں ہی
اگر باغ اُمت میں فصل خزاں ہی   تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلفشاں ہی
بنی نوع انساں کا حق اُنپہ کیا ہی   وہ اک نوع نوع بشر سے جدا ہی
کہاں بندگان ذلیل اور کہاں وہ   بسر کرتے ہیں بے غم قوت و ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ   مکاں رکھتے ہیں رشک خلد وجناں وہ
نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر   نہیں رہتے بے نغمۂ و ساز دم بھر

کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُنکی
گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں اُنکی
نفاست بھی ہی طبیعت میں اُنکی
نزاکت سو داخل ہی عادت میں اُنکی
دواؤں میں مُشک اُنکی اُٹھتا ہی تھیروں
وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

یہہ ہوسکتے ہیں اُنکے ہمجنس کیونکر
نہیں چین جنکو زمانہ سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

یہہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہی ساری مخلوق کُنبا خدا کا
وہی دوست ہی خالق دو سرا کا
خلایق سے ہی جسکو رشتہ ولا کا
یہی ہی عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیامیں انساں کے انساں

عمل جنکا تھا اس کلام متیں پر
وہ سرسبز ہیں آج روے زمین پر
تفوق ہی اُنکو کہین و مہین پر
مدار آدمیت کا ہی اب اُنہیں پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے
وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے •

سمجھتے ہیں گمراہ جنکو مسلماں
نہیں جنکو عقبیٰ میں اُمید غفراں
نہ حصہ میں فردوس جنکے نہ رضواں
نہ تقدیر میں حور جنکی نہ غلماں
پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہی جنکا
حمیم آب و زقوم کھانا ہی جنکا

وہ ملک اور ملت پہ اپنی فدا ہیں
سب آپسمیں ایک اک کے حاجت روا ہیں
اولوالعلم ہیں اُنمیں یا اغنیا ہیں •
طلبگار بہبود خلق خدا ہیں
یہہ تمغا تھا گویا کہ حصہ اُنہیں کا
کہ حب الوطن ہی نشاں مومنیں کا

امیروں کی دولت غریبوں کی ہمت
ادیبوں کی انشا حکیموں کی حکمت
فصیحوں کے خطبے شجاعوں کی جرأت
سپاہی کے ہتیار شاہوں کی طاقت
دلوں کی اومنگیں اُمیدوں کی خوشیاں
سب اہل وطن اور وطن پر ہیں قرباں

عروج اُنکا جو تم عیاں دیکھتے ہو
جہاں میں اُنہیں کامراں دیکھتے ہو
مطیع اُنکا سارا جہاں دیکھتے ہو
اُنہیں بر تر از آسماں دیکھتے ہو
یہہ ثمرے ہیں اُن کی جوانمردیوں کے
نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیوں کے

غنی ہم میں ہیں جو کہ ارباب ہمت
مسلم ہی عالم میں جنکی سخاوت
اگر ہی مشایخ سے اُنکو عقیدت
تو ہی پیرزادوں پہ وقف اُنکی دولت
فکیے ہیں دن رات وہاں عیش کرتے
یہ نوکر ہیں جنکے وہ بھوکے ہیں مرتے

عمل واعظوں کے اگر قول پر ہی
تو بخشش کی اُمید بے صرف زر ہی
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہی
تو روز حساب اُنکو پھر کسکا ڈر ہی
اگر شہر میں کوئی مسجد بنادی
تو فردوس میں نیو اپنی جمادی

عمارت کی بنیاد ایسی اٹھائی   نہ نکلے کہیں ملک میں جسکا ثانی
نمائشوں میں ثروت بڑوں کی اوزانی   نمایش میں دولت خدا کی لٹائی
جھنی بنیاد میں کرنے لاکھوں کے ساماں   یہہ ہیں انکے ارماں یہہ ہیں انکی خوشیاں

مگر دن بدن بوجھ کا بوسیدہ ایواں   تزلزل میں مدت سے ہیں جسکے ارکاں
زمانہ میں ' ہی جو کوئی دنکا مہماں   نہ پائوگے ڈھونڈا جسے پھر مسلماں
عزیزوں نے اس سے توجہہ اوٹھالی   عمارت کا ہی اسکی اللہ والی

پڑی ہیں سب اجڑی ہوئی خانقاہیں   وہ درویش و سلطاں کی امید گاہیں
کھلی تہیں جہاں علم باطن کی راہیں   فرشتوں کی پڑتی تہیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذب الہی کے پھندے   کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں   وہ اخبار دیں کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں   محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سر بسر تھی چراغاں   چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

مدارس وہ تعلیم دیں کے کہاں ہیں   مراحل وہ علم و یقیں کے کہاں ہیں
وہ ارکان شرع متیں کے کہاں ہیں   وہ وارث رسول امیں کے کہاں ہیں
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماوے   نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا

کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر   کہاں ہیں وہ علم الہی کے محضر
چلی ایسی اس بزم میں باد صر صر   بجھیں مشعلیں نور حق کی سراسر
رہا کوئی ساماں نہ مجلس میں باقی   صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ امت   سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانوں در گانوں نوبت بنوبت   پھرے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت
یہہ ٹھیرے ہیں اسلام کے رہنما اب   لقب ان کا ہی وارث انبیا اب

بہت لوگ پیروں کی اولاد بنکو   نہیں ذات والا میں کچھہ جنکی جوہر
بڑا فخر ہی جنکو لے دے کے اسپر   کہ تھے انکے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے   مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

یہہ ہیں جادہ پیمائے راہ طریقت   مقام انکا ہی ماورائے شریعت
انہیں پر ہی ختم آج کشف وکرامت   انہیں کے ہی قبضہ میں بندوں کی قسمت
یہی ہیں مراد اور یہی ہیں مرید اب   یہی ہیں جنید اور یہی بایزید اب

بڑے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی   جگر جس سے شق ہوں وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی   مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہہ ہی عالموں کا ہمارے طریقہ   یہہ ہی ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے انسے جاے   تو گردن پہ بار گراں لیکے آئے
اگر بد نصیبی سے شک اسمیں لائے   تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پاے
گر اعتراض اس کے نکلا زباں سے   تو آنا سلامت ہی دشوار وہاں سے

کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے   کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منھہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اسکو بتاتے   کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بددور ہیں آپ دیں کے   نمونہ ہیں خلق رسول امیں کے

جو چاہے کہ خوش انسے ملکر ہو انساں   تو ہی شرط وہ قوم کا ہو مسلماں
نشاں سجدہ کا ہو جبیں پر نمایاں   تشرع میں اسکے نہو کوئی نقصاں
لبیں بڑہ رہی ہوں نہ ڈاڑھی چڑھی ہو   اِزار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو

عقاید میں حضرت کا ہمداستاں ہو   ہر اک اصل میں فرع میں ہمزباں ہو
حریفوں سے اُن کے بہت بدگماں ہو   مریدوں کا اُن کے بڑا مدح خواں ہو
گر ایسا نہیں ہی تو مردود دیں ہی   بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہی

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا   کہ شیدا تھے اُن پر یہود اور نصاریٰ
گواہ اُن کی نرمی کا قرآں ہی سارا   خود الدین یسر نبی نے پکارا
مگر یہاں کیا ایسا دشوار اُن کو   کہ مومن سمجھنے لگے بار اُن کو

نہ کی اُن کی اخلاق میں رہنمائی   نہ باطن میں کی اُنکے پیدا صفائی
یہ احکام ظاہر کی لے یہہ بڑھائی   کہ ہوتی نہیں اُن سے دم بھر رہائی
وہ دیں جو کہ چشمہ تھا خلق نکو کا   کیا قلتین اُس کو غسل و وضو کا

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہی   حدیثوں پہ چلنے میں دیں کا خلل ہی
فتاووں پہ بالکل مدار عمل ہی   ہر اک راے قرآں کا نعم البدل ہی
کتاب اور سنت کا ہی نام باقی   خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

جہاں مختلف ہوں روایات باہم   نہوں سیدھی سادی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلم   اُسے ہر روایت سے سمجھیں مقدم
سب اسمیں گرفتار چھوٹے بڑے ہیں   سمجھہ پر ہماری یہہ پتھر پڑے ہیں

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر   جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر   کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں   پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں   اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں   شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھہ خلل اِس سے آئے   نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آکے ہندوستان میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جسپہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

تعصب کہ ہے دشمن نوع انساں
بھرے گھر کئے سیکڑوں جسنے ویراں
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشاں
کیا جس نے فرعون کو نذر طوفاں
کیا جوش میں بولہب جسکے کھویا
ابوجہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

وہ یہاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے
چھپا جس کے پردہ میں اُسکا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سر بسر ہے
وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے
تعصب کو ایک جزو دین سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلد بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں واعظوں نے یہہ تعلیم دی ہے
کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اُس میں کرنی بُری ہے
نشاں غیرت دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اُسکی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اُس کا پاؤ
تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑیں اس میں جو دقتیں وہ اُٹھاؤ
لگیں جس قدر ٹھوکریں اس میں کھاؤ
جو نکلے جہاز اُس کا بچکر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہوجاے صورت تمہاری
بہائم میں مل جاے سیرت تمہاری
بدل جاے بالکل طبیعت تمہاری
سراسر بگڑ جاے حالت تمہاری
تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہہ بھی
ہے اک جلوہ نور ایمان یہہ بھی

نہ اوضاع میں تمسے نسبت کسی کو
نہ اخلاق میں تم پہ سبقت کسی کو
نہ حاصل یہہ کھانوں میں لذت کسیکو
نہ پیدا یہہ پوشش یہہ زینت کسی کو
تمہیں فضل ہر علم میں برملا ہے
تمہاری جہالت میں بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بُری تم
رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کی تم
تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم
بدی سے نہیں مومنوں کو مضرت
تمہارے گناہ اور نہ اوروں کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے
تو ذکر اُسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھولکر طرح اُس میں نہ دیجے
قیامت کو دیکھوگے اس کے نتیجے
گناہوں سے ہوتے ہو گویا مبرّا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو الفت
نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت
مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئي اصلاح کا گر ارادہ
تو شیطان سے اُس کو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے هی استفادہ
رہ حق سے هی برطرف اُسکا جادہ
شریعت کو کرتے هیں برباد دونوں
هیں مردود شاگرد و اُستاد دونوں

وہ دیں جسنے الفت کي بنیاد ڈالي
کیا طبع دوراں کو نفرت سے خالي
بنایا اجانب کو جسنے موالي
هراک قوم کے دل سے وحشت نکالي
عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم
هوئے سارے شیر و شکر ملکے باهم

تعصب نے اُس صاف چشمہ کو آکر
کیا بغض کے خار و خس سے مکدر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر
نفاق اهل قبلہ میں پھیلا سراسر
نہیں دستیاب ایسے اب دو مسلماں
کہ هو ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

همارا یہہ حق تھا کہ سب یار هوتے
مصیبت میں یاروں کے غمخوار هوتے
سب ایک اک کے باهم مددگار هوتے
غم قوم میں سینہ افکار هوتے
جب الفت میں یوں هوتے ثابت قدم هم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیرالامم هم

اگر بھولتے هم نہ قول پیمبر
کہ هیں سب مسلمان باهم برادر
برادر هی جبتک برادر کا یاور
معین اُسکا هی خود خداوند داور
تو آتي نہ بیڑے پہ اپنے تباهي
فقیري میں بھي کرتے هم بادشاهي

وہ گھر جسمیں هوں دل ملے سبکے باهم
خوشي نا خوشي میں هوں سب یار هردم
اگر ایک خوشدل تو گھر سارا خرم
اگر ایک غمگیں تو دل سب کے پر غم
مبارک هی اُس قصر شاهنشهي سے
جہاں ایک دل هو مکدر کسي سے

اگر هو مدار اسپہ تحقیق دیں کا
کہ هی دین والوں کا برتاؤ کیسا
هی بازار اُنکا کھرا یا کہ کھوٹا
هی قول و قرار اُنکا جھوٹا کہ سچا
تو ایسے نمونے بہت شاذ هیں یہاں
کہ اسلام پر جنسے قایم هو برهاں

مجالس میں غیبت کا زور اسقدر هی
کہ آلودہ اس خون میں هر بشر هی
نہ بھائي کو بھائي سے یہاں درگذر هی
نہ ملا نہ صوفي کو اس سے حذر هی
اگر نشہ مي هر غیبت میں پنہاں
تو هشیار پائے نہ کوئي مسلماں

جنہیں چار پیسے کا مقدور هی یہاں
سمجھتے نہیں هیں وہ انساں کو انساں
موافق نہیں جن سے ایام دوراں
نہیں دیکھ سکتے کسي کو وہ شاداں
نشہ میں تکبر کے هی چور کوئي
حسد کے مرض میں هی رنجور کوئي

اگر مرجع خلق هی ایک بھائي
نہیں ظاهرا جس میں کوئي بُرائي
بھلا جسکو کہتي هی ساري خدائي
هراک دل میں عظمت هی جسکي سمائي
تو پڑتي هیں اُس پر نگاهیں غضب کي
کھٹکتا هی کانٹا سا آنکھوں میں سبکي

بگڑتا ہی جب قوم میں کوئی بنکر
ابھی بخت و اقبال تھے جس کے یاور
ابھی گردنیں جھکتی تھیں جسکے در پر
مگر کردیا اب زمانہ نے بے پر
تو ظاہر میں کُڑھتے ہیں پر خوش ہیں جی میں
کہ ہمدرد ہاتھہ آیا اک مفلسی میں

اگر اک جوانمرد ہمدرد انساں
کرے قوم پر دل سے جاں اپنی قرباں
تو خود قوم اُسپر لگائے یہہ بُہتاں
کہ ہی اُسکی کوئی غرض اس میں پنہاں
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسیکی
یہہ چالیں سراسر ہیں خود مطلبی کی

نکالے کر اُنکی بھلائی کی صورت
تو ڈالیں جہانتک بنے اُس میں کھنڈت
سنیں کامیابی میں جب اُسکی شہرت
تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت
مُنہہ اپنا ہو گو دین و دنیا میں کالا
نہو ایک بھائی کا پر بول بالا

اگر پاتے ہیں دو دلوں میں صفائی
تو ہیں ڈالتے اُن میں طرح جدائی
ٹھنی دو گروہوں میں جس دم لڑائی
تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اس سے نہیں مشغلہ خوب کوئی
تماشا نہیں ایسا مرغوب کوئی

تغلب میں بدنیتی میں دغا میں
نمود اور بناوٹ فریب اور ریا میں
سعایت میں بہتان میں افترا میں
کسی بزم بیگانہ و آشنا میں
نہ پاؤگے رسوا و بدنام ہمسے
بڑھے پھر نہ کیوں شان اسلام ہمسے

خوشامد میں ہمکو وہ قدرت ہی حاصل
کہ انساں کو ہر طرح کرتے ہیں مایل
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل
کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل
کسی کو اُتارا کسی کو چڑھایا
یونہیں سینکڑوں کو اسامی بنایا

روایات پر حاشیہ اک چڑھانا
قسم جھوٹے وعدوں پہ سو بار کھانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑھانا
مذمت پہ آنا تو طوفاں اُٹھانا
یہہ ہی روز مرہ کا یہاں اُن کے عنواں
فصاحت میں بے مثل ہیں جو مسلماں

اُسے جانتے ہیں بڑا اپنا دشمن
ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہی ناصح سے اَن بن
سمجھتے ہیں ہم رہنماؤں کو رہزن
یہی عیب ہی سب کو کھویا ہی جسنے
ہمیں ناؤ بھر کر ڈبویا ہی جس نے

وہ عہد ہمایوں جو خیرالقروں تھا
خلافت کا جب تک کہ قایم ستوں تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنموں تھا
سماں خیر و برکت کا ہردم فزوں تھا
عدالت کے زیور سے تھے سب مزین
پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہہ تھی
کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سبکی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی
نہ لگتی تھی حق کی اُنہیں بات کڑوی
غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آتا
خلیفوں سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

نبی نے کہا تھا جنہیں فخر اُمت جنہیں خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلم تھی عالم میں جنکی عدالت رہا منتظر جن سے تخت خلافت
وہ پھرتے تھے راتوں کو چھپ چھپ کے دردر کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سنکر
مگر ہم کہ ہیں دام و دد ہمسے بہتر نہ ظاہر کہیں ہم میں خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال میں ہم موقر نہ اجداد و اسلاف کے ہم میں جوہر
نصیحت سے ایسا بُرا مانتے ہیں کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہیں
نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہی جیسے مذکور قرآں کے اندر ضلالت یہود اور نصاری کی اکثر
یونہیں جو کتاب اُس پیمبر پہ آتی وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی
ہنر ہم میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب علوم اور کمالات معدوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھہ دم بھر تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر
وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر عفونت میں سنڈاس سے جو ہی بدتر
زمیں جس سے ہی زلزلہ میں برابر مَلک جس سے شرماتے ہیں آسماں پر
ہوا علم و دیں جس سے تاراج سارا وہ علموں میں علم ادب ہی ہمارا
بُرا شعر کہنے کی گر کچھہ سزا ہی عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہی
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہی مقرر جہاں نیک و بد کی جزا ہی
گنہگار وہاں چھوٹ جائینگے سارے جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے
سخن جو ہی یہاں آج حصہ ہمارا نہیں قوم کو ظاہرا جس سے چارہ
ہراک کذب و بہتاں ہی جسمیں گوارا مجسم ہو اُسکا اگر جھوٹ سارا
نئے ہند میں اُس سے اور اک ہمالا ہمالا سے ہو جسکی چوٹی دوبالا
زمانہ میں جتنے قلی اور نفر ہیں کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہیں
گویئے امیروں کے نور نظر ہیں ڈفالی بھی لے آتے کچھہ مانگ کرہیں
مگر اس تب دق میں جو مبتلا ہیں خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہیں
جو سکتے نہیں جی سے جائیں گذر سب ہو میلا جہاں گم ہوں دھوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چھوڑیں نفر سب جو تھڑ جائیں مہتر تو گندے ہوں گھر سب
یہ کرجائیں ہجرت جو شاعر ہمارے کہیں ملکے خس کم جہاں پاک سارے
عرب جو تھے دنیا میں اس فن کے بانی نہ تھا کوئی آفاق میں جنکا ثانی
زمانہ نے جنکی فصاحت تھی مانی مٹا دی عزیزوں نے اُنکی نشانی
سب اُنکے ہنر اور کمالات کھو کر رہے شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

ادب میں بڑی جان اُنکی زباں سے — چلا دین نے پائی اُنکے بیاں سے
سناں کے لئے کام اُنھوں نے لساں سے — زبانوں کے کوچے تھے بڑھکر سناں سے
ہوئے اُنکی شعروں سے اخلاق صیقل — پڑی اُنکے خطبوں سے عالم میں ہل چل

خلف اُنکے یہاں جو کہ جادو بیاں ہیں — فصاحت میں مقبول پیر و جواں ہیں
بلاغت میں مشہور ہندوستاں ہیں — وہ کچھ ہیں تو لے دے کے اس گوں یہاں ہیں
کہ جب شعر میں عمر ساری گنوائیں — تو بہانڈ اُنکی غزلیں مجالس میں گائیں

طوائف کو ازبر ہیں دیوان اُنکے — گویوں پہ بے حد ہیں احسان اُنکے
نکلتے ہیں تکیوں میں ارمان اُنکے — ثناخواں ہیں ابلیس و شیطان اُنکے
کہ عقلوں پہ پردے دیئے ڈال انھوں نے — ہمیں کردیا فارغ البال انھوں نے

وہ طب جسپہ غش ہیں ہمارے اطبا — سمجھتے ہیں جس کو یہاں مسیحا
بتانے میں ہی بخل جس کے بہت سا — چھپے عیب کی طرح کرتے ہیں اخفا
• فقط چند نسخوں کا ہی وہ سفینہ — چلے آئے ہیں جو کہ سینہ بسینہ

نہ اُن کو نباتات سے آگہی ہی — نہ اصلا خبر معدنیات کی ہی
نہ تشریح کی لے کسی پر کھلی ہی — نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہی
نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہی — مریضوں کا ان کے نگہباں خدا ہیؔ

نہ قانون میں اُن کے کوئی خطا ہی — نہ مخزن میں ہیں انگشت رکھنے کی جا ہی
سدیدی میں لکھا ہی جو کچھ بجا ہی — نفیسی کے ہر قول پر جاں فدا ہی
سلف لکھ گئے جو قیاس اور گماں سے — صحیفے ہیں اُترے ہوئے آسماں سے

وہ تقویم پارینہ یونانیوں کی — وہ حکمت کہ ہی ایک دھوکے کی ٹٹی
یقیں جسکو ٹھیرا چکا ہی نکمی — عمل نے جسے کردیا آکے ردی
اُسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ — کوئی بات اُس میں نہیں کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآں — بالاجماع ہیں قابل نسخ و نسیاں
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یوناں — نہیں نسخ و تبدیل کا اُن میں امکاں
نہیں مٹتے جب تک کہ آثار دنیا — مٹیگا کبھی کوئی شوشہ نہ اُن کا

نتائج ہیں جو مغربی علم و فن کے — وہ ہیں ہند میں جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن وہ ڈالے ہیں پردے — کہ ہم حق کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے
جمی ہیں دلوں میں ارسطو کی رائیں — جو اب وحی اُترے تو ایماں نہ لائیں

اب اس فلسفہ پر ہیں جو مرنے والے — شفا کے ہیں سب جن کو ازبر مقالے
جنھوں نے مجسطی پہ ڈیرے ہیں ڈالے — حواشی ہیں تجرید کے سب کھنگالے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہیں ہیں — پھرے عمر بھر اور جہاں تھے وہیں ہیں

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت
بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر رکھتے ہیں کچھ طبیعت میں جودت
تو ہی اُنکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گر دن کو وہ رات کہدیں زباں سے
تو منوا کے چھوڑیں اُسے اک جہاں سے

سوا اسکے جو آئے اُسکو پڑھا دیں
اُنہیں جو کچھ آتا ہی اُسکو بتا دیں
وہ سیکھی ہیں جو بولیاں سب سکھا دیں
میاں مٹھو اپناسا اُسکو بنا دیں
یہ لے دے کے ہی علم کا اُنکے حاصل
اسی پر ہی فخر اُنکو بین الاماثل

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل
نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل
نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل
نہ بازار میں بوجھ اُٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کماکر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہی
مراد آپکی اسکے پڑھنے سے کیا ہی
مفاد اُسمیں دنیا کا یا دین کا ہی
نتیجہ کوئی یاکہ اُسکے سوا ہی
تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکینگے
جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکینگے

نہ حجت رسالت پہ لاسکتے ہیں وہ
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہیں وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ
دلیلیں ہیں سب آج بیکار اُنکی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار اُنکی

پڑے اُس مشقت میں ہیں وہ سراپا
نتیجہ نہیں اُنکو معلوم جسکا
گئیں بھول آگے کی بھیڑیں جو بتیا
اُسی راہ پر پڑلیا گلہ سارا
نہیں جانتے یہ کہ جاتے کدھر ہیں
گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہیں

مثال اُنکی کوشش کی ہی صاف ایسی
کہ کہانی کہیں بندروں نے جو سردی
ادھر اور اُدھر دیر تک آگ ڈھونڈھی
کہیں روشنی اُنکو پائی نہ اُسکی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا
پتنگا اُسے آگ کا سبنے سمجھا

لیا جاکے تھام اور سبنے اُسیدم
کیا کھانس پھونس اُسپہ لاکر فراہم
لگے اُسکو سلگانے سب ملکے پیہم
نہ کچھ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم
یونہی رات ساری اُنہوں نے گنوائی
مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گذرتے تھے جو جانور اُس طرف سے
جب اِس کشمکش میں اُنہیں دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اُنکو کرتے
نہ شرمائیں وہ زعم باطل سے اپنے
مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
ملامت پہ اور اُلٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جبتک ہوا دن نہ روشن
اسیطرح جو ہیں حقیقت کے دشمن
نہ جھاڑینگے گرد توہم سے دامن
یہ جب ہوگا نور سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہو جائیگا آشکارا
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ ایک شرارا

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہی — تباہ انکی حالت بری انکی گت ہی
کسیکو کبوتر اڑانے کی لت ہی — کسیکو بٹیریں لڑانے کی دھت ہی
چرس اور گانجے پہ شیدا ہی کوئی — مدک اور چنڈو کا رسیا ہی کوئی

سدا گرم اشرار سے انکی صحبت — ہر اک رند و اوباش سے انکی ملت
پڑھے لکھوں کے سایہ سے انکو وحشت — مدارس سے تعلیم سے ان کو نفرت
کمینوں کے جرگہ میں عمریں گنوانی — انھیں گالیاں دینی اور آپ کھانی

نہ علمی مدارس میں ہیں انکو پاتے — نہ شایستہ جلسونمیں ہیں آتے جاتے
یہ میلوں کی رونق ہیں جاکر بڑھاتے — پڑے پھرتے ہیں دیکھتے اور دکھاتے
کتاب اور معلم سے پھرتے ہیں بھاگے — مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اگر کیجئے ان پاک شہدوں کی گنتی — ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہی چلتی
ملی خانہ میں جن سے عزت بڑونکی — مٹی خاندانوں کی جنسے بزرگی
تو یہہ جسقدر خانہ برباد ہونگے — وہ سب ان شریفوں کی اولاد ہونگے

ہوئی انکی بچپن میں یوں پاسبانی — کہ تھدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھہ سمجھہ بوجھہ سیانی — چڑھی بھوت کی طرح سر پر جوانی
بس اب گھر میں دشوار تھمنا ہی انکا — اکھاڑوں میں تکیوں میں رمنا ہی انکا

نشہ میں مئے عشق کے چور ہیں وہ — صف فوج مژگاں میں محصور ہیں وہ
غم چشم و ابرو میں رنجور ہیں وہ — بہت ہاتھہ سے دل کے مجبور ہیں وہ
کریں کیا کہ ہی عشق طینت میں انکے — حرارت بھری ہی طبیعت میں انکے

اگر شش جہت میں کوئی دلربا ہی — تو دل انکا نادیدہ اس پر فدا ہی
اگر خواب میں کچھہ نظر آگیا ہی — تو یاد اسکی دن رات نام خدا ہی
بہری سبکی وحشت سے روداد ہی یہاں — جسے دیکھئے قیس و فرہاد ہی یہاں

اگر ماں ہی دکھیا تو انکی بلا سے — اپاہج ہی باوا تو ان کی بلا سے
جو ہی گھر میں فاقہ تو انکی بلا سے — جو مرتا ہی کنبا تو ان کی بلا سے
جنھوں نے لگا لی ہو لو دلربا سے — غرض پھر انھیں کیا رہی ما سوی سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائیں — نہ جوتی سے پیزار سے ہچکچائیں
جو میلوں میں جائیں تو لچھن دکھائیں — جو محفل میں بیٹھیں تو فتنے اوٹھائیں
لرزتے ہیں اوباش انکی ہنسی سے — گریزاں ہیں رند انکی ہمسایگی سے

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجے — تو بہوونکا بوجھہ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے — تو بد راہ ہیں بھانجے اور بھتیجے
یہی چھیلنا کو بکو گھر بہ گھر ہی — بہو کو ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہی

نہ مطلب نگاري کا ان کو سلیقہ
نہ دربار داري کا ان کو سلیقہ
نہ امید واري کا ان کو سلیقہ
نہ خدمت گذاري کا انکو سلیقہ
قلي يا نفر هو تو کچهه کام آئے
مگر انکو کس مد ميں کوئي کهپائے

نهيں ملتي روٹي جنهيں پيٹ بهرکے
وہ گذران کرتے هيں سو عيب کرکے
جو هيں انميں دو چار آسودہ گهرکے
وہ دن رات خواهاں هيں مرگ پدر کے
نمونے يہہ اعيان و اشراف کے هيں
سلف انکے وو کہ خلف ان کے يہ هيں

وہ اسلام کي پود شايد يهي هی
کہ جسکي طرف آنکهہ سب کي لگي هی
بہت جس سے آيندہ چشم بهي هی
بقا منحصر جسپہ اسلام کي هی
يهي جان ڈاليگي باغ کهن ميں
اسي سے بهار آئيگي اس چمن ميں

يهي هيں وہ نسليں مبارک هماري
کہ بخشيں گي جو دين کو استواري
کرينگي يهي قوم کي غمگساري
انهيں پر اميديں هيں موقوف ساري
يهي شمع اسلام روشن کرينگي
بڑونکا يهي نام روشن کرينگي

خلف انکے الحق اگر يهاں يهي هيں
سلف کے اگر فاتحہ خواں يهي هيں
اگر ياد گار عزيزاں يهي هيں
اگر نسل اشراف و اعياں يهي هيں
تو ياد اسقدر انکي رہ جائيگي يهاں
کہ اک قوم رهتي تهي اس نام کي يهاں

سمجهتے هيں شايستہ جو آپکو يهاں
هيں آزادي راے پر جو کہ نازاں
چلن پر هيں جو قوم کے اپنے خنداں
مسلماں هيں سب جنکے نزديک ناداں
جو ڈهونڈو گے ياروں کے همدرد انميں
تو نکليں گے تهوڑے جوانمرد انميں

نہ رنج انکي افلاس کا انکو اصلا
نہ فکر انکي تعليم اور تربيت کا
نہ کوشش کي همت نہ دينے کو پيسا
اوڑانا مگر مفت ايک اک کا خاکا
کهيں انکي پوشاک پر طعن کرنا
کهيں انکي خوراک کو نام دهرنا

عزيزوں کي جس بات ميں عيب پانا
نشانہ اسے پهبتيوں کا بنانا
شماتت سے دل بهائيونکا دکهانا
يگانوں کو بيگانہ بلکر چڑانا
نہ کچهہ درد کي چوٹ انکے جگر ميں
نہ قطرہ کوئي خون کا چشم تر ميں

جهاز ايک گرداب ميں پهنس رها هی
پڑا جس سے جو کهيں ميں چهوٹا بڑا هی
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کي جا هی
کوئي انميں سوتا کوئي جاگتا هی
جو سوتے هيں وہ مست خواب گراں هيں
جو بيدار هيں انپہ خندہ زناں هيں

کوئي انسے پوچهے کہ اے هوش والو
کس اميد پر تم کهڑے هنس رهے هو
برا وقت بيڑے پہ آنے کو هی جو
نہ چهوڑيگا سوتوں کو اور جاگتوں کو
بچو گے نہ تم اور نہ ساتهي تمهارے
اگر ناؤ ڈوبي تو ڈوبينگے سارے

غرض عیب کیجے بیاں اپنے کیا کیا   کہ بگڑا ہوا یہاں ہی آوے کا آوا
فقیه اور جاهل ضعیف اور توانا   تاسف کے قابل هی احوال سب کا
مریض ایسي مایوس دنیا میں کم هیں   بگڑ کر کبھي جو نه سبنهلیں وہ هم هیں

کسي نے یهه اک مرد دانا سے پوچها   که نعمت هی دنیامیں سب سے بڑي کیا
کہا عقل جس سے ملے دین و دنیا   کہا گر نهو اُس سے انسان کو بہرہ
کہا پھر اهم سب سے علم و هنر هی   که جو باعث افتخار بشر هی

کہا گر نهو یهه بهي اُس کو میسر   کہاماں ودولت هی پھرسب سے بڑهکر
کہا در هو یهه بهي اگر بند اُسپر   کہا اُسپه بجلي کا گرنا هی بهتر
وہ ننگ بشر تا که ذلت سے چھوٹے   خلایق سب اُسکي نحوست سے چھوٹے

مجهے ڈر هی اے میرے همقوم یارو   مبادا که وہ ننگ عالم تمهیں هو
گر اسلام کي کچهه حمیت هی تمکو   تو جلدي سے اُٹھو اور اپني خبر لو
وگرنه یهه قول اُنکا راست تمپر   که هونے سے انکا نهونا هی بهتر

رهو گے یونهیں فارغ البال کب تک   نه بدلوگے یهه چال اور ڈهال کب تک
رهیگي نئي پود پامال کب تک   نچھوڑو گے تم بهڑیا چال کب تک
بس اگلے فسانے فراموش کردو   تعصب کے شعله کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیاں تمکو دي هیں   ترقي کي راهیں سراسر کهلي هیں
صدائیں یهه هر سمت سے آرهي هیں   که راجا سے پرجا تلک سب سکهي هیں
تسلط هی ملکوں میں امن و اماں کا   نهیں بند رسته کسي کاروان کا

نه بد خواه هی دین وایماں کا کوئي   نه دشمن حدیث اور قرآں کا کوئي
نه ناقض هی ملت کے ارکاں کا کوئي   نه مانع شریعت کے فرماں کا کوئي
نمازیں پڑهو بیخطر معبدوں میں   اذانیں دهڑلے سے دو مسجدوں میں

کُهلي هیں سفراور تجارت کي راهیں   نهیں بند صنعت کي حرفت کي راهیں
جوروشن هیں تحصیل حکمت کي راهیں   تو هموار هیں کسب دولت کي راهیں
نه گهر میں غنیم اور دشمن کا کهٹکا   نه رستوں میں قزاق و رهزن کا کهٹکا

مهینوں کے کٹتے هیں رستے پلونمیں   گهروں سے سوا چین هی منزلونمیں
هراک گوشه گلزار هی جنگلونمیں   شب و روز هی ایمني قافلوں میں
سفر جو کبهي تها نمونه سقر کا   وسیله هی وہ اب سراسر ظفر کا

پهنچتي هیں ملکوں سے دمدم کي خبریں   چلي آتي هیں شادي و غم کي خبریں
عیاں هیں هراک برّ اعظم کي خبریں   کهلي هیں زمانه په عالم کي خبریں
نهیں واقعه کوئي پنهاں کهیں کا   هی آئینه احوال روے زمیں کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی　　که هی صاف هر سمت راه ترقی
هراک راه رو کا زمانه هی ساتهی　　یهه هرسو سے آواز پیهم هی آتی
که دشمن کا کهٹکا نه رهزن کا ڈر هی　　نکلجاؤ رسته ابهی بے خطر هی

بهت قافلے دیر سے جارهے هیں　　بهت بوجهه بار اپنے لدوا رهے هیں
بهت چل چلاؤ میں گهبرا رهے هیں　　بهت سے نه چلنے سے پچتا رهے هیں
مگر اک تمهیں هو که سوتے هو غافل　　مبادا که غفلت میں کهوتی هو منزل

نه بد خواه سمجهو بس اب یاوروں کو　　لٹیرے نه ٹهیراؤ تم رهبروں کو
دو الزام پیچهے نصیحت گروں کو　　ٹٹولو ذرا پهلے اپنے گهروں کو
که خالی هیں یا پر ذخیرے تمهارے　　برے هیں که اچهے وتیرے تمهارے

امیروں کی تم سن چکے داستاں سب　　چلن هوچکے عالموں کے بیاں سب
شریفونکی حالت هی تمپر عیاں سب　　بگڑ نے کو تیار بیٹهے هیں یهاں سب
یهه بوسیده گهر اب گرا کا گرا هی　　ستوں مرکز ثقل سے هٹ چکا هی

یهه جوکچهه هوا ایک شمه هی اُسکا　　که جو وقت یاروں په هی آنے والا
زمانه نے اونچے سے جسکو گرایا　　وه آخر کو مٹی میں ملکر رهے گا
نهیں گرچه کچهه قوم میں حال باقی　　ابهی اور هونا هی پامال باقی

یهاں هر ترقی کی غایت یهی هی　　سرانجام هر قوم و ملت یهی هی
سدا سے زمانه کی عادت یهی هی　　طلسم جهاں کی حقیقت یهی هی
بهت یهاں هوئے خشک چشمے اُبلکر　　بهت باغ چهانٹے گئے پهول پهل کر

کهاں هیں وه اهرام مصری کے بانی　　کهاں هیں وه گرداں زابلستانی
گئے پیشدادی کدهر اور کیانی　　مٹاکر رهی سبکو دنیاے فانی
لگاؤ کهیں کهوج کلدانیوں کا　　بتاؤ نشاں کوئی ساسانیوں کا

وهی ایک هی جسکو دایم بقا هی　　جهاں کی وراثت اُسی کو سزا هی
سوا اُسکے انجام سبکا فنا هی　　نه کوئی رهیگا نه کوئی رها هی
مُسافر یهاں هیں فقیر اور غنی سب　　غلام اور آزاد هیں رفتنی سب

رباعي

از نتائج طبع وقاد عالي جناب نواب ضياء الدين احمد خان بهادر رئيس لوهارو متخلص به نير ●

در تبصرهٔ که گفته حالي حالي　　بنوشت زخوب وزشت حالي حالي
پرسند اگر که کیست غمخوارهٔ قوم　　نیر حالي بگو که حالي حالي

النظر

في رسالة الامام حجة الاسلام ابو حامد محمد الغزالي
المسمی به
التفرقة بين الاسلام والزندقة

جو لوگ که تقلید کي ادهاڈهندي سے نکلے اور تحقیق کے میدان میں بہادرانہ قدم رکھا اُنمیں سے ایک امام غزالي بهي هیں ، عام خیالات سے علاحدہ هونا ، اور آنکهیں کهولکر رستہ چلنا ، همیشہ اُن لوگوں کے طعن و تشنیع کا باعث هوا هی جو کولهو کے بیل کي مانند آنکهوں پر پٹي باندهے چکر کهاتے رهتے هیں ، رات دن پهرے جاتے هیں مگر جب دیکهو تو وهیں کے وهیں هیں ، اسیطرح امام غزالي پر بهي عام خیالات کے لوگوں نے بہت کچهہ لعن و طعن کیا هی ، اُنکے کُفر کے فتوے دیئے گئے ، اُنکا قتل مباح کہا گیا ، اُنکي کتابوں کے جلانیکا حکم دیا گیا ، گوکہ ایک زمانہ کے بعد وہ مقبول هوئے ، اور مقبول هوئیں *

جس زمانہ میں کہ اُن پر کفر کي بوچهار هورهي تهي ، اور هر طرف سے لعنت لعنت کي آواز آرهي تهي ، اُنکے مخلصین کا دل جلتا تها ، اور تڑپ تڑپ کر رہ جاتے تهے ، مگر کسي ایک مخلص نے جو کسیقدر جرأت رکهتا تها امام سے اپنا سوز دل کہا ، اور اُسکي دوا چاهي ، اُسپر امام نے یہہ مختصر رسالہ لکها هی جو درحقیقت حرز جان کے قابل هی ، اور هم اُسکا ریویو لکهنا چاهتے هیں *

انسان کا دماغ کیسا هي روشن هوجاوے ، اور وہ کیسي هي دلي قوت اور نڈر جرأت اور بےخوف ملامت اُن تعلیمي اور تقلیدي اور تربیتي بندشوں کو توڑنا چاهے جنسے وہ اپنے بچهلپن سے بندها هوا هی ، پهر بهي کوئي نہ کوئي بندش اُسکو باندهے رهتي هی — همارے هاں کے علماء کا بهي جنهوں نے اُن بندشوں کو توڑا اور میدان تحقیق میں بہادرانہ قدم رکها ، اور جنکا سلسلہ حجة الله حضرت شاہ ولي الله پر ختم هوتا هی ، یهي حال هوا هی ، اُنکي تصانیف میں اُن سخت بندشوں کے جابجا گهرے نشان پائے جاتے هیں ، نہایت عالي دماغي سے ایک عمدہ مضموں لکهتے چلے جاتے هیں ، جو مثل ایک شفاف اور خوشگوار دریا کے بہتا چلاجاتا هی ، پهر جاکر اُسي بند میں بند هوجاتا هی ، اور سڑا هوا پاني معلوم هوتا هی ، اُنکي تصانیف کے ایک صفحہ کو دیکهو تو الہام رباني معلوم هوتا هی ، اور دوسرے صفحہ پر ایسا مضمون آ جاتا هی جسکو دیکهہکر تعجب هوتا هی — اگرچہ یہہ رسالہ امام غزالي کا جسکا هم ریویو لکهنا چاهتے هیں بہت چهوٹا هی ، مگر اُس میں نہایت عالي مضامین بهرے هوئے هیں جو بڑي بڑي کتابوں میں بهي نہیں هیں ، بااینہمہ شتر گُربہ سے

خالي نهيں ، اُسپر نظر ڈالنے اور اُسکا ريويو لکهنے سے ميرا مقصد يهه هي که جهاں تک ممکن هوسکے اُن دونوں قسم کے مضامين ميں تميز کروں ، اور اُنکے رساله کا ماحصل بهي اس ريويو ميں لکهوں *

يهه رساله درحقيقت ايک خط هی ، امام صاحب نے اُسکو اسطرح پر شروع کيا هی که " اے بهائي اور اے ميرے دوست جب تم حاسدوں کے طعنے ميري بعض کتابوں کي نسبت سنو جو ميںنے اسرار علامات دين ميں لکهي هيں ، اور جنکي نسبت طعنه کرنے والے سمجهتے هيں که اُنميں متقدمين علماء علم کلام کے مخالف باتيں هيں ، اور وه مذهب اشاعره سے الگ هونے کو گو که وه بالشت هي بهر کيوں نهو ، اور اُنکے خلاف کرنے کو گو که وه ايک ذره سي چيز هي ميں کيوں نهو، گمراهي جانتے هيں، تو اے ميرے دوست دل تنگ مت هو، اور ايسے لوگوں کي باتوں پر صبر کرو ، اور پوه پوه کرکے چهوڑدو ، اے ميرے دوست جس شخص پر لوگ حسد نکريں اُسکو حقير جان ، اور جسکو کافر و گمراه نکهيں اُسکو ناچيز سمجهه ، سيدالمرسلين سے زياده کون شخص هوگا ، اُنکي باتوں کو بهي لوگوں نے اگلے زمانه کے رذل قافيئے بتايا ، پهر اُنکے جهگڑے ميں مت پڑو اور اُنکو راه پر لانے کي توقع مت رکهو ، کيا تمنے نهيں سنا ، —

کل العداوة ترجي سلامتها * الاالعداوة من اعداک عن حسد

اگر کوئي بهي ايسے لوگوں کو راه پر لاسکتا تو اُنسے بهي بڑوں کے حق ميں خدا ايسي سخت آيتيں کيوں نازل فرماتا ، کيا تمنے قران کي وه آيت نهيں سني جسميں خدا نے فرمايا هی " اگرچه اُنکا آنا کاني دينا تجهکو گراں گذرتا هو پهر اگر تجهسے هوسکے که زمين ميں ايک سرنگ اور آسمان پر ايک سيڑهي ڈهونڈ نکالے اور اُنکے لئے کوئي نشاني لے آوے " (توبهي وه راه پر نهيں آئينگے) ، اور ايک جگهه يهه فرمايا هی که " اگر هم اُنکے لئے ايک دروازه آسمان ميں کهولديں اور وه اُسميں چڑهنے لگيں تو کهيں گے که هماري آنکهوں پر ڈهٹ بندي هوگئي هی اور هم لوگوں پر جادو کيا گيا هی " اور ايک جگه فرمايا هی که " اگر هم تجهپر کاغذ پر لکهي هوئي ايک کتاب اُتاريں اور وه اپنے هاتهوں سے اُسکو چهو ليں تو جو لوگ منکر هيں وه کهينگے که يهه تو کهلا هوا جادو هی " اور ايک جگهه فرمايا هی که " اگر هم اُنپر فرشتے بهيجتے اور مردے اُنسے باتيں کرتے اور اُنکے پاس هرايک شے کو اکهٹا کرديتے تو بهي وه ايمان نه لاتے " *

سمجهو که کفر اور ايمان کي حقيقت اور اُنکي حد اور حق و ناحق کا بهيد اُن دلوں پر نهيں کهلتا جو جاه و منزلت کي تلاش سے اور مال کي محبت سے ميلے کچيلے اور ناپاک هوگئے هيں، بلکه وه ايسے دلوں پر کهلتا هی جو اول تو دنيا کے ميل کچيل سے پاک صاف هوگئے هيں، پهر کامل رياضت سے اُنکو جلا هوگئي هی، پهر خدا کي ياد سے منور هوگئے هيں،

پھر غور سوچ سمجھہ سے اُنمیں حلاوت آگئی ہی' پھر شرع کي پابندي سے مزین ہوگئے ھیں' اور مشکواۃ نبوت سے اُنپر نور کي شعاعیں پڑنے لگي ھیں' اور جلا دار آئینہ کي مانند ہوگئے ھیں' اور اُنکے ایمان کا چراغ بلور کي ھانڈیوں میں ہی' اور اُنکے دل سے نور کے چمکارے نکلتے ھیں' بغیر آگ کے چھوئے اُنکے دل کا چراغ روشن ہی — یہہ اسرار ملکوت کسطرح ایسے لوگوں پر کہل سکتے ھیں جنکي خواھشیں اُنکا خدا اور جنکے معبود سلاطین ھیں اور درہم و دنانیر اُنکا قبلہ اور جاہ ومنزلت اُنکي شریعت اور ارادت ہی ' دولت مندوں کي خدمت کرنا اُنکي عبادت اور تمام وسواس اُنکا ذکر اور حیلوں کا ڈھونڈنا اُنکي حشمت ہی — پھر ایسے لوگ کسطرح کفر کي ظلمت اور ایمان کي روشني کو تمیز کرسکتے ھیں ' کیا الہام رباني سے ؟ اُنکا دل تو دنیا کي آلایش سے پاک ہوا ہي نہیں ' اور کیا کمال علمي سے ؟ اُنکي پونجي علم کي تو صرف یہہ ہی کہ نجاست دور کرنے کو زعفران کا لیپ بتاتے ھیں — ان باتوں کا جاننا بہت دور ہی' پھر اے میرے دوست تو اپنے کم میں لگا رہ اور اپني اوقات اُن لوگوں کي باتوں میں خراب مت کر ' جو لوگ ھمکو بُرا کہتے ھیں اُنکا کچھہ خیال مت کر دنیا کي زندگي ہي کو وہ جانتے ھیں یہي اُنکا علم ہی — خدا اُنکو بھي خوب جانتا ہی جو گمراہ ھیں اور اُنکو بھي خوب جانتا ہی جو راہ پر ھیں" *

اِس مقام پر امام غزالي صاحب نے اُن لوگوں کي نسبت جو اُنکو کافر و مرتد و گمراہ بتاتے تھے خوب دل کے پھپولے پھوڑے ھیں اور اپنے مخلصین کو نہایت عمدہ نصیحت کي ہی اور بلاشبہہ ایسے شخص کے احباب کو ایسا ہي کرنا چاھیئے' ایسے شخص کے مخالفوں سے تکرار و مباحثہ محض بےسود ہی' ایسے مباحثوں سے مخالفین میں ناداني و ناسمجھي پر ضد و نفسانیت کي بیماري زیادہ بڑہ جاتي ہی اور جو مرض علاج کے قابل ہوتا ہی وہ لاعلاج ہوجاتا ہی' پس ایسے شخص کے مخلصین کو ضرور ہی کہ وہ معاندین کي باتوں پر صبر کریں اور یقین کریں کہ الحق یعلو ولا یعلی' اور اسوقت کے آنیکے منتظر رھیں *

مگر اس مقام پر امام غزالي صاحب نے دو قسم کے دلوں کا حال لکھا ہی ایک اُنکا جو اسرار ملکوت اور کفر و ایمان کي حقیقت کے سمجھنے کے قابل ھیں اور دوسرے وہ جو ناقابل ھیں' اور اُن دونوں دلوں کے اوصاف بیان کیئے ھیں' مگر وہ مقام کسیقدر زیادہ تشریح کے قابل ہی *

اِس میں کچھہ شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اس مقام پر امام صاحب نے جن لوگوں کے حال سے بحث کي ہی اُنمیں وہ لوگ جو علانیہ اہل دنیا کہلاتے ھیں داخل نہیں ھیں' اہل دنیا سے میري مراد اُن دنیاداروں سے نہیں ہی جنکو اہل دنیا بھي " الدالخصام " سمجھتے ھیں بلکہ اُن سے مراد ہی جنھوں نے دنیا کو بغیر کسي بےایماني اور دغابازي کے اختیار کیا ہی' دنیا میں بحیثیت دنیاداري اپني عزت' اپنا نام' اپني شہرت' اپنا آرام' اپني حشمت

چاهتے هیں ' زهد و تقوی ' علم وافتا صبر و قناعت کے ذریعہ سے دنیا و آخرت میں تفوق کي خواهش أنہوں نے ظاهر نہیں کي *

أنہوں نے ایمان میں سے لا اله الاالله محمد رسول الله پر دل سے یقین کیا هی وہ خدا کي ذات کو بےنقص اور رسول الله کو بےعیب سمجھتے هیں ' وہ کسي ایسي بات کو جس میں أنکي دانست میں خدا پر کوئي نقص آتا هو اور رسول پر کوئي عیب لگتا هو نہیں مانتے ' گو وہ کسي نے کہي هو اور کسي نے لکھي هو ' اور گو کہنے والے اور لکھنے والے کے نزدیک أس سے کوئي نقص نہ آتا هو ' اور عیب نہ لگتا هو ' اور گو بالفرض درحقیقت وہ بات کوئي نقص یا عیب کي نہو مگر اس وجهہ سے کہ وہ أسکے ناقص اور معیوب هونے پر یقین رکھتے هیں ' گو کہ وہ غلطي پر هوں خدا اور رسول کي شان سے أسکو بعید سمجھتے هیں ' اور اسلیئے أسپر یقین نہیں کرتے — غرضکہ أنکو خدا کے تقدس اور رسول کي منزلت پر ایسا یقین هی کہ کسي دوسرے کي أسکے سامنے کچھہ حقیقت نہیں سمجھتے ' پھر وہ کوئي کیوں نہو *

اعمال میں سے فرایض کو حق سمجھنا ' اور جس طرح پر هوسکیں أنکو ٹوٹا پھوٹا مسلسل یا گنتےدار ادا کرنا ' اور أس میں کوتاهي کو اپني شامت اعمال سمجھنا ' اور أس پر تاسف کرنا ' دلکو بدي اور بدنیتي کینہ و فساد و بغض و حسد سے پاک رکھنا ' کسي کے ساتھہ دغابازي نکرنا ' کسي کا مال نہ مار رکھنا ' کسي کو ایذا و تکلیف نہ پہنچاني ' هر ایک کے ساتھہ سچّي محبت سچّي دوستي سے پیش آنا ' سب کي بھلائي چاهنا ' سب کے ساتھہ ایمانداري سے معاملہ کرنا اور رکھنا اختیار کیا هی *

دنیا تو گویا أنکا مقصد هي هی ' أن باتوں کے سوا أنہوں نے دنیا هي دنیا کو پکڑا هی ' روپیہ کے ایمانداري سے پیدا کرنے میں اپني محنت و مشقت سے روٹي کمانے میں بے انتہا کوشش کرتے هیں ' روپیہ کماتے هیں ' عمدہ عمدہ مکانات بناتے هیں ' دنیا میں عزت و ترقي حشمت حاصل کرتے هیں ' باغ بناتے هیں ' اور أسکے پھولوں اور پھلوں کي سیر سے خوش هوتے هیں ' میوے کھاتے هیں ' گھوڑوں پر چڑھتے هیں ' عمدہ سے عمدہ کپڑا پہنتے هیں ' اور اچھے سے اچھے کھانے کھاتے هیں ' قالینوں کے فرش کو جوتیوں کے تلے بچھاتے هیں ' تمام عیش و آرام جو کہ انسان عمدہ اخلاق اور شایستگي کے ساتھہ کرسکتا هی کرتے هیں ' خدا کي پیدا کي هوئي چیزوں کو جسلیئے أسنے پیدا کیا هی برتتے هیں ' اور کام میں لاتے هیں ' اور کہتے هیں کہ خدا نے همکو دیا هی هم کیوں نہ برتیں اور کیوں مصیبت بھگتیں ' اگر خدا کو انسے همارا عیش و آرام مقصود نہ تھا تو أنکو پیدا هي کیوں کیا تھا ' پس همارا فرض هی کہ هم أنکو برتیں اور عیش أڑاویں مگر زیادتي نکریں کیوں کہ جسطرح کے استعمال کے لیئے وہ بنائي گئي هیں اگر أسطرح پر استعمال نہ کریں تو نمک حرام اور چور هونگے نہ شریف دنیادار — وہ نہ دعوي دینداري کرتے هیں ' نہ کسي کے پیشوا بنا چاهتے هیں ' نہ اپنے تئیں تابع سنت کہرانا پسند

کرتے ھیں ' نه پیر مُرشد نه ممبر پرواعظ بننا چاھتے ھیں ' نه استفتا کے مُفتي ' سیدھي طرح سے خدا کے بندے رسول کي اُمت خدا کے دیئے ھوئے عیش و آرام میں مَست رھتے ھیں — پس ایسے لوگ تو امام صاحب کي بحث سے خارج ھیں *

ھاں جو کچھه اس مقام میں امام صاحب نے لکھا ھی وہ اُن لوگوں کي نسبت لکھا ھی جو جبه و عمامه دار ھیں ' دنیا چھوڑ دین کي راہ پر چلتے ھیں ' دن رات قال‌الله و قال‌الرسول میں بسر کرتے ھیں ' دین ھي دین پکارتے ھیں ' دین ھي کا اوڑھنا دین ھي کا بچھونا بناتے ھیں ' دنیا داروں نے جسقدر مختصر انچھر دین کے اختیار کیئے تھے؛ اُن دینداروں نے اُسیقدر مختصر باتیں دنیا کي اختیار کي ھیں ' اور جسقدر وہ دنیا کے حاصل کرنے میں مشغول تھے اُسیقدر وہ دین کے حاصل کرنے میں مشغول ھیں ' گویا پہلے فرقے کے بالکل برعکس ھیں ' اسي مقدس فرقے کا (خدا اُنسے پناہ میں رکھے) امام غزالي صاحب نے ذکر کیا ھی — بیشک جب یہه فرقه کریلا اور نیم چڑھا ھوجاوے ' یعني ھواے نفس کو اپنا خدا ' اور سلاطین کو اپنا معبود ' اور درھم و دنانیر کو اپنا قبله ' اور حب جاہ کو اپني شریعت ' اور اھل دول کي خدمت کو اپني عبادت ' قرار دے تو وہ کبھي کفر کي ظلمت اور ایمان کي روشني کو تمیز نہیں کرسکتا فماقاله الغزالي فهو حق لاریب فیه *

مگر وہ دوسرا فرقه بھي نہایت ھي خوفناک ھی جنکي نسبت خیال کیا جاتا ھی که اُنکا دل دنیا کے مَیل کچیل سے پاک ھی ' کامل ریاضت سے مُجلّا ھی ' خدا کي یاد سے منور ھی ' فکر کي شیریني سے شیریں ھی ' شریعت کي پابندي سے مزین ھی ' مشکواۃ نبوت سے روشني لیتے ھیں ' چلدار آئینه کي مانند ھیں ' اُنکا نور ایمان سیشه کي ھانڈي میں بےآگ کے سلگتا ھی ' نور کے چمکارے اُنکے دل سے نکلتے ھیں — ھاں یہه سچ ھی که اس فرقه نے ھواے نفس کو اپنا خدا اور سلاطین کو اپنا معبود اور درھم و دنانیر کو اپنا قبله نہیں بنایا ' مگر خود ھواے نفس نے اُنکو اپنا خدا اور خود سلاطین نے اُنکو اپنا معبود اور درھم و دنانیر نے اُنکو اپنا قبله بنایا ھی پھر اُنکو بنانے کي کیا حاجت تھي *

جسوقت که پیر صاحب یا مولوي صاحب کے گرد اُنکے معتقدین کا حلقه ھوتا ھی اور حجر اسود کي مانند اُنکے دست مبارک کے بوسه دینے کو لوگ دوڑتے ھیں تو اُنکا دست مبارک یمین‌الرحمن اُسے بھي بالا دست ھوجاتا ھی ' مولوي صاحب حضرت صاحب کي آواز کا چاروں طرف سے اُنکے کان میں آنا چاوشان کسرا و کیقباد کي آواز سے بھي قوي اثر اُنکے دل پر ڈالتا ھی ' مسکیني اور انکسار اُنکو آسمان پر چڑھاتي جاتي ھی اسلیئے وہ اَوْر زیادہ مسکین اور منکسر ھوتے جاتے ھیں ' سادہ وضعي پر لوگ فریفته ھوتے ھیں اسلیئے وہ اَوْر سادہ بنتے جاتے ھیں ' دنیا سے نفرت اُنکو دنیا دلاتي ھی اور اسلیئے دنیا سے زیادہ نفرت کرتے جاتے ھیں ' بےطمعي حاجت سے زیادہ بنہر محنت کے درھم و دنانیر لادیتي ھی اور اُس لیئے وہ زیادہ

بےطمع ہوتے جاتے ھیں — اُنکي ھر ایک بات پر لوگ امنا و صدقنا کہتے ھیں اسلوئے دوسرے کي بات کي حقارت جمتي جاتي ھی — ھاتوں کو چُھواتے چُھواتے' پاؤں کو چُھواتے چُھواتے' ھر ایک مشکل کے حل کو دعائیں منگواتے منگواتے' ھرایک مسئلہ کا فتوی دیتے دیتے' ایک اَوْر بےمعلوم چیز اُنمیں پیدا ھوجاتي ھی جسکے سبب بھلائي بُرائي 'دوزخ و بہشت' کفر و ایمان کي کنجي وہ اپنے ھاتھہ میں سمجھنے لگتے ھیں' کسیکو کافر بنادیتے ھیں اور کسیکو مُرتد' کسیکو جہنم دیتے ھیں اور کسیکو بہشت' کبھي خازن جنت ھیں اور کبھي مالک جہنم' خدا کے نور کے دل میں بھڑکنے کے خیال سے ظلمت پر ظلمت میں پڑتے جاتے ھیں — یہہ تمام باتیں مل‌ملاکر حضرت کو ایک ایسا شخص بنا دیتي ھیں جو پھول پھلاکر کُپا ھوجاتا ھی' نہ کان رھتے ھیں جو کنچھہ سنیں' نہ آنکھیں رھتي ھیں جو کنچھہ دیکھیں' نہ منہہ رھتا ھی کہ حق بات کہیں' جو سرور اور دلي آسایش' اور دلکے پھوللے سے جو مزہ اس فرقہ کو آتا ھی نہ کسي دنیا دار کو میسر ھوتا ھی نہ کسي دولتمند کو' اور نہ کسي صاحب تخت و سلطنت کو' پس اس فرقہ سے بھي کفر کي ظلمت اور ایمان کي روشني کو تمیز کرنے کي توقع نہیں ھی الا ماشاءاللہ — کوئي آفت انسان کے لیئے اس سے زیادہ نہیں ھی جبکہ وہ سمجھتا ھی کہ میں نیک ھوں — کوئي گمراھي انسان کے لیئے اس سے زیادہ نہیں ھی جب وہ جانتا ھی کہ میں پابند شریعت ھوں' وہ زبان سے اپنے تئیں گنہگار کہتا ھی مگر اُسکا دل اُسکو جھٹلاتا رھتا ھی' اس کہنے کو بھي وہ ایک نیکي اور تعلي سمجھتا ھی' اپني چال ڈھال شریعت کے موافق بناتاھی' مگر اُسکا دل روز بروز سیاہ ھوتا جاتا ھی — ازار کے دو انگل نیچے ھونے ڈاڑھي کے لنبي یا یکمشت دو انگشت ھونے' کپڑے کو نجاست سے پاک کرنے' پاني کے پاک ناپاک ھونے پر دن رات بحث کرتا ھی' لنبے لنبے فتوے لکھتا ھی' مگر دل کو نجاستوں سے پاک کرنے کا خیال بھي نہیں کرتا' اکل حلال و صدق مقال پر لنبے لنبے وعظ کرتا ھی' مگر جب کوئي لقمہ تر آجاوے تو جھپ نگل جاتا ھی' اور اگر کبھي اُگل دیتا ھی تو اس اُمید پر کہ اس سے بھي زیادہ لقمہ تر بترا آویگا — یہي باتیں تھیں جنکے سبب حضرت عیسی نے فروسیوں اور صدوقیوں کو یعني شریعت پر چلنے والے یھودیوں کو ملامت کي' یہي لوگ اسکے مصداق ھیں کہ یلعنہم‌اللہ ویلعنہم‌اللاعنون' عمدہ زندگي وھي ھی جو سیدھي سادي ایک دنیا دار کیسي ھو' پھر خواہ وہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں قال رسول‌اللہ صلعم "لااعلم ما یفعل بي ولا بکم" ٭

اس کے بعد امام صاحب اپنے دوست کو مُخاطب کرکے فرماتے ھیں کہ "اگر تو اپنے دلکا اور اُنکے دل کا کانٹا نکالنا چاھتا ھی جنکو حاسدوں کے بھکانے نے نہیں اُبھارا اور تقلید نے اُنکو تھد نہیں کیا' بلکہ وہ اصل حقیقت کو جاننا چاھتے ھیں اور اُسیکے پیاسے ھیں' تو خود اپنے آپ سے اور اُنسے پوچھہ کہ کفر کي حد کیا ھی ؟ پھر اگر وہ یہہ کہیں کہ مذاھب

مشہورہ سے مخالفت کرني کفر هی ' ایسے شخص کو تو محض کودن سمجھه' که اُسکو تقلید نے قید کر رکھا هی ' اور نہت اندھا هی ' اُسکے راہ پر لانے کو اپني اوقات مت ضایع کر ' اُسکے لیئے تو یہي کافي هی که اُسي کیسي بات سے جو اُسکا مخالف کہتا هی اُسکو قایل کیا جاوے' کیونکه وہ اپنے میں اور دیگر مذاهب کے مُقلدوں میں جو اُسکے مذهب کے برخلاف هیں کُچھه فضیلت نہیں پاتا — ایک شخص تمام مَذهبوں میں سے اشعري کے مذهب کو مانتا هی اور سمجھتا هی که جو باتیں اشعري کے مَذهب میں هیں اُنکي مُخالفت کُفر هی' اُس سے پوچھو که تونے کیونکر جانا که اشعري هي کامذهب حق هی جسکي مُخالفت کے سبب باقلاني کو کافر بناتا هی' جسنے الله تعالی کي صفت بقا کي نسبت اشعري کي مُخالفت کي هی اور یہه سمجھا هی که صفت بقا ذات باري سے کُچھه علاحده نہیں بلکه عین ذات هی ' اور کیوں اُسنے اشعري کي مُخالفت سے باقلاني کو کافر بتایا اور اشعري کو باقلاني کي مُخالفت سے کیوں نه کافر سمجھا اور کسلیئے اُسنے اُنمیں سے ایک کو مذهب حق پر اور دوسرے کو باطل پر مانا ' اگر اسلیئے که اشعري باقلاني سے پہلے تھا تو اشعري سے پہلے معتزلي اور اَوْر لوگ تھے تو چاهیئے که وهي حق پر هوں ' اور اگر علم اور سمجھه کي زیادتي سے' تو کس ترازو اور کس پیمانه سے اُسنے اُنکے علم کے درجوں کو تولا اور ناپا هی جس سے اُسکو معلوم هوا که جسکا وہ مُقلد هی اُس سے بڑھکر کوئي نہیں هی ' اور اگر وہ باقلاني کو مُخالفت کرنے کي اِجازت دیتا هی تو اوروں کو کیوں منع کرتا هی اور باقلاني اور کریبسي اور قلانسي اور اَوْر لوگوں میں کیا فرق نکالتا هی' اور اس تخصیص کي کیا وجهه بتاتا هی' اور اگر وہ یہه گُمان کرتا هی جیسے که بعض مُتعصبوں نے کہا هی که باقلاني اور اشعري میں صرف لفظي اِختلاف هی اور دوام وجود میں دونوں موافق هیں' اور یہه بات که صفت بقا عین ذات هی یا ذات میں قایم هی قریب قریب هی' اور اِس اختلاف پر تشدد کي ضرورت نہیں هی' تو وہ مُعتزلي پر یقینی صفات باري میں کیوں تشدد کرتا هی' کیونکه وہ بھي تو اِس بات کے مُعترف هیں که خدا عالم اور محیط جمیع معلومات پر هی' جمیع ممکنات پر قادر هی' اور اشعري سے صرف اسي بات میں اختلاف هی که وہ عالم بالذات هی یا بالصفت قایمة فی الذات' پھر ان اختلافوں میں کیا فرق هی — اگر وہ یہه کہے که هم معتزلي کو اسلیئے کافر بتاتے هیں که وہ یہه کہتا هی که خدا ذات واحد هی اور اُسي ذات واحد سے علم و قدرت و حیات هی' اور یہه مختلف صفتیں مختلف الحقایق هیں' اور حقایق مختلفه کو ذات واحد کہنا یا سبکو ذات واحد ٹھہرانا ناممکن هی' تو وہ کیوں اشعري کے اس قول کو مستبعد نہیں سمجھتا جب که وہ کہتا هی که کلام ایک صفت هی جو ذات باري میں قایم هی' باوجودیکه ذات باري واحد هی اور کلام مختلف هیں جیسےکه توریت و انجیل و قرآن' اور امر و نہي' خبر دینا اور خبر چاهنا' اور یہه سب حقایق مختلفه هیں خبر کسطرح حقیقت واحده هوسکتي هی ' جب که اُسپر صادق

اور کاذب ہونے کا اطلاق کیا جاتا ہی ' اور امر و نہی پر نہیں کیا جاتا ' پس جسپر صادق و کاذب کا اطلاق ہوسکے اور جسپر نہوسکے وہ کیونکر حقیقت واحدہ ہوسکتی ہیں ' پھر وہ نفی و اثبات دونوں کو ذات واحد میں جمع کرتا ہی — پھر اگر وہ اُسکا جواب اِت کا سٹ دینے لگے اور اُسکی حقیقت نہ بتا سکے تو جانلے کہ وہ محقق نہیں ہی نرا مقلد ہی ' اُسکو چپ رہنا اور اُسکے جواب میں بھی خاموش رہنا چاہیئے کیونکہ مقلد کے سامنے دلیل کا لانا اور اُسکو سمجھانا بے فائدہ آہن سرد کوفتن ہی " *

یہہ تقریر امام صاحب کی نہایت عمدہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہی ' مگر اُنہوں نے اُسکو نہایت محدود خیال کیا ہی ' یہہ تو ایک بڑا مضمون ہی صرف اشعری و باقلانی اور معتزلی ہی پر محدود نہیں ہی بلکہ ادیان مختلفہ سےبھی متعلق ہی ' یہودی و عیسائی اور مسلمان مجوسی و برہمی سب کی نسبت یہی بحث ہی' ایک مسلمان کیوں صرف اپنے مذہب کو حق اور اپنے ہی کو ناجی اور سب مذہبوں کو باطل اور اُنکے پیروؤں کو کافر بتاتا ہی ' اُسکا سبب بجز اسکے اورکچھہ نہیں کہ وہ اپنے متبوع پر اور اُسکے کلام پر پورا اعتقاد رکھتا ہی ' مگر یہودی و عیسائی مجوسی و برہمی بھی اسیطرح اپنے متبوع پر اعتقاد رکھتا ہی ' جو دلیلیں ایک مذہب والا اپنے متبوع کے قابل اتباع ہونیکی اپنے ہی گروہ کی سند پر پیش کرتا ہی ' وہی دلیلیں دوسرے مذہب والا اپنے ہی گروہ کی سند پر اپنے متبوع کے واجب الاتباع ہونیکی لاتا ہی ' خواہ وہ دلیلیں اُس متبوع کی ذاتی عمدگی اور اعلی سے اعلی درجہ رکھنے سے متعلق ہوں یا ذات باری سے تعلق خاص ثابت کرنے سے علاقہ رکھتی ہوں ' خواہ ظہور معجزات و خرق عادات اور اظہار عجایبات پر مبنی ہوں — یہی سب سے بڑا مرحلہ ہی جو ہرایک مذہب والیکو جو صرف اپنے ہی مذہب کے حق ہونیکا دعویدار ہی طے کرنا ہی — امام صاحب کو اس رسالہ میں صرف مذہب معین ہی کے فرق متعددہ سے بحث کرنی تھی اسلیئے اُنہوں نے اس بحث کو وسعت نہیں دی ' ہماری کوشش اسمیں ہی کہ ادیان مختلفہ میں سے مذہب حق کی تمیز کرنیکا طریقہ ظاہر کریں ' اور اسپر جو کچھہ ہمنے لکھا اُسکو لوگ نہیں سمجھے اور سمجھے تو کفر وارتداد اور نیچریت بمعنی دہریت سمجھے ' اگرچہ موقع تہا کہ ہم بھی وہی کہیں جو امام صاحب نے کہا مگر ہمکو ایسی جرأت نہیں ہی اور ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ ان ربی ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و ہو اعلم بمن اہتدی *

اسکے بعد ایک نہایت عمدہ اور سچا فقرہ امام صاحب نے لکہا ہی ' فرماتے ہیں کہ " جو شخص صرف کسی ایک ہی محقق پر راہ حق کو منحصر کرتا ہی وہی کفر اور تناقض کے قریب ہوتا ہی - کفر کے قریب تو اسلیئے ہوتا ہی کہ اُسنے اُس محقق کو ایسے نبی معصوم کا درجہ دیدیا ہی جسکی اتباع پر اسلام منحصر ہی اور جسکی مخالفت سے

کفر لازم آتا هی ' (اسي مطلب کو همنے اپني تحريروں میں شرک في النبوة سے تعبير کيا هی)
اور تناقض کے قریب اسلیئے هوتا هی که هرایک مُحقق کو تحقیق لازم هی اور تقلید اُسپر حرام هی پھر کیونکر تحقیق و تقلید ساتهه هوسکتي هی ' يهه تو ایسي بات هی جیسےکه کوئی کہی نه تجهکو دیکھنا واجب هی مگر جو بتایا گیا هی اُسکے سوا کچهه مت دیکهه اور اُسکو تحقیق سمجهه ' اور جو چیز تجهکو مشتبه بتائي گئي هی اُسکو مشتبه يقين کر پهرکیا فرق هی اُس شخص میں جو کہتا هی که صرف میرے مذهب کي پیروي کرو اور اُس شخص میں جو کہتا هی که میرے مذهب اور میري دلیل دونوں کي پیروي کرو ' اور يهه تناقض نهیں هی تو اَور کیا هی " *

اسکے بعد امام صاحب اپنے دوست کو مخاطب کرکے فرماتے هیں که " اگر تو کفر کي حد جانني چاهے تو میں تجهکو اُسکي صحيح نشاني جو سب جگهه اور هرطرح ٹھیک آرے بتادوں تاکه تو لوگونکو جب تک که وہ لااله‌الاالله محمد رسول الله پر يقين رکھتے هیں ناحق کافر نه کہے ' اور اهل اسلام کے حق میں زبان درازي نکرے ' گو که اُنکے طریقے کیسے هي مختلف هوں — پس سمجهه لے که ' کفر ' رسول الله صلعم کي تکذیب هی اور جو کچهه اُنپر نازل هوا هی اُسکو جهٹلانا هی ' یهودي اور عیسائیونکو کافر اسلیئے کہتے هیں که وہ رسول الله کي تکذیب کرتے هیں ' اور براهمه‌ي اسلیئے کافر که تمام رسولونکو جهٹلا تے هیں ' اور دهریه بهي کافر هیں که رسولونکو نهیں مانتے ' کفر ایک حکم شرعي هی جسکا مطلب خلود في النار هی ' اور اُسکي پہچان بهي شرعي هی که نص صریح یا قیاس سے جو نص پر مبني هو پہچانا جاتا هی ' یهود و نصاری کے حق میں نص موجود هی ' براهمه وبت پرست اور زندیق اور دهریه اُنهي کے ساتهه هیں ' کیونکه وہ رسول کي تکذیب کرتے هیں اور جو رسول کي تکذیب کرتا هی وہ کافر هے ' يهي عام علامت هی جوالٹ پلٹ کر سب طرح ٹھیک آتي هی " *

اسمقام پر امام صاحب نے بات کو خلط ملط کردیا هی ' يهه ٹھیک هی که کفر ایک شرعي حکم هی اور منکر یا مکذب رسول کافر هی ' مگر شرعي کافر ' پس ایک موحد جو پورا پورا ٹھیک طور پر کامل موحد هی ' مگر وہ نفس رسالت هي کا منکر هی اور اسلیئے کسي رسول کو نهیں مانتا اُسکا کفر بهي شرعي کفر هی ' مگر اُسپر خلود في النار کا حکم دینا جیسا که اسمقام پر امام صاحب نے بیان کیا هی صحيح نهیں — موحد کے کفر پر کوئي نص وارد نهیں هی ' بلکه برخلاف اُسکے نص آئي هی ' قیاس بهي جو نص پر مبني هو بلکه مطلق قیاس بهي موجود نهیں هی ' انبیاء صرف خدا کي وحدانیت پر يقين دلانیکو اور اُسکي عبادت کي هدایت کرنیکو مبعوث هوئے هیں ' اور موحد اُسپر کامل يقين رکھتا هی ' پهر اُسکے کفر مطلق پر قیاس بهي موجود نهیں هی ' کفر شرعي اور کفر مطلق دو علاحده علاحده چیزیں هیں جنمیں عموم خصوص من وجهه کي نسبت هی ' اور خلود في النار صرف کفر مطلق کا نتیجه هی ' اور وہ کفر

صرف شرک حقیقي سے خواه ذات میں هو خواه صفات میں خواه عبادت میں متحقق هوتا هی نه کسي دوسري چیز سے لانه یغفر مادون ذلک ' فافهم ء

اسکے بعد امام صاحب نے جو کچهه لکها هی درحقیقت الهام رباني معلوم هوتا هی ' اور تحقیق کا ایک دریاے عمیق و شفاف دکهائي دیتا هی ' جو نهایت دلفریبي سے بهتا چلا آتا هی ' وه فرماتے هیں که " جو بات همنے بیان کي وه نهایت غور کے لایق هی ' هرایک فرقه دوسرے فرقه کي تکفیر کرتا هی ' اور اُسپر رسول کي تکذیب کي تهمت دهرتا هی ' حنبلي اشعري کو کافر کهتا هی ' اور یهه خیال کرتا هی که اُسنے جو خدا کے لیئے اُوپر کي جهة ثابت کي هی اور عرش پر خدا کا بیتهنا مانا هی تو اُسنے رسول کي تکذیب کي هی ' اور اشعري حنبلي کو کافر کهتا هی ' اور خیال کرتا هی که وه خدا کي تشبیهه کا قایل هی ' اور رسول نے تو کها هی لیس کمثله شئي اسلیئے وه رسول کي تکذیب کرتا هی ' اور اشعري معتزلي کو اس خیال سے کافر بتاتا هی ' که اُسنے خدا کے دیدار هونے اور خدا میں علم اور قدرت اور دیگر صفات کے قایم في الذات هونے سے انکار کرنے میں رسول کي تکذیب کي هی ' اور معتزلي اشعري کو اس خیال سے کافر بتاتا هی ' که صفات کو عین ذات نه ماننا تکثیر في الذات هی ' اور توحید ذات باري میں تکذیب رسول کي هی — پس ان جهگڑوں سے نکلنا جب تک که تکذیب و تصدیق کي حقیقت نه سمجهي جاوے مشکل هی " ء

اسکے بعد امام صاحب تکذیب و تصدیق کي حقیقت اسطرح پر بتلاتے هیں که کسي خبر کي تصدیق صرف اُس خبرهي تک نهیں تهرتي بلکه مخبر تک پهونچتي هی ' اور اُسکي حقیقت اُس چیز کے وجود کو تسلیم کرنا هی جسکے وجود کي خبر رسول نے دي هی ' لیکن وجود کے پانچ درجے هیں اور اُنهي کے نه جاننے سے ایک فرقه دوسرے فرقه کو کافر بتاتا هی ' اور وجود کے پانچ درجے یهه هیں (۱) وجود ذاتي (۲) وجود حسي (۳) وجود خیالي (۴) وجود عقلي (۵) وجود شبهي (شین اور بے کے فتح یعني زبر سے) - پس جس چیز کے وجود کي رسول نے خبر دي هی ' اور جس نے اُسکے وجود کو ان پانچوں قسموں میں سے کسي قسم کے وجود سے تسلیم کیا هی تو وه اُسکي تصدیق کرتا هی نه تکذیب ' اور اُسکي تشریح مثالوں میں بتائي جاویگي ء

وجود ذاتي — حقیقي وجود هوتا هی جو خارج میں موجود هو اور حس اور عقل اُس سے اُسکو سمجهے ' جیسے که آسمان اور زمین اور جانور اور نباتات کا وجود هی جو حقیقتا موجود هی اور سب جانتے هیں بلکه اکثر اُنسے بجز اُنکے وجود کے اور کوئي معني هي نهیں سمجهتے ء

وجود حسي — ایسا وجود هوتا هی جو آنکهه میں محسوس هوتا هی مگر خارج میں اُسکا وجود نهیں هوتا اُسکا وجود صرف حس هي میں هوتا هی اور حس کرنے والا هي اُسکو

دیکھتا هی اور کوئي دوسرا شخص اُسکو نهیں دیکھتا ' جیسے که مریض جاگتے میں بعضي دفعه طرح بطرح کي صورتوں کو اسیطرح دیکھتا هی جیسیکه وہ اور تمام موجودات خارجي کو جو وجود حقیقي رکھتے هیں دیکھتا هی ' حالانکه اُنکا وجود خارج میں کچھه نهیں هوتا — بلکه کبھي انبیاء اور اولیا الله کو صحت کي حالت میں اور جاگتے میں ایک خوبصورت شکل جو فرشته کي خیال کي جاتي هی دکھائي دیتي هی' اور اُسکے ذریعه سے اُن تک وحي و الهام پهونچتا هی' جیسیکه حضرت مریم کو ایک آدمي کي صورت دکھائي دي تھي جسکي نسبت خدا نے فرمایا هی " فتمثل لها بشرا سویا " اور جیسیکه آنحضرت صلعم نے جبریل کو بهت طرح کي صورتوں میں دیکھا هی اور اصلي صورت میں صرف دوهي دفعه دیکھا هی' اور جبکه مختلف صورتوں میں دیکھا تھا تو صرف مثالي صورت تھي - اور جیسیکه کوئي آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھتا هی ' آنحضرت نے فرمایا هی که جسنے مجھے خواب میں دیکھا تو اُسنے مجھي کو دیکھا کیونکه شیطان میري شبیهه نهیں بنتا - اور آنحضرت کے دیکھنے کا یهه مطلب نهیں هی که آپکا جسم مطهر روضه مبارک سے نکلکر خواب دیکھنے والے پاس جاتا هی اور اُسکو دکھائي دیتا هی ' بلکه وہ دیکھنا اُس صورت کا هی جو خواب دیکھنے والے کي حس میں هی' باقي تحقیق اس حدیث کي اور کتابوں میں لکھي گئي هی — اور اگر تجھکو ان باتوں پر یقین نهو تو خود اپني آنکھه پر تجربه کرکے یقین کرلے ' آگ کي ایک چنگاري ایک نقطه کي برابر لے اور زور سے هلا وہ تجھکو ایک آتشیں لنبا خط دکھائي دیگي ' اُسکو چکر دے تو وہ ایک گول آتشیں دائرہ معلوم هوگي حالانکه نه خط موجود في الخارج هی نه دائرہ بلکه صرف تیرے حس میں هی ' اور موجود في الخارج تو صرف وہ نقطه هی *

وجود خیالي — ان محسوس چیزوں کي صورت هی جو همکو دکھائي دیتي هیں جبکه وہ همارے سامنے موجود نهوں' تم آنکھیں بند کیئے هي هاتي اور گھوڑے کي صورت اپنے خیال میں پیدا کرسکتے هو گویا که تم اُسکو دیکھه رهے هو اور وہ هو بهو پوري صورت و شکل کا تمهارے سامنے موجود هی ' مگر موجود في الخارج کچھه بھي نهیں *

وجود عقلي — هرایک چیز کي ایک حقیقت اور اُسکے لیئے کوئي معني یعني غایت هی' پس جبکه عقل اُس شے کي غایت و مقصد کیطرف بلا لحاظ اُسکي صورت ذاتي یا خیالي یا حسي کے منتقل هوتي هی تو اُس شے کا وجود وجود عقلي هوتا هی ' مثلا هاتھه ' اُسکي ایک تو صورت موجودہ في الخارج هی جو اُسکا وجود ذاتي هی ' اور ایک اُسکا وجود حسي هی' اور ایک وجود خیالي هی جسکي تفصیل اُوپر بیان هوئي ' مگر اُسکے سوا هاتھه کے لیئے ایک معني بھي هیں جو در اصل اُسکي حقیقت هی' اور وہ کیا هی پکڑنے کي قدرت ' اور یهي عقلي هاتھه هی ' اور مثلا قلم ' اُسکي ایک صورت هی مگر اُسکے لیئے ایک معني بھي هیں' اور وہ کیا هیں علوم کو نقش کردینا ' اور اس امر کو بغیر اسکے که قلم کو لکڑي یا نیزہ

یا پر یا اسٹیل کي صورت پر خیال کیا جاوے عقل تسلیم کرلیتي هی ' اور یہي اُسکا وجود عقلي هی *

وجود شبہي (بفتح شین و باے موحدہ) — وہ هی کہ نفس شی موجود نہو' نہ حقیقت میں اور نہ في الخارج اور نہ فی الحس' اور نہ فی الخیال اور نہ فی العقل' بلکہ ایک ایسي چیز موجود هو جو اُسکي کسي خاصیت یا صفت میں مشابہ هو — یہہ ذرا دقیق بات هی آیندہ مثال میں بخوبي سمجھہ میں آویگي *

ان پانچوں اقسام وجود کے بیان کے بعد امام صاحب اُنکي مثالیں بیان کرتے هیں اور فرماتے هیں کہ وجود ذاتي تو کچھہ تاویل کا محتاج نہیں هی اُس سے تو یہي ظاهري وجود مراد هوتا هی' اور اُسکي مثال میں فرماتے هیں جیسے عرش وکرسي وسبع سماوات' جنکي خبر رسول صلعم نے دي هی اور اُنکے وجود سے اُنکا ظاهري وجود مراد هی اسلیئے کہیہ چیزیں فی نفسہ موجود هیں خواہ وہ حس سے اور خیال سے جاني جاویں یا نہ جاني جاویں *

یہہ اخیر فقرہ امام صاحب کا اور جوتمثیل کہ امام صاحب نے اسمقام پر دي هی یہہ وهي تعلیمي و تربیتي بندش هی جو ٹوٹ نہیں سکي' تعلیم نے جو ابتدا سے اُنکے دل پر آسمان کے جسم کا ایسا هي یقین بٹھلادیا تھا جیسیکہ زمین کا اسلیئے اُنہوں نے مثال دینے میں آسمان و زمین میں کچھہ امتیاز نہیں کیا — یونانیوں کي هیئت نے اُنکے سات عدد هونیکا اور آٹھویں فلک ثوابت اور نویں فلک اطلس کا ایسا یقین دلا رکھا تھا کہ اُنکي تعداد کا بھي اُنکو ایسا هي یقین تھا جیسیکہ زمین کا ' اور جو کہ یہہ غلط یقین کي هوئي چیزیں نہ اُنکو دکھائي دیتي تھیں نہ محسوس هوتي تھیں اسلیئے کہدیا کہ " اُدرکت بالحس والخیال اولم تدرک" اور یہہ نہ سمجھے کہ جو چیز نہ ظاهرا دکھائي دیتي هو نہ حس و خیال سے معلوم هوتي هو تو اُسکا وجود ذاتي مع التشخص کیونکر مانا جاسکتا هی' اور وہ شی کیونکر وجود ذاتي کي اُن معنوں میں جو خود اُنہوں نے بیان کیئے هیں مثال هوسکتي هی *

وجود ذاتي کي نسبت زمین کي مثال بالکل صحیح هی — سموات کے لفظ سے اگر یہي نیلا نیلا گنبد جو همکو دکھائي دیتا هی مراد هو گو اُسکي ماهیت کچھہ هي هو تو بھي وجود ذاتي کي مثال دینے میں چنداں مقام تامل نہیں هی ' لیکن اگر اُس سے آگے بڑھو اور آسمان کا جسم یا جرم ایسا مانو جیسا کہ حکماء یوناني نے مانا هی' اور علماء اسلام نے بھي اُسکو تسلیم کر کر غلطي سے وهي مطلب قرآن کا بھي قرار دیا هی تو اسمیں کلام هی' اور پھر کسیطرح سموات وجود ذاتي کي مثال نہیں هوسکتي ' اور اُنکے ساتھہ عدد کو بھي وجود ذاتي کي مثال میں داخل کرنا تعجب پر تعجب هوتا هی *

عرش وکرسي کي تعریف یا اُنکي صورت یا اُنکے جسم کي حالت یا اُنکي ماهیت خدا نے نہیں بتائي اور کوئي وجہہ نہیں هی کہ اُنکے وجود کو وجود عقلي سے خارج کرکے وجود

ذاتي کي مثال میں داخل کیا جاوے' پس یہہ وهي گندا پاني هی جو اس شفاف دریا میں مل گیا هی *

وجود حسي کي امام صاحب نے دو عمدہ مثالیں دي هیں - پہلي مثال رسول خدا صلعم کا موت کي نسبت یہہ فرمانا هی که قیامت کے دن ابلق مینڈهے کي صورت میں موت لائي جاویگي اور دوزخ و بہشت کے بیچ میں ذبح کرڈالي جاویگي' اسپر امام صاحب فرماتے هیں که جو یہہ دلیل لاتا هی که موت عرض هی' یا عدم عرض هی' یعني یا تو خود علاحدہ موجود نہیں هی بلکه مردہ میں پائي جاتي هی یا زندہ میں جو حیات موجود هوتي هی اُسکے نہونیکا نام موت هی' پس جبکه وہ علاحدہ کوئي چیز نہیں هی تو اُسکا مینڈهے کي صورت میں لایا جانا محال هی ' تو وہ شخص اس حدیث کا مطلب یہہ قرار دیتا هی که قیامت میں لوگ ایسا هوتا دیکھینگے' اور اُس مینڈهے کي صورت کو جو وہ دیکھینگے موت سمجھینگے ' اور یہہ صرف اُنکي حس میں موجود هوگا نه موجود في الخارج — اور جو شخص اُس دلیل کو تسلیم نہیں کرتا وہ سمجھتا هی که درحقیقت موت هي مینڈهے کي صورت بن جاویگي اور وهي ذبح کي جاویگي *

دوسري مثال وجود حسي کي رسول خدا صلعم کا جنت کي نسبت یہہ فرمانا هی که مجھکو اس چار دیواري کے چوزان کے اندر جنت دکھلائي گئي ' پس جو شخص یہہ دلیل لاتا هی که تداخل اجسام محال هی اور چھوٹي چیز کے اندر بڑي چیز نہیں سماسکتي' وہ اسکے معني یہہ کہتا هی که خود جنت اُس چار دیواري میں نہیں چلي آئي تھي لیکن حس میں جنت کي صورت بن گئي تھي گویا که وہ دکھائي دیتي هی' اور بڑي چیز کا چھوٹي چیز میں دکھائي دینا غیر ممکن نہیں هی جسطرح آسمان چھوٹے سے آئینه میں دکھائي دیتا هی اور اسطرح کا دکھلانا صرف خیال میں آنے سے بالکل جدا چیز هی اور یہہ تفرقه اُس وقت سمجھه میں آجاتا هی جبکه آسمان کو آئینه میں دیکھو اور جبکه آنکھه بند کرکے اُسکا خیال کرو تو آئینه میں آسمان کي صورت تخیئل کي صورت سے دوسري طرح پاؤگے *

وجود خیالي کي مثال امام صاحب نے رسول خدا صلعم کے اس قول سے دي هی که حضرت نے فرمایا که " گویا میں یونس ابن متی کو دیکھتا هوں اُسپر دو قطواني عبائیں هیں وہ لبیک کہتا هی اور پہاڑ اُسکو جواب دیتے هیں اور خدا کہتا هی لبیک اے یونس" آنحضرت صلعم کا ایسا فرمانا اسي پر مبني هی که حضرت کے خیال میں یہہ صورت بندهگئي تھي اسلیئے که اس حالت کا وجود آنحضرت صلعم کے وجود سے پہلے تھا اور وہ معدوم هوگیا تھا اور اُس وقت موجود نه تھا *

اور یہہ بھي هوسکتا هی که حضرت کي حس میں یہہ حالت اسطرح پر آئي تھي که اُسکو دیکھتے تھے جیسے که خواب دیکھنے والا صورتیں دیکھتا هی لیکن یہہ فرمانا که گویا میں

دیکھتا ھوں اس بات کا اشارہ کہ حقیقت میں دیکھنا نہ تھا اور اس سے غرض صرف مثال سے مطلب کا سمجھانا ھی نہ خاص اس صورت کا ھونا ' بہرحال جو چیز خیال میں بندہجاتي ھی وہ دیکھنے ھي کي چکھہ ھوجاتي ھی اور اسلیئے وہ دیکھنا ھي ھوجاتا ھی •

وجود عقلي کي امام صاحب نے دو مثالیں دي ھیں — پہلي مثال رسول خدا صلعم کا یہہ فرمانا ھی کہ جو شخص سب سے اخیر کو دوزخ میں سے نکالا جاویگا اُسکو دنیا سے دس گني جنت ملیگي — ظاھر میں تو اس سے معلوم ھوتا ھی کہ دنیا کے عرض و طول سے دس گني جنت ملیگي اور یہہ تفاوت حسي و خیالي ھی اور جب اسبات کا تعجب ھوتا ھی کہ کیونکر دنیا سے باعتبار مساحت کے دس گني ھوسکتي ھی' کیونکہ جنت تو آسمان پر ھی جیسیکہ روایتوں سے ظاھر ھوتا ھی' پھر آسمان میں دس گني دنیا سے کیونکر جنت سماسکتي ھی اسلیئے کہ آسمان بھي تو دنیا ھي میں داخل ھی تو تاویل کرنے والا اس تعجب کواسطرح دور کرتا ھی کہ اس تفاوت سے تفاوت معنوي اور عقلي مراد ھی نہ حسي و خیالي ' جیسیکہ کہتے ھیں کہ یہہ موتي تو گھوڑے سے دس گنا ھی یعني مالیت و قیمت میں جو عقلي تفاوت ھی نہ گھوڑے کے قد و قامت سے جو حسي و خیالي تفاوت ھی' •

اس مثال میں تو امام صاحب نے صرف ملّانا پن ھي برتا ھی' اُنھوں نے بلا تنقیح اسبات کے کہ فرق کے اور آسمان کے اور جنت کے اور دوزخ کے وجود سے منجملہ اقسام وجود کے جو اُنھوں نے بیان کیئے ھیں کونسا وجود متحقق ھی اس حدیث کو مثال میں پیش کردیا ھی ' اور اُسي تعلیمي و تربیتي بندش سے بہشت اور دوزخ کے وجود کو منوا مالي کے باغ اور کلوا لوھار کي بھٹي کي مانند تسلیم کرلیا ھی ' فلیتعجب کل العجب ' •

دوسري مثال رسول خدا صلعم کا یہہ فرمانا ھی کہ چالیس دن تک خدانے اپنے ھاتھہ سے آدم کي مٹي کو گوندھا ھی جس سے خدا کے ھاتھہ ھونا معلوم ھوتا ھی — پس جس شخص کے نزدیک دلیل سے ثابت ھوا ھی کہ خدا تعالی کے ھاتھہ ھونا محال ھی جو ایک عضو محسوسہ اور متخیلہ ھی تو وہ شخص اللہ کے لیئے عقلي ھاتھہ ثابت کرتا ھی یعني جو حقیقت اور غایت ھاتھہ کي ھی وہ خدا میں ثابت کرتا ھی نہ ھاتھہ کي صورت' اور ھاتھہ کي حقیقت کیا ھی ؟ پکڑنا ' اُس سے کام کرنا ' دینا' چھین لینا ' جو بواسطہ ملائکہ ھوتے ھیں ' رسول خدا صلعم نے فرمایا ھی کہ خدا نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا اور کہا کہ تیرے واسطے سے دونگا اور نہ دونگا ' اور اس سے عقل کا عرض ھونا یعني نبي عقل میں قایم ھونا نہیں پایا جاتا جیسا کہ متکلمین نے خیال کیا ھی کیونکہ ممکن نہیں ھی کہ عرض یعني وہ چیز جو ایک دوسري چیز میں قایم ھو سب سے اول مخلوق ھو بلکہ اُس سے

فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مراد ہوسکتا ہی جسکا نام عقل ہی اس حیثیت سے کہ وہ اشیاء کی ذاتی باتوں کو بغیر سکھاے جانتا ہی - اور اُسیکا نام قلم ہی اس حیثیت سے کہ وہ انبیاء اور اولیا الله اورتمام ملائکہ کے لوح دل پر حقایق علوم کو وحی والہام سے نقش کردیتا ہی - ایک اَوْر حدیث میں آیا ہی کہ سب سے پہلے قلم کو خدا نے پیدا کیا' پس اگر عقل و قلم کو ایک نمانا جاوے تو دونوں حدیثوں میں تناقض ہوتا ہی - ایک شی کے مختلف حیثیتوں سے متعدد نام ہوسکتے ہیں' عقل کا نام عقل باعتبار اُسکی ذات کے' اور ملک بلحاظ اُس نسبت کے جو اُسکو خدا کے ساتھہ ہی اور خدا میں اور خلق میں واسطہ ہی' اور قلم اس لحاظ سے کہ اُسکے سبب الہام اور وحی سے علوم کا دلوں پر نقش ہوتا ہی نام رکھا جاسکتا ہی' اور یہہ ایک ہی شی کے تین نام مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے ہوئے' جیسیکہ جبرئیل کا نام باعتبار اُسکی ذات کے روح' اور بلحاظ اُن اسرار کے جو اُسکے سپرد کیئے جاتے ہیں امین' اور بلحاظ اُسکی قدرت کے ذومرۃ' اور باعتبار اُسکی قوت کے شدیدالقوی' اور باعتبار قربت الی الله کے مکین عند ذی العرش' اور مطاع اس لحاظ سے کہ بعض ملایکہ کا متبوع ہی کہا جاتا ہی — جو شخص کہ اسطرح پر قایل ہی اُسنے قلم اور ہاتھہ کا عقلی وجود ثابت کیا ہی نہ حسی وخیالی — اسیطرح جو شخص اس بات کا قایل ہی کہ ہاتھہ سے مراد صفات باری کی صفتوں میں سے ایک صفت ہی خواہ اُس سے اُسنے صفت قدرت مراد لی ہو یا اَوْر کوئی وہ بھی عقلی ہاتھہ کا مثبت ہی *

وجود شبہی (بہ فتح الشین والباء الموحدہ) کی مثال امام صاحب نے خدا کی طرف غصہ اور شوق اور خوشی اور صبر اور اسیطرح کی باتوں کی نسبت کرنیکی دی ہی' وہ فرماتے ہیں کہ مثلا غضب اُسکی حقیقت دلمیں خون کا جوش مارنا ہی اس مقصد سے کہ غصہ کرکے تسکین حاصل ہو' اور یہہ بات نقصان اور رنج سے خالی نہیں' پھر جس شخص کے نزدیک خدا کی نسبت ذاتی یا خیالی یا حسی یا عقلی طور پر غضب کو منسوب کرنا دلیل سے محال ثابت ہوا ہی تو وہ اُس سے ایک اور صفت کو مراد لیتا ہی جو غضب پر مبنی ہوتی جیسے ارادہ عقاب' اور ارادہ عقاب اَوْر چیز ہی اور غضب اور چیز ہی' لیکن اُسکی صفات میں سے ایک صفت کے قریب قریب ہی اور ایک اثر ہی جو غضب سے صادر ہوتا ہی' اور وہ خداکی شان کے نامناسب نہیں ہی *

ان پانچوں قسم کے وجود کے بیان کرنے کے بعد امام صاحب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے شارع کے اقوال کو ان قسموں میں سے کسی قسم پر تسلیم کیا تو وہ شارع کے قول کا تصدیق کرنے والا ہی نہ تکذیب کرنے والا' تکذیب جب ہی ہوگی جب وہ ان سب قسم کے معانی و مراد سے انکار کرے اور یہہ گمان رکھے کہ جو کہا ہی اُسکے کچھہ معنی نہیں ہیں اور وہ

كذب محض هى اور قايل كي غرض دهوكه دينا هى يا دنياوي مصلحت ' اور يهه محض كفر اور زندقه هى — اور تاويل كرنے والوں كو جبتك كه قانون تاويل كو پكڑے هوئے هيں جسكا هم آگے بيان كرينگے كفر لازم نهيں هوتا ●

اب هم پوچهتے هيں كه بموجب اس تشريح كے جو امام صاحب نے بيان كي كيا وجهه هى كه جولوگ اس بات كا اقرار كرتے هيں كه" الاخبار من الجنة والنار حق" مگر أنكے نزديك دليل سے ثابت هوا هى كه جنت و دوزخ مثوا مالي كا سا باغ اور كلوا لوهار كيسي بهٹي نهيں هوسكتي اور اسليئے وه أسكا وجود شبهي قرار ديتے هيں' پهر وه كيوں كافر هيں ؟ ●

وه لوگ جنكے نزديك كسي دوسرے جسم غير مرئي و غير محسوس كا مُغوي للانسان يا هادي للانسان هونا محال ثابت هوا هى' اور اسلیئے وه شيطان يا ملايك كے وجود خارجي كے منكر هوكر أسكا وجود في نفس الانسان تسليم كرتے هيں' اور بعوض اسكے كه عورت كے رحم ميں ايك مصور فرشته گهسا هوا سمجهيں قوت مصوره هي پر ملك كا اطلاق كرتے هيں كيوں كافر هيں ؟ ●

جو لوگ كه لوح محفوظ كو لڑكوں كيسي تختي اور قلم كو نيزه يا ٹهٹهرے كا قلم نهيں سمجهتے بلكه أسكا وجود عقلي تسليم كرتے هيں ' وه كيوں كافر هيں ؟ ●

جو لوگ كه وحي من الله ميں كسي دوسرے كے واسطے كو بدلايل محال سمجهتے هيں اور وه أسي قوت كو جو انبياء ميں هى' جسكے سبب أنپر نزول وحي هوتا هى اور جسكو ملكه نبوت سے بهي تعبير كيا جاتا هى' جبرئيل امين تسليم كرتے هيں' اور كهتے هيں كه الجبريل حق وه كيوں كافر هيں ؟ — علاوه اسكے بے انتها دريا اسي قسم كي مثالوں كا اس چشمه سے جسكو امام صاحب نے كهولا هى بهه سكتا هى ●

مگر اخير كے دو لفظ امام صاحب كے سخت گرفت كے قابل هيں' اور صرف گرفت هي كے قابل نهيں هيں بلكه غلط بهي هيں - وه اسطرح پر معني قرار دينے كو جسطرح پر بيان هوا تاويل كهتے هيں' تاويل كے معني أنهوں نے نهيں بيان كيئے' مگر أنكے سياق كلام سے معلوم هوتا هى كه جن الفاظ كے ظاهري معني بدلايل مستحكم درست نه ٹهر سكتے هوں تو أسكے دوسرے معني ليئے جاويں اور تاويل كي جاوے تاكه قول قايل صحيح هوجاوے' جسكا منشاء يهه نكلتا هى كه بغرض تصحيح قول قايل وه تاويل كي گئي هى' اگر يهي مطلب امام صاحب كا هو تو يقني غلط هى اور خدا و خدا كے رسول كے كلام كو ايسا سمجهنا مساوي تكذيب كے هى جسكو أنهوں نے كفر اور همنے كفر شرعي قرار ديا هى— تاويل كے معني اگر صرف صرف عن الظاهر كے ليئے جاويں تو ميں أسكو تسليم كرتا هوں' اور اگر أسكے معني صرف عما قاله القايل كے ليئے جاويں تو ميں أسكو كفر شرعي سمجهتا هوں— ايك شخص نے كها كه زيد اسد ' اور لفظ اسد سے قايل كي

مراد تھي کہ زید شجاع ھی' تو اب ھم جو اسد کے معني شجاع کے لیتے ھیں وہ در حقیقت تاویل نہیں ھی' کیونکہ ھملے وھي معني لیئے ھیں جسکے لیئے قایل نے یہہ لفظ بولا تھا' اور اسطرح پر معني لینے کو تاویل کہنا حماقت میں داخل ھی' کیا فرق ھی اِسمیں کہ ایک شخص نے شجاع کے لیئے اسد کا لفظ اختیار کیا ھی اور ایک شخص نے شمس کا اپنے بیٹے کے لیئے' شمس سے تو حیوان ناطق مع ھذالتشخص مراد لینا تاویل نہو اور اسد سے شجاع مراد لینا تاویل ھو — ھم جو خدا اور خدا کے رسول کے کلام کے معني بیان کرتے ھیں یقین کامل رکھتے ھیں کہ خدا و خدا کے رسول نے انھي معنوں میں وہ الفاظ بولے ھیں' اور موافق اور مخالف دونوں کو دلیل سے اُسکا ثبوت دیتے ھیں — موافق یعني اھل اسلام سے صرف اسقدر کہتے ھیں کہ تم خدا و رسول کو برحق اور اُنکے کلام کو سچ اور غلطي سے پاک یقین کرتے ھو' پس اگر ان الفاظ کے یہہ معني و مراد نہیں اور خدا و رسول نے اُن معني و مراد میں اُنکا استعمال نکیا ھو تو دلیل مستحکم سے اُنکا غلط اور جھوٹ ھونا ثابت ھوتا ھی جو تمھاري تسلیم کے برخلاف ھی' اسلیئے ضرور ھی کہ وھي معني اور مراد خدا او رسول کي ھی جو صحیح اور سچ ھی — مخالف کو یعني اُسکو جو مذھب اسلام کو تسلیم نہیں کرتا دلیل سے' اور مقتضاے کلام انساني سے' اور خود خدا وخدا کے رسول کے کلام کے سیاق سے' یا اُسیکي مثل دوسرے کلام سے ثابت کرتے ھیں کہ ان الفاظ کے یہي معني خدا و خدا کے رسول نے لیئے ھیں' ھم اُسکي تاویل نہیں کرتے' بلکہ انھي معنوں و مراد میں خدا و رسول نے اُن الفاظ کو استعمال کیا ھی — جب وہ کہتا ھی کہ تیرہ سو برس تک اَور کسي نے بھي یہہ معني سمجھے ھیں تو ھم اُسکو "غر بلید" کہتے ھیں' کیونکہ بالفرض ھزاروں برس تک کسي کلام کے صحیح معنوں پر کسي اسباب سے لوگونکا غور نکرنا یا پے نہ لیجانا دوسري چیز ھی اور کلام کا في نفسہ صحیح ھونا دوسري چیز ھی — اس کے لیئے سیدھي راہ یہہ ھی کہ اُن لوگوں کے پے نہ لیجانے کے اسباب کو تفتیش کرے نہ یہہ کہ کلام کے صحیح معنوں کو تسلیم نکرے' ولا ینتجي احد من ھذہ الظلمات الا من شرح اللہ صدرہ للکمالات •

دوسرا لفظ وہ ھی جس سے امام صاحب نے قانون تاویل کي طرف اشارہ کیا ھی اور اُس قانون کو آگے بیان کیا ھی' ھم اُس قانون تاویل کے صحیح نہونے پر بحث نہیں کرتے' بلکہ امام صاحب نے جو شرط عدم کفر کو اُس قانون پر مشروط کیا ھی اُس پر بحث کرتے ھیں' ھم پوچھتے ھیں کہ وہ قانون تاویل بنانے والا کون ھی؟ امام صاحب؟ اگر وھي ھیں یا اور کوئي انسان تو اسبات کے کہنے میں کہ جبتک تاویل کرنے والا ھمارے قانون تاویل کا پابند رھیگا اُس وقت تک اُس پر کفر لازم نہیں ھوگا' اور اس بات کے کہنے میں کہ جو شخص جبتک

همارے مسائل کا یا همارے مذهب کا پابند رهیگا اُس وقت تک اُسپر کفر لازم نهوگا' کیا فرق هی اشعري و معتزلي و حنبلي کي مخالفت کو گو که وه ذات و صفات خداهي میں کیوں نهو جب کفر قرار نهیں دیا تو امام صاحب کے بنائے هوئے قانون تاویل کي مخالفت سے کیوں کفر لازم آویگا' پس یهه وهي مثال هوئي که فرمن المطر و وقع تحت المیزاب - کوئي شخص جسکو امام صاحب نے مؤل کہا هی جب تک که وه تاویل کرتا هی اور تکذیب نهیں کرتا کافر نهیں کہلایا جاسکتا گو که اُسکي تاویل کیسي هي غلط هو — کیا کهوگے حضرت امام محي الدین ابن عربي کو جنکي تفسیر ایسي رکیک تاویلوں سے بهري هوئي هی جس کے لیئے کوئي قانون هي نهیں ' هل هو کافر نعوذ بالله منها' ●

اس کے بعد امام صاحب فرماتے هیں که مؤل کي تکفیر کیونکر هوسکتي اهل اسلام کا کوئي فرقه بهي ایسا نهیں هی جو تاویل کا محتاج نهوا هو ' سب سے زیادہ تاویل سے پرهیز کرنے والے امام احمد بن حنبل هیں ' اور اقسام تاویل سے سب سے بعید تاویل جس سے کلام اپني حقیقت سے خارج هوکر صرف مجاز و استعارہ هي رہ جاتا هی وہ وجود عقلي و شبهي سے تاویل کرنا هی - امام احمد بن حنبل ایسي بعید تاویل کرنے پر بهي مجبور هوئے هیں ' میں نے بغداد میں نهایت معتبر علماء حنبلي سے سنا هی که امام احمد حنبل نے بالتصریح تین حدیثوں کي تاویل کي هی — پهلي حدیث یهه هی " الحجر الاسود یمین الله في الارض " اور دوسري یهه هی " اني لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن" (اور تیسري حدیث یهه هی" قلب المومن في اصبعین من اصابع الرحمن") اب دیکهو که امام احمد حنبل نے اُنمیں کیسي تاویل کي هی ' جب اُن کے نزدیک ان حدیثوں کے ظاهري معنوں کے محال هونے پر دلیل قایم هوئي تو اُنهوں نے فرمایا که بزرگوں کا عادتاً داهاں هاتهه چوما جاتا هی اور حجر اسود کا بهي تقربا الی الله بوسه لیا جاتا هی ' تو وہ داهنے هاتهه کي مانند هوا نه که حقیقت میں داهاں هاتهه هی ' اور اسي مناسبت سے اُس کو خدا کا داهاں هاتهه کہا گیا' اور یهه تاویل وهي هی جسکو هم نے وجود شبهي بتایا هی اور جو تاویلوں میں بعید سے بعید تاویل هی' اب دیکهو که جو شخص سب سے زیادہ تاویل سے پرهیز کرتا تها کیسي بعید سے بعید تاویل پر مجبور هوا — اسي طرح جب اُنکے نزدیک خدا کے لیئے حسي دو اُنگلیوں کا هونا محال ثابت هوا تو اُن کو اُنگلیوں کے مقصد سے تاویل کیا ' اور یهه وهي تاویل هی جسکو وجود عقلي بتایا هی' اُنگلیوں سے وہ چیز مقصود هی جس سے اشیاء کا اولٹ پلٹ کردینا هوسکے انسان کا دل جس سے اُلٹ پلٹ هوجاتا هی اُس کو کنایتاً خدا کي اُنگلیوں سے تعبیر کیا - اب دیکهو که امام احمد حنبل نے کس طرح ان تین حدیثوں کي تاویل کي ' اُنکے نزدیک اِن تین حدیثوں کے سوا اور کسي حدیث میں استحاله لازم نهیں آنا وہ کچهه زیادہ غور

کرنے والے نہ تھے اگر زیادہ غور کرتے تو اُنکو معلوم ہوجاتا کہ خدا کو فوق کے ساتھہ مخصوص کرنے اور اَوْر چیزوں میں بھی جن کي وہ تاویل نہیں کرتے استحالہ لازم آتا ہی *

جو کتاب ہمارے پاس موجود ہی اس مقام پر اُس میں غالبا کچھہ عبارت ساقط ہوگئي ہی اس لیئے کہ اُس میں صرف دوہي حدیثیں ہیں تیسري حدیث نہیں ہي اور جس کو دوسري حدیث لکہا ہی اُسکي تاویل کا بیان نہیں ہي پس یقیني اس مقام سے کچہہ عبارت ساقط ہوگئي ہی دوسرا نسخہ ہمارے پاس نہیں ہی جس سے مقابلہ کریں *

اس کے بعد امام صاحب لکہتے ہیں کہ قیامت سے متعلق امور میں اشعري تاویل کرنے میں حنبلي کے قریب قریب ہیں ' اُنہوں نے سواے چند کے اور سب امور قیامت کو اُسکے ظاہري معنوں میں قرار دیا ہی مگر معتزلہ سب زیادہ تاویل کرنے والوں میں ہیں ' باوجود اسکے اشعري بہي قیامت کے امور میں تاویل کے محتاج ہوئے ہیں جیسیکہ موت کے مینڈہے کي صورت میں لاکر ذبح کرنے کي مثال میں بیان ہوا — اعمال کے تولے جانے میں بہي اشعریوں نے تاویل کي ہی ' اور کہا کہ صحایف اعمال تولے جاوینگے اور اللہ تعالی اُنمیں بمناسبت اعمال کے وزن پیدا کردیگا ' اور یہہ تاویل وجود ذاتي کو وجود شبہي قرار دینا ہی جو ابعدالتاویلات ہی ' کیونکہ صحایف تو ایسے اجسام ہیں جنمیں حساب لکھا جاتا ہی اور بطور اصطلاح کے اعمال کے لفظ سے اُسپر استدلال کیا ہی جو عرض ہیں یعني اُس میں لکھے گئے ہیں ' پس اس صورت میں اعمال کا وزن نہوگا بلکہ اُس چیز کا وزن ہوگا جسمیں اعمال لکھے گئے ہیں — معتزلي میزان کي تاویل کرتے ہیں اور اُسکو ایسے سبب کا کنایہ قرار دیتے ہیں جس سے ہرایک شخص کے اعمال کي مقدار ظاہر ہوجاوے اور یہہ تاویل اعمال کو صحایف سے تاویل کرنے سے بھي زیادہ بعید ہی ' اس مقام پر یہہ غرض نہیں ہی کہ ان تاویلوں میں سے کونسي صحیح ہی ' بلکہ اس بیان سے غرض یہہ ہی کہ ہر فرقہ گو کہ وہ کیسا ہي ظواہر آیات کا پابند رہا ہو اُسکو بھي تاویل کي ضرورت پڑتي ہی – صرف وہي شخص جوحد سے زیادہ جاہل و غبي ہو تاویل کرنا نچاہیگا اور کہیگا کہ حجر اسود حقیقتا خدا کا داہنا ہاتھہ دنیا میں ہی ' اور موت گوکہ وہ عرض ہو وہ سچ‌مچ کا مینڈھا بن جاویگي ' اور اعمال اگرچہ عرض ہیں اور معدوم بھي ہوگئے ہیں مگر وہ پھر ترازو میں آوینگے اور باوجود اُنکے خود عرض ہونے کے اُنمیں اعراض مثل وزن وغیرہ کے پیدا ہونگے ' پھر جو شخص کہ جہالت کي اس حد کو پہونچ جاوے تو اُسکي نسبت کہنا چاہیئے کہ وہ عقل سے خارج ہوگیا *

اسکے بعد امام صاحب قانون تاویل کو جسکا اوپر وعدہ کیا تہا بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہہ تو تونے جانلیا کہ یہہ پانچ درجے تاویل کے جو بیان ہوئے اُسپر تمام فرقے متفق ہیں اور اُنمیں کوئي سي تاویل کرني تکذیب رسول نہیں ہی ' اور اسپر بھي اتفاق ہی

که ان تاویلوں کا جایز ہونا اُنکے ظاہري معنوں کي دلیل سے محال ثابت ہونے پر موقوف هی اور ظاہري معني هر ایک چیز کے جسکي خبر دي گئي هی وجود ذاتي ماننا هی' جبکه اُسکا وجود ذاتي ماننا متعذر هو تو وجود حسي تسلیم کرنا هی' اور جبکه اُسکا تسلیم کرنا بهي متعذر هو تو وجود خیالي اور عقلي کا تسلیم کرنا هی ' اگر اسکا تسلیم کرنا بهي متعذر هوتو وجود شبهي و مجازي کا تسلیم کرنا هی - ایک درجه سے دوسرے درجه میں تنزل کي جبتک که وجهه و دلیل نهو اجازت نهیں هی' ایسي حالت میں جو اختلاف هوگا دلیل کے ٹهیک اور نا ٹهیک هونے کي نسبت هوگا — حنبلي کهیگا که ذات باري کو جهت فوق کے مخصوص کرنے میں کوئي محال لازم نهیں آتا ' اشعري کهیگا که خدا کي رویت هونے میں کوئي محال نهیں هوتا ' اور اُنکے مخالف جو دلیلیں اُنکے محال هونے کي پیش کرتے هیں اُنکو وہ دلیل کافي اور برهان قطعي نهیں سمجهتے — خیر جو کچهه که هو مگر یهه بات کیونکر لایق هی که ایک فریق دوسرے فریق کو کافر بتاوے باوجودیکه اُسکو دلیل کے سبب سے غلطي میں پڑنا تسلیم کرتا هی — هاں یهه بات ممکن هی که اُسکو گمراہ اور مبتدع کهے — گمراہ اسلیئے که جو راہ اُسکے نزدیک تهي اُس سے بهتک گیا — مبتدع اسلیئے که اُسنے ایک بات نکالي که سلف سے اُسکي تصریح کرنیکا دستور نه تها' کیونکه سلف سے یهه بات مشهور هی که خدا دکهائي دیگا پس یهه کهنا که نهیں دکهائي دیگا بدعت هی ' اور تاویل کرنا رویت کا بهي بدعت هی — بلکه جس شخص کے نزدیک یهه بات تحقیق هو که رویت سے مشاهدہ قلبي مراد هی تو اُسکو لازم هی که اُسکا ذکر کسي سے نکرے اور کسي سے نکهے' کیونکه سلف نے اسکا کبهي ذکر نهیں کیا' مگر اس کهنے پر حنبلي کهیگا که خدا کا فوق پر هونا سلف سے مشهور هی اور اُنمیں سے کسي نے نهیں کها که خالق عالم نه عالم سے ملا هوا هی اور نه عالم سے جدا هی اور نه عالم کے اندر هی اور نه عالم کے باهر هی اور چهئوں طرفیں اُس سے خالي هیں' یعني جهت سے مستغني هی' اور اُسکي نسبت فوق کے ساتهه ایسي هی جیسیکه تحت کے ساتهه تو یهه کهنا بهي بدعت هی کیونکه بدعت کے معني نئي بات نکالنے کے هیں جو سلف سے ماثور نهیں هی — اس بحث سے تجهکو معلوم هوا هوگا که ان باتوں کے لیئے دو مقام هیں ایک تو عوام خلق کا درجه و مقام هی' اُنکے لیئے تو یهي بهتر هی که جو کچهه هی اُسکو مانیں' اور جو ظاهري معني لفظ کے هیں اُسکي تغیر و تبدیل سے قطعاً باز رهیں ' اور اُسکي تصریح اور نئي تاویل سے جسکي تصریح صحابه نے نهیں کي باز رهیں' اور باب سوالات کو بالکل بند کردیں' اور اُسمیں خوض کرنے سے ڈانٹ دیئے جاویں' اور کلام الله اور حدیث رسول الله میں جو متشابهات هیں اُنکي متابعت کریں - روایت هی که حضرت عمر سے کسي نے دو متعارض آیتوں کي نسبت پوچها اُنهوں نے اُسکو دُرّوں سے ٹهونک دیا ' اور ایک

روایت میں ہی کہ امام مالک سے خدا کے استوا علی العرش سے سوال کیا گیا اُنہوں نے کہا کہ استوا کے معني معلوم ہیں' اور اُسپر ایمان لانا واجب ہی' اور اُسکي کیفیت لامعلوم ہی' اور اُس سے سوال بدعت ہی *

یہہ جو کچہہ امام صاحب نے بیان کیا رکاکت سے خالي نہیں' قانون جو اُنہوں نے بتایا عمدہ وسنجیدہ ہی مگر خدا و خدا کے رسول کے کلام کے لیئے ایسا قانون قرار دینا ٹھیک نہیں ہی' اس قانون کے تو یہہ معني ہیں کہ ہمکو خواہ نخواہ ایک شخص کے کلام کو درست کرنا اور صحیح بنانا ہی ' پس اگر اُسکے ایک معني نہیں بنتے تو دوسرے معني لیتے ہیں 'جب دوسرے نہیں بنتے تو تیسرے معني لیتے ہیں ' اور علی ہذاالقیاس ' خدا و رسول کے کلام کے لیئے ایسا قانون بنانا تو ایک ایسے نوکر کي مثال ہی جو اپنے آقا کي ہرغلط اور دور از قیاس بات کو صحیح پہلو پر ثابت کرنیکے لیئے کوشش کرتا تہا — خدا اور رسول کے کلام کے لیئے تو خود اُنہي کے کلام سے' اُنہي کے منشاء و مراد سے' اُنہي کے سیاق کلام سے' اُنہي کي سیاق عبارت سے' اُنہي کے اصول مقررہ سے' اُنہي کے کلام کي' اُنہي کے کلام کي تفسیر و مراد سے' اُنہي کے کلام سے دلیل و برہان قایم کرکے ' اسبات کا تحقیق کرنا ہی کہ اُن الفاظ کے کیا معني اور اُنسے کیا مراد ہی ' حقیقي یا مجازي یا استعارہ ذاتي یا حسي یا خیالي یا عقلي یا شبہي' پس جو تحقیق ہو وہي اُسکے حقیقي معني یعني مراد قایل ہی بلاتاویل و بلا رد وقدح کے' پس یہي اصلي قانون ہی جو پاک کلام سے متعلق ہوسکتا ہی *

العجب ثم العجب کہ امام صاحب نے ایسے شخص کو جو اس قسم کي بحثیں کرتا ہی ضال و مبتدع کہنا پسند کیا ہی' ضال یعني گمراہ اُسکي نسبت اطلاق کیا جاتا ہی جو راہ حق سے گمراہ ہوگیا ہو ' مگر ابہي تک اُس شخص میں اور اُسکے مخالف میں اس بات کا تصفیہ ہي نہیں ہوا کہ حق کسکي طرف ہی' اور اسلیئے اُن دونوں میں سے کسکو گمراہ کہنا صحیح و درست نہیں ہی *

مبتدع کہنا اُس سے بہي زیادہ تعجب کي بات ہی جو شخص کہ کسي امر کے حق ہونے کا دعوی کرتا ہی اور لوگوں کو اُسکا قبول کرنا اور یقین دلانا چاہتا ہی اُسکا فرض ہی کہ اپنے دعوی کے حق ہونے کو ثابت کرے' خدا نے بہي یہي طریقہ اختیار کیا ہی' قرآن مجید میں اُنکے لیئے جنکو مذہب اسلام کي دعوت کي ہی اور منکرین اور معترضین کے اسکات کے لیئے اول سے آخر تک دلیلیں بہري پڑي ہیں ' جسکے دلمیں خود خدشات پیدا ہوئے ہیں اُسکو خود اپني تسکین کرني واجب ہی ' پس ایسا امر جو خود خدا نے اختیار کیا ہی اور جسکے بغیر چارہ نہیں کسطرح بدعت ہوسکتا ہی *

حقیقت میں یہي بدعت کا اطلاق اسپر نہیں ہوسکتا کیونکہ اسکي نظیر خدا کے کلام میں موجود ہی' ہاں بہت سے امور ایسے ہیں جن پر اُس زمانہ میں بحث نہیں ہوئي

کیونکه پیش نہیں آئي تھي ' اب که وہ پیش آئي هیں اُسي نظاہر سے اُسپر بحث کرني ضرور هی ●

عوام کو امام صاحب اس بحث سے منع کرتے هیں اور بزجرو توبیخ فرماتے هیں که چپ رهو اور اُسي پر یقین رکہو — اول تو یہي غلطي هی که اُنکو کہاجاتا هی که اُسي پر یقین رکہو' یقین کرنا تصدیق قلبي کا نام هی' پس جس شخص کو کسي بات میں شبهه هی جب تک که اُسکا وہ شبهه نه نکلجاوے اُسکو تصدیق قلبي هو کیونکر هوسکتي هی — حضرت عمر کي نسبت جو روایت لکھي هی اول تو وہ یقین کے لایق نہیں هی ' اسلیئے که اُسکے سچ هونے کا ثبوت نہیں' اور اگر اُسکو واقعي تسلیم کیا جاوے تو امام مالک کي طرح هم بھي اُسکي نسبت کہینگے " والکیفیة متجہولة " کیونکه حضرت عمر کے کسي فعل کي کیفیت کا متجہول هونا ایمان میں کچھه نقصان نہیں لاتا ' برخلاف اسکے که عقاید اسلام میں سے کسي عقیدہ کا یقین تو لازمي اور ضروري بتایا جاوے اور اُسکي کیفیت کي نسبت کہا جاوے که" متجہولة "-امام مالک نے کیفیت استوا کو متجہول بتایا اُنکو معلوم نہوگي ' اور اُنکو باوجود اُسکي کیفیت نه معلوم هونیکے استوا پر یقین هوگا — اس زمانه میں هزاروں لاکہوں کروروں مسلمان ایسے هیں جنکو حقیقت استوا اور حقیقت حشر و میزان و وزن اعمال معلوم نہیں مگر وہ اُن سب پر دل سے یقین رکہتے هیں اور نہایت عمدہ اور سچے اور سیدھے مسلمان هیں ' یہي حال استوا کے مسئله میں امام مالک کا هوگا بحث اسمیں هی که جب متخالفین اسپر معترض هوں یا خود کسیکے دلمیں اسکي نسبت شبهه پیدا هو تو اُس سے بھي یهه کہا جاسکتا هی که والکیفیة متجہولة والایمان به واجب حاشا و کلا ●

عوام کي تعریف امام صاحب نے کچھه نہیں فرمائي — امام صاحب کے زمانه میں معدودے چند لوگ هونگے جو دارالعلوم بغداد میں پڑہ کر ملا کہلاتے هونگے' اور اُنھوں نے بھي صرف عربي لٹریچر اور فلسفه یونانیه میں کمال حاصل کیا هوگا جو خود بہت سي غلط باتوں پر مبني هی ' باقي لوگ وہ هونگے جو الف کے نام بے بھي نہیں جانتے هونگے ' مگر همارے زمانه کا حال ایسا نہیں هی' عربي لٹریچر کا تنزل جہاں تک کہو تسلیم کیا جاسکتا هی' مگرعلوم کسي خاص زبان میں مقید نہیں هیں' اس زمانه میں علوم کي ترقي اس درجه پر پہونچ گئي هی که عوام کے لفظ کا اطلاق هي مشکل پڑ گیا هی' علوم حکمیه اور ریاضیه و طبعیه نئے نئے پیدا هوگئے' گلي کونچوںمیں پھیل گئے' بے مبالغه لاکہوں آدمي هیں جو هندسه کو اقلیدس سے بہت زیادہ جانتے هیں ' لاکہوں آدمي هیں جو فن تشریح کو بوعلي سینا سے بہت بہتر جانتے هیں ' علوم طبعیه نے هزاروں چیزوں کي حقیقت کو ظاهر کردیا هی جو پہلے معلوم نه تہیں ' تمام دنیا کے مذهبوں کے امتحان کو ' بڑے بڑے لوگوں کے اقوال کے جانچنے کو کسوٹیاں موجود هوگئي هیں - پس اس زمانه میں نه وہ ذرہ کام اسکتا هی اور نه " والکیفیة

مجہولہ " کہنا - اس زمانہ میں جو شخص کسي بات کے سچ ہونیکا دعوی کرتا هی گو کہ وہ مذہب هي کيوں نہو جب تک کہ اُسکا سچ هونا ثابت نکردے سچ نہیں مانا جاتا — پس جو لوگ کہ اسلام کے طرفدار هیں اُنکا فرض هي کہ اُسکو اُن کسوٹیوں پر امتحان کے لیئے حاضر کریں اور کامل امتحان اور علوم کے مقابلہ میں اُسکا حق هونا ثابت کردیں و ذلک فضل الله یوتیه من یشاء ●

هاں اتني بات بیشک هی کہ سایل کے فہم کے موافق جواب دیا جاوے اور اُسکي تسکین کي جاوے ' خدا نے بھي بہت جگہہ قرآن مجید میں ایسا هي کیا هی ' مگر یہہ امر مجیب کي لیاقت سے علاقہ رکھتا هی نہ سایل سے - ایک دفعہ جناب مولانا مولوي محمد اسمعیل صاحب رحمۃالله علیه کے وعظ میں جسمیں اُنہوں نے اولیا اور انبیاء سب سے نفي علم غیب کي تھي ایک شخص نے کہا کہ آپ تو فرماتے هیں کہ اولیا کو علم غیب نہیں هوتا اور فلاں اولیاء الله نے لکھا هی کہ اگر ساتویں زمین پر چیونٹي چلتي هی تو مجھے خبر هوجاتي هی - مولانا نے اُسکے فہم کا اندازہ کرکے اُسکو جواب دیا کہ میاں کبھي اُنہوں نے اپني بھوي سے یہہ بھي پونچھا هوگا کہ کہانا کیا پکا هی ' اسي سے معلوم هوتا هی کہ اُنکو علم غیب نہ تھا —

ایک دفعہ مولانا مرحوم سے ایک شخص نے حافظ کے اس شعر کے معني پونچھے —

ان تلخ وش کہ صوفي ام الخبائیثش خواند ● اشهي لنا و احلی من قبلة العذارا

اور کہا کہ شراب کو ام الخبایث تو آنحضرت صلعم نے فرمایا هی پس صوفي سے یہاں کیا مطلب هی — مولانا نے جواب دیا کہ میاں ایک شاعر کا شعر هی کچھہ قرآن و حدیث تو نہیں هی جسکي صحت کي فکر میں پڑے هو جان لو اور سمجھہ لو کہ یہیجا کہا هی - هماري غرض یہہ هی کہ عامي هو یا عالم اُسکے دل کا شبہہ مٹانا یا اُسکو اپنے دل کا شبہہ مٹانا واجب هی ' اور بغیر اُسکے اُسکو تصدیق قلبي نہیں هوسکتي ' اور جنکے دلمیں کوئي شبہہ نہیں هی خواہ وہ عامي هوں یا عالم اُنسے کچھہ بحث نہیں هی ●

اسکے بعد امام صاحب نے دوسرے درجہ کے لوگوں کي نسبت نہایت عمدہ بحث لکھي هی - وہ فرماتے هیں اہ جب اهل تحقیق کے عقاید ماثورہ اور مرویہ ذگمگا نے لگیں تو اُنکو بقدر ضرورت بحث کرني اور برهان قاطع کے سبب ظاهري معنوں کو ترک کردینا لایق هی - لیکن ایک دوسرے کي تکفیر اس وجہہ پر کہ جس امر کو اُسنے برهان قاطع سمجھہ کر ظاهري معنوں کو ترک کیا هی اُسکے برهان سمجھنے میں اُسنے غلطي کي هی نہیں هوسکتي ' کیونکہ یہہ بات آسان نہیں هی ' برهان کیسي هي هو اور انصاف هي سے لوگ اُسپر غور کریں ' مگر تاهم اختلاف هونا ناممکن نہیں هی ' خواہ تو اسوجہہ سے کہ بعضوں نے اُسکے تمام شرایط پر لحاظ نہیں کیا ' یا بغیر کامل غور کے اور میزان برهان میں وزن کرنے کے صرف اپني طبیعت هي پر بھروسہ کرلیا هی ' جیسے وہ کسي شاعر نے عروض تو پڑهلي هو مگر اشعار وزن نکرے اور صرف طبیعت کے بھروسہ

پر رهنے دے تو کنچهہ عجب نهیں کہ کبهي غلطي میں پڑجاوے ' یا اُن علوم کے اختلاف کے سبب سے جو برهان کے لیئے بطور مقدمات کے هیں' اسلیئے کہ جو علوم برهان کے لیئے بطور مقدمات کے هیں کنچهہ تو اُنمیں سے تجربهہ هیں اور کنچهہ تواتریہ وغیرہ ' اور لوگوں کو تجربہ اور تواتر دونوں میں اختلاف هوتا هی' ایک کے نزدیک تو اُسمیں تواتر هوتا هی اور دوسرے کے نزدیک نهیں هوتا — ایک شخص تجربہ کرکے ایک بات کو مانتا هی اور دوسرے کا تجربہ اُسکو نهیں مانتا - یا بوجهہ مشتبهہ هوجانے قیاسي امر کے وهمي امر سے ' یا بوجهہ التباس کلمات مشهورہ کے اختلاف هوتا هی *

یهہ تصریح امام صاحب کي بالکل سچ و برحق هی' اور اهل اسلام کو ایک دوسرے کي تکفیر سے عمدگي سے منع کیا هی اسکے بعد وہ فرماتے هیں کہ بعض آدمي بغیر برهان کے اپنے گمان و وهم کے غلبہ سے تاویل کربیٹهتے هیں' مگر هر جگهہ اُنکي بهي تکفیر لازم نهیں هی' بلکہ دیکهنا چاهیئے کہ کس چیز میں وہ تاویل کرتا هی' اگر وہ تاویل مهمات عقاید سے متعلق نهو تو اُسکي تکفیر کرني نهیں چاهیئے - جیسے کہ بعض صوفیہ کا قول هی کہ حضرت ابراهیم کا چاند و سورج کو دیکهنا اور یهہ کهنا کہ یهہ میرا خدا هی اُن سے چاند و سورج مراد نهیں هیں' بلکہ اُنهوں نے ملکوت کي چیزیں دیکهي تهیں' اور اُنکي نورانیت عقلي تهي نہ حسي' اور بسبب تفاوت درجات کمال کے حضرت ابراهیم نے اُنکو کواکب و شمس و قمر سے تعبیر کیا تها ' اور اسکي دلیل یهہ لاتے هیں کہ حضرت ابراهیم خلیل‌الله کي شان سے بعید هی کہ کسي جسم میں خدا هونے کا اعتقاد کریں جب تک کہ اُنکا غروب هوجانا نہ دیکهلیں' جسکا نتیجہ یهہ هی کہ اگر وہ غروب نهوتے تو وہ اُنهي کو خدا سمجهے رهتے اگر وہ خدا کو جسم میں هونا محال نہ سمجهتے ' اور یهہ دلیل بهي لاتے هیں کہ پهلے هي پهل اسي چاند و سورج و کواکب کو دیکهنا کیونکر کیا جاسکتا هی' اور جو کنچهہ اُنهوں نے دیکها تها وہ تو وہ چیز تهي جسکو پهلے هي پهل اُنهوں نے دیکها تها *

اسکے بعد امام صاحب صوفیہ کے استدلال کي غلطي بیان کرتے هیں' اور فرماتے هیں کہ حضرت ابراهیم کي شان سے ایسے اعتقاد کو بعید قرار دینا ٹهیک نهیں هی' اسلیئے کہ اُنهوں نے چهٹ پن میں کواکب و شمس و قمر کو دیکهہ کر ایسا خیال کیا تها ' اور چهٹ پن کے زمانہ میں ایسے شخص کے دل میں جو نبي هونے والا هو ایسے خیالات کا آنا کنچهہ بعید نهیں هی' خصوصاً جبکہ وہ في‌الفور زایل هوگئے هوں ' اور کیا عجب هی کہ اُنکا غروب هونا اُنکے نزدیک اُنکے حادث هونے پر بہ نسبت اُنکي جسمیت و مقدار کے زیادہ تر واضح دلیل هو - اور اُنکا پهلے هي پهل اُنکا دیکهنا اُس روایت پر مبني هوسکتا هی جسمیں بیان کیا گیا هی کہ حضرت ابراهیم چهٹ پن کے زمانہ میں ایک بهونرے میں مقید تهے اور رات کو اُسمیں سے نکلے تهے *

امام صاحب کي دليلوں کي رکاکت و لغويت ، اور مهمل تصوں پر أنکا مبني هونا ، اور ايسے بڑے عالم کا اسطرح پر تعلهمي و تربيتي گڑهوں میں گر پڑنا ، خود أنکي دليلوں سے ظاهر هوتا هی، گو که صوفيه کا استدلال بهي ايک بے معني استدلال هی - و تجد تحقيق هذاالمقام في تصدير القرآن انشاء الله تعالی — بهر حال امام صاحب اس قسم کي تاويلات کو اور جو تاويل که صوفيه نے " اخلع نعليک " ، " والق مافي يمينک " کي نسبت نعلين و عصاے موسی کے کي هی، اور جو تاويل که صوفيه نے عجل سامري کي کي هی، أسکو مهمات عقايد سے خيال نهيں کرتے، اور أنکے استدلال کو ظنون و اوهام قرار ديتے هيں نه برهان، مگر أنکي تکفير سے اسليئے منع کرتے هيں که وه تاويل مهمات عقايد سے متعلق نهيں هی •

اسکے بعد امام صاحب نے کفر کا دروازه کهولا هی اور فرماتے هيں که مگر اس قسم کي تاويليں جو اصول عقايد مهمه کي نسبت کي جاويں اور ظاهري معنوں کو بغير برهان قاطع کے تغير کيا جاوے تو أن تاويل کرنے والوں کي تکفير لازم هی، جيسيکه منکرين حشر اجساد و منکرين عقوبات حسيه نے اپني ظنون و اوهام سے بغير برهان قاطع کے أسکو مستبعد سمجها هی، پس أنکي تکفير قطعاً واجب هی ، کيونکه ارواح کے اجساد میں پهر آنيکے محال هونے پر کوئي برهان قاطع نهيں هی، اور اسپر بحث کرني دين ميں نقصان عظيم ڈالتي هی، پس أنکي تکفير واجب هی •

اسيطرح أس شخص کي بهي تکفير واجب هی جو کهتا هی که خدا تعالی بجز اپنے آپ کے اور کچهه نهيں جانتا ، اسليئے که وه بجز کليات کے جزئيات کو جو اشخاص سے متعلق هيں نهيں جانتا ، ايسے شخص کو تکفير اسليئے واجب هی که أس سے قطعاً تکذيب رسول صلعم لازم آتي هی، اور يهه أس قسم کي تاويلات ميں سے نهيں هی جنکا همنے ذکر کيا هی ، کيونکه قرآن اور حديث کي دليليں تعميم حشر اجساد اور تعميم علم باري پر نسبت هرايک بات کے جو هوتي هی حد سے متجاوز هيں جن ميں کوئي تاويل نهيں هوسکتي، اور وه لوگ بهي اپنے اس قول کو تاويل نهيں کهتے بلکه وه کهتے هيں که معاد عقلي کے سمجهنے کي عقل لوگوں میں عموماً نهيں هی اور اسليئے خلق کي اصلاح اسي ميں هی که لوگ حشر اجساد پر اعتقاد رکهيں، اور يهه بهي يقين کريں که جو کچهه هوتا هی خدا أسکو جانتا هی اور أنکا نگهبان هی، تاکه اِس اعتقاد سے أنکے دل ميں رغبت و ڈر پيدا هو، اور رسول خدا صلعم کو اسطرح پر سمجهانا جائز هی اور اگر کوئي شخص کسيکي بهلائي کے لئے خلاف واقع کوئي بات کهے تو وه کاذب نهيں هی — مگر اسطرح پر کهنا بالکل غلط هی کيونکه وه صريح جهوٹا کهنا هی، اور جو دليل بيان کي هی وه اسبات کا بيان هی که کيوں جهوٹ بولا هی، اور ايسي خصلات سے منصب نبوت ميں خلل لازم آتا هی، اور زنديق هونيکا پهلا درجه هی، اور اعتزال اور زندقه مطلق کے بيچ بيچ ميں هی، کيونکه معتزليوں کي دليليں فلسفيوں کي دليلوں کيطرح پرهيں،

بجز اسکے که معتزلي ایسے عذر کے سبب سے رسول پر کذب جایز نهیں رکهتے بلکه وہ ظاهري معنوں کي جهاں اُسکے برخلاف اُنکو بُرهان ملتي هی تاویل کردیتے هیں اور فلسفي جن چیزوں کي تاویل بعید یا قریب هوسکتي هی تاویل کردینا هی — زندیق مطلق اصل معاد کا عقلي هو یا حسي منکر هوتا هی اور صانع عالم کو بهي سرے سے نهیں مانتا — مگر معاد عقلي کا ثابت کرنا اور آلام و لذات حسي کا نه ماننا اور صانع کے وجود کا تسلیم کرنا اور اُسکے علم تفصیلي سے انکار کرنا وہ ایک مقید زندقه هی جسمیں ایک نوع تصدیق انبیاء کي پائي جاتي هی *

اسکے بعد امام صاحب لکهتے هیں که جس حدیث میں یهه آیا هی که" ستفترق امتي نیفا و سبعین فرقة کلهم في الجنة الاالزنادقة " توظاهرا اس حدیث سے امت محمدیه کا یهي فرقه مراد هی کیونکه حضرت نے امتي کا لفظ فرمایا هی اور جو شخص که حضرت کي نبوت کا قایل هي نهو اُسپر اُمتي کے لفظ کا اطلاق نهیں هوسکتا اور جو لوگ اصل معاد اور صانع کے منکر هیں وہ نبوت کے بهي قایل نهیں هیں بلکه وہ سمجهتے هیں که موت عدم محض کا نام هی اور عالم بنفسه بغیر صانع کے موجود هی اور همیشه چلا جاویگا اور نه خدا پر یقین کرتے هیں اور نه قیامت پر اور انبیاء کو دهوکا دینے والا بتاتے هیں ان پر تو اُمتي کا اطلاق هوهي نهیں سکتا پس اس اُمت کے زنادقه کا مصداق بجز اُنکے جنکا اُوپر ذکر هوا اور کوئي هوهي نهیں سکتا *

یهي مقام هی جهاں امام صاحب اپني تقلیدي و تعلومي و تربیتي بندشوں کو توڑ نهیں سکے اور اپنے کلام کے اختلاف کو بهي خیال میں نه رکهه سکے — اُنهوں نے فرمایا هی که جو شخص مهمات عقاید میں بغیر بُرهان قاطع تاویل کرے اُسکي تکفیر واجب هی اور اُسکي مثال حشر اجساد اور عقوبات کے ظاهري معنوں کے تاویل کي دي هی *

بُرهان قاطع کي اُنهوں نے اس مقام پر بهي شرط لگائي هی اور خود لکهه آئے هیں که بُرهان کو بُرهان قرار دینے میں بهت سے اسباب سے اِختلاف راے هوسکتا هی اور برهان کي غلطي کے سبب تکفیر نهیں چاهیئے - پس اب یهه سوال هی که گو امام صاحب کے نزدیک اعاده ارواح اجسام معدوم میں محال نهو مگر جس شخص کے نزدیک اُسکا محال هونا برهان سے ثابت هوا هو اور گو که برهان میں اُس سے غلطي هوئي هو اُسکي تکفیر کیوں واجب هی *

حشر اجساد پر بحث کرنے کو جو اُنهوں نے ضرر عظیم في الدین قرار دیا هی یهه بهي اُنکي غلطي هی بلکه بحث نکرنا اور اُسکو درجه تحقیق پر نه پهنچانا ضرر عظیم في الدین هی — دنیا میں ایسے لوگ هیں جو حشر اجساد و نعیم جنت و عذاب دوزخ پر جن لفظوں سے که وہ وارد هیں یقین رکهتے هیں وہ لوگ تو ضرور مباحثه سے خارج و غیر متعلق هیں انکے سوا دو قسم کے اور لوگ هیں ایک وہ جو مسلمان نهیں هیں اور خواہ اس ارادہ

سے کہ بعد تحقیق کے مسلمان ہوں یا اس ارادہ سے کہ مذہب اسلام کا مہمل و غلط ہونا ثابت کریں مباحثہ کرتے ہیں دوسرے وہ لوگ جو مسلمان ہیں اور بسبب شیوع علوم حکمیہ و تحقیقات علوم طبعیہ کے جو امام صاحب کے زمانہ سے اب بہت اعلی درجہ پر پہونچ گئی ہی اور حد استدلال سے خارج ہوکر مشاہدہ عیني کے درجہ تک ثابت ہوگئی ہی اور ایسي سہل و عام ہوگئي ہی کہ جن لوگوں کو امام صاحب عوام کہتے ہیں وہ بھي اُنکے عالم ہوگئے ہیں اور اُن مسلمانوں کے دل میں حشر اجساد اور آلم و لذایذ معاد کي نسبت شبہات پیدا ہوئے ہیں اور وہ اعادہ ارواح کو اجسام معدوم میں محال سمجھتے ہیں اور معاد میں الم ولذایذ کا ایسا ہي ہونا جیسا کہ دنیا میں الم و لذایذ ہوتے ہیں محال قرار دیتے ہیں پس اُنکے لیئے ان امور پر مباحثہ اور اُسکي حقیقت کو بیان کرنا نفع عظیم للدین ہی یا ضرر عظیم فی‌الدین — ایک کافر مسلمان ہونا چاہتا ہی بشرطیکہ اُسکو سمجھادو کہ اسلام میں حشر اجساد اور الم و لذایذ معاد کیونکر ہوسکتے ہیں — امام صاحب جواب دیتے ہیں کہ چُپ بحث مت کرو اُس سے ضرر عظیم فی‌الدین ہی جن لفظوں سے آیا ہی اُسي پر یقین کرو — سید احمد کہتا ہی کہ کوئي لفظ اسلام کا ایسا نہیں ہی جسپر بحث سے کچھہ اندیشہ ہو اور سچ میں یہي خوبي ہی کہ اُسکو بحث سے اندیشہ نہیں ' اِن دونوں میں کون شخص دین‌کو مُضرت پہونچا تا ہی اور کون منفعت *

ایک مسلمان اسلام کو ترک کرتا ہی اسلیئے کہ حشر اجساد اور الم ولذایذ معاد جو اسلام میں ہیں اُسکے نزدیک اُنکا مُحال ہونا ثابت ہوتا ہی امام صاحب فرماتے ہیں کہ خاموش ایسي باتوں سے ضرر عظیم دین میں ہوتا ہی' سید احمد اُسکي حقیقت اور ماہیت سمجھانے کو مستعد ہوتا ہی پھر اِن دونوں میں سے کون اِسلام کي حقانیت پر زیادہ یقین رکھتا ہی *

سب سے مشکل مثال جو اِمام صاحب نے اِس مقام پر دي ہی وہ نفي علم جزئیات کي ذات باري سے ہی میں یہہ نہیں کہتا کہ یہہ اعتقاد صحیح ہی نہ میں اس مقام پر اُسکي حقیقت بیان کرني چاهتا ہوں مگر میں یہہ پوچھتا ہوں کہ جن آیات و اخبار سے امام صاحب قرار دیتے ہیں کہ خدا کو علم جزئیات کا ہونا اُنسے علانیہ ظاهر ہی ایا وہ بھي اُنسے علانیہ ظاهر ہونے کا قایل ہی یا نہیں اگر ہی اور پھر اُس سے انکار کرتا ہی تو بلاشبہہ تکذیب رسول لازم آتي ہی اور اگر وہ قایل نہیں ہی اور اُن آیات و اخبار سے اُسکے نزدیک خدا کو علم جزئیات ہونا ظاهر نہیں ہی گوکہ وہ اُسمیں غلطي پر ہو تو اُسکي طرف تکذیب رسول کیونکر منسوب کي جاسکتي ہی *

اس سے بھي زیادہ سخت اُس شخص کي مثال ہی جو رسول کو ترغیبا و ترھیباً یہ سمجھہ لوگوں کے لیئے معاد عقلي کو' یا علم کلیات ذات باري کو' معاد جسماني کے پیرایہ اور

علم جزئیات کے طور پر بیان کرنا جایز قرار دینا هی' اور باوجود اسکے رسول کي طرف کذب کي نسبت نهیں کرتا گو اُسکا ایسا سمجھنا في نفسه غلط هو مگر اُسکي طرف کهونکر خلاف اُسکے قول و یقین کے تکذیب رسول کي نسبت کي جاسکتي هی ●

حدیث جو امام صاحب نے پیش کي هی جسکي اور جسکے مانند اور حدیثوں کے الفاظ نهایت مضطرب واقع هوئے هیں اول تو اُسکا ثبوت امام صاحب سے طلب کیا جاتا هی جسکو وہ مهیا نکرسکیں گے اور اگر اُنہوں نے کیا بهي تو خبر احاد سے زیادہ رتبہ اُسکا نهوگا — اور پھر اُسمیں جو لفظ زنادقہ کا واقع هوا هی اُس سے مراد صرف امام صاحب کے خیال پر اور امتي کے لفظ سے استدلال کرنے پر جو امت دعوت اور امت اجابت دونوں پر اطلاق هوسکتا هی مبني هوگي اور ایسي ضعیف و مهمل وقیاسي بلکہ وهمي استدلال پر ایک شخص کو جو لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھتا هی اور کہتا هی کہ الحشر حق و علم اللہ حق و ما جاء بہ رسول اللہ صلعم حق وان اختلف في موادہ کافر کهدیا جاویگا " وماهذاالا اثر من اثار التقلید ورجحان الطبعیة الی مابہ التانس من التعلیم دون التنقید " ●

اصل یہہ هی کہ جس شخص نے لاالہ الااللہ پر یقین کیا اُسنے ذات باري کو جامع جمیع صفات وبري جمیع نقصانات سے یقین کیا هی ' اور جس شخص نے محمد رسول اللہ پر یقین کیا اُسنے اُنکو نبي صادق تسلیم کیا هی اور ماجاءبہ کو حق مانا هی پس اُسکے کسي قول سے اپنے قیاس کے مطابق ایک امر کا استنباط کرنا اور کہنا کہ اس سے تکذیب رسول لازم اتي هی تفسیر القول بمالا یرضي بہ قایلہ هی اور اُس تفسیر سے جسکو خود قایل قبول نهیں کرتا اُسکي تکفیر بہت بڑي غلطي اور ناداني هی — ممکن هی کہ اُسکي تمام تاویلوں کو اور تمام دلایل و براهین کو ظن و وهم وسفسطہ کہا جاوے مگر اُسکو کافر نهیں کہا جاسکتا پس کسي کلمہ گو کو کافر کہنا سخت گمراهي هی' لانکفر اهل القبلة' صحیح اور ٹهیک مذهب هی ●

اسکے بعد امام صاحب نے تکفیر کے معاملہ میں ایک وصیت کي هی اور ایک قانون بتایا هی — وصیت تو یہہ هی کہ جہاں تک هوسکے اهل قبلہ کي تکفیر سے زبان بند رکھي جاوے جب تک کہ وہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے قایل هوں " غیر مناقضین لها " مگر هم اس اخیر فقرہ پر چند لفظ اضافہ کرتے هیں کہ ' غیر مناقضین لها في زعمهم لافي زعم غیر هم ' مناقضت کے معني امام صاحب نے تکذیب رسول کے بتلائے هیں خواہ وہ تکذیب کسي عذر کے سبب سے هو یا بغیر عذر کے ' اسلیئے همنے یہہ قید بڑهائي کہ وہ سمجھتے هوں کہ اسمیں تکذیب رسول هوتي هی اور اگر اُنکا یہہ یقین هو کہ اُسمیں تکذیب رسول نهیں هی تو اُنکي تکفیر نهیں هوسکتي ●

قانون تکفیر امام صاحب یہہ بتلاتے هیں کہ جن باتوں میں غور و فکر کي ضرورت هوتي هی وہ دو قسم هیں — ایک تو اصول عقاید سے متعلق هیں — اور دوسري فروع سے — اور

اصول ایمان کے تین هیں " ایمان بالله و برسوله وباليوم الاخر " اور اُسکے سوا سب فروع هیں — امامت کے معامله کو بهي اُنهوں نے فروع میں داخل کیا هی اور لکها هی که اُسکا انکار کوئي چيز نهیں هی ابن کیسان اصل وجوب امامت کے منکر تهے اُنکي تکفیر نهیں هوسکتي اور وه لوگ بهي جو امامت کو جزو ایمان قرار دیتے هیں التفات کے لایق نهیں هیں — لیکن اگر فروعات هي میں کوئي شخص ایسي بات کهی جس سے تکذیب رسول لازم آتي هو تو تکفیر لازم هی — اِسکي دو مثالیں اُنهوں نے دي هیں — پهلي مثال یهه هی که اگر کوئي شخص کهے که خانه کعبه جو مکه میں هی وه کعبه نهیں هی جسکے حج کا خدا نے حکم دیا هی تو یهه کهنا کفر هی کیونکه بتواتر رسول خدا صلعم سے اُسکے قول کے برخلاف ثابت هوا هی اور اگر وه اُسپر رسول کي شهادت هونے سے انکار کرے تو اُسکا انکار کچهه مفید نهیں هی بشرطیکه وه نو مسلم نهو اور اُسکے نزدیک اُسکے ثبوت پر تواتر نهوا هو ●

دوسري مثال اُنهوں نے حضرت عایشه پر بهتان کي دي هی باوجودیکه اُس بهتان کے غلط هونے پر قرآن نازل هوچکا هی تو ایسا شخص بهي کافر هی کیوں که یهه ایسي باتیں هیں که تکذیب اور انکار تواتر اُنکو لازم هی — اور جو چیز که تواتر سے ثابت هوتي هی اُس سے انسان زبان سے تو انکار کرتا هی مگر اُسکا یقین دل سے دور نهیں کرسکتا — هاں یهه بات هی که جو چیز خبر احاد سے ثابت هوئي هی اُسکے انکار سے تکفیر لازم نهیں هی — اور جو چیز که اجماع سے ثابت هوئي هی اُسکے انکار سے تکفیر کرنے میں تامل هی کیونکه یهه مسئله که اجماع حجة هی مختلف فیه هی *

جس زمانه میں که امام غزالي صاحب تهے اُس زمانه کے اور اُسکے بعد کے زمانه کے لوگوں پر یهه افت چهائي تهي که لوگوں کے اقوال پر کفر کے فتوے دیتے تهے اور اُنکے اقوال کا مطلب خود قرار دے لیتے تهے جو درحقیقت اُس قول کے قایل کا وه مطلب نهیں هوتا تها — یهي افت همارے زمانه کے لوگوں پر بهي هی اسي افت کا نتیجه هی که لوگوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلاني' حضرت امام محي الدین ابن العربي' حضرت شیخ احمد سرهندي' اور اور بزرگ مسلمانوں کے اور خود امام غزالي کي تکفیر کے فتوے دیئے هیں اُسي تقلید میں امام غزالي بهي پهنسے هوئے هیں اور لوگوں کے اقوال کے الفاظ لیکر اور اُنکا مطلب خود قرار دیکر تکفیر کو لازم قرار دیتے هیں — کسی شخص کے قول پر گو ظاهر میں وه کیسا هي صریح هو جب تک که خود قایل سے نه پوچها جاوے که اس قول سے تیرا مطلب کیا هی ایا تو تکذیب رسول کرتا هی ؟ اُسوقت تک اُسپر کفر کا فتویٰ نهیں دیا جاسکتا — یهي مثالیں جو امام صاحب نے فرمائي هیں اور جنکي نسبت اُنهوں نے یقین کرلیا هی که تکذیب شهادت رسول اور قرآن هی اسي میں اُنهوں نے کسقدر غلطي کي هی — اب فرض کرو که جو شخص یهه کهتا هی که خانه کعبه جو مکه میں هی وه کعبه نهیں هی جسکے حج کا قرآن میں حکم هی '

وہ طلب کیا گیا اور اُس سے پوچھا گیا کہ اس قول سے تیرا مطلب کیا ھی ' اُس نے جواب دیا کہ میرا مطلب یہہ ھی کہ جو خانہ کعبہ آنحضرت صلعم کے وقت میں تھا وہ نہیں رھا عبداللہ ابن زبیر کے وقت میں جل گیا پھر جب ابن زبیر نے بنایا اُسکو حجاج نے ڈھا دیا اب یہہ خانہ کعبہ وہ نہیں ھی — پس اگر وہ اپنے قول کا یہہ مطلب بیان کرے تو اُسکے قول سے انکار شہادت رسول جس پر بناے تکفیر امام صاحب نے قایم کی ھی لازم نہیں آتي' پھر کسطرح مجرد قول پر امام صاحب تکفیر کو لازم ٹھہراتے ھیں — دوسري مثال میں اگر وہ مجرم یہہ بیان کرے کہ آیات قرآني حضرت عایشہ صدیقہ کے حق میں نازل نہیں ھوئیں گو کہ وہ اُسمیں غلطي پر ھو مگر اُس پر الزام انکار قرآن کیونکر لازم آتاھی *

ایک مجلس علماء میں جناب مولوي اسمعیل صاحب مرحوم کي تکفیر کي نسبت گفتگو ھورھي تھي' ایک صاحب نے اُنکي کتاب تقویۃالایمان کے چند مقام پڑھے اور فرمایا کہ اس سے تحقیر و اھانت رسول لازم آتي ھی' میں نے عرض کیا کہ لازم آتي ھی یا اُنھوں نے کي ھی ' مولانا نے فرمایا جبکہ الفاظ اھانت پر دال ھیں تو قایل نے اھانت کي ھی' اُنکي مدلولات سے عدول کي کوئي وجہہ نہیں — میں نے عرض کیا کہ وجہہ تو ھی کہ قایل اِن الفاظ کا محمد رسول اللہ کا قایل ھی جسکي تصدیق تحقیر و اھانت کے منافي ھی' پس قایل نے تو یقیني تحقیر و اھانت نہیں کي مگر آپ اُس سے لازم گردانتے ھیں و ھذا فعلکم لیس فعل القایل – جو شخص کہ لاالہ الااللہ و محمد رسول اللہ کي تصدیق کرتا ھی اُسکے کسي قول سے انکار شہادت رسول یا انکار قرآن یا تکذیب رسول قرار دینا نہایت جہالت و محض ناداني ھی *

اسکے بعد امام صاحب اُن تین اصولوں کا ذکر کرتے ھیں اور فرماتے ھیں کہ جس میں في نفسہ تاویل نہیں ھوسکتي اور جو بتواتر منقول ھی اور اُسکے خلاف پر برھان کا قایم ھونا متصور نہیں ھی اُسکي مخالفت محض تکذیب ھی' جسکي مثال ھمنے حشر اجساد و جنت و نار و علم جزئیات باري کي دي ھی *

مگر یہہ فیصلہ امام صاحب کا بھي صحیح نہیں ھی' اسلیئے کہ في نفسہ تاویل کا نہوسکنا اور بتواتر منقول ماننا اور اُسکے برخلاف برھان کا قایم نہوسکنا اختلاف راے پر مبني ھی — ممکن ھی کہ امام صاحب کے نزدیک کوئي امر ایسا ھو جسمیں في نفسہ تاویل نہوسکتي ھو دوسرے کے نزدیک ایسا نہو ' اُنکے نزدیک ایک امر بتواتر نقل ثابت ھو دوسرے کے نزدیک نہو' اُنکے نزدیک ایک امر کے برخلاف برھان کا قایم ھونا متصور نہو دوسرے کے نزدیک ھو' پس کسطرح یک فریق دوسرے فریق کي تکفیر کرسکتا ھی *

اسکے بعد امام صاحب ارقام فرماتے ھیں کہ جسمیں تاویل کا احتمال ھی گو کہ مجاز بعید سے ھو تو اُسکي برھان پر نظر ڈالني چاھیئے' اگر وہ برھان قاطع ھو تو اُسکو ماننا چاھیئے

(یہاں بھي نہیں فرمایا کہ کسکے نزدیک) ' لیکن اگر عوام میں بیان کرنے سے اُنکي کم فہمي کے سبب ضرر کا احتمال ھو تو اُسکا بیان کرنا بدعت ھی' (لیکن اگر عوام ھي کے دلمیں وہ شبہات ھوں تو کیا کرنا چاھیئے ؟) ' اور اگر برھان قاطع نہو اور دین میں ضرر نہو جیسیکہ معتزلي کا خدا کے دیدار سے انکار کرنا تو وہ بدعت ھی اور کفر نہیں ھی' اور اگر اُسمیں ضرر ھو تو وہ اجتہاد کي محتاج ھی' ممکن ھی کہ تکفیر کي جاوے اور ممکن ھی کہ نکیجاوے' اور اسي قسم سے اُن صوفیہ کا حال ھی جو یہہ دعوی کرتے ھیں کہ اُنمیں اور خدا میں ایسا درجہ تقرب پہونچ گیا ھی کہ نماز کا حکم اُنپر سے ساقط ھوگیا ھی' اور مسکرات اور گناہ کي باتیں اور بادشاہ کا مال مار لینا اُنکو حلال ھوگیا ھی' تو کچھہ شک نہیں ھی کہ ایسا شخص قتل کرڈالا جاوے ' اگرچہ اُسکي نسبت خلودفي النار کے فتوی دینے میں تامل ھی ' ایسے شخص کا مارنا سو کافروں کے قتل سے بہتر ھی' کیونکہ ایسے شخص سے بہ نسبت کافر کے ضرر في الدین زیادہ ھی *

اسمقام پر تو امام صاحب نے اپني تمام فضیلت اور امامت کو ڈبودیا اور محض جاھلوں اور متعصبوں کي سي باتیں لکھي ھیں — خدا نے تو قتل انسان کي صرف تصاص میں یا مقاتلہ کي لڑائي میں اجازت دي ھی' امام صاحب نے کہاں سے اُنکے قتل کا حکم نکال لیا ھی — ممکن ھی کہ ایسے صوفي کو جسکا ذکر امام صاحب نے کیا ھی (اگر کوئي ھو) تو مجنون و مرفوع القلم تصور کیا جاوے یا پاگل خانہ میں بھیجدیا جاوے' قتل چہ معني دارد *

اسکے بعد امام صاحب ایک قاعدہ بیان فرماتے ھیں اور گویا ھمارے شبہات کا جو ھمنے اُوپر بیان کیئے ھیں جواب ھی' اور ھم نہایت دل سے اُسپر متوجہہ ھوتے ھیں ' وہ فرماتے ھیں کہ بعضي دفعہ کوئي شخص نص متواتر سے مخالفت کرتا ھی اور یہہ گمان کرتا ھی کہ میں تاویل کرتا ھوں ' لیکن جو تاویل کہ وہ کرتا ھی وہ زبان عرب میں نہیں ھی نہ بطور تاویل قریب کے نہ تاویل بعید کے' اور ایسي تاویل کفر ھی' اگرچہ تاویل کرنے والا سمجھے کہ میں تاویل کرتا ھوں' اور اسکي مثال صوفیہ باطنیہ کا یہہ کلام ھی کہ اللہ واحد ھی اس معني کر کہ وحدۃ کو دیتا ھی اور پیدا کرتا ھی' اور عالم ھی اس معني کر کہ علم کو دیتا ھی اور دوسرے میں پیدا کرتا ھی' اور موجود ھی اس معني کر کہ اُسکے سوا بھي موجود ھیں' اور یہہ معني کہ في نفسہ واحد اور موجود اور عالم کے اوصاف سے موصوف ھی نہیں ھیں' اور یہہ صریح کفر ھی' کیونکہ لغت و کلام عرب میں ان لفظوں سے یہہ معني نہیں لیئے جاسکتے' پس حقیقت میں یہہ تکذیب ھی نہ تاویل *

ھمکو اِس بات سے اِس مقام پر بحث نہیں ھی کہ یہہ تاویل صوفیہ کي صحیح ھي یا نہیں' بلکہ امام صاحب نے جو فتواے کفر دیا ھی اُس سے بحث ھی — کفر کے فتوے کي بنیاد اُنہوں نے صرف اِس بات پر رکھي ھی کہ لغت و کلام عرب میں اِن لفظوں کے یہہ معني نہیں

هوسکتے - مگر وہ اِس بات کو بھول گئے هیں که جو لغات عرب بطور نقل هم تک پهونچے هیں وہ خود ظني هیں اور فراء وسیبویه وغیرہ کي نقل سے پهونچے هیں ' جسکي بحث مستوعب قاضي ابوالولید سے همنے اپني تفسیر میں نقل کي هی ' پس ایسے امور ظني پر تکفیر ایسے شخص کي جو لااله الاالله محمد رسول‌الله کهتا هی کیونکر کیجاسکتي هی ' بلاشبهه کهاجاسکتا هی که اُسکا قول غلط هی ' جو تاویل وہ کرتا هی اُسکے مساعد لغت عرب پایا نهیں گیا ' مگر تکفیر کا حکم کیوں کر هوسکتا هی ●

اسکے بعد امام صاحب ارقام فرماتے هیں که تکفیر کرنے میں چند باتوں کو دیکهنا چاهیئے — اول یهه که جس نص شرعي کے ظاهري معني چهوڑے گئے هیں اُسمیں تاویل هوسکتي هی یا نهیں (کس کے نزدیک امام صاحب کے یا تاویل کرنے والے کے ؟) اور اگر تاویل هوسکتي هی تو وہ تاویل قریب هی یا بعید — اس بات کا جاننا که کس میں تاویل هوسکتي هی اور کس میں نهیں هوسکتي آسان نهیں هی ' اُسمیں بجز اُسکے جو لغت عرب اور اُصول لغت کا ماهر هو اور عرب کے استعارات اور مجازات کے استعمال کو اور مثالوں کے طریقوں کو جانتا هو اَوْر کسیکو نه پڑنا چاهیئے ●

دوسرے یهه که — جو نص که چهوڑي گئي هی وہ تواتر سے ثابت تهي یا احاد سے یا اجماع مجرّد سے ' اور اگر تواتر سے ثابت تهي تو شروط تواتر اُسمیں تهیں یا نهیں ' اور تواتر وہ هی جسمیں شک کرنا ممکن نهو جیسےکه انبیاء کا هونا اور مشهور شهروں کا هونا ●

مگر تواتر کے جو معني بیان کیئے جاتے هیں اور جو مثالیں دي جاتي هیں اُنمیں کسیقدر تسامح هوتا هی ' امام صاحب نے بهي اُس تسامح کو رفع نهیں کیا - تواتر دو قسم پر منقسم هوسکتا هی ' ایک تواتر عام اور ایک تواتر خاص - تواتر عام وہ هی که اُسکا متواتر هونا کسي فرقه یا قوم یا مذهب پر منحصر نهو ' جیسے وجود بلاد مشهورہ کا یا کسي شخص کا بحیثیت اُسکے هونے کے — اور تواتر خاص وہ هی جو کسي فرقه خاص سے متعلق هو جیسے کسي شخص کا نبي هونا یا قرآن کا قرآن هونا — پس جو لوگ که تواتر سے استدلال کرتے هیں وہ یهه نهیں کرسکتے که اپنے فرقه کے تواتر کو تواتر تسلیم کریں اور دوسرے فرقه میں جو بات تواتر سے ثابت هوئي هی اُس سے انکار کریں ' پس تواتر خاص فرقه خاص کے لیئے دلیل هوسکتي هی نه عام کے لیئے ●

پهر امام صاحب لکهتے هیں که اجماع کو جاننا سب سے زیادہ مشکل هی کیونکه اُسکي شرط یهه هی که اهل حل وعقد (جنکے معني امام صاحب نے کچهه نهیں بتائے) ایک جگهه جمع هوکر ایک بات پر صریح الفاظ سے اتفاق کریں اور پهر اُسي پر قایم رهیں اور تمام اقطار ارض سے اُسي پر الفاظ صریح میں فتوی هوجاویں اس درجه تک که اُس کے بعد اُس سے اختلاف ممتنع هوجاوے ' اسکے بعد یهه دیکهنا هی که جو شخص ان تمام باتوں کے بعد اُس سے اختلاف کرے تو اُسکي تکفیر کي جاوے یا نهیں ●

اگرچہ ایسے اجماع کا ثبوت جسکا ذکر امام صاحب نے کیا ھی نہایت مشکل قریب ناممکن کے ھی ' لیکن اس درجہ کا اجماع بھی جبکہ اجماع اول کے بعد اجماع ثانی برخلاف اسکے ناجایز نہیں ھوسکتا، تو درحقیقت اجماع فی نفسہ کوئی حجت نہیں ھی اور نہ اُس سے کوئی مسئلہ شرعی قایم یا پیدا ھوسکتا ھی *

اجماع مجموعہ ارا کا نام ھی اور جبکہ اُسکی افراد میں غلطی ھونے کا احتمال ھی تو اُسکا مجموعہ احتمال غلطی سے خالی نہیں ھوسکتا ' اور جبکہ اجماع اول کے برخلاف اجماع ثانی ھوسکتا ھی تو اول اختلاف کرنے والا کوئی ایک فرد ھوگا اور اس سے فرد واحد کو اختلاف کرنا جایز ھوجاتا ھی ' اور اجماع کا حجت ھونا قایم نہیں رہ سکتا ' فافہم ' *

تیسری بات امام صاحب یہہ لکھتے ھیں کہ اُس تاویل کرنے والے کی نسبت دیکھنا چاھیئے کہ اُسکے نزدیک بھی اُس امر میں تواتر ھی یا اُسکو تواتر کا ھونا معلوم ھوا ھی یا نہیں ' اگر نہیں تو اجماع کی مخالفت کرنے والا جاھل و خاطی ھی نہ تکذیب کرنے والا ' پس اُسکی تکفیر نہیں ھوسکتی *

چوتھی بات یہہ ھی کہ اُس برھان پر غور کی جاوے جسکے سبب سے وہ ظاھری معنوں کی تاویل کرنی چاھتا ھی ' اگر برھان قاطع ھو (اسکا فیصلہ کون کرے ؟) تو تاویل کی اجازت دی جاوے اگرچہ تاویل بعیدھی کیوں نہو ' اور اگر قاطع نہو تو بجز تاویل قریب کے اجازت ندی جاوے *

پانچویں یہہ بات ھی کہ اُسکی بات پر غور کی جاوے ' اگر وہ ایسی بات کہتا ھو کہ جس سے ضرر عظیم دین میں نہوتا ھو بلکہ محض لغو و صریح البطلان ھو تو بھی تکفیر نکی جاوے *

یہہ تمام امور جو امام صاحب نے بیان کیئے ھیں بودی بودی باتوں پر مبنی ھیں ' تکفیر کرنی یا نکرنی اس لایق نہیں ھی جسکی بنیاد ایسی باتوں پر مبنی ھو ' بلکہ اُسکی بنیاد نہایت صریح اور مستحکم امور پر ھونی لازم ھی ' اور وہ امر یا بالتصریح اقرار وحدانیت و تصدیق رسالت ھی یا انکار *

اسکے بعد امام صاحب نے لکھا ھی کہ متکلمین کا یہہ کہنا کہ جو لوگ عقاید شرعیہ کو معہ دلایل کے نہیں جانتے وہ کافر ھیں اُنکا یہہ کہنا محض غلط ھی ' بلکہ جو لوگ اس قسم کی دلیلوں اور بحثوں کو نہیں جانتے اُنکا ایمان اور یقین زیادہ مستحکم ھوتا ھی ھاں اسقدر صحیح ھی کہ دلایل مذھب پر اُس شخص کو جو ایمان پر مستحکم ھی اور اوروںکا شبہہ مٹانا اور لوگونکو گمراھی سے بچانا چاھتا ھی غور کرنا فرض کفایہ ھی' اور خود مشکک کو شبہہ مٹا لینا فرض عین ھی ' جبکہ بغیر دلایل کے اور کسیطرح اُسکا شبہہ دلیل سے نہ مٹ سکے *

پھر وہ لکھتے ھیں کہ خدا کي رحمت بہت وسیع ھی اور تمام امت محمدیہ کو شامل ھوگي بلکہ اکثر امم سابقہ بھي انشاءالله تعالی رحمت سے محروم نرھینگي گو کہ ایک لحظہ یا ایک ساعت یا کسیقدر مدت کے لیئے آگ میں ڈالي جاویں — بلکہ وہ کہتے ھیں کہ ھمارے زمانہ کے اکثر روم کے عیسائي اور ترک جو ملک روم اور ترک کي انتہا پر رھتے ھیں' اور اُن تک آنحضرت صلعم کي دعوت اسلام نہیں پہونچي' وہ بھي انشاءالله تعالی رحمت خدا میں شامل ھونگے — وہ لوگ تین قسم کے ھیں — ایک تو وہ ھیں جنھوں نے محمد صلعم کا نام تک نہیں سنا وہ تو معذور ھیں — دوسرے وہ ھیں جنھوں نے آنحضرت صلعم کا نام اور آنحضرت کي تعریف اور آنحضرت کے معجزات کا حال سنا ھی اور بلاد اسلام کے قریب رھتے ھیں اور مسلمانوں سے ملتے ھیں وہ کافر ھیں جو ھمیشہ دوزخ میں رھینگے — تیسرے وہ لوگ ھیں جو ان دونوں درجوں کے بیچ میں ھیں ' اُنھوں نے آنحضرت صلعم کا نام تو سنا ھی مگر انحضرت کے اوصاف نہیں سنے بلکہ بچپن سے یہي سنا ھی کہ ایک جھوٹا مکار شخص جسکا نام † تھا پیدا ھوا تھا اور اُسنے دعوی نبوت کیا تھا ' جسطرح کہ ھمارے بچے ابن مقنع کا نام سنتے ھیں کہ اُسنے جھوٹا دعوی نبوت کا کیا تھا — تو یہہ لوگ قسم اول میں (امام صاحب کے نزدیک) داخل ھیں (یعني معذور ھیں) *

اسکے بعد امام صاحب اس فرقہ کا ذکر کرتے ھیں جو مخلد فی النار ھوگا اور کہتے ھیں کہ اس امت سے تو وھي ایک فرقہ مخلد في النار ھوگا جسنے تکذیب رسول کي ھی' یا رسول الله کو بمصلحت جھوٹ بات کہني جایز قرار دي ھی' اور باقي لوگوں میں سے جو مختلف اقوام و مذاھب کے ھیں اُس فرقہ کو مخلد في النار تجویز کیا ھی جسنے آنحضرت صلعم کا نبي مبعوث ھونا اور آپ کے اوصاف اور معجزات اور خارق عادات مثل معجزہ شق قمر اور سنگریزوں کے سبحان الله پڑھنے کے' اور حضرت کي انگلیوں سے پاني بہہ نکلنے کے ' اور قرآن کے معجزہ کے جسکي مانند اھل فصاحت کہنے سے عاجز ھوگئے' بتواتر سنا ھی اور اُسپر متوجہہ نہیں ھوا تو وہ فرقہ کافر مخلد فی النار ھی ' مگر فرماتے ھیں کہ اُسمیں اکثر اھل روم اور ترک جو بلاد اسلام سے نہایت دور رھتے ھیں داخل نہیں ھیں — اور جو شخص ان باتوں کو سنکر تحقیق و دریافت میں بخوبي متوجہہ ھوا اور قبل تمام ھونے تحقیق کے مرگیا تو وہ بھي مغفور اور رحمت الله علیہ میں داخل ھی *

اس مقام پر امام صاحب نے نہایت ملا پن برتا ھی اور عام ملاؤنؤکي سي باتیں کي ھیں' جنکو دوزخي بنایا ھی اُنمیں بھي غلطي کي ھی اور جنکو بہشتي قرار دیا ھی اُنمیں بھي غلطي کي ھی — جن معجزات کا اُنھوں نے ذکر کیا ھی اول تو اُنکا خود اھل اسلام میں

---

† امام صاحب نے تو صاف کذابا مُلبساً کے بعد آنحضرت کا نام لکھدیا ھی مگر ھمنے ادباً نام نہیں لکھا *

بتواتر ثابت هونا ثابت کیا هوتا — پهر دوسرے مذهب والے کے نزدیک اُنکے بتواتر ثابت هونیکے طریقہ کو بتایا هوتا — پهر معجزہ فصاحت قرآن مجید کو اُن اقوام پر جنکي اصلي زبان عربي نهیں هی حجت هونا ثابت کیا هوتا ' تب شاید ایک حصہ اُنکي دلیل کا صحیح هوسکتا تها — اهل روم و ترک کے فرقہ اول و سویم کو جس دلیل سے بهشت میں داخل کیا هی اُسکي کوئي وجہہ ثبوت دي هوتي تاکہ معلوم هوتا کہ کس کنجي سے اُنکے لیئے بهشت کے دروازہ کا قفل کهولا هی ' هم اُنکي اس تمام تقریر کو بودا اور محض نکما سمجهتے هیں *

همارے نزدیک خدا نے تمام جن و انس کو یعني تمام انسانوں کو وحشي هوں یا شهري جاهل هوں یا عالم مهذب هوں یا نا مهذب لاالہ‌الاالله پر ایمان لانیکو مکلف کیا هی اور خلود في‌النار صرف شرک حقیقي پر منحصر کیا هی ' اور اُسکا سبب یعني وجہہ مکلف هونے کي هرایک انسان میں از روے فطرت کے ودیعت کي هی جسکو هم عقل سے تعبیر کرتے هیں اور همارے پرانے مقنن نے شجرة‌العلم سے اُسکو تعبیر کیا هی ' مگر یہہ ودیعت هرایک کو مساوي ودیعت نهیں هوئي اور اسي لیئے هرایک کے لیئے مکلف هونیکے درجات بهي مختلف هیں ' ایک گروہ وہ هی جسکے پاس یہہ ودیعت اسقدر قلیل هی یا قلیل هوجاتي هی جو مکلف هونے سے بري اور مرفوع القلم هونے میں داخل هوجاتے هیں ' اور انکے سوا وہ هیں جو بمقدار اُس ودیعت کے مکلف هونیکے درجات میں داخل رهتي هیں *

تمام انسانوں کے حالات پر غور کرنے سے جو ابتک معلوم هوئے هیں ایسا ثابت هوتا هی کہ ان سب میں خدا نے ایک قوت رکهي هی جو اپني فطرت سے اور اُن چیزوں کے اثر سے جو اُنکے گرد پیش هیں اور اُن واقعات سے جو اُن پر گذرتے هیں ایک قوي اور سب سے برتر وجود کے وجود کا خیال اُنکے دلمیں پیدا هوتا هی ' اور اپني بهلائي و برائي اُس کے هاتهہ میں سمجهتے هیں *

اس لا معلوم وجود کے قرار دینے میں بهي درجات انسانوں کے از روے فطرت کے مختلف هوتے هیں ' ایک گروہ ایسا هوتا هی کہ اُس لا معلوم وجود کے خیال کے سوا اور کچهہ اُنکي سمجهہ میں نهیں آتا ' اور اسلیئے وہ کسي اپنے سے اعلی شخص کي بغیر اپنے اجتهاد و سمجهہ کي متابعت کرتے هیں ' اور وہ ایسا کرنے میں مجبور هیں ' کیونکہ اُنکي سمجهہ اُس لا معلوم وجود کے اپني فهم و فراست اور اجتهاد سے قرار دینے یا مختلف راے کے اشخاص کي رایوں میں تمیز کرنے سے فطرتاً معذور هی ' اور آیندہ کي نسلیں جنکي خلقت فطرتاً اسي حد تک کي هی اُسي طریقہ میں اپني زندگي بسر کرتي جاتي هیں جسمیں اُنهوں نے اپني پیشینیوں کو پایا تها ' میں کچهہ شک نهیں کرتا کہ خدا کي رحمت انشاءالله تعالی اُن کے حال پر ضرور شامل هوگي اور جسقدر کہ فطرت نے اُنکو دیا هی اُس سے زیادہ کا محصول اُنسے طلب نکیا جاویگا *

ایک گروہ ایسا هی جو خود اپني فہم و فراست و اجتہاد سے اُس لا معلوم وجود پر پے نہیں لے جاسکتا ' مگر اُسمیں فطرتا ایسا امر ودیعت هوا هی که وہ دوسرے کے سمجھا نے اور بتانے سے اُس لا معلوم وجود کیطرف پے لیجاسکتے هیں اور مختلف راے کے اشخاص کي راہوں کو جو اُس لا معلوم وجود کي نسبت هوں تمیز کرسکتے هیں ' یہہ قوت اکثر خارجي اسباب سے جیسے کسي فرقه میں پیدا هونے اور اُنهي میں پرورش پانے اور بچ پن سے اُنهي خیالات کے سچ سمجھنے یا باهمي معاشرت کے اثر یا اشخاص خاص کے اعتقاد علو سے دب جاتي هی مگر معدوم نہیں هوتي — یہہ فرقه بلاشبہه ایسا هی که اگر اُنمیں کوئي ایسا شخص جو اُس لا معلوم وجود کو بتاوے پیدا نہوا هو اور نه کسي نے اُنکو اُس لا معلوم هستي کو بتایا هو تو میں کچھہ شبہه نہیں کرتا که خدا کي رحمت انشاالله تعالی اُنکے حال پر بهي شامل هوگي ●

مگر یہہ بات تسلیم نہیں کي جاسکتي که ایسے لوگوں میں کوئي شخص اُس لامعلوم وجود کا بتانے والا پیدا نہوا هو یا کسي نے نه بتایا هو ' اگر خدا نے اُنکو ایمان بالله پر مکلف کیا هی اور فطرت ایسي دي هی که بغیر کسي کے سمجھائے وہ اُسپر ایمان نہیں لاسکتے تو ضرور هی که اُن میں کوئي اُس بات کا سمجھانے والا بهي هوا هو اور مناسب اوقات میں اُس سمجھانے والے کي تعلیم کو یاد دلانے والے بهي هوتے رهے هوں — اسکا ثبوت مذهبي و تاریخي تحقیقات سے پایا جاتا هی ' خدا نے فرمایا هی که " لکل قوم هاد " اور تاریخي تحقیقات سے ثابت هی که هر قوم میں کوئي نکوئي رفارمر یا پیغمبر گذرا هی جس کي تعلیم کي بنیاد وحدانیت ذات باري پر قایم هوئي هی ' گوکه بعد کو لوگوں نے اُس ذات واحد کے ماسوا کي پرستش اختیار کي هو ' اور کسي دوسري شی میں الوهیت کا یقین کیا هو جو شرک حقیقي کے لوازم ذاتي میں سے هی ' تو ایسے فرقے کو میں خدا کي رحمت میں باوجودیکه اُسکے بے انتہا وسیع هونیکا مجھے یقین هی داخل نہیں کرسکتا ●

انهي لوگوں میں وہ لوگ بهي داخل هیں جنکي قوت مدرکه بچ پن سے اور ابتداے عمر سے ایسي تعلیم و تربیت کے بوجهه میں دب گئي هی ' یا معاشرت کي بندشوں میں بندهگئي هی ' جو ایمان بالله اور اُسکي توحید في الذات و في الصفات و في العبادت کے منافي هی ' اور اُسکے سبب سے اُنکے دل میں اُس لامعلوم وجود کے بتانے والے کي یا اُسکے یاد دلانے والے کي بات نہیں سماتي یا سماتي هی پر مانی نہیں جاتي ' یا لاعلمي و ناسمجھي کے سہارے اُسکے سمجھنے کي اور جو سمجھے هیں اُسکے بوجهه نے کي اور جو کرتے هیں اُسکے کہئے جانے کي معذرت کیجاتي هی ' بلاشبہه وہ قوت اُن اسباب سے ضعیف هوگئي هی پر معدوم نہیں هوئي ' اور اُنمیں فطرت نے ایک ایسي قوت دي هی جو اُس بوجهه کو اُٹها سکتي هی اور اُن بندشوں کو توڑ سکتي هی ' اور اُس قوت مدرکه کو اُس لا معلوم وجود بتانے والے یا اُسکي یاد دلانے والے کي بات کے سمجھنے کے لایق کرسکتي هی — پس اس فرقه کو بهي میں خدا

کي رحمت میں باوجود اُسکے بے انتہا وسیع ہونے کے جگہہ نہیں دے سکتا ' شاید خداکي رحمت اس سے بھي وسیع ہو اور اُنکو جگہہ ندینا صرف میري ہي کم ظرفي ہو ٭

ایک گروہ گو اُسکي تعداد کتني ہي قلیل ہو ایسا ہوتا ہی کہ خود اپنے فہم و فراست اور اجتہاد سے اُس لامعلوم وجود پر پہ لیجاسکتا ہی ' اور کوئي منزل مقصود تک پہونچتا ہی کوئي رستہ میں رہ جاتا ہی ' اور کوئي رستہ بھول جاتا ہی — مگر اِن پچھلے دونوں فرقوں میں وہ امر جس سے وہ اُس اول فرقہ والے کي بات کو سمجھہ سکیں اور اپنے خیالات سے اُسکا مقابلہ کریں ضرور موجود ہوتي ہی' پس ایسا نکرنے سے وہ خود اپنے تئیں خدا کي رحمت سے دور رکھنا اور اُسکي وسعت کو تنگ کرنا چاھتے ہیں' مگر پہلا فرقہ مفجتہدھار خدا کي رحمت میں غریق ہونے والا ہی — اسي فرقہ کے اعلی درجہ کے لوگ وہ ہیں جنکو فہم و فراست و اجتہاد کے سوا ایک اَور چیز عنایت ہوتي ہی جسکو جبرئیل امین یا ملکہ نبوت سے تعبیر کیا جاتا ہی اور یہہ وہي لوگ ہیں جو دنیا میں انبیاء ہوئے ہیں — ان دونوں میں فرق یہہ ہی کہ اُنکو جوکچھہ حاصل ہوا ہی وہ کسبي ہی اور انبیاء کو وھبي ' بغیر اُس فن کے حاصل کیئے اُس فن میں کامل ہوتے ہیں' خود اُنکے دل میں وہبات پیدا ہوتي ہی جسکو وہ وحي و الہام قرار دیتے ہیں' کیونکہ بن جانے جاني جاتي ہی اور بن بلائے آتي ہی — یہہ ایک فطرتي مناسبت ہی جو ہر ایک کام کے ساتھہ انسانوں کو ہوسکتي ہی ' جعفر زٹلي کو زٹل کے ساتھہ ' ایک شاعر کو شعر کے ساتھہ ' ایک نیچري کو نیچر کے ساتھہ ' مگر جس انسان کو یہہ فطرتي مناسبت روحاني تربیت کے ساتھہ ہوتي ہی اُسکو پیغمبر کہتے ہیں اور اَوروں کو زٹلي اور شاعر اور نیچري' غرض کہ نبوت ایک فطري قوت ہی جو انبیاء کے ساتھہ پیدا ہوتي ہی جسکي تصدیق اِس قول سے ہوتي ہی کہ " انا نبي و آدم بین الماء والطین " ٭

ہمارے کلام کے اور امام صاحب کے کلام کے مقصد میں بجز طرز بیان کے اور ایک آدہ بات کے چنداں فرق نہیں ہی' صرف مابہ الافتراق یہہ ہی کہ وہ مشرکین کو بھي جنکو نبي آخرالزماں صلعم کي خبر نہیں پہونچي یا بصحت نہیں پہونچي رحمت میں شامل کرتے ہیں' اور جنکو پہونچي اور اُنہوں نے تصدیق نہیں کي اُنکو مخلد فی‌النار بتاتے ہیں' مگر ہم شرک سے کسي کي مغفرت خواہ اُسکو نبي آخرالزماں کي خبر پہونچي ہو یا نہ پہونچي ہو قرار نہیں دیتے اور موحد غیر مصدق رسالت کو مخلد فی‌النار نہیں کہتے ٭

اس قسم کي تقریر پر جو ہمنے کي امام صاحب نے ایک اعتراض کیا ہی کہ کفر و ایمان کي نسبت ایسي گفتگو کرنا گویا یہہ کہنا ہی کہ ماخذ تکفیر عقل ہی نہ شرع' اور جاھل باللہ کافر ہی اور عارف باللہ مومن — مگر خون کا مباح ہونا اور خلودفي‌النار حکم شرعي ہی' اور قبل شرع اُسکے حکم شرعي ہونے کے کوئي معني نہیں ہیں — اور اگر یہہ مطلب ہو کہ

شارع کے کلام سے یہہ مطلب نکلتا هی کہ صرف جاهل باللہ کافر هی تو صرف اسي امر میں کفر کا حصر کرنا ممکن نہیں — کیوں کہ جاهل بالرسول اور بالیوم‌الاخرۃ بهي کافر هی — اور جاهل باللہ سے اگر صرف اُسکے وجود وحدانیت کا انکار قرار دیا جاوے اور صفات کو علاحدہ کردیا جاوے توبهي غلط هی — اور اگر صفات میں بهي خطا کرنے والے کو جاهل باللہ و کافر کہا جاوے تو صفۃ بقا و صفۃ قدم اور کلام کو وصف زاید علی‌العلم اور سمع وبصر اور جواز رویت وغیرہ صفات کے نہ ماننے والے کو بهي کافر کہا جاویگا ٭

مگر اس مقام پر بهي امام صاحب نے اسطرح پر جیسے کوئي کهسیانا شخص لاجواب هوکر خلط مبحث کردیتا هی خلط مبحث کردیا هی — یہہ بات کہ کفر حکم شرعي هی یا عقلي نہایت لغو اعتراض هی — یہہ ایک جدا بحث هی کہ شرع مظہر حقایق اشیاء هی یا موجد حقایق اشیاء' اور اِس امر کو کفر و ایمان سے کچهہ تعلق نہیں هی — قایل کا قول نہایت صاف هی اور وہ یہہ کہتا هی کہ تمام انبیاء نے مدار ایمان یا مدار نجات خدا کے ماننے اور اُسکے ساتهہ شریک نکرنے پر منحصر کہا هی' پس جو شخص اُسپر ایمان رکهتا هی وہ مومن هی' رسول کا انکار کفر شرعي هی' کفر مطلق نہیں' اُسکے شریک نکرنے کا بهي سیدها و صاف مطلب هی کہ اُسکي مانند کوئي دوسرا وجود نہیں هی ' نہ ذات میں' نہ صفت میں' نہ استحقاق عبادت میں' اور اس اعتقاد سے یہہ بحثیں کہ وہ ذات و صفات کیسي هیں' اور صفت بقا و قدم وغیرہ عین ذات هیں یا ذات میں قایم هیں' اور اُسکي صفت کلام و سمع و بصر و رویت وغیرہ کي کیا حقیقت هی' کچهہ متعلق نہیں هیں' وہ ایک زاید و فضول مباحث هیں اُنکا بیان یا اُنکي تاویل کسیطرح اور کسي معني پر معہ اُس یقین کے کي جاوے نہ مخل ایمان هی' اور نہ کوئي بیان اور کوئي تاویل باعث کفر' اُنکے بیان و تاویل میں جو اختلاف واقع هو اُسکا نتیجہ صرف یہي هی کہ باهم علماء ایک دوسرے کي تکفیر کیا کریں' مگر خدا اُنمیں سے کسیکي تکفیر نہیں کرتا ' و هذا آخر کلامي وعلی‌اللہ اعتمادي ٭

راقم

کلکتہ ۹ محرم سنہ ۱۳۱۰ نبوي — سید احمد

قانون قدرت

همارے پیارے سید نے یہہ ثابت کردیا هی کہ خدا اُسکے قانون قدرت سے جانا اور پہچانا گیا اب هم اس متبرک اور بزرگ قانون کا کچهہ حال بیان کرینگے اور یہہ ثابت کرینگے کہ جو شخص اسکا تابعدار هی وهي سچا پرهیزگار هی اور جو اسکا نافرمان هی وهي پکا گناہگار

ھی — اِس قانون کی تابعداری میں آرام و راحت ھی اور نافرمانی میں تکلیف و مصیبت ھی - خدا نے اِس قانون میں اپنی مخلوق کو بُرائی اور گناہ سے منع اور بھلائی اور ثواب کے کام کرنے کو حکم فرمایا ھی ھماری خوشی اور راحت اِس قانون کی پیروی کا نتیجہ اور تکلیف و مصیبت اسکی نافرمانی کا ثمرہ بنایا ھی — خدا اپنے اسی قانون سے تمام عرصہ عالم پر حکومت کرتا ھی یہہ قانون ایسا باقاعدہ اور مضبوط ھی کہ کبھی بہ مقتضاے زمانہ مثل قانون روم و فرانس کے بدلتا نہیں یہہ بالکل غیر متغیر ھی اور یہی بات خدا کے عالم مطلق اور اُسکے علم میں نقص نہونے پر دال ھی *

اے بھائیو اگر تمھیں راحت منظور ھو اور خوشی درکار ھو اور آرام مرغوب ھو تو اِس قانون کی پیروی کیجئیے اور دل و جان سے اسکی تابعداری میں مشغول ھوجیئے اسکی خلاف ورزی میں گناہ اور پیروی میں ثواب جانیئے بغیر اِسکے کسیکو کچھہ چارہ بھی نہیں ھی کیونکہ خداوند کریم کی جملہ کائنات اِس قانون میں جکڑی ھوئی ھی *

یاد رھے کہ اِس قانون کی پیروی کے لیئے تمھیں چاھیئے کہ پہلے اِس قانون کا علم حاصل کرو مگر یہہ علم ھرگز ایسے شخصوں سے حاصل ھو نہیں سکتا جو زمین کو چپٹی اور آسمان کو ایک منجسم شے اور دریا کا پانی ایک آدمی کے حکم سے ٹھیرجانا اور آفتاب کا کئی ساعت تک اپنی جگہہ قایم رھنا اور ایک مرے ھوئے شخص کا پھر زندہ ھوجانا اور بغیر باپ کے بچہ کا پیدا ھونا وغیرہ وغیرہ بتلاتے اور سمجھاتے ھیں اور اپنی سمجھہ کی غلطی کو قرآن مجید کے ذمہ دھرتے ھیں — علم اِس قانون کا نیچر ھی کے مصنف سے حاصل ھوسکتا ھی اِس مصنف کے جاننے کو تمھیں عقل عطا ھوئی ھی اور سمجھہ دی گئی ھی ذرا غور و تامل سے اگر اپنے ارد گرد دیکھوگے تو اِس قانون کے علم سے بتدریج واقف بھی ھوجاؤگے — اِسی زمین میں جسپر تم چلتے ھو وہ وہ لیاقتیں موجود ھیں اگر تم اُنکو جانو اور معلوم کرو تو بیحد فایدے پاؤ *

قانون قدرت میں تین طرح کے قواعد ھیں اول فزیکل لاز یعنی قواعد طبعی دوم آرگانک لاز یعنی قواعد اجسام سویم مارل لاز یعنی قواعد اخلاق *

قواعد طبعی میں ھم دیکھتے ھیں کہ ایک فعل اپنی شرایط کے بموجب ھرجگہہ یکساں اور باقاعدہ پایا جاتا ھی اور کسیطرح کی اُسمیں تبدیل نہیں آتی ھی مثلاً پتھر جہاں چاھو اُوپر پھینکو اور اگر اُسکو نہ روکو تو زمین پر ھی گرتا ھی یعنی یہہ فعل ھرجگہہ اسی شرط کے موافق متحد اور یکساں رھتا ھی — مثلاً اَوْر دیکھو کہ پانی سمندر کی سطح پر ھر جگہہ ایک ھی ٹمپریچر سے منجمد ھوتا اور جوش کھاتا ھی اور دیکھو کہ جب پانی برستا ھی تو ضرور اوپر ابر بھی رھتا ھی اور یہہ فعل اسی شرط کے بموجب قایم اور دایم ھی ھرگز اسمیں اختلاف نہ پاؤگے اور کبھی پانی کو بغیر ابر کے برستا ھوا نہ دیکھو گے علیٰ ھذالقیاس *

قواعد اجسام میں هم دیکھتے هیں که پرله درجه کي گرمي یا سردي جسم کے انتظام کو بگاڑ دیتي هی اور آگ هرجسم کو برابر جلاتي هی *

قواعد اخلاق میں هم یهه پاتے هیں که جسقدر نیک کام اور سچّي اخلاقي باتیں هیں اُنکي پیروي سے هماري خوشي اور آسایش اور رذائل کي تابعداري سے هماري تکلیف اور جان کني متصور هی — غرض قانون قدرت کي پیروي سے سواے اُخروي فائدوں کے دنیا میں بھي اُسکے ثمرے حاصل هوتے هیں عقلا ثواب کے کام جنت هي کي اُمید پر نهیں کرتے بلکه اُنکے ذاتي فائدوں کے سبب سے بھي کرتے هیں اور گناه کے کام دوزخ هي کے بیم و خوف سے نهیں چھوڑتے بلکه اُنکے ذاتي ضرر سے بھي محفوظ رهنے کو چھوڑتے هیں وه یهه سمجھتے هیں که اخلاق میں جسقدر زیاده ترقي هوگي اُسي قدر دونوں جهان میں آرام و آسایش زیاده نصیب هوگي اور جسقدر رذایل میں ترقي هوگي اُسیقدر تکلیف و مصیبت اُٹھاني پڑیگي *

خیر باز می‌آیم بر سر مطلب — قواعد طبعي اور قواعد اجسام سب کے لیئے برابر اور سب جگهه متحد هیں ایسے با قاعده اور مضبوط هیں که اُنمیں ناسخ و منسوخ کو مطلق جگهه نهیں هی اور معاذالله اگر کوئي ولي بھي انکي تابعداري نه کریگا تو سزا پائیگا اور اگر کوئي ادنی انسان انکي پیروي کریگا تو جزا حاصل کریگا مثلاً آگ معصوم اور غیر معصوم دونوں کے لیئے برابر هی شیر خوار بچه جو کچھه نهیں جانتا اگر اُسکا هاتهه آگ میں رکھدیئے اور ایک بڈھے آدمي کا هاتهه بھي رکھدیئے تو دونوں کے هاتهه جلینگے بچه کي معصومیت اُسکے هاتهه کو جلنے سے نه بچائیگي غرض هم میں سے کوئي بھي اِن قواعد کے خلاف ورزي کریگا تو سزا پائیگا مثلاً اَور دیکھو که ایک زاهد شب بھر بیدار خدا کي عبادت کرتا رهے اور ایک شخص راگ‌رنگ میں شب بیداري کرے تو صبح کو دونوں کي صورت پر کسلمندي پائي جائیگي زاهد اپنے زهد کي وجهه سے هرگز نه بچیگا گو تم اعتقاداً کهوگے که زاهد کي صورت پر نور خدا صبح کو برسیگا مگر سچ پوچھو تو کچھه نهیں برسنیکا کیونکه خدانے اپنے قانون میں یهي منشاء رکھا هی که جو کچھه تم کرو وهیں تک که میرا قانون نه ٹوٹے یهاں سے ثابت هوا که جو شخص قانون قدرت کا تابعدار هی وهي سچّا پرهیزگار هی اور جو اسکا نافرمان هی وهي پکا گناه گار هی *

رهے قواعد اخلاق سو اِنکي خلاف ورزي بھي اگر هم میں سے کوئي بھي کریگا تو سوائے آخرت کے یهاں بھي سزا پائیگا مثلاً کوئي شخص جھوٹ بولتا هو تو اس جھوٹ بولنیکي سزا اُسکو یهاں یوں ملتي هی که اُسکا اعتبار اور اعتماد دوسروں کي نظروں سے اُٹهه جاتا هی اور یهي بےاعتباري کي شرم اُسکے لیئے جان کني هوتي هی اور اگر کوئي شخص جھوٹ نه بولتا هو تو اُسکے لیئے اسطرح جزا حاصل هوتي هی که دوسرونمیں اُسکا اعتماد بڑھتا هی عزت کیجاتي هی جس سے اُسکو آرام و خوشي نصیب هوتي هی *

بہرحال خدانے اپنے بندوں کے لیئے ایسا متبرک قانون بنایا ہی جو سبکے لیئے برابر ہی اور ایسا باقاعدہ و منضبط ہی کہ جسمیں ناسخ و منسوخ کو مطلق جگہہ نہیں ہمیشہ سے قایم و دایم ہی اور تبدیل پذیر نہیں کسی زمانہ میں نہ بدلا نہ بدلتا ہی نہ بدلیگا پس ایسے مذہب کو جو اس بزرگ قانون کی طرف ہدایت کرتا ہو مبعوث من جانب اللہ سمجھنا چاہیئے اور میں سمجھتا ہوں کہ تہیت اسلام ایسا ہی مذہب ہی جسکو یقینی خدا کا مذہب کہہ سکتے ہیں اور میرے نزدیک جو مذہب قانون قدرت کے برخلاف ہو وہ ہرگز ہرگز خدا کا مذہب نہیں ہی والسلام ●

راقم
ایک نیچری مسلمان
متوطن حیدرآباد دکن ترب بازار

کیسا غلط خیال ہی کہ زمانہ برسر تنزل ہی

(زمانہ کے تنزل سے ہماری مراد ساری دنیا کے تنزل سے بحیثیت مجموعی ہی کسی خاص شخص یا خاندان و ملک ملت سے نہیں ہی)

دنیا میں یہہ بات بہی ہوتی آئی ہی کہ ایک پیران سال خوردہ کا گروہ ہوتا ہی کہ وہ ہمیشہ صبح و شام زمانہ قدیم کی حمد و ثنا کا وظیفہ پڑھتا ہی اور زمانہ حال پر تبرا بہیجتا ہی — اپنے زمانہ کی وہ ایسی تصویر بناتا ہی جسکا ہرجز اور عضو بد نما اور برا معلوم ہو اور زمانہ قدیم کی باتوں کا ایسا بت بناتا ہی کہ جسکی ہر ادا اور انداز دلربا ہو— اُسکے دلمیں یقین ہوتا ہی کہ جو صاحب فضل و کمال اور جامع صفات جلال و جمال پہلے زمانہ میں ہوگذرے ہیں اب وہ خواب و خیال میں بہی نظر نہیں آتے — جو پیغمبران سخن اور خداے سخن اول ہوچکے ہیں اُنکا نظیر و عدیل ہونا محالات سے ہی— جو سرودسرا حسن آرا پہلے پیدا ہوئے ہیں اُنکا اب پیدا ہونا ساز معدوم کی صدا ہی — غرض وہ انسان کے ایسے دشمن ہوجاتے ہیں کہ اُسکی انسانیت ہی کو اپنی باتوں سے اُوڑانا چاہتے ہیں — رات دن یہی بربڑایا کرتے ہیں کہ اب دین دنیا کی ساری خوبیاں ختم ہوگئیں — جتنے کمال تہے اُنکا زوال آگیا جتنے عیب تہے اُنکا کمال ہوگیا نقص کی بیشی اور کمال کی کمی ہی — ضروری دستکاری صناعی خوش خلقی نیک سیرتی مروت فتوت جودت سخا حلم و حیا — استقامت اور استقلال غرض جتنی اعلی درجہ کی نیکیاں روحانی اور عقلی تہیں سب کی سب رخصت ہوگئیں یہاں تک کہ جسمانی خوبیاں بہی پہلی سی نہ رہیں — نہ پہلے سے اب رستم تہمتن قوی بازو توانا تنومند آدمی پیدا ہوتے ہیں — نہ آدمیونکی عمریں پہلی سی ہوتی ہیں نہ وہ قدیمی صحیح المزاجی ہی — یہاں تک اُنکے دماغ میں مالیخولیا ہوجاتا

هی که وه یهه کهتے هیں که موسموں میں بهی پہلا سا اعتدال نہیں رها نه برسات میں وه بارشیں هیں نه موسم گرما میں گرمی نه موسم سرما میں سردی — سورج سے آفتاب کی حرارت اور زمین کی برودت هی کم هوگئی هی — پیداوار ارضی زمین کے اندر تحت الثری کو چلا جاتا هی — آسمان اب آؤر هی چکر کهارها هی — هندوستان میں هندو بیٹها هوا بک رها هی که پہلے ست جگ تها اب کل جگ هی — مسلمان بڑه هانک رها هی که یهه تیرهویں صدی هی — پهر اپنے کلام کی تائید میں شعرا کے اشعار بزرگوں کے قول — مذهبی پیشین گوئیاں بیان هورهی هیں — کوئی به آواز حزیں یهه غزل حافظ پڑه رها هی — این چه شور است که در دور قمر میبینم الخ جب کوئی بڑے میاں اس اپنی بکواس سے میرے کان کهاتے هیں تو میں بهی اُن سے عرض کرتا هوں که هاں حضرت سچ هی اسمیں شک نہیں که پہلے زمانه کی بعض خوبیوں اور کمالوں میں زوال آگیا هی — مگر اُسکی جگهه زمانه حال میں بهت سی خوبیاں اور فضل و هنر اور کمال پیدا هوگئے هیں اور بهت سے عیوب قدیم زمانه کے اب مت گئے هیں — اگر زمانه کی ترقی اور تنزل کو میزان عدالت میں عقل مستقیم سے تولیئے تو اِس زمانه کی ترقی کا پلڑا ایسا بهاری هوگا که پہلے زمانه کی ساری خوبیاں اُسکے پاسنگ میں بهی نه چڑه سکیں گی — جنهوں نے زمانه کے حالات کی تحقیقات کو پایهٔ کمال پر پهونچایا هی اُنکا یهه قول هی که زمانه کی چال اِس خط میں

هی — ابتداء بائیں طرف سے هی اور ترقی کا مونهه دائیں طرف یعنی زمانه آگے بڑه کے پیچهے کچهه هٹتا هی مگر اس هٹنے میں بهی پہلے زمانه سے آگے بڑها هوا رهتا هی - یهه معلوم هوتا هی که وه پیچهے اسلیئے هٹتا هی که اپنے میں زور پیدا کر کے آگے جست اور زقند مارے - غرض دنیا روز بروز ترقی کرتی جاتی هی - اُسکی ترقی کی هزاروں باتوں میں سے دو چار کا بیان بطور مشتے نمونه از خروارے کرتا هوں اور اُنکے دلایل بهی ساتهه لکهے دیتا هوں — شاید کوئی نوجوان یهه کہے که آپ سب باتوں کے بتانے میں کیوں بخل کرتے هیں وه کس روز کے لیئے اُٹها رکهتے هیں تو میں بڑے میاں کی طرف آنکهه سے اشاره کرکے کہونگا که آپ جانتے هیں که میں کس سے مخاطب هورها هوں وه دوچار باتیں هی میری سنلیں اور آپے سے باهر نہوں تو بهت غنیمت جانوں ●

جس بات پر یهه بوڑهے هماری بڑی جان کهاتے هیں وه یهه هی که آجکل کے زمانه میں جیسا آدمیوں کا اخلاق بگڑ گیا هی ایسا پہلے کبهی نہیں هوا — پہلے لوگوں کے جیسے

اخلاق اوضاع اطوار اچھے تھے ایسے ھي اب بُرے ھیں — یہہ اُنکي خود بدطینتي اور خبیث باطني ھی کہ ھمکو بدجانتے ھیں - زمانہ حال میں روز یہہ سننے میں آتا ھی کہ آج یہہ علم و ھنر میں ایجاد ھوا کل وہ — مگر کبھي یہہ نہیں سنا جاتا کہ قتل زنا چوري راہزني قزاقي ٹھگي ڈکیتي میں کوئي بات ایسي ایجاد ھوئي کہ جسمیں متقدمین اُستاد نہ تھے - روزگار کا قاعدہ ھی کہ وہ گردش سے خالي نہیں رھتا — انقلاب اُسکي شان سے ھی — ھر زمانہ کے دستور اور وضع کے موافق جرایم شمار ھوتے ھیں - اب اگر ارتکاب جرایم کا شمار زمانہ حال اور ماضي کا کیا جاے تو اُس سے معلوم ھوگا کہ اُنکي تشدد اور سختي میں بہت نرمي ھوگئي ھی *

پہلے زمانہ کا یہہ دستور تھا کہ جرایم نہایت وحشیانہ اور خارج انسانیت اُنسے سرزد ھوتے تھے — اگر زید اپنے ھمسایہ یا کسي دوست عمرو سے باتوں ھي باتوں میں ناراض ھوگیا تو جھٹ تپنچا سر اُسکا اوڑا دیا اور جي میں آئي تو دشمن کے گھر میں آگ لگاکر اُسکے خان و مان کو بھسم کردیا - مگر اب زمانہ کا یہہ طور نہیں رھا - اگر زید کي عمرو سے دشمني ھوتي ھی تو دونوں مُنہہ پر ایسے ملتے ھیں کہ گویا دونوں دوست ھیں - ھاں پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کا خاکا اوڑاتا ھی اور ایک دوسرے کي نیک نامي میں بٹا لگاتا ھی — اگر زید عمرو کا ایسا دشمن ھوجائے کہ اُسکي جائداد کا مالک ھونا چاھے تو پہلے زمانہ کے موافق یہہ نہیں کرنیگا کہ خانہ جنگي کرکے عمرو کو مار ڈالے اور اُسکي جائداد پر قبضہ کرلے — بلکہ اسي حکمت اور ترکیب سے عمرو کو قرض کے جال میں پھنساویگا اور اُسکے سود کے ھیر پھیر میں لاکر نالش کریگا — اور جب عمرو روٹیوں کو محتاج ھوجاویگا تو اُسکے جیل خانہ میں بھجوانے کے لیئے کنبل خریدیگا اور جائداد قرق کرائیگا - اگر عمرو اس تذلیل کے ساتھہ جینے کو مرنے سے بدتر سمجھے اور اپنے تئیں تپنچہ مارلے تو یہہ اُسکي حماقت ھی دشمن کا اسمیں کیا قصور ھی — اگر زمیندار کاشتکار کي سرکشي پر ناراض ھوتا ھی تو یہہ نہیں ھوتا کہ اُسکا سر جوتیوں کے مارے پلپلا کردے اور اُسکے گھر کو اپنے گانوں سے اوکھڑوا کے پھینک دے — جورو بچوں سے اُسکے بھیک منگوائے — اُسکے منہہ پر مرچوں کا توبڑا چڑھاے — اکڑي پچھاڑي بندھوا کے گھاس کھلوائے — مگر اُسکے دق اور حیران اور مفلس بنانے کے لیئے جھوٹي نالشیں کریگا — غرض اس زمانہ میں جب کوئي ایسے ھي اشد اسباب دشمني کے جمع ھوجاتے ھیں تو ایک دوسرے کے قتل کرنے پر ھاتھہ اوٹھاتا ھی — ورنہ پہلے زمانہ کي طرح بات بات پر قتل انساني نہیں ھوتا — اب جو لوگ یہہ شکایت کرتے ھیں کہ جھوٹ فریب دغا کا بازار گرم ھی - تو اُسکا سبب یہہ ھی کہ جرایم کبیرہ مقاتلت سے انسان نے اجتناب کیا ھی اور اُسکي عوض میں ان جرایم صغیرہ دغا و فریب کو اختیار کیا ھی - اگر پہلے زید اور عمرو میں دشمني ھوتي تو دونوں میں

ایک بھي نہوتا یا ایک رھتا - دشمني کا قصه پاک هوتا - مگر انسان نے اخلاق میں ایسي ترقي کي هی که وہ جان ستاني تو نہیں کرتا مگر دشمني قایم رکھتا هی اسلیئے آپسمیں بجاے تیغ بازي کے دغابازیوں کي چال بازیاں هوتي هیں - پس جو لوگ اس زمانه کي بداخلاقي کي دلیل بتلاتے هیں وہ اُسکي حسن اخلاق کي ترقي کي شهادت دیتے هیں - یهه چھوتي چیزیں اُسنے بڑے جرموں کي عیوض اختیار کي هیں - پس جب انسان کے بدگروہمیں یهه اخلاق کي ترقي هوئي هو که اُسنے جرایم کبیرہ سے توبه کي تو نیک گروهوں کا کیا ذکر هی *

اب یهه دیکھنا چاهیئے که انسان نے اپني طرز معاشرت میں کسقدر ترقي کي هی که وہ پہلے آدمیوں کو کبھي خواب میں بھي نہیں دیکھائي دي — اول اُسنے وہ تعصب جو اُسکو غیر ملکوں کي چیزوں کے استعمال میں تھا مطلق چھوڑ دیا — خذما صفا و دع ماکدر پر عمل شروع کیا — آج کل کسي شریف کے در دولت پر جائیئے اور آسکے هر کارخانه کو دیکھیئے تو اُس سے یهه بات ظاهر هوجاویگي — باغ کو دیکھیئے تو ساري دنیا کے منتخب پھول اُسکے باغ میں هیں — لباس و پوشاک کو دیکھیئے تو سرپر توپي ترکي هی تو جسم پر فرانس کا کوت هی جسمیں بوتام انگلستان کے لگے هوئے هیں کسي چیز میں یهه تخصیص نہیں معلوم هوتي که وہ اپنے ملک کي وضع کا متعصب هی — کتب خانه کي سیر کیجئے تو ایک هي طرح مختلف علوم و فنون و مذهب مختلفه کي کتابیں دهري هیں — اُن سے نہیں معلوم هوتا که اُسکو کس فن کا زیادہ شوق هی — میز پر دسترخوان چنا دیکھیئے تو طرح طرح کي نعمتیں موجود هیں — اگر ایک پیالے میں گاے کا عمدہ مسکه یا گھي دهرا هی تو دوسرے پیالے میں فرانس کے رنگترے کا مربا اور تیسرے میں چین کا ادرک کا مربا رکھا هی — جس سے معلوم هوتا هی که یهه صاف باطن نیک طینت ساري دنیا کے آدمیوں کے هاتوں کو ایکسا سمجھتا هی — جنکي بنائي هوئي چیزوں کے کھانے کو یکساں جانتا هی — کسي انسان کے هاتوں پر نجاست کا احتمال کرنا خباثت قلبي کا اظهار کرنا هی — پھر اگر گفتگو مذهب کي کیجئے تو یهه بھي نہیں معلوم هوگا که یهه کس مذهب کا آدمي هی — جس تعظیم و تکریم سے وہ اپنے مذهب کا ذکر کریگا اُسي طرح اَوْروں کے مذهب کا — جو کلمات تعظیم حضرت عیسیٰ کي نسبت زبان پر آوینگے وهي بدھ اور کنفیوشس کي نسبت — غرض تمام اُسکے اوضاع اطوار اور طرز معاشرت سے یهه معلوم هوگا که وہ سارے بني نوع انسان کو اپنا بھائي سمجھتا هی اور اُسکو کسي کے ساتھه نفرت نہیں هی — نه وہ کسي کو کافر کہتا هی نه کسیکو ملکش بتلاتا هی — غرض کوئي برا لفظ اُسکي زبان پر نہیں آتا — بھلا یهه شرافت کا برتاؤ پہلے انسانوں کے ذهن میں کب تھا — پہلي بسم‌الله تو اُنکي یهه هوتي تھي که اپنے سواء سارے اِنسانوں کا نام اول سے ایسا رکھتے تھے که جس سے خباثت باطني ظاهر هوتي تھي *

اب مذهب پر خیال کیجیئے کہ پہلے اُسکے کیا اصول تھے اب کیا هیں — جن باتوں کو متقدمین یہہ جانتے تھے کہ اُن سے انسان ملکي صفات بنکر فرشتہ هوتا هی وہ حقیقت میں اُسکو بہایم سیرت بناکر وحشي جانور بناتي تہیں — اُنہوں نے خلاف فطرت (نیچر) تزکیۂ نفس کے لیئے جو چلہ کشي اور خلوت نشیني و مجاهدات و کم خوابي کم خوراکي اور استغراق ذات اور فنا في الفنا هونا مقرر کیا تها اُسکا نتیجہ سواء اسکے کہ انسان کے دماغ میں خلل پیدا هو اور کیا تها — دنیا اور مافیہا سے قطع تعلق کرنا سواء اسکے کہ ایک انسان کو جانور بنادے اور کچھہ نہ تہا — اب اُسکي جگہہ یہہ اصول قایم هوئے هیں کہ انسان اپنے دل و دماغ کو کام میں لاکر دنیا کي ساري چیزوں سے جو نفع اُن سے اُوٹھہ سکتا هی اُوٹھائے — یہي اُسکي فرشتہ مَنشي هی — اُسکا ترک تعلق کرنا بہایم سیرتي هی — ایک آدمي جوگي بنکر پہاڑ کي چوٹي پر جا بیٹھے تو اُس سے کوئي نفع انسانیت کو نہیں پہونچیگا ●

اب گورنمنٹ کي طرز پر خیال کیجیئے کہ پہلے بادشاہ معاذاللہ دوسرا خدا سمجھا جاتا تہا — اُسکي ذاتي فضول خرچیوں کے لیئے هزاروں غریبوں کا گلاکاٹا جاتا تہا — اب بادشاہ حقیقت میں کاٹ کي پتلي هوتا هی جو سارے کام فرمارروائي کے چلاتا هی اور اُسکي عوض کچھہ رعایا سے اپني ذاتي فضول خرچي کے لیئے نہیں مانگتا — اور مزدوروں کیطرح اپنے کام کي مزدوري پاتا هی — گو پہلے ملکوں میں بہي بعض شخص محبت قومي اور ملکي میں نامور گذرے هیں — اور اُنکے حالات نہایت مبالغہ کے ساتھہ لکھے گئے هیں مگر وہ کتنے هیں — انگلیوں کے پوروں میں گنے جاتے هیں — اور یہہ کون لوگ تھے وهي جنکے هاتھہ میں عنان سلطنت تہي — کبہي یہہ نہیں هوا کہ سارے ملک کے ملک کو یا قوم کي قوم کو جوش ولولہ محبت پیدا هوا هو — اب دیکھتے هیں کہ ملک کے ملک ایسے هیں کہ هر ادنیٰ و اعلیٰ سقہ دهوبي بهنگي ارذل سے ارذل آدمي محبت قومي پر مرتا هی اور اپنے ملک پر قوم پر جان فدا کرنے کو فخر جانتا هی † ●

علم و هنر کي ترقي کا کیا ذکر کروں — ریل تار ایسے هیں کہ وہ عقل کے اندهوں کو بهي دکهائي دیتے هیں — یہہ چیزیں کبهي پہلے متقدمین کے خیال میں گذري نہیں — یہہ اور بات هی کہ کوئي بهنگ کے نشہ میں کہدے کہ پہلے اکاش پر ریل چلتي تهي اور تخت جمشید پر ریل کي تصویر بني هوئي هی — علم طب کو دیکھیئے کہ پہلے کسي زمانہ میں انسان کو اعضاء انساني کے بنانے میں یہہ یدطولي پیدا هوا تہا ؟ اب ٹانگ ٹوٹے لنگڑوں کي ٹانگیں وہ بنائي جاتي هیں کہ وہ بازاروں میں دوڑ کي شرط باندهکر دوڑتے هیں —

---

† میں حلف سے بیان کرسکتا هوں کہ مسلمانوں کي قوم اس امر سے مستثنیٰ هی — سید احمد —

پوپلوں کے دانت وہ بنائے جاتے ھیں کہ جسوقت وہ أنکو کمانی پر چڑھا کر منھہ میں لگائیں تو یہہ معلوم ہو کہ ابھی دودہ کے دانت ٹوٹ کے دانت نکلے ھیں - اور ہزاروں چیزیں علم طب میں ایسي ایجاد ہوئي ھیں کہ ہزاروں بچے ضعیف‌الخلقت أنکي بدولت زندہ رہتے ھیں - أنہیں قدرتي ضعیف‌الجثوں کو دیکھہ کر ضعیف‌العقل یہہ کہتے ھیں کہ پہلے جیسے آدمي قوي اور توانا نہیں پیدا ہوتے — یہہ نہیں سمجھتے کہ پہلے اسباب ان ضعیفوں کے زندہ رہنے کے کہاں تھے — قوي آدمي زندہ رہ سکتے تھے — جو اسباب تنزل زمانہ کے وہ بتلاتے ھیں وہ أسکي ترقي کي بدولت پیدا ہوئے ھیں *

خلاصہ

زمانہ حال کي بہتري اور زمانہ قدیم کي ابتري کا مضمون ایسا هی کہ وہ ایک بڑي کتاب میں بھي ختم نہیں ہو سکتا — أسمیں سے یہہ چند سطریں میں نے لکھدیں — جو عاقل ھیں وہ سمجھہ جائینگے کہ دنیا کے کمالات کو کمال اور نقصوں کو زوال آتا جاتا هی - دنیا ایام طفلي کي کم‌عقلي سے نکلي جاتي هی اور شباب أسکا آتا جاتا هی اور سب طرح سے ترقي کرتي جاتي هی - ترقي کا لفظ ایسا وسیع المعني هی کہ أسکا اطلاق ہر چیز کے بڑھنے پر ہوتا هی خواہ درخت ہو خواہ بچہ ہو مگر ہم ترقي کے ایک أور معني یہہ لیتے ھیں کہ کسي چیز کي ترقي یہہ هی کہ وہ اپني جنس سے نکلکر غیر جنس ہوجائے — انڈے کي یہہ ترقي هی کہ وہ انڈا نہ رہے بچّہ مُرغ بنجاوے — بیج کي ترقي یہہ هی کہ بیج نرہے درخت ہوجاوے — پس یہہ معني ترقي کے ٹھہرا کر اپنے ملک کي ترقي کا حال اور أسکے اسباب بیان کرینگے اب بالفعل ایک سرسري طور پر اپنے ملک والوں کو دکھایا هی کہ وہ رات دن جو رویا کرتے ھیں کہ زمانہ کا تنزل هی اور ساري دین و دنیا کي خوبیاں اور برکتیں خاک میں ملیجاتي ھیں غلط هی — دنیا آج کل بہت ترقي پر هی - ساري دنیا پر قیاس وہ اپناسا نہ کریں — أنکا گھر أنکا ملک ساري دنیا نہیں هی *

راقـــــــم
محمد ذکاءالله
پروفیسر میور کالج الهآباد

الوحي والالہام

جناب من— وحي اور الہام کي نسبت مندرجہ ذیل رائیں آپکي خدمت میں بھیجتا ہوں اور یہہ دریافت کرنا چاھتا ہوں کہ أنکي نسبت آپکي کیا راے هی *

الہام یا وحي دو قسم هی ایک کتابي الہام جسکو تاریخي الہام بھي کہتے ھیں اور جسمیں کل کتب الہامي داخل ھیں دوسرا شخصي الہام جو ہر شخص کو ہر زمانہ میں ہوتا هی *

کتب الهامي کي نسبت اسباب کے ثابت کرنیکو که یهه کتاب خدا کي طرف سے نازل هوئي هی دو قسم کي شهادت درکار هی ' اول بیروني دویم اندروني ' بهروني شهادت سے وه خارجي واقعات اور حادثات مراد هیں جو بغیر شک و شبهه کے یهه ثابت کردیں که فلاں کتاب درحقیقت خدا نے نازل کي هی ' یا جو کچهه أسمیں مرقوم هی خدا هي' کا کلام هی ' مثلاً فرض کرو که میں کسي خاص کتاب کا مصنف هوں ' اب یهه امر بیروني شهادت سے اسطرح ثابت هوتا هی که میرا پرنٹر شهادت دے که هاں یهه کتاب أسنے مجهه سے لي هی اور میرے هاتهه کي لکهي هوئي هی ' اور تلاش کرنے سے میرے هاں أسکا مسوده یا أسکے کچهه لکهے هوئے اوراق پائے جاویں — یا کسي اور ایسے شخص کي گواهي سے جسکو میں نے کتاب مذکور کے تصنیف کرنے کا حال اعتباري طور پر ظاهر کردیا هو - یهه تهی طریقے بهروني شهادت کے هیں *

لیکن یهي بات اندروني شهادت سے بهي ثابت هوسکتي هی' مثلاً فرض کرو که کتاب مذکور میں جو خیالات بیان هوئے هیں وه میرے خیالات سے نهایت مشابه هیں — أسکا طرز تحریر ٹهیک میرے طرز تحریر کے مطابق هی — أسمیں جن واقعات کا ذکر هی أنکا علم میرے سوا کسیکو نه تها — یهه تین اندروني شهادتیں هیں *

تین اندروني شهادتیں اَور بهي هوسکتي هیں ' اول یهه که وه کتاب غلطیوں سے پاک هو' دوسرے جو باتیں یا صداقتیں أسمیں مرقوم هیں وه انسان کي عام قوتوں کے ادراک سے باهر هیں — تیسرے یهه که وه صداقتیں ایسي هیں که جنهر انسان اپني تحقیقات میں کبهي سبقت نه لیگیا هو — پس جب تک کسي کتاب الهامي کي نسبت یهه شهادتیں موجود نهوں وه الهامي کتاب تسلیم نهیں هوسکتي — اسپر کهنے والا کهتا هی که کوئي کتاب الهامي ایسي نهیں هی جو ان شهادتوں سے ثابت هوسکے *

وه کهتا هی که الهام و وحي کي کوئي ضرورت نهیں هی ' کیونکه انسان نے بهت سي نازک نازک اور مشکل مشکل باتوں میں اپني کوشش و سعي و تجسس سے صداقتیں حاصل کي هیں ' پهر کیا یهه غیر ممکن هی که مذهبي امور کي نسبت جو نهایت سیدهے سادے هیں صداقتوں کے منکشف کرنے کے لیئے أسکو نه کسي خدا کي اور نه فرشته کي خاص احتیاج پڑي هوگي *

دنیا میں بهت سي کُتب کتاب الهامي کے نام سے مشهور هیں' پس کون تصفیه کرسکتا هی که أنمیں سے فلاں کتاب کتاب الهامي هی اور فلاں نهیں ' اور وه کونسي وجوهات هیں که جسپر اس قسم کا اعتقاد بهي هوسکتا هی *

اگر کسي کتاب کو الهامي مان بهي لویں تب بهي همارې مشکلیں دفع نهیں هوجاتیں ' کیونکه ایک هي کلام کي پچاس مختلف معنوں میں تاویل هوسکتي هی — پس جب

تک همیشه ایک الهامي مفسر بهي أسکے ساتهه نهو جیسیکه کیتهلک مذهب والے پوپ کو کہتے هیں ' أسوقت تک الهامي کتب سے کچهه فائده نهیں هوسکتا *

علاوه أسکے تقریباً کل کتب مقدس لکهي جانے سے بیشتر لوگوں کي زبان پر تهیں اور عرصه دراز تک زبان پر رهیں' جو صداقتیں أنمیں موجود هیں وه ایک عرصه تک تو ایک خاص جماعت کي زبان پر رهیں ' بعده أنسے سیکهه کر ایک دوسري جماعت أنکي قاري رهي' اور آخرکو ایک تیسري جماعت نے أنهیں موقع پاکر قلم بند کیا ' پس پوچها جاتا هی که ایا ان تینوں جماعتوں کے لوگ بهي الهامي تهے که أسمیں غلطي نهوئي هو *

جب کتب الهامیه کي صحت نهیں ثابت هوسکتي تو صرف شخصي الهام جو هر زمانه میں هوتا هی باقي ره گیا — خدا لوگوں کو اب بهي أسیطرح ملهم کرتا هی جیسا که وه پہلے کرتا رها هی — شخصي الهام سے مراد یهه هی که جسطور پر هم ایک چهوٹے پودے کے نشو و نما هوتے وقت دیکهتے هیں که أسمیں دو مختلف قسم کي طاقتیں کام کرتي هیں ایک أسکي خود طاقت که جسکے ساتهه وه اپني ساخت کے موافق زمین کے نیچے سے عرق کهینچتا هی ' دوسرے هوا اور روشني کے ساتهه جس سے وه أوپر سے محیط هوتا هی - اسیطور پر ایک انساني روحاني ترقي میں بهي هم دو قسم کي مشترک طاقتوں کو کام کرتا هوا پاتے هیں' ایک صرف انسان کي اپني کوشش اور دوسري طرف خدا کي رحمت یا نعمت أسکي اس ترقي کا ذریعه بنتي هیں ' خدا کي رحمت یا نعمت کا نازل هونا کچهه خیالي نهیں ' اور نه اس قسم کا هی که جو ایک وقت میں هو اور دوسرے میں نهو ' بلکه وه هر وقت و همیشه اسطور پر کام دیتا هی جسطور پر چلتي هوئي هوا ایک جلتي هوئي بتي کے ساتهه شامل هوکر هر وقت عمل درآمد کرتي هی ' جسطور پر کوئي شمع بغیر هوا کي خورش اور سهارے کے نه جل سکتي هی اور نه قایم ره سکتي هی' أسیطور پر کوئي روح انساني بغیر ذات الهي کے سهارے اور أسکي نعمت کے حصول کے نه قایم رهتي هی اور نه حقیقي طور سے مترقي هوتي هی *

روح کي ترقي سے مراد أن چار قوتوں کا بڑهنا هی که جنمیں سے ایک کو قوت ادراک یا عقل و فهم کہتے هیں' دوسري کو دل یا محبت کرنے والي قوت' تیسري کو کانشنس ' اور چوتهي کو ایمان *

قوت عقل صداقتوں کي معلومات سے بڑهتي هی - دل یعني محبت کي قوت محبت کے بڑهانے سے' یعني اپنے هم جنس کے پیار کرنے سے اور أسکي خدمت گذاري سے - قوت کانشنس انصاف کے زیاده هونے سے بڑهتي هی — اور قوت ایمان خدا کے ساتهه محبت اور أسکي اطاعت کرنے سے مترقي هوتي هی' اور جب روح ایسي قوي هوجاتي هی اپني قوتوں کے ساتهه صداقت کا کشف حاصل کرسکتي هی *

دوسري راے اسکے برخلاف هی اور وہ یهہ هی که کوئي قانون عاصم همارے پاس ایسا نهیں هی جسکے ذریعه سے هم لزوماً غلطي سے بچ سکیں' یهي باعث هی که جن حکیموں نے قواعد منطق کے بنائے' اور مسایل مناظرہ کے ایجاد کئے' اور دلایل فلسفه کے گڑھے وہ بهي غلطیوں میں ڈوبتے رهے اور صدها طور کے باطل خیال اور جهوٹا فلسفه اور نکمي باتیں اپني ناداني کي یادگار چهوڑ گئے' پس اس سے یهہ ثبوت ملتا هی که اپني هي تحقیقات سے جمیع امور حقه اور عقاید صحیحه پر پهونچ جانا اور کهیں غلطي نکرنا ایک محال عادي هی' کیوں که آج تک همنے کوئي فرد بشر ایسا نهیں دیکها اور نه سنا اور نه کسي تاریخي کتاب میں لکها هوا پایا که جو اپني تمام نظر اور فکر میں سهو و خطا سے معصوم هو — پس بذریعه قیاس استقرائي کے یهہ صحیح اور سچا نتیجه نکلتا هی که وجود ایسے اشخاص کا که جنهوں نے صرف قانون قدرت میں فکر اور غور کرکے اور اپنے ذخیرہ کانشنس کو واقعات عالم سے مطابقت دیکر اپني تحقیقات کو ایسے اعلی پایہ صداقت پر پهونچادیا هو که جسمیں غلطي کا نکلنا غیر ممکن هو خود عادتاً غیر ممکن هی اسلئے مقتضاے حکمت اور رحمت اور بندہ پروري اُس قادر مطلق کا یهي هی که وقتاً فوقتاً جب مصلحت دیکهے ایسے لوگوں کو پیدا کرتا رهے که عقاید حقه کے جاننے اور اخلاق صحیحه کے معلوم کرنے میں خدا کي طرف سے الهام پاویں' اور تفهیم و تعلیم کا ملکه وهبي رکهیں' تاکه نفوس بشریه که سچي هدایت کے لیئے پیدا کي گئي هیں اپني سعادت مطلوبه سے محروم نرهیں *

تیسري راے اس دوسري راے کي تردید میں هی اور وہ یهہ هی که انسان نے بهت سي باتوں کي نسبت اپني تحقیقات کے ذریعہ سے صداقتیں دریافت کي هیں جسکا ثبوت هر طرح پر موجود هی - کل معلومات جو انسان آج تک حاصل کرچکا هی' اور آیندہ حاصل کریگا ' اُسکے حصول کا کل سامان هر فرد † بشر میں نیچر نے مهیا کردیا هی' اب اس سامان کو انسان فرداً فرداً اور نیز بهیئت مجموعي جسقدر اپني محنت اور جانفشاني سے روز بروز زیادہ سے زیادہ نفیس اور طاقتور بنانے کے ساتهہ ترقي کي صورت میں لاتا جاتا هی' اور جسقدر اُسکے مناسب استعمال کي تمیز پیدا کرتا جاتا هی ' اُسیقدر وہ نیچر کي تحقیقات میں زیادہ سے زیادہ تر صحت کے ساتهہ اپني معلومات کے حصول میں کامیاب هوتا جاتا هی *

اس بیان سے ثابت هی که اول تو انسان بعض صورتوں میں اپنے نیچري سامان کے مناسب استعمال سے پهلے هي حق امر کو دریافت کرلیتا هی' دویم بشرط مناسب استعمال میں نه لانے یا نه لاسکنے کي اگر غلطي کهاتا هی تو کوئي دوسرا جسے اُسکے ٹهیک استعمال کا موقع ملتجاتا هی وہ اُس غلطي کو رفع کردیتا هی *

---

† هر فرد بشرمیں مهیا کردیا هی صحیح نهیں معلوم هوتا — اڈیٹر -

ضرورت الہام و وحي کي جو دوسري راے میں بیان ہوئي هی وہ صحیح نہیں هی' جو ضرورت کہ نیچر کے نزدیک قابل تسلیم نہیں هی اور 'أسے هم اپنے وهم سے قایم کرکے نتیجہ نکالیں تو جسطرح وہ ضرورت فرضي قایم هوئي هی أسکا نتیجہ بھي فرضي هوگا' اور 'أس سے کوئي مطلب ثابت نہوگا — انسان اپني دو آنکھوں سے آگے کي چیز دیکھتا هی اور پیچھے سے أسکي هلاکت کا جو سامان کیا گیا هو أسکو نہیں دیکھ سکتا ' جب وہ جہاز میں سوار هوتا هی أسکو نہیں معلوم هوتا کہ طوفان سمندر میں آنے والا هی جسمیں أسکا جہاز غرق هوجاویگا — پس جب خدا نے جو رحیم اور کریم و حکیم هی أسنے انسان کے سر کے پیچھے دو آنکھیں نہیں پیدا کیں اور طوفان سے بچنے کو کوئي نبي کا پیغام نہیں بھیجا — تو مقاید حقہ اور اخلاق صحیحہ کے لیئے ایسے پیغام بھیجنے کي کیوں ضرورت ماني جاوے † ٭

راقـــــــــم
نثار احمد

جواب

اخي — جو تحریر کہ آپ نے میرے پاس بھیجي نہایت عمدہ هی اور میں أسکے خیالات کي قدر کرتا هوں' مگر افسوس هی کہ میرے خیالات أسکے مطابق نہیں هیں جو میرا خیال وحي و الہام کي نسبت هی میں لکھتا هوں ٭

جسطرح کہ انسان میں اور قوا هیں اسیطرح ملکہ وحي و الہام بھي أسمیں هی ' بعض انسان ایسے بھي هیں جنمیں کوئي قوت منجملہ قواے انساني کے بالکل معدوم هوتي هی مگر اوروںمیں موجود ' یہہ بھي هم دیکھتے هیں کہ انسانوں میں ایک هي قوت متفاوت درجوں میں پائي جاتي هی' کسي میں بہت کم هی کسي میں زیادہ کسي میں بہت زیادہ ' اسیطرح ملکہ الہام و وحي بھي بعض انسانوں میں معدوم هوتا هی' بعض میں کم هوتا هی' بعض میں زیادہ' و بعض میں بہت زیادہ ٭

یہہ ملکہ ایک آلہ هی انکشاف علوم و حقایق اشیاء کماهي هي کا اور اسلیئے اسکا تعلق کسي خاص علم یا کسي خاص شي پر منحصر نہیں هی بلکہ هر ایک سے جداگانہ اور مستقل تعلق رکھتا هی — اور بلحاظ اپنے تعلق کے أسي علم یا شي کے ساتھہ وہ ملکہ منسوب یا موسوم هوتا هی ' جیسےکہ ' ملکہ حکمت ' ملکہ طب ' ملکہ شاعري ' ملکہ حدادي ' ملکہ موسیقي ' ملکہ رتامي ' و علی هذاالقیاس ٭

---

† ایک دوست نے اسکو دیکھہ کر کہا کہ اسلیئے ضرورت ماني جاوے کہ دنیا کي مصیبتیں چند روزہ هیں اور معاد کي مصیبتیں دایمي هیں اسلیئے مقتضاے حکمت و رحمت تھي کہ دایمي مصیبتوں سے انسان کے بچانے کو نبي پیغام بھیجے — اڈیٹر ـ

انسان جبکه انسان کے نیچر پر غور کرتا هی اور نفس کے حالات جانتا هی اور اُسکی وہ غور ایسے درجه پر پہونچ جاتي هی جسپر اطلاق " من عرف نفسه فقد عرف ربه " کا صادق آتا هی اُسوقت وہ چار حالتیں نفس انساني کي پاتا هی ' ایک وہ حالت هی جو عموماً انسانوں کو لاحق هوتي هی ' اور وہ یہه هی که بچپون سے ایک طرح پر تربیت پاتے پاتے اور ایک قسم کي باتوں سنتے سنتے اور ایک هي طور کے طریقے کو برتتے برتتے - یا دفعتاً کسي پر اعتقاد آجانے سے اور اُسکي باتوں اور فعلوں کے اچها هونے پر یقین بٹها لینے سے - یا سوسئیٹي کے نامعلوم مگر نهایت قوي اثروں کے دباؤ سے ایک ایسا یقین یا ایسي کیفیت اُسکے دل میں پیدا هوتي هی که اُسي بات کو حقیقت اور سچ جانتا هی اور اُسکے بر خلاف کو بر خلاف ' اور اسي کیفیت کا نام کانشنس هی جو تمدن و اخلاق سے زیادہ تر تعلق رکهتي هی - دوسري وہ حالت هی که انسان کا کسي خاص علم و هنر میں ترقي کرتے جانا اور اُسکے تمام ماله و ماعلیه کو اکتساب کرتے کرتے ایک اعلی درجه کي قابلیت اُسمیں پیدا کرنا جو اُس علم و هنر کے ملکه سے تعبیر کیجاتي هی اور جس سے اُس شخص کي اُس علم یا هنر میں اعلی درجه کي قدرت مراد هوتي هی — تیسري حالت یہه هوتي هی که جب وہ کسي علم و هنر میں غور کرتا هی' اور کسي مسئله کا حل کرنا یا کسي بات کي تحقیق کرنا یا کسي امر کي حقیقت دریافت کرنا یا کسي دو امروں میں سے صحیح کو غلط سے تمیز کرنا چاهتا هی' مگر وہ تمام اکتسابي قوتیں اُسکي اُس سے عاجز آجاتي هیں اور اُسکے حل و تنقیح کا رسته نہیں بتلاتیں ' مگر دفعتاً اُسکے دل میں ایک بات آجاتي هی جسکو وہ نہیں جانتا که کہاں سے آئي اور کیونکر آئي اور اُس سے وہ تمام مطالب حل هوجاتے هیں — بعضي دفعه ایسا هوتا هی که وہ بات پہلے دل میں پڑجاتي هی اور اُسکي عمدگي اور اُسکي صحت کي دلیلیں بعد کو مثل نکته بعدالوقوع ذهن میں آتي هیں' اور اسطرح پر کسي بات کے دلمیں آنے کو وحي و الهام کہتے هیں — کچهه عجب نهیں که اس الهام کي جز وهي اکتسابي علوم هوں مگر جب اُسکا دل میں پڑنا ایک ظاهري طور پر اُن اکتسابي علوم کا ذریعه نه تها اسلیئے وحي و الهام کي حد سے هم اُسکو خارج نہیں کرتے ●

چوتهي حالت هم انسان میں ایسي پاتے هیں جسکي بناء اکتسابي علوم پر قایم نہیں هوسکتي بلکه اُس شخص کے نیچر پر قایم هوتي هی — ایک جاهل شخص کو جو نه علوم سے واقف هی نه عروض سے نهایت عمده شاعر پاتے هیں ' بہت بڑا ادیب دیکهتے هیں' ان پڑه اور بے علم لوگوں نے ایسے دقیق مسایل اخلاق کے بیان کیئے هیں جنکو حال کي ترقي یافته دنیا بهي تعجب سے دیکهتي هی — قدیم سے قدیم زمانه میں بهي جبکه روشني علم کي اور علمي تحقیقاتوں کي ذرا بهي نہیں چمکي تهي یا بہت هي تهوڑي چمکي تهي ایسے ایسے لوگ گذرے جنکو لوگوں نے خدا تک مانا — صرف یهي نہیں هی که اُنکو ایسا

مان لیا تھا بلکه اُنکے اقوال اور اُنکے مسایل اور اُنکے اصول جو اِسوقت دنیا کے پاس موجود هیں اُنسے ثابت هوتا هی که جیسے وه مانے گئے تھے (نعوذ بالله) ویسے هي ماننے کے لایق بهي تھے — اُس پراني دنیا کے بت پرست حیوان پرست عجایب پرست مصریوں کو دیکھو اُنهي میں سے بعض کے اقوال الهامات کے مسائل کے ایسے ملتے هیں جنسے زیاده عمده نهیں هوسکتے - هندوؤں کے بیدوں کے مصنفوں کے اُن اقوال کو دیکھو جہاں اُس جوتي سروپ نرنکار کي وحدانیت اور اُسکي صفات کو بیان کیا هی - موسیٰ کا زمانه بهي کچهه حال کا زمانه نهیں هی اُسنے کس عمدگي سے اُس مخفي مگر علانیه هستي کي هستي کو ان مختصر لفظوں میں که " میں وهي هوں جو هوں " بیان کیا هی — سب سے بڑے اور پرانے هادي ابراهیم کو دیکھو جسنے بغیر کسي تربیت کے اپنے منهه کو بتوں کیطرف سے موڑا اور خدا کي طرف پهیرا ' اور اپني فطرت سے خدا کي فطرت سے خدا کو پهچانا' سب آخر محمد رسول الله صلعم کو دیکھو جسنے نه لات کو مانا نه عزیٰ کو نه تعلیم و تربیت کا لفظ سیکھا نه سوسئیٹي کے نهایت قوي اثر کو دیکھا ' اور دیکھا تو اُس وحده لاشریک کو دیکھا ' پس اسطرح دلمیں پڑنے والي بات کو هم وحي اور الهام کهتے هیں — اسمیں کچهه شک نهیں که وه پڑتي نهیں بلکه اُچهلتي هی مگر جب اُسکے اُچهلنے کے اسباب هم نهیں پاتے تو اُسکو اِلتا کهتے هیں ٭

اِن الهامي بزرگوں کي نسبت کها جاسکتا هی که جن باتوں کو اُن میں قرار دیا جاتا هی اُنکے پیدا هونے اور دل میں آنے یا دل میں پڑنیکے بهي کچهه اسباب تھے' لیکن اگر وه هونگے بهي تو ایسے خفیف هونگے جنکو مدار اُن عالي الهاموں کا قرار دینا ٹھیک نهیں هوسکنے کا ' معهذا همنے الهام کو خالي نلي میں پاني بهرنا نهیں مانا بلکه فواره کي طرح اُس میں سے اُچهلنا مانا هی گوکه اُسکے لیئے کوئي خفیف تحریک هوئي هو ٭

ایسے بهي لوگ هیں جنهوں نے اپني حالت کو سوچا اور دوسروں کي حالت کو دیکھا اور ایک ایسا امر اُنکے دل میں پڑا جس سے اُنهوں نے تعلیمي اور تربیتي اور سوشیلي اثروں پر غلبه پایا ' اُس دل میں پڑنےوالي شی کو بهي هم الهام اور وحي کهتے هیں ' اگر وحي و الهام نه تها تو اور کیا تها جسنے کالون اور لوتهر کے دلکو اُس پرانے رسته سے پهیرا ' اور همارے هي زمانه میں اُس قابل تعظیم و ادب شخص بابو کیشب چندر سین کے دلکو خداے واحد کیطرف موڑا ' اور سوامي دیانند سرستي کے دلکو مُورتي پوجن سے پهیرا ٭

وحي و الهام اُس همیشه هست هستي کا دایمي فیض هی جو نه منقطع هوا هی نه منقطع هوگا اگر وه کسي زمانه میں کسي سے همکلام هوا هی تو وه اب بهي همکلام هونیکو موجود هی ' اگر کبهي اُسنے کسیکو اپنا دیدار دکهایا هی تو وه اب بهي دکهانیکو حاضر هی' اگر وه آگ کي صورت یا آدمي کي صورت بنناجانتا تها تو اب بهي وه جانتا هی' مگر وه شخص چاهیے جس سے وه همکلام هو اور جسکو اپنا دیدار دکهائے ٭

عشق گر مردست مردے بر سر کار آورد ورنہ چوں موسی بسے آورد و بسیار آورد

خدا تو ایسا فیاض هی کہ مکھي کے دلمیں بھي وحي ڈالتا هی پھر انسان کے دل میں وحي یا الہام ڈالنے سے اُسنے کبھي منھہ نہیں موڑا ' مگر انسان کا دل کم سے کم مکھي کا سا تو هونا چاهیئے جسمیں وہ آسکے •

همارے اِس مضمون کو کٹ مُلّا لوگ پڑھکر سمجھینگے کہ ؔهمنے کُفر بکا هی اور ختم نبوت سے انکار کیا هی مگر یہہ اُنکي نادانی هی جو ختم نبوت کو بمعني انقطاع فیض مبدء فیاض سمجھتے هیں ' هم ختم نبوت کے قایل هیں اور پھر چشمہ فیض رحمت فیاض کو جاري مانتے هیں ' اور خدا سے انسان کے تعلق کو کبھي منقطع نہیں سمجھتے ' اور هم کیا تمام اگلے پچھلے جو همہ اوست یا همہ ازوست کے کہنے والے گذرے هیں اس غیر منقطع هونے والے تعلق کو دایم و قایم کہتے چلے آئے هیں' ختم نبوت دوسري چیز هی اور عدم انقطاع رحمت دوسري چیز •

اگر ملکہ وحي و الہام کو جنمیں وہ هو ایک قوت مثل دیگر قواے انساني کے تسلیم کي جاوے جیسیکہ میںنے تسلیم کي هی تو ضرور هی کہ وہ بھي مثل دیگر قواے انساني کے کسي میں ضعیف اور کسي میں قوي یا کسي میں ناقص اور کسي میں کامل هوگي اور وہ صرف اُتنا هی کام دیگي جتنا کہ نیچر نے اُسکو دیا هی یا جتنے کي قابلیت نیچر نے اُس میں رکھي هی — فوارہ کا زور پاني کے جوش کي مناسبت سے هوتا هی' کسیکا پاني اُسکے مُنہہ هي سے اُبل کر رهجاتا هی کسیکا اُونچا اور کسیکا بہت اُونچا هوجاتا هی اور کسیکا اُس حد تک بلند هوتا هی جو حد کہ نیچر نے اُسکے لیئے مقرر کي هی ' پس هر ایک وحي یا الہام کو هم کامل یا بےنقص نہیں کہتے بلکہ صرف اُسیکو کامل کہتے هیں جسکو نیچر نے کامل کیا هی •

وحي یا الہام همیشہ شخصي هوتا هی ' شخصي الہام اور کتابي الہام دو جداگانہ چیزیں نہیں هیں ' یہہ دوسري بات هی کہ بطور اصطلاح کے ایک کو تاریخي الہام اس لحاظ سے کہ وہ کسي گذشتہ زمانہ میں هوا تھا اور ایک کو شخصي الہام قرار دے لو ' ورنہ دونوں کي حقیقت واحد هی ' اور الہام وهي ایک حقیقت رکھتا هی خواہ وہ پہلے هوا هو یا هو ' مگر دونوں اپني حقیقت اور صداقت ثابت کرنیکے محتاج هیں •

حقیقت ثابت کرنیکے تو اسلیئے محتاج هیں تاکہ جسکو وحي یا الہام کہا جاتا هی کہیں وہ کانشنس تو نہیں جو تعلیمي و سوشیلي اور اعتقادي اُمور کا نتیجہ هی اور جسکي صحت و عدم صحت یا صداقت و عدم صداقت اُسپر منحصر هی جسکا وہ نتیجہ هی — یا وہ الہام وہ تو نہیں هی جو اکتسابي علوم کا نتیجہ هی کیونکہ اُسکي حیثیت بھي اُس شی کي حیثیت سے جسکا وہ نتیجہ هی مغایر نہیں قرار پاسکي •

اور صداقت ثابت کرنیکے اسلیئے محتاج هیں که کهیں وہ ایسے الهام تو نہیں هیں جنکو نیچر نے کاملیت کے درجه تک نہیں پہنچایا — کیونکه صرف اُسي وحي و الهام میں غلطي نہیں هوسکتي جسکو نیچر نے کاملیت کي حد تک پہنچایا هی ●

یہي بحث هی جو تمام مذاهب کي اور تمام کتب الهامي کي صداقت یا عدم صداقت سے متعلق هی، هر ایک مذهب والا اپنے مذهب کو اپنے مذهب کي کتاب کو اپنے معتقد فیه کو سچّا اور کامل بتاتا هی، اور اُسکي تمام باتوں کا مخرج اُس سے قرار دیتا هی جو صداقت محض هی ' پس اگر اُسکے لیئے کوئي پیمانه نہو تو کسیکا یہه حق نہیں هی که ایک کو واست اور دوسرے کو ناراست کہے — نیچر کے کاموں پر غور کرنے سے ثابت هوتا هی که ضرور اُسنے اسکا بھي کوئي پیمانه قرار دیا هوگا اور اسلیئے اِنسان کو اُسکي تلاش سب سے مقدم هی ●

الهام یا کتاب الهامي کا پرنٹر خود اُسکا دل هی جس پر الهام هوا اُسیکا دل اُسکے تمام اوراق کا مخزن هی' اُسیکا دل وہ شخص هی جس سے اُسلے اعتباري طور پر اُسکي تصنیف کا حال ظاهر کیا هی — پس اُسکے لیئے ایسي بیروني شہادت جیسیکه میرے اس ارٹیکل کے لیئے حاصل هوني ممکن هی قانون قدرت کے برخلاف هی — اندروني شہادت بھي جسکا نام لوگوں نے اندروني شہادت رکھا هی ایسي کتاب کے لیئے ایسے هي قانون قدرت کے برخلاف هی جیسیکه بیروني شہادت — اُسکے مصنف کے خیالات نا معلوم هیں پھر کیونکر خیال کریں که اُس کتاب کے خیالات اُن خیالات کے مماثل هیں' اُسکے مصنف کا طرز تحریر بھي نا معلوم هی — اور وہ واقعات بھي نا معلوم هیں جو صرف اُسي مصنف کو معلوم هیں — یہه الهامي کتاب ایسي شہادت سے ثابت هوتي هی جو ان دونوں قسم کي شہادت سے بہت اعلی درجه پر غیر مشتبهه هی اور وہ وہ شہادت هی جو هر دم و هر آن هم تم ' آسمان و زمین ' درخت و پتھر ' دریا و جنگل ' چرند و پرند ' سورج ' چاند ' ستارے ' دے رهے هیں — خدا کي کتاب کے لیئے فاني شخصوں کي کتاب کي مانند فاني شہادت مَت ڈھونڈو' اُس ازلي اور ابدي کے ازلي ابدي کلام ' ازلي ابدي کتاب ' ازلي ابدي تحریر ' ازلي ابدي دستخط کے لیئے ' ازلي ابدي هي شہادت ڈھونڈو ' اُسکي شہادت پہاڑوں پر کندہ هی ' اُسکي شہادت درختوں کے ورقوں پر لکھي هی ' اُسکي شہادت پر تمام جانور چہچہا رهے هیں ' گھوڑے هنہنا رهے هیں ' شیر غرّا رهے هیں ' گدھے رینک رهے هیں ' آدمي بول رهے هیں ' اور دل تصدیق کر رهے هیں ' ●

جس کتاب کے لیئے ایسي شہادت هو وہ بلاشبهه خدا کي کتاب هی' پھر اُسکي صداقت کے لیئے اسبات کا ثبوت طلب کرنا که وہ غلطي سے پاک هی نادانی هی — نیچر غلطي سے پاک هی اور اُسلے اُسکي شہادت دي هی — ایسي صداقتیں جو اِنسان کي عام قوتوں کے

ادراک سے باهر هوں اگر اُس میں پائي بهي جاویں تو انسان اُنکو کیونکر صداقتیں کہہ سکے، وہ تو اُسکے ادراک سے باهر هیں، یہہ سوچنا کہ اُسکي صداقتوں پر کوئي انساني سبقت لیگیا هی یا نہیں اسلیئے ناکافي هی کہ اگر یہہ ثابت بهي هو تو اسکا کیا ثبوت هوگا کہ آیندہ بهي نہ لیجاویگا — پس نیچر کي شهادت اُسکي صداقت کو کافي هی ●

اسبات کو بهي نہ بهولنا چاهیئے کہ همنے وحي و الهام کا تعلق خاص امر پر منحصر نہیں کیا هی بلکہ هر ایک امر سے جداگانہ اور مستقل تعلق قرار دیا هی، پس اس مقام پر جس وحي و الهام سے همکو بحث هی وہ وہ هی جو روح کي تربیت اور اخلاقي تعلیم اور انسان کي انسانیت سے علاقہ رکهتا هی اور جسکو مذهب سے تعبیر کرتے هیں ، پس اگر موسی کو کوئي ٹرگنامیٹري کا قاعدہ نہ آتا هو اور اُسنے اُسکے بیان میں غلطي کي هو تو اُسکي نبوت اور صاحب وحي و الهام هونے میں نقصان نہیں آتا، کیونکہ وہ ٹرگنامیٹري یا استرانمي کا ماسٹر نہیں تها، وہ ان اُمور میں تو ایسا ناواقف تها کہ ریڈسي کے کنارہ سے کلعاں تک کا جغرافیہ بهي نہیں جانتا تها ، اور یهي اُسکا فخر اور بهي دلیل اُسکي نبي اولوالعزم هونیکي تهي — یہہ مسئلہ اس زمانہ کے علوم کي روشني نے نہیں سکهایا بلکہ تیرہ سو برس گذرے جب همارے پیشوا نے همکو سمجهایا تها کہ " ما اتاکم من امر دینکم فخذوہ و مانهاکم عنہ فانتهوا و ما امرتکم برائي فانا بشر مثلکم " ●

بیشک انسان نے اپني عام قوتوں کي مدد سے بہت کچهہ صداقتیں مختلف علوم و فنون میں حاصل کي هیں اور حاصل کرتا رهیگا ، اور اُنهي قوتوں کي مدد سے کتب مقدس کي چند سیدهي سادي صداقتوں کو بهي منکشف کیا هی، مگر اُنهوں نے هي کیا هی جنمیں اُسکے انکشاف کي قدرت تهي — میں اُسکو نہیں تسلیم کرسکتا کہ ایسا کرنے میں اُسکو نہ کسي خدا کي اور نہ فرشتہ کي احتیاج هی — کیونکہ اُسکو اُسي فرشتہ کي حاجت هی جسکا دوسرا نام قوا هی اور اُسي خدا کي حاجت هی جسنے اُسکو اُن قوا پر پیدا کیا هی یا اُن قوا کو اُسکے لیئے بنایا هی ●

جب یہہ عام خیال کہ وحي و الهام اُوپر سے آتا هی نکال دیا جاوے اور یہہ سمجها جاوے کہ وہ آتا نہیں بلکہ جاتا هی اور پهر پامال کر پڑتا هی اور خاص خاص علوم اور انکشاف سے علاقہ رکهتا هی تو کتب الهامي کي نسبت بهي خیال صاف هوجاتا هی کتب الهامي اخلاقي و روحاني تربیت سے علاقہ رکهتي هیں ، پهر بالفرض اگر کسي الهامي کتاب میں اقلیدس اور جرثقیل کے دلایل یا علم هیئت کے مسائل کے بیان میں غلطي هو تو کیوں وہ غلط مانی جاوے، کیونکہ وہ الهام اُس سے متعلق نہیں — یهي سبب هی کہ سچي کتب الهامي میں اُن اُمور کي جو دیگر علوم سے علاقہ رکهتے تهے کچهہ بحث نہیں کي هی، بلکہ اُن اُمور کے متعلق جو عامیانہ خیال عام لوگوں کے تهے اُنکو اُسیطرح چهوڑ کر اُنکي

اخلاقي تعليم کو اختيار کيا هی' مگر لوگوں نے نا سمجھي سے اُنکو حقايق محققه قرار ديا هی' اور جو لفظ که اصلي حقيقت پر اشارہ کرتے تھے يا دوسرے معني بهي رکھتے تھے اُنکو خواہ نخواہ اُنهي عاميانه خيال کيطرف رجوع کيا هی — هاں اگر وهاں روحاني تعليم و تربيت ميں کچھه غلطي هو اور نيچر اُسکے غلط هونے کي شهادت دے نه کوئي فاني انسان تو البته هم اُس کتاب کو جهوٹا يا ناقص الهام قرار دينگے *

بلاشبهه اس زمانه ميں بهت سي کتابيں هيں جو کتب الهامي کے لقب سے مشهور هيں اور اُن ميں غلطياں بهي موجود هيں' مگر جسقدر که اُن ميں صداقت هی اُسکے نماننے کے ليئے کوئي وجهه نهيں هی' صداقت في نفسه صداقت هی خواہ اُسکو سچے هاتوں نے لکها هو يا دوسروں نے — ويد ميں جهاں غلطياں هيں خواہ وہ پيچهے سے ملائي هوں يا پهلے هي سے هوں مگر وهاں بهت سي صداقتيں بهي هيں' اور همارا کام اُن صداقتوں کو تسليم کرنا هی *

يهه بات بالکل ٹهيک هی که کسي کتاب کے الهامي مان ليلے سے بهي مشکلات رفع نهيں هوسکتيں — کيونکه اُس کتاب کي هرايک آيت کے متعدد معني هوسکتے هيں اور اسبات کے قرار دينے کو که کونسے معني اصلي هيں ايک ايسے مفسر کي ضرورت پيش آتي هی جو خود الهامي اور انفيليبل يعني معصوم يا محفوظ عن الخطا هو — کيتهلک لوگوں نے اس ضرورت کو تسليم کيا هی اور وہ پوپ کو معصوم يا محفوظ عن الخطا تسليم کرتے هيں' اور انجيل کے جو وہ معني کهتا هی وهي صحيح مانے جاتے هيں — مگر اُسميں بهي مشکل آجاتي هی جبکه کسي پوپ نے ايک آيت کے معني کچهه کهے هوں اور دوسرے نے کچهه' شيعه مذهب کا مسئله که ايک مجتهد زنده موجود هونا چاهيئے اس مشکل کو کسيقدر رفع کرتا هی' اهل سنت و جماعت نے بهي کسيقدر اسکي پيروي کي هی که ايمه مجتهدين کو واجب الاتباع مانا هی' مگر قرآن مجيد تو اسکے نهايت برخلاف هی اور عيسائيوں کو پوپ کا عهده قايم کرنے پر الزام ديا هی جهاں فرمايا هی" ولا يتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله" — " اتخذوا احبارهم و رهبانهم ارباباً من دون الله " — باايں همه دو باتوں ميں سے کسي ايک کے اختيار کيئے بغير چارہ نهيں هی' يا کوئي الهامي مفسر مانا جاوے' يا تفسير کي صحت کا کوئي پيمانه قرار ديا جاوے' ميں تو وهي پيمانه قرار ديتا هوں جو وحي و الهام کي صحت کا پيمانه هی يعني نيچر اُسکي صداقت پر شهادت دے' بشرطيکه اُس الهامي کتاب کے الفاظ اور اُسکا محاورہ اور الفاظ کے استعمال کا طريقه بهي اُس تفسير کے مساعد هو' اسپر بهي بحث منقطع نهيں هوتي' اور يهه سوال هوتا هی که نيچر کي صداقت کيا هی' کوئي کسي امر کو اور کوئي کسي امر کو نيچر کي صداقت قرار ديتا هی جسميں سے ايک صحيح اور ايک غلط هوگي' مگر يهه بحث زياده دير نهيں پکڑتي' کيونکه خود نيچر اُس غلطي کو رفع کرديتا هی' اور دل اُسکي تصديق کرتے هيں' آپکا يهه خيال که تمام کتب الهاميه عرصه دراز تک لوگوں کي زبان پر رهيں پهر

اور لوگوں نے اُنکو زباني ياد رکها ' اور آخر کار لکهنے والوں نے لکها اور يهه ياد رکهنے والے اور لکهنے والے الهامي نه تهے شايد صحيح هو' مگر قرآن مجيد کي نسبت صحيح نهيں هی' اسلیئے که بغير شک کے ثابت هی که قرآن مجيد کا جب الهام هوا تب هي ملهم زبان سے نکلا ' اور تب هي لکهنے والوں کے هاتهه سے لکها گيا ' جو آجتک همارے هاتهه ميں هی يهاں تک که رسم خط ميں بهي تبديل نهيں کي گئي هی ●

ميں تو اسبات سے انکار نهيں کرسکتا که انسان اپني نيچرل قوتوں کے مناسب استعمال سے حق بات دريافت کرليتا هی' اور اگر اُسنے اُسکے استعمال ميں غلطي کي هو تو دوسرا شخص جسنے استعمال ميں غلطي نکي هو اُس غلطي کو رفع کر ديتا هی' کيونکه ميں ملکه نبوت و الهام کو بهي ايک قوت انسان کے قوا ميں سے سمجهتا هوں — مگر جيسا که ميں نے پہلے بيان کيا هر ايک انسان ميں اس ملکه کا هونا ضرور نهيں هی اور هم ديکهتے هيں که بعض انسانوں ميں ايک امر کا ملکه هی اور بعض ميں نهيں هی' مگر جو قوت که نيچر نے دي هی اُسکا بے محل استعمال هوسکتا هی مگر استعمال ميں غلطي نهيں هوسکتي' آپ نے جس امر کو استعمال کي غلطي سے تعبير کيا هی اگر اُسکو بالفاظ ناقص اور کامل هونے قوت کے تعبير فرماتے تو ميرے خيال کے بالکل مطابق هوتا ●

الهام کي ضرورت پر جو بحث لکهي هی افسوس هی که ميں اُس سے متفق نهيں هوں' آپکي تحرير نهايت عمده هی اور خدا کے رحم اور انسان کے ساتهه اُسکي همدردي کا نهايت پر اثر خيال انسان کے دل پر اُس تحرير سے پيدا هوتا هی — ميرا اور آپکا مطلب کچهه مغاير نهيں هی صرف طرز بيان يا طريقه استدلال ميں تفاوت هی — هم ديکهتے هيں که جو کچهه خدا نے پيدا کيا هی اُس کے لیئے وه سب چيزيں بهي پيدا کي هيں جو اُس کے لیئے ضروري يا مناسب هيں' اور اُنکے استعمال سے جو نتيجه پيدا هو وه بهي ايک لازمي نتيجه هی' پتهر کے مناسب حال جو چيزيں تهيں وه اُسکے لیئے هيں' درخت کے لیئے پرند کے لیئے غرض که تمام مخلوقات کے لیئے جو چيز مناسب حال تهي سب موجود هی' انسان ايک اس قسم کي مخلوق هی جسکے مناسب حال بهت سي چيزيں درکار تهيں اور اُن سب کو خدا نے (يا جسکو اُسکا خالق کهو) مهيا و موجود کيا هی — اُنهي ميں سے صداقت کا پانا بهي انسان کے مناسب حال تها ' اُسکو بهي خدا نے ايسے لوگوں کے ذريعه سے جو صاحب وحي والهام کهلاتے هيں پورا کيا هی — جن جن علوم اور جن حقايق اشياء کي صداقت دريافت کرنے کا جسميں کامل ملکه هی وه اُسکا پيغمبر هی' مگر يهه لفظ خاص هوگيا هی اور صرف اخلاقي و روحاني علم کي صداقت دريافت کرنے والے شخص کو جسميں اُسکي صداقت دريافت کرنے کا کامل ملکه هو جو وحي و الهام سے تعبير کيا جاتا هی نبي يا پيغمبر کهتے هيں — يهودي نبي کا لفظ ايسے شخص کي نسبت اطلاق کرتے تهے جو آينده

کے واقعات کي پيشين گوئي کرتا تھا، مگر اسلام میں کبھي یہہ لفظ ان معنوں میں استعمال نہیں ہوا ؛ بلکه نبي و پیغمبر موادف لفظ سمجھے گئے ہیں، اور معاد کے حالات بتانے کے سبب اُنپر نبي کا اطلاق ہوا ہی ٭

خدا ہر چیز کے ساتھہ درخت ہو یا انسان ہمیشه ہی، کبھي اُس سے جدا نہیں ہوتا ؛ بلکه اگر خدا چاہے که میں اپني مخلوق سے جدا ہوجاؤں تو بھي جدا نہیں ہوسکتا ؛ مگر آپکي اخیر تحریر جو روح کي ترقي کي نسبت ہی میري سمجھه میں نہیں آئي — آپنے اُسکي ترقي چار قوتوں یعنی قوت ادراک یا عقل و فہم - قوت حب — قوت کانشنس - قوت ایمان کي ترقي قرار دي ہی، قوت عقلي کي ترقي صداقتوں کي معلومات پر ٹھہرائي ہی — مگر کہا ایسے شخص کي روح کو جو جاہل ہی اور جسکو صداقتوں کي معلومات نہیں ہی ترقي نہیں ہوسکتي ؛ اگر یہي ہو تو کروڑ در کروڑ مخلوق خدا کي رحمت سے خارج رہ جاویگي — قوت حب جس سے اپنے ہمجنس کے پیار اور خدمت گذاري سے مراد لي ہی ایک اضافي شے ہی ؛ کبھي وہ محبت کي صورت میں ظاہر ہوتي ہی جیسے که ماں اپنے بیٹے پر کرتي ہی، اور کبھي وہ نہایت غضب اور بے رحمي کي صورت میں ظاہر ہوتي ہی جبکه ایک جج قاتل کے قتل اور مجرم کي سزا کا حکم دیتا ہی، اور کبھي وہ نہایت بد اخلاقي اور بےایماني ہو جاتي ہی جبکه محبت یا رحم کے سبب مجرم کو سزا سے بچانے میں کام میں لائي جاتي ہی، پس جو شی که ایک حالت پر قایم نہیں ہی وہ روحاني ترقي کا کیونکر ذریعه ہوسکتي ہی — کانشنس کو جو خود کچھه مستقل چیز نہیں ہی بلکه نتیجه دوسري چیزوں کا ہی اور اُسکا اچھا یا برا ہونا اُن چیزوں کے اچھے یا برے ہونے پر منحصر ہی جسکا وہ نتیجه ہی کسطرح ترقي روح کا ذریعه مانا جاسکتا ہی — ہاں بلاشبهه قوت ایماني ترقي روحاني کا ذریعه ہی، خدا کي محبت اُسکي اطاعت کا ذوق دل میں پیدا کرتي ہی، اور انسان اپنے قوا کو اُن کاموں میں لانے کي کوشش کرتا ہی جنکے لیئے وہ پیدا کیئے گئے ہیں، اور قوا کے اُسطرح پر کام میں لانے سے روح کو ترقي ہوتي ہی ؛ مگر ترک و تجرید اور زہد جسکو جوگ یا رہبانیت کہتے ہیں روح کو ترقي نہیں دے سکتے کیونکه اُسمیں قوتوں کا کام میں لانا نہیں ہوتا بلکه اُنکا معطل کردینا ہوتا ہی والسلام ٭

راقم

سید احمد

تبصرہ

مسدس مد و جزر اسلام

مصنفه

جناب مولوي الطاف حسين صاحب حالي

اللهم ارنا حقايق الاشياء كماهي

پہلے اِس سے که میں اس مد و جزر کي سيرابي اشعار کا اور مصنف کي سحر بياني کا ذکر کروں دوچار بہتے زٹل قافیہ هانکتا هوں جن میں اپنے نزدیک یہہ بیان کرتا هوں که وہ کونسا معیار هی که جس سے نظم کا کھوٹا کھرا پن پرکھا جاتا هی اور وہ کونسا طریقه هندوستان میں هی که جسکے موافق نظم کي مدح و ذم هوتي هی اور اُسکا نتیجه کیا هوتا هی میں هرگز اسکام کے لایق نہیں مگر انسان کا قاعدہ هی که جس شی میں ناقص هوتا هی اُسي میں اپنے تئیں کامل دکھانا چاهتا هی جو بدصورت هوتا هی وهي بن سنورکر اپنے تئیں حسین جتلاتا هی اور خود بھي اپنے تئیں خوبصورت جانتا هی میري طبیعت بھي نظم سے ایسي بیگانه هی که مصرع تک موزوں پڑھنا نہیں آتا اسلیئے میں اسمضمون کو نثر میں لکھتا هوں اور سمجھتا هوں که نظم لکھه رها هوں *

یورپ میں جہاں علم و هنر کے ذکر اذکار اور تہذیب و شایستگي کے شغل اشغال رهتے هیں وهاں کا یہه بھي ایک دستور هوگیا هی که جب کوئي کتاب کسي علم و فن کي تصنیف هوتي هی تو اُسکے مضامین کے عیب و صواب کي چھان بین ارباب علم و هنر کرتے هیں اُسپر ایک مباحثه اور مناظرہ ایسا شروع هوجاتا هی که آخر کو امر حق معلوم هوجاتا هی — بہت سے دانشمندوں کي یہه راے هی که اسي عیب و صواب بیني کے سبب سے یورپ میں علم و هنر کي بہت ترقي هوئي هی — گو بعض نیک راے اسکے خلاف بھي راے رکھتے هیں اور کہتے هیں که انسان جو اوروں کي تصنیفات کے عیب و هنر نکالنے میں تضئیع اوقات کرے اُسپر افسوس هی بہتر هی که وہ اپنا وہ وقت اپني هي تصنیف میں کسي ایجاد و اختراع کے پیدا کرنے میں صرف کرے — ایجاد بندہ اگرچه گندہ هي کیوں نہو — اُسمیں کسي کي دل آزاري نہیں اور کوئي برائي بھي نہیں — مگر اَوروں کي تصنیفات میں سقم و عیب نکالني اُنکي دل شکني کرتے هیں — یہه راے ضعیف معلوم هوتي هی کیونکه بعض آدمیوں کي طبیعت میں قوت ایجاد هوتي هی — بعض کي طبیعت میں اَوروں کي تصنیفات میں عیب و صواب بتلانے کا خوب ملکه هوتا هی — کوئي شطرنج خوب کھیلتا هی کوئي اُوپر سے چال خوب بتلاتا هی — درحقیقت کسي اور کي تصنیفات کي برائي اور بھلائي کا بتلانا بھي ایک طبیعت کا ایجاد هی — اس کام کي خوبي اور جان بےغرضي هی

جہاں یہہ کام بےغرضانہ ہوتا هی اور اُس مهں لوٹ اپنی خود غرضی کا نہیں ہوتا وهاں اُن باتوں کی اشاعت ضرور ہوجاتی هی جو دنیا مهں عمدہ سے عمدہ معلوم ہوتی هیں اور خیال کی گئی هیں — اسی بات سے یورپ کا علم و هنر ترقی کی نردبان پر چڑھتا چلا جاتا هی اور اُسکا ماظر فراخ ہوتا جاتا هی — گو یہہ طریقہ هر علم و هنر کے ساتھہ عام هی مگر علم ادب کے ساتھہ مخصوص هی اور اُس میں بھی نظم کے ساتھہ خاص تر — شاید اسکا سبب یہہ هو کہ نظم انسان کو بالطبع مرغوب هی — ناظم اور شاعر کثرت سے ہوتے هیں — انسان کا یہہ دستور هی کہ وہ دوسرے انسان کی تعریف اُس کام میں نہیں کرتا کہ جسکے کرنے مهں کوئی بھی سعی اور کوشش نہ کرتا هو — بلکہ وہ اُس کام مهں تعریف کرتا هی جس کے کرنے والے بہت سے هوں اور اُن مهں وہ ممتاز اور سرافراز هو — خواہ کوئی سبب هو نظم کی برابر کوئی اَور علم و هنر معرض امتحان اور بحث مهں نہیں آتا — اب اگر هم اپنے ملک مهں فن شعر و شاعری کی ترقی کے خواهاں هوں تو اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں هی کہ هم بھی اهل یورپ کے طریقہ کی تقلید کریں اور بےغرضانہ اُسکے عیب و صواب کو دیکھیں اگر ایک شاعر کی تصنیف عمدہ هو تو دوسرے شاعر کو چاهیئے کہ اُسکی خوبیوں کو اس فصاحت اور بلاغت سے بیان کرے کہ وہ اُسکے لیئے ایک پیرایہ اور زیور بنجائے اور اُسی قدر قیمت اُسکی بڑہ جائے — مگر یہہ یاد رهے کہ جبتک اس عیب و صواب بینی مهں بےغرضی نہ شامل هوگی کبھی اُن عمدہ سے عمدہ باتوں کا رواج نہیں هوگا جو دنیا میں معلوم هوتی هیں اور خیال کی گئی هیں — اب همارے ملک مهں مدح و ذم کا خیال سنیئے - اول اُسکے واسطے مشاعرہ هی جسکو بزم شعرا کہتے هیں — دوم تذکرے هیں جنمیں شعرا کا حال لکھا جاتا هی — تیسرے تقریظات هیں جو کتابوں کے اول اور آخر میں لکھکر لگائے جاتے هیں — بزم شعرا کی کیفیت یہہ هی کہ جب اُس مهں کوئی شخص جو وجاهت ظاهری رکھتا هو گو شعر کہنا نہ جانتا هو کسی اُستاد کو دو چار آنے دیکر شعر کہوا کے لیگیا هو جب وہ ایک مصرعہ پڑھیگا تو واہ واہ اور سبحان اللہ کا غل مچیگا — بار بار اُس سے شعر پڑھوائینگے جب وہ پڑہ چکیگا تو کوئی کہیگا کہ آپ کا ایک ایک مصرع اُستادوں کی سو سو غزلوں پر بھاری هی — کوئی کہیگا کہ آپکی غزل پر سو دیوان صدقے کیئے تھے — اب اگر کوئی اُستاد شاعر شعر پڑھے تو وہ تحسین و آفریں کا شور مچیگا کہ کانوں کے پردے پھٹنے لگینگے — جب وہ پڑہ چکینگے تو سنجیدہ اور متین ارباب مجلس اُنکی تعریف مهں فرمائینگے کہ آج همکو مسئلہ تناسخ کا آپکے اشعار سے ثابت هوگیا کبھی آپ فردوسی معلوم هوتے هیں کبھی نظامی کبھی سعدی کبھی خاقانی — پھر خود بھی جو کسی شعر کو سمجھہ گئے هیں تو اُسکو بار بار پڑھتے هیں اور سردھنتے هیں اور اُس اپنی سخن فہمی پر سخن سنجی سے زیادہ ناز اور افتخار کر رهے هیں - اگر کوئی وهاں سخن فہم

ایسا ہی کہ وہ کسی شعر پر سچا اعتراض کردیتا ہی تو پھر اُس سے نثر میں اَور مضامین میں گفتگو ہونے لگتی ہی — اب اس مدح اور ذم کا نتیجہ یہہ نہیں ہوتا کہ نظم میں ترقی ہو بلکہ شاعر کی طبیعت میں ایک بیجا برتری کا خیال اس خوشامد سے پیدا ہوتا ہی اور پھر اُسکا حال یہہ ہو جاتا ہی کہ جب تک ہر شعر کے ساتھہ اُسکی تعریف نہ کیجاے تو اُس سے شعر پڑھا نہیں جاتا — اُس ٹٹو کی سی کیفیت ہوجاتی ہی کہ جسکو ہر قدم پر ایڑ لگے تو وہ آگے قدم دھرے — جب شاعر ایک شعر پڑھے اُس کی تعریف ہو تو دوسرا شعر منہہ سے نکلے ' نہیں چہرہ کیا کہوں کیا بنجاے — دوسرے تذکرے ہیں — اُنمیں بھی کچھہ نظم کے عیب و صواب سے بحث نہیں ہوتی — فقط شاعر کا حال اور تعریف یا مذمت اور اُسکے کچھہ اشعار ہوتے ہیں — شاعر کی تحسین اور مذمت اس امر پر موقوف ہی کہ اگر شاعر صاحب وجاہت اور وقعت ہی اور زندہ بھی ہی اور کچھہ اُس مصنف تذکرہ کا ارتباط بھی ہی تو پھر اُسکی تعریف میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی جاتی خواہ اُسکا کلام کچھہ رتبہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو — اُسکے کلام کی خوبیوں کے دیکھنے میں ایک آنکھہ کی ہزار آنکھیں ہیں اور عیبوں کے دیکھنے میں آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہی — اگر مرگیا ہی تو مردوں کا ذکر برائی کے ساتھہ کرنا مذہباً منع ہی ' اسلیئے مردہ کی خاطر صداقت کا خون ہوتا ہی — اگر کسی شاعر سے کچھہ چشمک ہی اور مصنف کے سلسلہ میں وہ نہیں ہی تو پھر ہجو اور مذمت کی بھی کیفیت ہی — اُسکے عیبوں پر سیکڑوں حاشیئے لگائے جاتے ہیں اور اُسکی خوبیاں خاک میں ملائی جاتی ہیں — غرض ایک آسمان پر چڑھایا جاتا ہی اور دوسرے کا خاکہ اُڑایا جاتا ہی — اصل نظم کے عیب و صواب سے بحث نہیں — بھلا ایسے تذکروں سے شاعر کی اور شاعری کی کیا ترقی ہوسکتی ہی — سوم تقریظ تو اُسکے معنی یہہ ہیں کہ ستودن زندہ را بحق باشد یا بہ باطل — غرض یہہ سب اسباب شاعر کے واسطے ایسے جمع ہیں کہ اُسکے دماغ میں ہمچو من دیگرے نیست کا خلل پیدا ہوتا ہی — اسی لیئے کوئی شاعر شاید ایسا گذرا ہو کہ اُسنے اپنی تعریف کا ترانہ نہ گایا ہو — اور اپنی نظم کی شیخی کا افسانہ نہ بنایا ہو — نظامی کے قول پر سبکا عمل ہی —

چراز بہر ہرکس دُرے سفتن است ٭ سرودے ہم از بہر خود گفتن است

غرض ہندوستان میں کبھی نظم کی عیب و صواب بینی اُس طریقہ سے ہوئی نہیں کہ وہ اُسکی ترقی کا سبب ہوتی — ہاں اس میں شک نہیں کہ بعض ذہین تیز طرار زبان دراز عیب بیں سخن چیں بد بیں ضرور ہوئے ہیں کہ اُنہوں نے اَوروں کی نظم کا خاکہ اِس خوبی سے اُڑایا کہ وہ بہت لوگوں کو پسند آیا — اور اُنکے لکھنے سے اصل تصنیفات لوگوں کے دلوں سے اُتر گئیں — سودا نے جو اَور اُستادوں کی ہجوئیں لکھی ہیں وہ اُن اُستادوں کے کلام سے زیادہ لوگوں کو مرغوب ہیں — یہہ عیب بین خبیث باطن

ان دو طریقوں سے بڑي ابله فریبي کرتے هیں — اول یهه که وه یهه کهتے هیں که همنے فلاں کتاب بهت غور و فکر سے اول سے آخر تک پڑهي — بعض بعض شعر تو غضب کے مصنف نے لکهے هیں — اس تعریف سے فقط غرض یهه هوتي هی که اُس سے لوگ یهه جانیں که حضرت کو کتاب بیني کا بڑا شوق هی اور سخن فهمي بهي آتي هي اور انصاف بهي مزاج میں هی — پهر آگے وه ارشاد کرتے هیں که بعد بهت تامل اور خوض کے معلوم هوا که اس کلام میں وه خوبیاں نهیں پائي جاتیں جو اُستادوں کے کلام میں هواکرتي هیں - اُستادي کے پایه سے گري هوئي هی - اب اگر اُنسے پوچهئے که حضرت اُستادي کا پایه کیا هوتا هی اور یهه کلام کس قسم کا هی اور کون کون سي خوبیاں مخصوص هیں تو وه اگر مرثیه هی تو فرماتے هیں که اس میں جامي کي زلیخا کي خوبیاں نهیں هیں —اگر نظم رزمیه هی تو حافظ شیراز کے کلام کي بات موجود نهیں هی - اوراگر بزمیه هی تو فردوسي کا شاهنامه اور نظامي کا سکندرنامه یاد هورها هی — چنانچه ایک میرے قدیمي دوست فرمانے لگے که مینے حالي کا مسدس نهایت غور و فکر سے پڑها — بعض بعض شعر خاصے کهے هیں مگر مضامین میں عالي دماغي نهیں پائي جاتي — مینے اُنسے کها که وه کونسي بات اس مسدس میں هوتي که جس سے آپ مصنف کو عالي دماغ سمجهتے اور آپ کے پاس عالي دماغي جانچنے کي میزان کیا هی — کیا اپنا دماغ هی — کیا آپ نے موتیوں کو قطب صاحب کي بهیم کي چهٹنکي سے تولا هی — اُسپر وه فرمانے لگے که اسمیں امیرزادوں کي کبوتر بازي کا ذکر درست نهیں لکها — میں اور وه اکیلے هي تهے — اگر اَور احباب هوتے تو تهوڑي دیر یاروں کي دل لگي خوب رهتي — دوسرا دهوکا اِن بدبینوں کا یهه هوتا هی جسکے دام میں بهت سے اسیر هوتے هیں که هم نے اُس کتاب کو نگاه تامل سے دیکها تو یهه معلوم هوا که جو اُسکا اچها حصه هی وه مصنف نے پهلے اُستادوں سے نقل کیا هی یا اُنکے تتبع سے لکها هی — یهه ایک امر که کسي شخص نے کوئي مضمون اُستادان سلف سے نقل کیا هی یا اُنکے تتبع سے لکها هی بڑا مغالطه دینے والا هی بهت کم آدمي اسکو سمجهتے هیں که خلقت کو خدا بدلتا نهیں — وهي انسان کي طبیعت هی وهي عالم فطرت هی — جب سوچنے والي طبیعتیں متشابه ایک شی کو سوچینگي خواه اُنمیں بُعد زماني هو یا مکاني هو اُنکے خیالات میں بهت سي باتیں مشترک هونگي - مثلاً ایک شاعر نے گهوڑے کو دو هزار برس پهلے دیکها تها تو اُسکو چارهي ٹانگیں اُسکي نظر آئي هونگي اور جب اُسکي تیزدوي کا خیال کیا هوگا تو اول رفتار کي تشبیه هوا اور برق سے سوجهي هوگي - وهي حال آج هی که شاعر کو گهوڑے کي چار ٹانگیں نظر آتي هیں اور اُسکي تیز روي کي تشبیه کے واسطے باد اور برق کا خیال آتا هی — پس آج کوئي شاعر گهوڑے کو چار پاے باد یا برق رفتار کهے تو اُسکو یهه کهنا که وه شاعر سلف کا

ناقل ہی محض بے سروپا ہی — جب اسباب ایک سے جمع ہونگے نتیجہ ایک سا پیدا ہوگا - جب ایک سی طبیعتیں سوچنے والی ہیں اور ایک ہی شی کو سوچتی ہیں تو ضرور اُنمیں توارد ہوگا - سرقہ کی تہمت رکھنی بدظنی ہی اور اس مشابہت کو دیکھکر کسی تصنیف کی تذلیل اور تحقیر کرنی ستم ہی — یہہ بعینہ ایسی بات ہی کہ خوبصورت ماں باپوں کے حسین بچوں کو بد صورت اور کریہ منظر اس سبب سے ہم خیال کریں کہ اُنکے خط و خال کچھہ ماں سے اور کچھہ باپ سے ملتے ہیں - ہمکو ایسے محل پر دو باتوں کی تعریف کرنی چاہیئے — اول اُس اولاد کی حسانت کی اور دوسرے اس مشابہت کی جو اولاد اور والدین میں ہی - یہی حال شاعر کا ہی کہ اگر اُسکی نظم نفس الامر میں پایۂ عالی رکھتی ہی اور اُس میں کسی اُستاد کا تتبع پایا جاے یا کسی اُستاد کے کلام کی نقل دیکھی جاے تو دوباتوں کی تعریف کرنی چاہیئے — اول یہہ کہ اُسکی تصنیف نفس الامر میں عمدہ ہی — دوم کسی اُستاد کی تتبع کو خوب نبہایا ہی — مثلاً اس مسدس کے اس شعر کو —

وہ دین جسنے اعدا کو اخواں بنایا • وحوش اور بہایم کو انسان بنایا

یہہ کہنا کہ قرآن شریف کی اس آیت کا ترجمہ ہی •

کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً

اُس میں مصنف کی کچھہ تعریف نہیں ہی — یہہ خیال محض بیجا ہی — اسکے اندر مصنف کی ذہانت اور لیاقت کی نہایت تعریف کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے کلام کی تائید میں ایسی سند لایا کہ جس سے کسی مسلمان کو اُسکے تسلیم کرنے میں کلام ہی نہیں رہا — اس صنعت اقتباس سے حسن کلام دوبالا ہوگیا — نقل آدمی اُس چیز کی کرتا ہی جسکی اصل دماغ میں ہو — اس اصل کا دماغ میں ہونا کیا کوئی سہل امر ہی ؟ - ایک میرے گہرے دوست سمجھیے کہنے لگے کہ اِس مسدس میں وہی مضامین لئے ہیں جو تہذیب الاخلاق کے پرچوں میں بار بار منطبع ہوئے ہیں - وہ نثر میں تھے یہہ نظم میں ہیں — میںنے کہا کہ آپ پہلے سے یہی اعتراض کیوں نہیں کرتے کہ تہذیب الاخلاق میں بہی وہی مضامین لکھے ہیں جو اوروں نے لکھے ہیں - اُسپر اُنہوں نے کہا کہ میں تو یہی خیال کرتا ہوں پہر میںنے کہا کہ اس اعتراض کو حضرت آدم کے زمانہ تک بہی پہونچاکر چپ رہئیے گا یا نہیں اُسپر وہ ہنسنے لگے میںنے کہا کہ میرے نزدیک جو یہہ خیال کسی عمدہ تصنیف کی نسبت پیدا ہوتا ہی کہ کوئی اُسمیں نئی بات نہیں پرانی باتوں کا اعادہ کیا ہی صرف خباثت کا خیال ہی اور کچھہ نہیں •

آمدم بر سر مطلب — سب سے اول بات جو مصنف کو تحسین و آفرین کا مستحق کرتی ہی وہ اُسکی عالی دماغی اور دانشمندی و نیک نہادی ہی کہ اُسنے پرانی ایشیائی

شاعري کا طریقه چهوڑا اور فرنگستاني شاعري کا مسلک اختیار کیا — بہت تهوڑے آدمي دنیا میں ایسے عقلمند هوئے هیں که وہ یہه سوچا کرتے هیں که همکو کونسا طریقه نیا اختیار کرنا چاهیئے ورنه جس طریقه پر انسان پڑ جاتا هی أسي پر اندهوں کي طرح چلا جاتا هی — کبهي أس سے پهرنے کا ارادہ نهیں کرتا - اِس دیدہ ور هوشمند نے أس طریقه شاعري کو جسمیں وہ بیس برس کي محنت اور جان کاهي سے أستادوں کے طبقه اعلی میں داخل هوا تها اور أنمیں نہایت اعزاز اور اکرام کے ساتهه بیٹها تها یک لخت چهوڑدیا اور سب أستادوں کو سلام کرکے أوٹهه کهڑا رها اور وہ مسلک شاعري کا اختیار کیا جو آج مہذب قوموں میں سب سے زیادہ عمدہ شمار هوتا هی — جس وقت أسنے دیکها که ایک عالي دماغ هندوستان میں أردو زبان کے علم ادب میں مغربي خیالات کا بیج بورها هی اور أس سے برائیوں اور حماقتوں اور جہالتوں کو دور کررها هی - پهکڑ ضلع جگت سے نفرت دلوا رها هی اور یہه فائدہ ایسا ملک کو پہنچا رها هی جسکو کبهي زوال نه آئیگا اور آیندہ نسلیں أسکے احسان کو مانینگي تو یہه دیبر بهي اپني عالي دماغي اور قدرتي شاعرانه طبیعت کو لیکر أسکي مساعدت پر کمر بسته هوگیا اور اپنے قلم کے زور سے معاضدت کرنے لگا - أسنے وہ سارے اپني پراني شاعري کے خیالات دلسے محو کردیئے - اپني اس کتاب کي نظم و نثر میں أسنے اس شاعري کي ایسي مذمت کي هی که جس سے معلوم هوتا هی که اگر دنیا کي ساري شاعري کے برے حصے یکجا جمع کیئے جاویں تو وہ برائي میں أسکے برابر نه هوں — أسنے أس معشوق کے خیالات کو دلسے أوڑا دیا جسکي تصویر بنائي جاتي تو بهچا سے زیادہ ڈراوني هوتي - أسکے چہرہ میں دهن اگر خوردبین سے دیکها جاتا تو معلوم نهیں نظر آتا یا نه آتا — اگر کمر بال سے زیادہ باریک نظر آتي تو چوتڑ أسمیں پهاڑ سے لٹکے هوئے نظر آتے — یہه عالي فہم سمجهه گیا که اس شاعري میں سوائے جهوٹ کے کچهه أور نهیں اور جو سچ بهي هی تو بیفائدہ — بیفائدہ سچ اور جهوٹ دونوں ایکسا حکم رکهتے هیں اس مشرقي شاعري کا چهوڑنا ایسا مشکل نه تها جیسا که مغربي شاعري کا اختیار کرنا دشوار تها — انگریزي زبان نه کبهي سیکهي تهي نه اب پڑهي هی نه پڑهنے کا قصد هی جسکے طفیل سے طرز اور روش مغربي نظم کي معلوم هوتي مگر جو اصل گر اس نظم کے تهے وہ أنکو جانتا تها که اِس طرز کي شاعري کے واسطے یہه امر ضرور هی که شاعر دنیا کے حال سے واقف هو اور طبیعت انساني کو سمجهے که أسمیں نیچر (فطرت) نے کیا کیا پیدا کیا هی چنانچه أسنے اسي طرف توجهه کي — اول پنجاب میں جب اِس قسم کي نظم کا چرچا هوا تو أسنے نیچر کي چیزوں پر مثنویاں لکهیں اور مشاعرہ میں پڑهیں — طبیعت قدرت سے شاعري کے لیئے موزوں هوئي تهي — أسکي مساعدت سے آغاز هي میں ایسي أسکي شهرت هوگئي که وہ حاسدوں کے حسد سے بهي کم نه هوسکي — أسکے ذهن میں اول هي اس شاعري کے رموز خاطرنشین هوگئے اور وہ یہه

خوب سمجھہ گیا کہ شاعر کا فقط یہي کام نہیں کہ وہ اپنے اشعار میں کسي چیز کي تصویر کو آنکھوں کے سامنے کھڑا کردے بلکہ اصل کام اُسکا یہہ ہی کہ اس تصویر کو دکھا کر دل و دماغ میں اُسکي تصویر کو جگادے اور ایک استعجاب اور بوالعجبي پیدا کردے اور اُسکے تمام اسرار کہولدے اور اُسکے تعلق کو انسان کے ساتھہ بتلادے — اسي کو شاعري کا معجزہ یا سحر حلال کہتے ہیں اور اسي کا نام شاعري ہی — سو اِس شاعر نے اس مسدس میں کرکے دکھا دیا — اُسنے اسلام کي ترقي اور تنزل کا حال اس خوبي سے لکھا ہی کہ اُس سے وہ باتیں جنکا پیدا کرنا اہل اسلام کے دل و دماغ میں تہا وہ پیدا کردیں — بہت سے لایق مسلمانوں نے جنکے بہلے دن آتے ہوئے نظر آتے ہیں اس مسدس کو اپنا ورد بنالیا — ایک نہایت لایق مسلمان مجھہ سے کہتا تہا کہ بعد قرآن کے پڑھنے کے اگر میرا دل کسي کتاب کے پڑھنے کو چاہتا ہی تو اس مسدس هي کے پڑھنے کو چاہتا ہی — ایک اَوْر فاضل مولوي کہتا تہا کہ میں کبہي اس مسدس کو نہیں پڑھتا کہ میري آنکھوں میں آنسو نہیں بھر آتے — ایک مسلمان کوشش کررہا ہی کہ فقیروں کو اُنکے بعض بلند یاد کرائے کہی کہ اسے گھر گھر مسلمانوں کے دروازوں پر پڑھا کرو — اور مجلسوں میں یہہ مسدس الہآباد میں پڑھا گیا جہاں اُسپر مسلمانوں کا وہي حال ہوا جو دبیر اور انیس کے مرثیوں پر ہوتا ہی اول سے آخر تک مسدس کو دیکھیئے تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانوں کو مہمان بناکر ایک دسترخوان اُنکے آگے بچھایا ہی جس پر اول ایک کہانا آتا ہی تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اب اس سے زیادہ کیا اور لذیذ کہانا آئیگا — جب وہ ختم ہوتا ہی اور دوسرا کہانا آتا ہی تو وہ ایسا خوش ذایقہ ہوتا ہی کہ پھر تیسرے کہانیکي اُمید نہیں ہوتي کہ وہ حلاوت میں اس سے زیادہ ہوگا — غرض یہي حال اخیر کہانے تک چلا جاتا ہی — جسوقت ملک عرب کي ابتر اور قدرتي حالت کا بیان اس کتاب میں اول کوئي پڑھتا ہی تو یہہ جانتا ہی کہ بس اس سے آگے کیا عمدہ بیان آئیگا — پھر بعد اُسکے ظہور اسلام سے عرب کے سرسبز اور شاداب ہونے کا بیان آتا ہی تو وہ پہلے بیان کو بھلا دیتا ہی اور پڑھنے والا یہہ سمجھتا ہی کہ بس اب اس سے بہتر کیا اَوْر مضمون مصنف لکھیگا — پھر بعد اُسکے تنزل کا حال آیا تو اُسے پڑھکر وہ پھڑک جاتا ہی اور ایک عالم حیرت میں مستغرق ہوتا ہی — مصنف اپني اس خوان‌گستري کو یوں بیان کرتا ہی اور دل میں بھي اُسے یہي سمجھتا ہی کہ گویا یہہ اہل دہلي اور لکھنؤ کي دعوت میں ایک ایسا دسترخوان چُنا گیا ہی جس میں اُبالي کھچڑي اور بےمرچ سالن کے سوا کچھہ نہیں ہی — ہاں یہہ سچ ہی اگر مصنف کے اُستاد مرحوم زندہ ہوتے تو ضرور کہتے کہ کمبخت شاگرد نے ایک برانڈي کي بوتل بھي دسترخوان پر ایسي نہیں رکھي جس سے ایک گلاس تو نکالکر پیتے — مگر جو اس مائدہ کے مزوں سے آشنا ہیں وہ مصنف کي اس تحریر سے یہہ سمجھتے ہیں کہ مصنف ضرور اپني

طرز وروش میں اپني ترقي کو کمال پر پہنچائیگا — یہہ سمجھنا ہي أسکي خوش نصیبي هی — جو انسان یہہ جانتا هی که جس کام کا متجهے کرنا هی أسکا تهورا حصه کیا هی اور بہت سا باقي هی وہ ضرور ترقي کرتے کرتے اهل کمال هوجاتا هی — جب وہ اپني ایسی سخن سنجي کو اوبالي کهچڑي اور بے مرچ سالن بتلاتا هی تو سمجھنا چاهیئے که أسکي زبان کس مزہ اور چاشني سے آشنا هوگي - یہہ تو مضامین کي کیفیت هی - اب الفاظ کي صفائي کو دیکھئے که وہ معاني کے واسطے ایک آئینه هی - عجب طرح کي أس میں حلاوت لطافت متانت هی - نه کہیں أس میں تعقید لفظي هی نه معنوي — زبان کي سادگي میں مضامین کي فرزانگي کا بتهانا یہہ اسي مصنف کا حصه تها - سادگی زبان سے کوئي سادہ لوح یہہ نه سمجھے که أس زبان سے مراد هی جو بچے اور عورتیں اور گنوار بولتے هیں - أنکي یہہ سادگي فقط خیالات کي کمي اور کوتاهي سے هوتي هی - ایک گنوار اپني سادہ زبان میں یہہ کہہ سکتا هی که میري ٹانگ ٹوٹ گئي مگر ایک ڈاکٹر أسکو ان سادہ الفاظ میں نہیں ادا کرسکتا کیونکه گنوار کے دلمیں کوئي أور خیال هي نہیں جسکو وہ الفاظ میں بیان کرے اور ڈاکٹر کے دلمیں سو خیال اس شکستگي کي نسبت هیں - غرض هماري سادگي زبان سے مراد یہہ هی که أس میں باریک باریک اور درشت الفاظ جس سے فضیلت کا اظہار هوتا هي نہیں هیں - نه مبالغه هی نه پهولوں پر رنگ چڑها کر أنکو بے رونق کیا هی - نه صنعتوں کا پیرایه پہنا کر عبارت کي صورت ایسي بگاڑي هی جیسے یہاں کي عورتیں بن سنور کر أور اپني اصلي صورت کو بگاڑ لیتي هیں - بڑا حصه مسدس کا ایسا هی که گنوار کي سمجھه میں آتا هی اور أس سے حظ أوٹھاتا هی - تهوڑا سا حصه ایسا هی که ایک فاضل کي سمجھه میں نه آتا اگر أسکے حاشیئے نه لکھے هوئے هوتے — ایک شاعر صاحب نظر اور مبصر نے مجھسے کہا که اس مسدس کي زبان ایسي هی که میننے أس سے اچھي کسي أستاد کي زبان نہیں دیکھي - جس مضمون کو لکھنا هی ایسے الفاظ میں لکھا هی که أس سے بہتر الفاظ ملنے ناممکن هیں - مگر معلوم نہیں اپني اور أس اِشاعري کي جسکے سبب سے یہہ پاکي زبان حاصل هوئي هی کیوں مصنف نے استقدر هجو کي هی اور أسکو سلڈاس بنایا هی - اور مجھے اسپر بهي حیرت هی که ایک لطیف اور پاکیزہ بیان نے دس' پانچ انگریزي الفاظوں کو ناحق کیوں ٹھوسا هی - میںنے پہلے امر کي نسبت تو کچھه کہا نہیں مگر انگریزي الفاظ کي نسبت یہہ گذارش کي که اس استعمال میں بڑا اختلاف راے هی - بعض کي راے یہہ هی که زبان کا قاعدہ هي هی که أسمیں غیر زبان کے الفاظ ملحق کرتے هیں أس سے زبان کو وسعت حاصل هوتي هی اور أنکا استعمال زبان میں ایسا بھلا معلوم هوتا هی جیسے که سنگ مرمر میں سنگ عباسي کي منبت کاري کردي یا یاقوت سونے میں جڑدیا — جو مخالف راے رکھتے هیں وہ یہہ کہتے هیں که اجنبي زبانوں کے الفاظ کا استعمال اپني زبان میں ظروف گوهریں میں غلاظت کا بهرنا هی — انگریزي زبان میں ابتک اِس محاورہ کا

استعمال چلا آتا ہی کہ نقل شخص اپنی زبان میں اجنبی زبانوں کے الفاظ استعمال کرتا ہی یعنی بڑا احمق ہی — سچ یہہ ہی کہ تشبیہہ تو ہربات کے لیئے ایک عمدہ گز لی جاتی ہی - جو لوگ الفاظ انگریزی استعمال میں لاتے ہیں اُنکو اپنی زبان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ملتا کہ اُسکا وہی مفہوم ہو جو اُس انگریزی لفظ کا ہی — اسلیئے وہ اصل لفظ ہی لکھہ دیتے ہیں — انگریزی زبان میں بھی یہی قاعدہ ہی کہ ہماری زبان کے الفاظ لکھدیئے جاتے ہیں — مگر انگریزوں کو یہہ شکایت ہی کہ یہہ انگریزی ہماری سمجھہ میں نہیں آتی - ہندوستانیوں کو یہہ شکایت ہی کہ یہہ اپنی زبان ہماری سمجھہ میں نہیں آتی - اُس میں یہہ الفاظ ایسے بھر رکھے ہیں کہ ہماری فہم کا گھوڑا اُس سے ٹھوکر کھاتا ہی — زمانہ اِس مشکل کو آسان کریگا — میرا طریقہ یہہ ہی کہ انگریزی لفظ تو نہیں لکھتا مگر اُسکے قریب المعنی جو لفظ اپنی زبان میں ہوتا ہی وہ لکھتا ہوں — مگر معنی اُسکے وہ بیان کرتا ہوں جو اُس انگریزی لفظ کے ہوں — مثلاً ریویو ایک انگریزی لفظ ہی جسکے اصلی معنی نظر ثانی کرنے کے ہیں — مگر اصطلاحی معنی اُسکے یہہ ہیں کہ کتابوں کی عیب و صواب بھنی — اب ایک عربی لفظ تبصرہ کا ہی جسکے معنی دکھا دیلے کے ہیں جیسے ریویو کے معنی — اصلی معنی کی مناسبت سے عیب و صواب بھلی کے انگریزی میں ہوگئے — اِسطرح تبصرہ کے معنی عیب و صواب دکھا دینے کے ہماری زبان میں ہوسکتے ہیں بشرطیکہ کوئی اُسکو استعمال کرے — اس میں کچھہ دنوں تک یہہ خرابی رہے گی کہ پہلے معنی الفاظ کے ایسے ذہن میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ یہہ نئے معنی دیر میں ذہن کے اندر جاگزین ہونگے — مگر اُن انگریزی الفاظ کے استعمال سے یہہ طریقہ بہتر ہوگا کہ اُنکو ہم نہ پڑہ سکتے ہیں نہ سمجھہ سکتے ہیں - مگر اس میں استعمال کرنے والے کو محنت پڑتی ہی اور لغت کی کتابوں کی ورق گردانی میں اُنگلیاں گھسنی پڑتی ہیں — الفاظ کا جوں توں لکھہ دینا آسان ہی اسیلیئے لکھنے والے لکھہ دیتے ہیں اور سونے میں اپنے نزدیک یاقوت جڑ دیتے ہوں — یہہ ایک مباحثہ جدا ہی — ان الفاظ کے استعمال سے مصنف کی زبان کی فصاحت پر اعتراض نہیں ہوتا ❊

مصنف نے کتاب کا نام مد و جزر اسلام رکھا تہا — ترقی اسلام مد تہا تنزل اسلام جزر تہا — پانی کا قاعدہ ہی کہ بعد مد و جزر کے ہموار ہوجاتا ہی — اسلیئے جزر کے ساتھہ مشابہت تامہ پیدا کرنے کی مصنف نے آخر کو خاتمہ مسدس میں اسلام کی ترقی و تنزل کو ہموار کرکے اَوْر قوموں کی برابر کردیا - مگر اس سے اسلام اَوْر زیادہ ناہموار ٹھہر گیا - یقین ہی مصنف کی جب دوبارہ کتاب چھپیگی تو وہ شراب کو سیراب اپنی رشحۂ قلم سے کریگا ❊

راقــــــم
محمد ذکاءاللہ
پروفیسر میور کالج الہ‌آباد

مقام الہ‌آباد
۱۸ جولائی سنہ ۱۸۷۹ ع

تدبیر

بہت سے خیالات ہیں جو حقیقت میں مذہب سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتے بلکہ مذہب کے سوا اؤر مختلف اسباب سے انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں مگر ایک وہمی تعلق کے سبب وہ اُنکو مذہبی خیالات سمجھکر اُنپر جم جاتا ہی . مثلاً یہہ خیال کہ زمین ساکن ہی اور آسمان اُسکے گرد پھرتے ہیں حقیقت میں مذہب اسلام سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ یونانی فلسفہ سے جو کہ علماے اسلام کے خیالات پر چھا گیا تھا پیدا ہوا ہی لیکن غلطی سے وہ ایک ایسی ضروری بات سمجھی گئی ہی کہ اُسکے انکار سے گویا قرآن اور حدیث کا انکار لازم آتا ہی . اسیطرح یہہ خیال کہ آدمی کی تدبیر سے کچھہ نہیں ہوسکتا ایک ایسا خیال ہی جو مذہب کے سوا اؤر مختلف اسباب سے انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہی مگر غلطی سے ایک مذہبی خیال سمجھا جاتا ہی . اصل یہہ ہی کہ جو خیالات ملکی یا تمدنی یا تعلیمی خاصیتوں سے انسان کے دل پر مستولی ہوجاتے ہیں وہ اُنکو کسی ایسی زبردست دستاویز سے تقویت دینی چاہتا ہی جسکے آگے چون و چرا کی گنجایش نہو . ہم اس آرٹیکل میں یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ حصول مقاصد کے لیئے تدبیر اور سعی و کوشش کرنی انسان کا ایک ضروری فرض ہی' اور یہہ کہ اسلام نے اُسکا ضروری اور مفید ہونا بتایا ہی نہ غیر ضروری اور غیر مفید ہونا ؛ اور وہ کیا اسباب ہیں جنسے تدبیر کی وقعت انسان کے دل سے جاتی رہتی ہی ؟ •

کوئی شخص اسبات کا انکار نہیں کرسکتا کہ خدا تعالی نے ہر ذی روح کی جبلت میں یہہ خاصیت رکھی ہی کہ وہ نفع حاصل کرنے یا ضرر کے دفع کرنے کا بالطبع ارادہ کرتے ہیں' اور جہانتک اُنکی دسترس ہوتی ہی اس غرض کے لیئے کوشش کرتے ہیں . بھوک میں کھانے کی اور پیاس میں پانی کی جستجو کرتے ہیں . گھوڑا شیر سے اور چوہا بلی سے بھاگتا ہی . یہی کوشش جب انسان میں پائی جاتی ہی تو اُسکا نام تدبیر رکھا جاتا ہی • تدبیر کے معنی لغت میں انجام کار پر نظر کرنے کے ہیں اور عرف عام میں مطلوب کے قدرتی اسباب کی جستجو کرنے اور اُنکے ذریعہ سے اُس مطلوب کے بہم پہنچانے میں کوشش کرنے کو تدبیر کہتے ہیں • ظاہر ہی کہ ایسی کوشش تمام حیوانات میں سے صرف انسان ہی میں جو کہ ذی روح ہونے کے علاوہ عقل بھی رکھتا ہی پائی جاسکتی ہی . پس جسطرح دفع مضرت اور جلب منفعت کے لیئے کوشش کرنا اؤر حیوانات کا قدرتی خاصہ ہی اسیطرح تدبیر کرنا انسان کا قدرتی خاصہ ہی •

جو لوگ تدبیر کو زبان سے محض بیکار اور لاحاصل بتاتے ہیں اور دل سے بھی ایسا ہی یقین کرتے ہیں وہ بھی تدبیر کرنے سے باز نہیں رہ سکتے . روز مرہ کے خرچ کے لیئے اکھٹی

جنس خرید کر رکھتے هیں تاکہ هرروز فکر کرنی نہ پڑے ۔ پرانی جڑاول کو گرمی برسات میں حفاظت سے رکھتے هیں تاکہ آیندہ موسم سرما میں کام آئے ۔ مکانوں کی مرمت کرتے هیں تاکہ وہ گرنے سے محفوظ رهیں ۔ چھتوں پر مٹی ڈلواتے هیں تاکہ برسات میں پانی نہ ٹپکے ۔ روپیہ پیسے کو بغیر حفاظت کے نہیں رکھتے ۔ اکیلے مکان کو کھلا نہیں چھوڑتے ۔ مویشی کو مقید رکھتے هیں ۔ اولاد کو تا بمقدور بُری صحبت سے روکتے هیں ۔ غرضکہ اُن تمام مقاصد کے لیئے جنکے اسباب نہایت ظاهر اور بدیہی هیں همیشہ تدبیر کرتے هیں' اور اس سے صاف معلوم هوتا هی کہ تدبیر کرنا انسان کی فطرت کا مقتضا هی اور یہہ سبق اُسکو قدرت هی نے سکھایا هی ۔ ظاهر هی کہ قدرت کا کوئی عطیہ بیکار نہیں هوتا پس ضرور هی کہ تدبیر بھی انسان کے حق میں بیکار اور غیر مفید نہ هو جیسا کہ رسول خدا (صلعم) نے پرندوں کے حق میں ارشاد فرمایا کہ " تغدو خماصاً و تروح بطاناً " (جانور صبح کو بھوکے نکلتے هیں اور شام کو سیر هوکر آتے هیں) یعنی وہ اپنی کوشش هی سے کامیاب هوتے هیں ۔ اور فرمایا کہ " الاسواق موائد الله فمن اتیها فقد اصاب منها " (بازار خدا کی نعمتوں کے خوان هیں جو وهاں آئیگا اُن سے بہرہ مند هوگا) یعنی تجارت میں دوڑ دھوپ کرنے سے ضرور کامیابی هوتی هی ۔ ان دونوں حدیثوں سے بھی یہی ثابت هوتا هی کہ یہہ قدرتی خاصیت جسکا نام تدبیر هی انسان کی طبیعت میں بیکار نہیں پیدا کی گئی' اور انسان کی کامیابی کا سیدها رستہ تدبیر کے سوا اَور کوئی نہیں هی *

بالفعل هماری قوم میں یہہ خیال کثرت سے پھیلا هوا هی کہ آدمی کی تدبیر سے کچھہ نہیں هوسکتا بلکہ نفع یا ضرر جو کچھہ پہونچنے والا هوتا هی وہ ضرور پہونچتا هی خواہ تدبیر کیجائے خواہ نہ کیجائے اور وہ اسکو دین اسلام کا ایک ضروری عقیدہ خیال کرتے هیں ، اگرچہ وہ جیسا کہ همنے اُوپر بیان کیا سوسری اور معمولی اغراض کے لیئے همیشہ تدبیریں کرتے هیں مگر جب کوئی ایسا کام پیش آتا هی جو آسانی سے حاصل نہیں هوسکتا یا جسکے وسائل اور اسباب کسیقدر دقیق هوتے هیں تو وہ تقدیر اور توکل کا حرف زبان پر لاتے هیں ، جو بے علم هیں وہ تو پیشانی پر اُنگلی ٹیک کر یہہ مصرعہ پڑہ دیتے هیں —

جوکہ پیشانی پہ لکھی هی وہ پیش آنی هی

اور پڑھے لکھے آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کرکے کبھی اپنی مجبوری اور کبھی اپنے توکل کا اظہار کرتے هیں ۔ کوئی یہہ آیت پڑھتا هی کہ " ومن یتوکل علی الله فهو حسبه " (یعنی خدا پر بھروسا کرنا کافی هی) کوئی یہہ حدیث پڑھتا هی کہ " جف القلم بما هو کائن " (یعنی جو کچھہ هونے والا تھا وہ قلم تقدیر لکھہ چکا) کہیں یہہ آیت پیش کیجاتی هی کہ " تعز من تشاء وتذل من تشاء " (جسکو تو چاهے عزت دے اور جسکو تو چاهے ذلت دے) اور کہیں یہہ حدیث کہ " ماشاء الله کان و مالم یشاء لم یکن " (جو خدا نے چاها وہ هوگیا اور جو اُسنے نہ چاها وہ نہوا) ۔

اور کہیں یہہ آیت پڑھی جاتی هی کہ " وما من دابة في الارض الا علی الله رزقها " (یعني کوئي جاندار زمین پر ایسا نہیں جسکا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو) غرض اسي قسم کي بہت سي آیتیں اور حدیثیں پیش کیجاتي ہیں جو تین باتوں میں سے کسي ایک نہ ایک بات پر دلالت کرتي ہیں . ایک یہہ کہ خدا پر توکل کرنا کافي اور ضرور هی اور ہر ذي حیات کا رزق اُسکے ذمہ هی . دوسرے یہہ کہ ازل سے ابد تک جو کچھہ ہونے والا تھا سو ہوچکا . تیسرے یہہ کہ جو خدا چاہتا هی وہ ہوتا هی اور جو بندہ چاہتا هی وہ نہیں ہوتا . لیکن ان تینوں باتوں سے تدبیر کا لاحاصل اور بیکار ہونا لازم نہیں آتا . خدا پر توکل کرنا (جیسا کہ ہم آگے مفصل بیان کرینگے) اسلیئے کافي اور ضروري هی کہ بغیر توکل کے کسي تدبیر پر اقدام کرنے کي جرأت انسان سے نہیں ہوسکتي ' اور خدا تعالی جو ہر ذي حیات کے رزق کا متکفل ہوا هی اسکے یہہ معنی ہیں کہ تمام عالم کي پرورش کے لیئے جو چیزیں ضروري اور ابدي ہیں اُنکا روے زمین پر پیدا کرنا اُسکے ذمہ هی ' نہ یہہ کہ بغیر ہاتھہ پانو ہلائے حلق میں اوتار دینا اُسکے ذمہ هی . دوسري بات بھي تدبیر کے منافي نہیں بلکہ مؤید هی ' کیونکہ ازل سے ابد تک جو کچھہ ہونے والا تھا وہ یہي تھا کہ ہرشي اپنے اسباب و علل کے ساتھہ وابستہ ہو جب مینھہ برسے تو سماں ہو اور جب مینھہ نہ برسے تو کال ہو ' جب تخم ریزي کیجائے تو غلہ پیدا ہو اور جب غذا کہائي جاے تو خون پیدا ہو تیسري بات سے بھي تدبیر کا بیکار ہونا نہیں سمجھا جاتا کیونکہ خدا تعالی نے اپنے پاک کلام میں جابجا اپنے مدبر عالم اور مسبب الاسباب اور علة العلل ہونے کي وجہہ سے اسباب کي تاثیرات اور افعال کو اپني طرف منسوب کیا هی ' جیسے " وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی " (جب تونے پھینکا تھا تو تونے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تھا) اور " أانتم تزرعونه ام نحن الزارعون " (آیا تم بوتے ہو اُسکو یا ہم بوتے ہیں) ٭

جسقدر ہمکو اسبات کا یقین هی کہ عالم موجود هی اُسیقدر ہمکو اسبات کا بھي یقین هی کہ ہم سب کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں ' اور جیسا ہمکو پہلے یقین میں ایک نہایت ضعیف احتمال اسبات کا رہتا هی کہ شاید یہہ تمام نمایش عالم خواب کیسي نمایش ہو ویسا هی ایک نہایت ضعیف احتمال اسبات کا رہتا هی کہ شاید ہمارے یہہ سب افعال و حرکات ایسے ہوں جیسے قطب نما کي سوئي کي حرکت . لیکن ایسے ضعیف احتمالات سے یقین زائل نہیں ہوسکتا اسي لیئے آنحضرت نے فرمایا هی کہ " دع مایریبک الی مالایریبک " (یعني شک میں ڈالنے والي بات کو اُس بات کے مقابل میں چھوڑ دو جو شک میں نہ ڈالے) پس اسمیں شک کرنے کي کوئي وجہہ نہیں هی کہ جسطرح عالم کا موجود ہونا یقیني هی اسیطرح ہمارے افعال کا اختیاري ہونا یقیني هی . اگر ہم اپنے افعال میں ایسے هي مجبور ہوں جیسے اور جمادات مجبور ہیں تو تمام تکلیفات شرعیہ اور سزا و جزا باطل ہوجائے ' اور جن معنوں میں نیکي ' بدي ' مدح ' ذم ' لیاقت ' نالیاقتي ' انصاف ' بےانصافي ' دانائي ' ناداني '

فرض ' جوابدهي ' قصور اور بيقصوري وغيرہ الفاظ مذهب اور اخلق اور قانون ميں استعمال کيئے جاتے هيں وہ سب غلط تهير جائيں — پس جہاں کہيں قرآن يا حديث ميں ايسے الفاظ وارد هوئے هيں جنميں بندوں کے کام خدا کي طرف نسبت کيئے گئے هيں وهاں أن الفاظ کي اسناد اپني حقيقت پر نہيں هی ' اور يهہ بات أن آيات و احاديث پر نظر کرنے سے بالکل صاف هوجاتي هی جنميں بندوں کے اقبال و ادبار اور راحت و تکليف وغيرہ کو أنهيں کے افعال کا ثمرہ بتايا هی جيسا کہ آگے چلکر ذکر کيا جائيگا ●

همارے نزديک يہہ خيال کہ انسان کي تدبير سے کچهہ نہيں هوسکتا اور اسکو ايک مذهبي عقيدہ جاننا تقدير اور توکل کے غلط معني سمجهنے سے پيدا هوا هی . تقدير کے ايسے معني سمجهے گئے هيں جنسے انسان کا مجبور هرنا اور اسباب کا معطل اور بيکار هونا لازم آتا هی ' مگر شارع نے تقدير کے ايسے معني نہيں بتائے بلکہ ايسے معني بتائے هيں جنسے نہ انسان کا مجبور هونا اور نہ اسباب کا معطل هونا لازم آتا هی . حضرت شاہ ولي الله حجتہ الله البالغہ ميں لکهتے هيں کہ تقدير اور اسباب کي سببيت ميں کچهہ منافات نہيں هی ' کيونکہ جب آنحضرت صلعم سے پوچها گيا کہ کيا دوا اور رقيہ تقدير الهي کو هٹاديتے هيں ' تو آپ نے فرمايا کہ وہ خود تقدير الهي سے باهر نہيں هيں (يعني دوا وغيرہ ميں جو تاثير هی وہ بهي خدا هي کي پيدا کي هوئي هی) . پهر شاہ صاحب نے اسي مطلب پر حضرت عمر کے أس قول سے استدلال کيا هی جو سرغ کے قصہ ميں أنسے منقول هی . سرغ وادي تبوک ميں ايک بستي کا نام تها . وباے شام کے قصہ ميں عبدالله بن عباس سے روايت هی کہ جب عمر فاروق سرغ ميں پہنچے اور وباے شام کا حال سنا تو وهاں سے اولٹے پهر جانے کا حکم ديا . عبيدة بن الجراح نے کہا کيا تقدير الهي سے بهاگنے کا ارادہ هی . عمر فاروق نے کہا "نعم نفرمن قدرالله الی قدرالله" (هاں هم تقدير الهي سے تقدير الهي کي طرف بهاگتے هيں) ' اور پهر يہہ تمثيل بيان کي کہ " ديکهو اگر تمهارے پاس أونٹ هوں اور تم ايک ايسے وادي ميں پهونچو جسکي ايک جانب سرسبز هو اور دوسري جانب بنجر هو ' تو چاهو تم سرسبز زمين ميں اپنے أونٹ چراؤ اور چاهو بنجر زمين ميں دونوں صورتوں ميں تقدير الهي سے باهر نہيں هوسکتے " . اس سے معلوم هوا کہ مسبب الاسباب نے جو مختلف اسباب ميں مختلف تاثيريں رکهي هيں اسيکا نام تقدير الهي هی . مرض کي حالت ميں پرهيز اور دوا نہ کرنے سے مرض کا طول پکڑنا بهي تقدير الهي هی ' اور پرهيز اور دوا کرنے سے أسکا زائل هوجانا يہہ بهي تقدير الهي هی . وبا کے مقامات سے بهاگ کر موت سے بچنا بهي تقدير الهي هی ' اور وبا کے مقامات ميں جاکر مرجانا يہہ بهي تقدير الهي هی . گلہ کو سرسبز زمين ميں چهوڑ کر أسکو چارہ سے سير کرنا بهي تقدير الهي هی ' اور بنجر زمين ميں چهوڑ کر أسکو بهوکا مارنا يہہ بهي تقدير الهي هی ●

اس مطلب کی تائید کے لیئے چند آیتیں قرآن مجید کی بھی یہاں نقل کرنی مناسب معلوم ہوتی ھیں —

۱ — ان الله لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما با نفسہم (رعد)

۱ — خدا تعالی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلیں ‌•

۲ — ذلک بان الله لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما با نفسہم (انفال)

۲ — یہہ اس سبب سے ھی کہ خدا تعالی جو نعمت کسی قوم کو دیتا ھی اُسکو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہیں بدلتی •

۳ — ما اصابکم من مصیبۃ فیما کسبت ایدیکم (شوری)

۳ — جو مصیبت تمکو پہنچتی ھی وہ تمہارے ھی کرتوت سے تمکو پہنچتی ھے

۴ — فما کان الله لیظلمہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون (روم)

۴ — خدا کی شان سے نہ تہا کہ اُنپر ظلم کرے بلکہ وہ آپ اپنی جانونپر ظلم کرتے تھے •

۵ — ذلک بما قدمت ایدیکم و ان الله لیس بظلام للعبید (انفال)

۵ — یہہ تمہارے ھی کرتوت کی سزا ھی اور خدا بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ھی

۶ — من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (کہف)

۶ — جسکا جی چاھے ایمان لائے اور جسکا جی چاھے ایمان نہ لائے •

۷ — لہا ماکسبت و علیہا ما اکتسبت (بقرہ)

۷ — اُسکے لیئے مفید ھی جو وہ نیکی کرے اور اُسکے لیئے مضر ھی جو وہ بُرائی کرے •

اسی مضمون کی اَوْر بہت سی آیتیں اور حدیثیں ھیں جنسے ثابت ہوتا ھی کہ ایسے کام جنکا نتیجہ اچہا ھی اور ایسے کام جنکا نتیجہ بُرا ھی دونوں طرح کے کام کرنے کا اختیار انسان کو دیا گیا ھی؛ اور جو تکلیف یا راحت یا اقبال یا ادبار اُسکو پہونچتا ھی وہ سب اُسیکے کام کے نتیجے ہوتے ھیں •

پس معلوم ہوا کہ شارع نے تقدیر کے وہ معنی نہیں بتائے جو ھماری قوم کے عام خیالات میں سمائے ہوئے ھیں؛ یعنی یہہ کہ جسکو جو نفع یا ضرر پہونچنے والا ھی وہ ضرور پہونچیگا خواہ تدبیر کیجائے خواہ نہ کیجائے •

دوسری غلطی توکل کے معنی سمجھنے میں ہوئی ھی . توکل کے صحیح معنی اپنے تو عاجز سمجھنے اور خدا پر بہروسا کرنے کے ھیں؛ مگر غلطی سے توکل ایسے بہروسا کرنے کا نام رکہا گیا ھی کہ تدبیر اور کوشش کا بالکل اُسمیں لگاؤ نہ رھے؛ اور انسان مثل جمادات کے بے حس و حرکت

هوکر بیتھه رهے . گویا تدبیر اور توکل میں منافات سمجھي گئی هی . لیکن شریعت سے توکل کے ایسے معني معلوم هوتے هیں جو هرگز تدبیر کے منافي نهیں' اور تدبیر کے ایسے معني معلوم هوتے هیں جو هرگز توکل کے منافي نهیں . جسطرح توکل کرنے کي تاکید کي گئي هی اسیطرح تدبیر کرنے کي تاکید کی گئي هی' اور جسطرح توکل کرنے والوں کي تعریف کي گئي هی اسیطرح تدبیر کرنے والوں کي تعریف کي گئي هی . اس مقام پر مناسب معلوم هوتا هی که چند آیتیں اور حدیثیں اور اقوال سلف جنمیں کوشش اور تدبیر کرنے کي اجازت یا تاکید یا تعریف کي گئي هی نقل کي جائیں •

۱ — لیس علیکم جناح ان تبتغوافضلاً من ربکم (بقره) ۱ — تمپر (اے حاجیو) کچھه الزام نهیں هی اگر تم سفر حج میں خدا کے رزق کي تلاش کرو (یعني تجارت وغیره کے ذریعه سے معاش بھي پیدا کرو اور حج بھي کر آؤ تو کچھه مضایقه نهیں هی) •

۲ — وجعلنا النهار معاشا (النبا) ۲ — همنے (تمهارے لیئے) دن کو کمائي کرنے کا وقت بنا یا •

۳ — وجعلنا لکم فیها معایش (الحجر) ۳ — همنے تمهارے لیئے زمین پر معاش حاصل کرنے کے اسباب پیدا کیئے •

۴ — فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله (الجمعة) ۴ — پھیل جاؤ زمین پر اور خدا کا رزق تلاش کرو •

۵ — علم ان سیکون منکم مرضی و آخرون یضربون في الارض یبتغون من فضل الله (مزمل) ۵ — خدانے جان لیا هی که بعضے هونگے تم میں سے بیمار' اور اؤر لوگ هونگے جو سفر کرینگے زمین پر خدا کے رزق کي تلاش میں (یعني وه بھي بیماروں کي طرح رعایت کے قابل هیں) •

اسیطرح اؤر بهت سي آیتیں هیں جنسے طلب معاش کے لیئے کوشش اور تدبیر کرنے کي اجازت اور ترغیب پائي جاتي هی' اور اخبار و اثار جو اس باب میں وارد هیں اُنمیں سے چند اس مقام پر احیاء العلوم سے نقل کرتے هیں —

۱ — قال رسول الله (صلعم) من الذنوب ذنوب لایکفرها الاالهم في طلب المعیشة ۱ — بعضے گناه ایسے هیں که طلب معاش میں کوشش کرنے هي سے پاک هوتے هیں •

۲ — التاجر الصدوق یحشر یوم القیمة مع الصدیقین و الشهداء

۲ — سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھہ محشور هوگا ٭

۳ — من طلب الدنیا حلالاً تعففاً عن المسئلة و سعیاً علی عیاله و تعطفاً علی جاره لقی الله و وجهه کا لقمر لیلة البدر

۳ — جو شخص دنیا کو وجہہ حلال سے اسلیئے ڈھونڈتا هی که سوال کرنے سے بچے اور اپنے بال بچوں کي خبر لے اور همسایه کے ساتھہ همدردي کرے وہ خدا سے ایسي حالت میں ملیگا که اُسکا منہہ چودھویں رات کے چاند کي طرح چمکتا هوگا ٭

۴ — کان رسول الله (صلعم) جالساً مع اصحابه ذات یوم فنظروا الی شاب ذي جلد وقوة وقد بکر یسعی فقالوا ویح هذا لو کان شبابه و جلده فی سبیل الله فقال (صلعم) لاتقولوا هذا فانه انکان یسعی علی نفسه لیکف عن المسئلة و یغنیها عن الناس فهوفي سبیل الله و انکان یسعی علی ابوین ضعیفین اوذریة ضعاف لیغنیهم و یکفیهم فهوفی سبیل الله

۴ — ایک روز آنحضرت صلعم صحابه کے ساتھہ بیٹھے تھے اُنھوں نے ایک چست اور قوي جوان کو دیکھا که علی الصباح معاش کي تلاش میں نکلا تھا، بولے کیا خوب هوتا اگر اسکي قوت اور چستي خدا کي راہ میں صرف هوتي، اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا که ایسا نه کہو کیونکه اگر وہ اپنے لیئے سعي کرتا هی تاکه مانگنے سے بچے اور لوگوں کا محتاج نہو تو وہ خدا هي کي راہ میں هی، اور اگر وہ اپنے ضعیف ماں باپ یا بال بچوں کے لیئے کوشش کرتا هی تاکه اُنکو مستغنی کرے اور اُنکے کام آئے تو بھي وہ خدا هي کي راہ میں هی ٭

۵ — ان الله یحب العبد یتخذ المهنة لیستغني بها عن الناس

۵ — خدا تعالی اُس بندے کو دوست رکھتا هی جو کوئی پیشه اختیار کرے که لوگوں کا محتاج نہو ٭

۶ — ان الله یحب المؤمن المحترف

۶ — خداتعالی پیشه ور مسلمان کو دوست رکھتا هی ٭

۷ — روی ان عیسی رای رجلاً قال ما تصنع
قال اتعبد قال من یعولک قال اخي
قال اخوک اعبد منک

۷ — روایت هی که حضرت عیسی نے ایک
شخص کو دیکھا کہا ' توکیا کرتا هی'
کہا عبادت' کہا تیري خبرگیري کون
کرتا هی'کہا میرا بهائي' کہا تیرا بهائي
تجھسے بڑا عبادت کرنے والا هی ●

۸ — کان زید بن سلمة یغرس في ارضه فقال له
عمر رضی الله اصبت استغن عن الناس
یکن اصون لدینک واکرم لک علیهم کما
قال صاحبکم أحیحة ع ان الکریم
علی الاخوان ذوالمال

۸ — زید بن سلمه اپني زمین میں پیڑ
لگا رهے تهے' حضرت عمر نے کہا ایسا هي
چاهیئے اگر تو لوگوں سے بے غرض
رهیگا تو تیرا دین زیادہ محفوظ رهیگا
اور تیري عزت اُنمیں زیادہ هوگي'
جیسا که تمہارے دوست اُحیحه
شاعر کا قول هی که بهائیوں میں
دولتمند هي معزز هوتا هی ●

۹ — قال عمر رض ما من موضع یاتي الموت
فیه أحب الي من موضع اتسوق فیه
لاهلي ابیع و اشتري

۹ — عمر فاروق کہا کرتے تهے که میں موت
کے آنے کي جگہه اُس جگہه سے بہتر
نہیں سمجھتا جہاں اپنے کنبے کے لیئے
بازار میں لین دین کررها هوں ●

ان تمام آیتوں اور حدیثوں اور اقوال سلف سے صاف ظاهر هی که طلب معاش میں کوشش اور تدبیر کرني انسان کا ایک ضروري فرض هی' پس اگر تدبیر اور توکل میں منافات هوتي تو طلب معاش میں کوشش کرنے کي اجازت اور ترغیب اور تعریف نه هوتي— امام غزالي احیاء العلوم میں لکھتے هیں که " بعض اوقات ایسا خیال کیا جاتا هی که هاتهه پانو سے کسب کرنے اور دل سے تدبیر کرنےکو ترک کرنا اسکا نام توکل هی . یهه جاهلوں کا خیال هی کیونکه کسب اور تدبیر کو ترک کرنا شریعت میں حرام هی' اور جبکه شریعت نے توکل کرنے والوں کي تعریف کي هی تو یهه کیونکر هوسکتا هی که دیني فضیلت (یعني توکل) ممنوعات شرعیه (یعني ترک کسب و ترک تدبیر) سے حاصل هوسکے " اسکے سوا بیماري کي حالت میں دوا اور پرهیز وغیرہ سے اُسکے دفعیه کي تدبیر کرني بهي بیشمار روایتوں سے ثابت هی' چنانچه بعض محدثین نے خاص اسي قسم کي حدیثیں جمع کي هیں اور اُس مجموعه کا نام طب نبوي رکھا هی . احیاء العلوم میں لکھا هی که " آپ نے اکثر صحابه کو دوا اور پرهیز کي تاکید فرمائي هی . سعد بن معاذ کي فصد خود آنحضرت نے لي' اور سعد بن زرارہ کے بدن پر داغ دیا . علي مرتضی کي آنکھیں دُکھتي تهیں آپ نے کھجوریں کھانے کو

منع کیا اور صہیب کو آنکھیں دکھنے میں خرما کہانے کا پرہیز بتایا ۔ خود آنحضرت صلعم ہمیشہ رات کو سرمہ اور ہر مہینے میں ایک بار پچھنے لگاتے تھے' اور ہر سال سنا کا مسہل لیتے تھے ۔ بچھو وغیرہ کے کاتنے کا بارہا آپ نے علاج کیا درد سر اور پھنسی پھوڑے کے لیئے حنا کا استعمال فرماتے تھے " اسیطرح کی اَور بہت سی روایتیں لکھی ہیں اور اُن لوگوں کا قول رد کیا ہی جو علاج معالجہ ترک کرنے کو افضل بتاتے ہیں اور آخر کو یہہ لکہا ہی کہ جو لوگ ترک تداوی کو شرط توکل قرار دیتے ہیں اُنکو چاہیئے کہ بھوک میں کہانا نہ کہانے اور پیاس میں پانی نہ پینے اور سردی میں کپڑا نہ پہننے کو بھی شرط توکل قرار دیں' حالانکہ وہ ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے " ●

توکل کی حقیقت جو ہمارے خیال ناقص میں آتی ہی وہ یہہ ہی کہ اگرچہ انسان کی کامیابی کا سیدھا رستہ جو فطرت الہی نے اُسکو بتایا ہی تدبیر کے سوا اَور کوئی نہیں ہی لیکن تدبیر کا کامیاب ہونا ایسے ذریعوں پر موقوف ہی جو قطعاً انسان کی طاقت سے باہر ہیں ۔ اول تو انسان کی تدبیر میں بعض اوقات غلطی بھی ہوجاتی ہی یعنی حصول مقاصد کے لیئے جو واقعی اسباب و علل ہیں وہانتک اُسکا ذہن نہیں پہونچتا' اور اس سبب سے ناکام رہتا ہی ۔ مثلاً طبیب نے مرض کے اسباب و علامات سمجھنے میں غلطی کی اور اس سبب سے اُسکا علاج مرض کے موافق نہ پڑا ۔ پھر بعض اوقات تدبیر کے ناقص رہجانے سے بھی مطلب حاصل نہیں ہوتا ۔ مثلاً طبیب نے اسباب و علامات تو صحیح سمجھے مگر جو دوا اُس مرض کے لیئے نافع تھی وہ بہم نہ پہونچی' اور اگر بالفرض تدبیر میں کوئی غلطی یا نقصان واقع نہیں ہوا اور مطلب بھی حسب دلخواہ حاصل ہوگیا تو بھی غور کرنا چاہیئے کہ جن وسائل سے مطلب حاصل ہوا ہی اُنمیں کتنے ایسے ہیں جو انسان کی قدرت سے باہر ہیں' مثلاً جو تدبیر کہ وہ اپنی بقاے حیات کے لیئے ہرروز دو وقت کرتا ہی یعنی روٹی دال سالن وغیرہ جو دونوں وقت پکاکر کہاتا ہی اگر اُسمیں سے صرف روٹی کے لیئے اناج پیدا ہونے اور آٹا پسکر تیار ہونے کے تمام وسائل پر نظر کیجائے تو بے انتہا وسیلوں کے ایسے مختلف سلسلے معلوم ہونگے جنمیں سے ہرایک کا مرتب کرنا اُسکی طاقت سے باہر ہی ' مثلاً اگر کسان کی اُن تمام ترتیب وار کوششوں سے جو اُسنے فصل کے تیار کرنے میں کی ہیں اور مینہہ کے پانی اور دن کی حرارت اور رات کی برودت اور مختلف ہواؤں کے تموج اور دیگر قدرتی اسباب سے جنکے سبب سے غلہ تیار ہوا قطع نظر کیجائے' اور اُن آلات سے بھی قطع نظر کیجائے جو کہیتی کے کام میں آئے ہیں' اور جنکے بننے میں بڑھئی اور لوہار اور اَور کاریگروں کی ضرورت پڑی ہی' اور جنکے لیئے بہت سے مزدوروں نے لوہا کانوں سے اور لکڑی جنگل سے بہم پہونچائی ہی' اور صرف یہہ دیکھا جائے کہ غلہ تیار ہوکر اور اُسکا آٹا پسکر انسان تک کیونکر پہنچتا ہی تو بھی ایک بڑا لمبا سلسلہ نظر آئیگا جو اُسکے احاطہ قدرت سے باہر ہی' کیونکہ غلہ سب جگہہ

پیدا نہیں ہوتا بلکہ ایک جگہہ سے دوسري جگہہ بھر کر لیجایا جاتا هی' اور اس غرض کے لیئے بیوپاري دریا اور جنگل قطع کرتے هیں اور باوجودیکہ کبھي ڈوب جانے کي وجهہ سے اور کبھي لٹ جانے کے سبب سے اور کبھي اؤر اسباب سے اُنکو سخت سخت نقصان پہنچے هیں ' تو بھي مسبب‌الاسباب نے اُنکے دل پر منفعت کي اُمید کو ایسا مسلط کیا هی کہ وہ اپني کوشش سے باز نہیں آتے ' اور انسان کے مدني‌الطبع هونے کي وجهہ سے خاص خاص ملکوں کي پیداوار تمام دنیا کي پرورش کرتي هی . پھر جن جہازوں میں یا جن چھکڑوں میں غلہ لد کر ایک جگہہ سے دوسري جگہہ جاتا هی وہ بھي خود بخود تیار نہیں هوتے بلکہ بے شمار آدمیوں کي صنعت سے تیار هوتے هیں . پھر اُن بیوپاریوں سے دوکاندار لوگ خرید کر هرایک شہر کے کوچہ کوچہ میں پھیل جاتے هیں 'اور اُسکو پسنہاریوں سے پسواتے هیں' اور جن آلات سے غلہ پستا هی یا جا بجا متفرق هوتا هی اُنکي تیاري بھي ایک جم غفیر کي محنت پر موقوف هی . غرضکہ ادنی سے ادنی مقصد کے لیئے انسان کو وہ اسباب درکار هیں جو اُسکي قدرت کے احاطہ سے باهر هیں ' مگر مدبرالسموات والارض نے نظام عالم کا مدار ایسے محکم اور مضبوط قانون پر رکھا هی جو اُسکي عاجز مخلوق کي تمام ضرورتوں کو حاوي هی اور کبھي اپني دائمي اقتضا سے تجاوز نہیں کرتا . اسیواسطے انبیا علیہم‌السلام نے جوکہ دنیا میں خاص خداے واحد کي پرستش اور توحید اور عظمت و جلال پھیلانے کے لیئے بھیجے گئے تھے بندوں کو ایسے قاعدے تعلیم فرمائے هیں کہ وہ کسي حالت میں اُس بڑے بازیگر کو جو پردہ میں بیٹھا اس بڑي پتلي کو نچا رها هی پر کبھي سامنے نہیں آتا بھولنے نہ پائیں . صبر اور شکر' رضا و تسلیم ' خوف ورجا ' توبہ و استغفار ' عبادت و صدقہ' ذکر اور دعا ' اور سوا انکے اؤر مقامات یقین جو انبیا نے تعلیم کیئے هیں وہ سب اپنے اپنے موقع پر اسي غرض کے لیئے تعلیم کیئے هیں . اسیطرح توکل کي بھي جا بجا تاکید کي گئي هی' یعني یہہ سکھایا گیا هی کہ انسان کو اپني تدبیر پر مغرور نہونا چاهیئے بلکہ یہہ سمجھنا چاهیئے کہ اگر قدرتي تائیدیں نہونگي اور وہ تمام اسباب جو مسبب‌الاسباب نے هماري کامیابي کے لیئے مقدر کیئے هیں مساعدت نہ کرینگے تو هماري کامیابي غیر ممکن هی . مگر یہہ سمجھنا کہ محض خدا پر توکل کرکے بیحس و حرکت بیٹھہ جانے سے مطلب حاصل هوسکتا هی سخت غلطي هی' چنانچہ عمر فاروق نے اس غلطي کو صاف ظاهر کردیا هی اور یہہ کہا هی کہ " تم میں سے کسیکو نہیں چاهیئے کہ تلاش معاش سے بیٹھہ رہے اور یہہ پڑھا کرے —

قال عمر رض لایقعد احدکم عن طلب الرزق و ویقول اللهم ارزقني فقد علمتم ان السماء لاتمطر ذهباً والفضة (احیاء العلوم)

کہ (اللهم ارزقني) بارخدا مجھکو رزق دے ' کیونکہ تم جانتے هو کہ آسمان سے سونا اور چاندي نہیں برستا ‌*

قول لاحمد ماتقول فیمن جلس في بیته او مسجده وقال لااعمل شیئاً حتی یا تیني رزقي فقال احمد هذا رجل جهل العلم اما سمع قول النبي صلعم ان الله جعل رزقي تحت ظل رمحي وقوله ص حین ذکر الطیر فقال تغدو خماصاً وتروح بطانا فذکر انها تغدو في طلب الرزق (احیاء العلوم)

اور نیز امام احمد بن حنبل سے جب لوگوں نے پوچھا که آپ اُس شخص کے حق میں کیا کہتے هیں جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھا رهے اور کہے که میں کچھه نه کرونگا جب تک میرے پاس رزق آپ سے نه آئے؛ تو اُنہوں نے یهه جواب دیا که ایسا شخص علم دین سے جاهل هی؛ کیا اُسنے نبي صلعم سے نہیں سنا که خدا نے میرا رزق میرے نیزه کے سایه تلے مقرر کیا هی؛ اور یهه قول نہیں سنا که پرندے صبح کو بھوکے نکلتے هیں اور شام کو سیر هوکر آتے هیں یعنی؛ رزق کی تلاش میں نکلتے هیں *

توکل کي تعلیم میں اُس روحاني تلقین کے علاوه جو اُوپر ذکر کي گئي ایک دنیوی مصلحت بھي مضمر هی . یعني آدمي اپني عاجزي اور درماندگي پر اور کامیابي کے بے انتہا مشکلات پر نظر کرکے اکثر اوقات تدبیر کرنے سے جي چھوڑ دیتا هی؛ اور اپنی کوشش کو اُن بے انتہا مشکلات کے مقابله میں ناچیز سمجھکر هاتھه پانو کچھه نہیں هلاتا؛ اسواسطے خدا پر بھروسا کرنے کي تاکید کي گئي هی تاکه انسان پر مایوسي اور جبن طاري هونے نه پائے؛ اور وه اپنے اڑے وقتوں میں مسبب الاسباب اور رب الارباب پر بھروسا کرکے کوشش کے لیئے فوراً کھڑا هوجائے؛ اسي لیئے کلام الٰهي میں ارشاد هوا هی که " ومن یتوکل علی الله فهو حسبه " یعني خدا پر بھروسا کرلینا هي کامیابي کے لیئے کافي هی؛ کیونکه اُسپر بھروسا کرنے کے بعد کوئي مشکل مشکل نہیں رهتي اور کوشش و تدبیر کرنے کا حوصله جوکه کامیابي کا اصلي سبب هی خود بخود پیدا هو جاتا هی؛ اور اسي لیئے یهه بھي ارشاد هوا که " فاذا عزمت فتوکل علی الله " یعني جب تو کسي کام کا اراده کرے تو خدا پر بھروسا کر؛ اس سے معلوم هوا که توکل کرنے کا حکم اسلیئے نہیں دیا گیا که تدبیر و کوشش کرني نه پڑے بلکه اسلیئے دیا گیا هی که تدبیر و کوشش کرنے کي جرأت اور حوصله زیاده هو *

غالباً همارا اُوپر کا بیان اس مطلب کے لیئے کافي ثبوت هوگا که عقل اور شرع دونوں کی رو سے کامیابي کا اصلی ذریعه تدبیر کے سوا اَوْر کوئي نہیں هی . لیکن ابھي همکو یهه بیان کرنا باقي هی که جب که عقل اور مذهب دونوں سے تدبیر کي ضرورت معلوم هوتي هی تو کیا سبب هی که هماري قوم میں یهه خیال پھیلا هوا هی که انسان کي تدبیر سے کچھه نہیں هوتا *

یهه خیال مختلف اسباب سے انسان کے دل میں پیدا هوتا هی . کبھي وه بعض اشخاص کو بغیر سعي و تدبیر کے کامیاب هوتے دیکھتا هی . مثلاً ایک نہایت مفلس آدمي تھا اُسکو اتفاق سے کوئي ایسا دفینه ملگیا جس سے اُسکا افلاس جاتا رها؛ یا ایک شخص مدت سے

کسی مرض مزمن میں گرفتار تھا اور علاج معالجہ کچھہ نہ کرتا تھا . دفعۃ اُسکا مرض خود بخود زائل هوگیا . کبھي وہ بعض لوگوں کو باوجود تدبیر و کوشش کے نا کام پاتا هی' مثلاً ایک دایم المرض آدمي همیشہ علاج معالجہ کرتا هی مگر کبھي تندرست نہیں رهتا' یا ایک شخص نے بارها کھیتي کي اور همیشہ نقصان اُٹھایا' پس ان دونوں صورتوں سے وہ یہہ نتیجہ نکالتا هی کہ تدبیر کچھہ چیز نہیں لیکن حقیقت میں ان دونوں صورتوں سے یہہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ یہہ نتیجہ نکلتا هی کہ بعضي کامیابي بغیر تدبیر کے بھي هوتي هی' اور بعضي تدبیریں غلط یا بےمحل بھي هوتي هیں . اسکي ایسي مثال هی کہ ایک رستہ قزاقوں اور درندوں سے بیخطر هی اور دوسرے رستہ میں قزاقوں اور درندوں کا خطرہ هی' لیکن کبھي کبھي ایسا بھي هوا هی کہ اُس بیخطر رستہ میں بعض مسافروں کو گزند پہونچي هی اور اس خطرناک رستہ سے بعض مسافر بہ امن و آمان گذر گئے هیں' لیکن اس سے یہہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ پہلا رستہ خطرناک اور دوسرا رستہ بے خطر هی ●

کبھي ایسا هوتا هی کہ لوگ بعضے شخصوں کو (جیسے واعظ مولوي زاهد صوفي وغیرهم) دیکھتے هیں کہ وہ نوکري حرفہ تجارت زراعت اور اَوْر ظاهري حیلوں میں سے کوئي حیلہ معاش کا نہیں رکھتے' مگر اُنکے سب کام نہایت عمدہ طور سے چلتے هیں اور اُنکي حالت اکثر دوڑ دھوپ کرنے والوں سے بہتر هی . پس اُنکے دل میں یہہ خیال پیدا هوتا هی کہ اگر معاش کا مدار حیلۂ و تدبیر پر هوتا تو یہہ لوگ جو محض توکل کے سہارے پر بیٹھے هیں اور کوئي حیلہ نہیں کرتے کسطرح فارغ البال رہ سکتے تھے . لیکن ایسا سمجھنا بڑي موٹي غلطي هی یہہ بزرگوار محض توکل کے سہارے پر نہیں بیٹھے بلکہ اُنہوں نے دقائق حیل میں سے ایک ایسا حیلہ اختیار کیا هی جو ظاهر بینوں کي نگاہ میں توکل معلوم هوتا هی . محنت کا حق یا فائدہ دو طرح هوتا هی معین اور غیر معین . معین ایسا هی جیسے ڈاکٹر کي فیس جو اُسکے هر پھیرے میں بیمار کو دیني پڑتي هی' یا جیسے پادري کي تنخواہ جو مشن سے اُسکے لیئے مقرر هی . اور غیر معین ایسا هی جیسے هندوستاني طبیب کا نذرانہ کہ کسي بیمار سے ایک روپیہ کسي سے دو روپیہ کسي سے اَوْر زیادہ وصول هوتا هی اور کسي سے کچھہ بھي نہیں ملتا . پس جو لوگ اپني قوم میں وعظ یا درس یا تلقین وغیرہ کرتے هیں اور اس خدمت کي کوئي اُجرت مقرر نہیں کرتے وہ گویا طبیبوں کي طرح قوم میں غیر معین نذرانہ کے مستحق بنتے هیں' اور حق یہہ هی کہ اگر وہ راستي دیانت اور آزادي سے یہہ کام کریں تو اُنکا استحقاق تسلیم کے قابل هی' لیکن افسوس هی کہ جس قوم میں نہ دولت هو نہ علم هو نہ اهل علم اور اهل اللہ کي کچھہ عظمت هو وهاں معاش کا مدار ایسي غیر معین آمدني پر رکھنے میں راستبازي قایم نہیں رہ سکتي . احیاء العلوم میں کسي بزرگ کا یہہ قول لکھا هی کہ سب بندے خدا کے رزق سے متمتع هوتے هیں مگر بعضے ذلت کے ساتھہ جیسے

سائل اور بعضے مشقت اور انتظار کے بعد جیسے تاجر اور بعضے بے وقعتي کے ساتھ جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھ جیسے موفي " یعني اُن لوگوں کے سوا جو خدا پر تکیہ کیئے خانقاھوں اور مسجدوں میں بیٹھے ھیں اور کوئي عزت سے روٹي نہیں کھاتا ۔ شاید مسلمانوں کے عروج کے زمانہ میں ایسا ھي ھو مگر زمانہ حال میں ھم بالکل اسکے برخلاف دیکھتے ھیں ۔ اب اُن لوگوں کے سوا جو مشقت سے معاش حاصل کرسکتے ھیں اور کوئي عزت سے روٹي نہیں کھاتا اور انصاف سے دیکھو تو ھر زمانہ میں یہي لوگ اصلي عزت کے مستحق ھونے چاھئیں کیونکہ اگر دنیا سے یہہ گروہ بالکل مفقود ھو جائے اور سب لوگ خدا پر توکل کرکے خانقاھوں اور مسجدوں میں بیٹھہ رھیں تو چند روز میں ساري دنیا کا خاتمہ ھوجائے اسکے سوا ایک اور سبب تدبیر کے بیکار و لاحاصل سمجھنے کا یہہ ھوتا ھی کہ جس قوم میں زمانہ کے موافق علوم و فنون کي تعلیم عام نہیں ھوتي اور اُنکا تجربہ اور واقفیت محدود ھوتي ھی اُنکي تدبیریں اکثر غلط یا غیر مفید ھوتي ھیں اور اس سبب سے جبکہ وہ پے درپے نا کامیاں دیکھتے ھیں تو لاچار ھوکر تدبیر کو محض ھیچ و پوچ جاننے لگتے ھیں ۔ مثلاً جو شخص نوکري کي لیاقت نہیں رکھتا وہ نوکري تلاش کرتا ھی یا جو تجارت کے اصول سے واقف نہیں وہ تجارت کر بیٹھتا ھی ۔ ظاھر ھی کہ ایسے لوگ شاذ و نادر ھي کامیاب ھوسکتے ھیں پس جب وہ متواتر نا کامیاں دیکھتے ھیں تو تدبیر سے اُنکا جي چھوٹ جاتا ھی ❊

اصل یہہ ھی کہ کامیابي کے لیئے تین شرطیں نہایت ضروري ھیں محنت — علم — ھنر — اگر انمیں سے ایک شرط بھي نہ پائي جائیگي تو کام حسب دلخواہ سرانجام نہوگا ۔ مثلاً ایک شخص نہ پیمایش کے اصول سے واقف ھی اور نہ پیمایش میں مشاق ھی ۔ اور ایک دوسرا شخص پیمایش کے اصول تو جانتا ھی مگر اُسنے کبھي پیمایش نہیں کي ۔ اور تیسرا شخص پیمایش کے اصول بھي جانتا ھی اور اُسمیں مشاق بھي ھی — اب اِن تینوں شخصوں نے تین مختلف رقبوں کي پیمایش شروع کي ۔ پہلا شخص کسیطرح صحیح پیمایش نہیں کرسکتا ۔ دوسرا شخص بہت دیر میں نہایت دقت سے تھوڑے سے رقبہ کي پیمایش کرسکتا ھی ۔ مگر تیسرا شخص بہت آساني سے تھوڑے سے عرصہ میں دوسرے شخص سے دس گنے رقبہ کي صحیح پیمایش کرسکتا ھی ۔ پھر جسقدر علم اور ھنر زیادہ ھوگا اُسیقدر کامیابي زیادہ ھوگي مثلاً اگر ایک چوتھا شخص پلین ٹیبل یا پریزمٹک کے ذریعہ سے پیمایش کریگا تو تیسرے شخص سے بھي زیادہ صحیح اور جلد پیمایش ھوگي ۔ ھماري قوم چونکہ معاش کے اُن علوم و فنون سے بالکل بے بہرہ ھی جو اس زمانہ میں درکار ھیں اسلیئے جب وہ کسي کام میں ھاتھہ ڈالتے ھیں اُنکا ھاتھہ ھمیشہ اوچھا پڑتا ھی اور آخر کو تھک کر وہ یہہ کہہ اُٹھتے ھیں کہ تدبیر سے کچھہ نہیں ھوسکتا ❊

یہہ تمام اسباب جو اوپر بیان کیئے گئے سب بمنزلہ فروعات کے ہیں اور ان سب کا اصل اصول ایشیا کی تعلیم اور اُسکی سوسئیٹی ہی جسکا ذاتی خاصہ یہہ ہی کہ وہم کو غالب اور عقل کو مغلوب کرتی ہی - ایشیا کا ہر متنفس ہوش سنبھالتے ہی چاروں طرف سے ایسی آوازیں سنتا ہی جو اُسکی ہمت کو پست اور حوصلہ کو تنگ کرنا چاہتی ہیں اور رفتہ رفتہ وہم کو اُسکی طبیعت پر ایسا مسلط کردیتی ہیں کہ جن قوی کی بدولت وہ اشرف المخلوقات قرار پایا ہی وہ بالکل مضمحل ہوجاتی ہیں - اگرچہ ایشیا کی تمام قوموں میں اوہام کا غلبہ اور عقل کی مغلوبیت برابر پائی جاتی ہی لیکن چونکہ مجھکو خاص مسلمانوں کی حالت سے بحث ہی اسلیئے میں خاصکر اُنہیں کا ذکر کرتا ہوں . مثلاً اولاد جو ماں باپ کی بے پروائی یا نالیاقتی یا فرط محبت کے سبب نالایق ہوجاتی ہی اُسکا الزام ہمیشہ تقدیر کے ذمہ لگایا جاتا ہی اور یہہ کہا جاتا ہی کہ تقدیر کے بگڑے کو کوئی سنوار نہیں سکتا - جنون خفقان بخار سرسام اور اور اکثر بیماریوں کے علاج سیانوں اور عاملوں سے کرائے جاتے ہیں - اگر کسیکو کوئی ناگہانی صدمہ پہونچ جائے تو اکثر یہہ سمجھا جاتا ہی کہ اسکو کسی بُرے کام کی سزا ملی ہی گو اُس بُرے کام کو اُس صدمہ سے کچھہ علاقہ ہو یا نہ ہو مثلاً گھوڑے سے اس لیئے گرپڑا کہ سادات کی بے ادبی کی تھی — مجنون اس سبب سے ہوگیا کہ خلفا پر تبرا کیا کرتا تھا — فالج اس سبب سے گرا کہ مسجد میں ناپاک چلاگیا تھا — لنگڑا اس وجہہ سے ہوگیا کہ شہید صاحب کی قبر پر جوتیوں سمیت چڑہ گیا تھا - جس شخص نے اپنی محنت سے دولت کمائی ہی یا باپ دادا کی میراث اُسکو پہونچی ہی یا جو شخص صاحب اولاد ہی یا جسکی اولاد سعادتمند ہی اُسپر خدا کی ایک خاص اور غیر معتاد عنایت سمجھتے ہیں جسکا نام اقبال ہی اور جو شخص ایسا نہیں ہوتا اُسکو خدا کے ایک خاص اور غیر معتاد غصہ میں گرفتار جانتے ہیں جسکا نام ادبار ہی . مکان اور مویشی اور عورتیں مبارک یا نحس سمجھی جاتی ہیں - دیوان حافظ اور دیگر کتابوں میں فالیں دیکھی جاتی ہیں — جانوروں اور اور چیزوں سے اچھے یا برے شگون لیئے جاتے ہیں . جن بھوت اور پریاں وغیرہ مانی جاتی ہیں ہزاروں سے مرادیں مانگی جاتی ہیں اور نذریں چڑھائی جاتی ہیں - عربی فارسی اور اُردو جو کہ مسلمانوں کی زبانیں ہیں ان تینوں زبانوں کا لٹریچر اسی قسم کے اوہام اور خیالات سے بھرا ہوا ہی . جسوقت سے بچہ مکتب میں بیٹھتا ہی برابر یہی تعلیم پاتا ہی — گھر میں چھوٹے بڑے سے یہی سبق پڑھتا ہی باہر ہمجولیوں سے یہی آوازیں سنتا ہی — اسیطرح بے شمار اور ہزار در ہزار اوہام ہیں جنہوں نے چاروں طرف سے اُنکو جکڑ بند کر رکھا ہی *

شاید یہاں یہہ خیال پیدا ہو کہ یہہ خیالات مسلمانوں میں مذہب کے سبب سے پہیلے ہیں مگر ادنیٰ غور کے بعد یہہ شبہہ رفع ہوسکتا ہی . سویر نیچرل باتیں جنسے یہہ

خیالات اور اوہام ترقی کرسکتے ھیں جسقدر بیبل سے مفہوم ہوتی ھیں اُنکا عشر عشیر بھی قرآن مجید میں نہیں پایا جاتا بلکہ بعضوں کو اسبات کا یقین ھی کہ قرآن میں ایک بات بھی فطرت الہی کے خلاف نہیں ھی حالانکہ بیبل کے ماننے والی قوموں یعنی اھل یورپ میں ان خیالات و اوہام کا کہیں نام بھی نہیں ۔ یورپ کے کروروں آدمی جو بیبل کے ایک ایک حرف کو الہامی جانتے ھیں اُنمیں سے ایک بھی ایسا نہوگا جو اھل ایشیا یا اھل اسلام کیسے اوہام میں گرفتار ہو اور اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ھی کہ ایشیا میں یا خاصکر اھل اسلام میں اوہام کا غلبہ اور عقل کی مغلوبیت مذہب سے ہرگز پیدا نہیں ہوئی بلکہ ایسے اسباب سے پیدا ہوئی ھی جو ایشیا میں پائے جاتے ھیں اور یورپ میں نہیں پائے جاتے *

هنری ٹامس بکل نے اپنی تاریخ تمدن میں نہایت عمدگی سے یہہ بات ثابت کی ھی کہ جن ملکوں میں نیچرل فنامنا یعنی قدرتی ظہور نہایت تعجب خیز اور دھشت انگیز ہوتے ھیں وھاں خود بخود وہم غالب اور عقل مغلوب ہوجاتی ھی اور جب تک بذریعہ تعلیم یا دیگر اسباب کے وہم کو مغلوب اور عقل کو غالب نہیں کیا جاتا وہ ملک اسی حالت میں گرفتار رھتے ھیں وہ لکھتے ھیں کہ " ایشیا افریقہ اور امریکا میں بہ نسبت یورپ کے بیرونی دنیا نہایت عظیم‌الشان ھی ۔ صرف پہاڑ اور اور قدرتی سرحدوں کا جو ھمیشہ قایم اور ثابت رھتے ھیں یہہ ذکر نہیں ھی بلکہ اتفاقی فنامنا کا بھی یہی حال ھی ۔ مثلاً زلزلہ طوفان وبا وغیرہ جو کہ ان ملکوں میں بہ نسبت یورپ کے بہت زیادہ ہوتے ھیں اور بہت نقصان پہونچاتے ھیں ۔ وہ خطرے جو بار بار ظہور کرتے ھیں اُن سے بھی وھی نتیجے پیدا ہوتے ھیں جو قدرت کے دائمی مظاہر سے پیدا ہوتے ھیں کیونکہ دونوں حالتوں میں وہم اور تصورات زیادہ ہوتے ھیں ۔ گرم ملکوں میں بہ نسبت اَور جگہہ کے اس قسم کے واقعات بہت ہوتے ھیں اور اسی سبب سے گرم ملکوں میں وہم غالب رھتا ھی مثلاً زلزلہ جوکہ بڑا اور عجیب واقعہ ھی اور جسکا ظہور ھمیشہ دفعۃً ہوتا ھی اور جس میں جانیں بھی بہت ھلاک ہوتی ھیں ملک پیرو میں اکثر واقع ہوتا ھی اور ہر مرتبہ کے زلزلہ میں عموماً دھشت اور خوف بڑہ جاتا ھی یہانتک کہ بعض حالتوں میں وہ خوف برداشت سے باہر ہوجاتا ھی ۔ پس جبکہ دل ھمیشہ خایف و ترساں رھتا ھی اور انسان ایسے بڑے بڑے حوادث دیکھتا ھی کہ نہ جنسے بچ سکتا ھی نہ جنکو سمجھہ سکتا ھی تو اُسکو اپنی مجبوری اور عاجزی کا یقین ہوجاتا ھی اور وہم حد سے زیادہ بڑہ جاتا ھی اور عقل پر غالب ہوکر انسان کے دل میں بے اصل خیالات پیدا کردیتا ھی ۔ ایشیا کی شایستگی کا مرکز یعنی ھندوستان بھی نیچرل فنامنا سے خوف زدہ ھی علاوہ اُن خطروں کے جو گرم آب و ہوا میں وقتاً فوقتاً ہوتے رھتے ھیں ایشیا میں ایسے بڑے بڑے پہاڑ ھیں جو آسمان کو چھوتے ہوئے معلوم ہوتے ھیں اور جنسے

اطراف سے ایسے بڑے بڑے دریا نکلتے هیں جنکا دهارا کسی هنر سے پهر نهیں سکتا اور جنپر آجتک کوئي پل نهیں بندها ۔ سوا اسکے نا قابل گذر جنگل بهي هیں ۔ ملک کے ملک ایسے جنگل هیں جن کي حد نهیں ۔ پهر اُنکے بعد غیر متناهي ویرانے هیں جنسے انسان کو یهه نصیحت هوتي هی که هم نهایت کمزور هیں اور نیچر کے زور کا مقابله کرنے کے لایق نهیں ۔ خشکي کے دونوں طرف بڑے بڑے سمندر هیں جنمیں همیشه طوفان آتے رهتے هیں اور اُنسے ایسا نقصان هوتا هی که ویسا یورپ میں جانتے بهي نهیں اور ایسا دفعتاً زور شور سے هوتا هی که اُسکے گزند سے بچنا غیر ممکن هی ۔ ایشیا کے وه حصے جهاں اعلی درجه کي شایستگي هوئي (جیسے هندوستان) یورپ کے نهایت شایسته حصوں کي نسبت متعدد طبیعي اسباب کي وجهه سے زیاده تر نا تندرست هیں بڑي بڑي وبائیں جو مختلف اوقات میں یورپ میں آئیں وه سب مشرق سے آئیں جوکه گویا اُنکي قدرتي پیدایش کي جگهه هی اور جهاں وه نهایت مهلک هوتي هیں ۔ جتني سخت بیماریاں ابتک یورپ میں موجود هیں منجمله اُنکے شاذ و نادر هي کوئي بیماري وهاں کي هوگي اور سب سے بڑي بڑي بیماریاں سنه عیسوي کي پهلي صدي میں اور اُسکے بعد گرم ملکوں سے آئیں ۔ برخلاف اسکے یورپ میں نیچرل فنامنا نے وهم کو محدود اور سمجهه کو دلیر کیا اور انسان کو اپني قوتوں پر بهروسا هوا علم کي ترقي میں آساني اور دلیري هوئي اور تحقیقات کے شوق نے ترقي پائي اور علم کي طرف رغبت پیدا هوئي جسپر تمام آینده ترقیاں موقوف هیں ۔ یورپ کي شایستگي کا مرکز یعني یونان جوکه مثل هندوستان کے جزیره نما هی اُسکي حالت بالکل هندوستان کے برخلاف هی جیسے هند میں هر شی بڑي اور خوفناک هی ویسے هي یونان میں هر شی چهوٹي اور کمزور هی ۔ خود یونان ایک بهت چهوٹا سا ملک هی اور ایک سکڑے سمندر میں واقع هی جهانسے به کمال آساني گذر هوسکتا هی آب و هوا یهاں کي نهایت صحت بخش تهي ۔ زمین پر زلزلے بهت کم هوتے تهے ۔ طوفان اور بگولے سے کم ضرر پهونچتا تها ۔ وحشي اور موذي جانور بهي شمار میں کم تهے ۔ یونان کے اُونچے سے اُونچے پهاڑ هماله کي ایک تهائي سے بهي کم اُونچے هیں ۔ دریاؤں کا یهه حال هی که شمالي اور جنوبي یونان میں چند چشموں کے سوا کچهه نهیں ملتا اور وه بهي پایاب هیں اور گرمي میں خشک بهي هوجاتے هیں ۔

پس اِن دونوں ملکوں کے موجودات کے اختلاف کے سبب خیالات میں بهي اختلاف پیدا هوا ۔ کیونکه جسقدر خیالات هوتے هیں وه کچهه تو خود دل هي کي پیداوار هوتے هیں اور کچهه دنیا کي بیروني صورت کے دیکهنے سے پیدا هوتے هیں ۔ هندوستان جن چیزوں سے گهرا هوا هی اُن سے خوف اور دهشت پیدا هوئي اور یونان میں اُنهیں سے اطمینان حاصل هوا ' وهاں انسان کا دل خایف هوا اور یهاں اُنهیں باتوں سے همت اور دلیري هوئي ۔ هندوستان میں هر قسم کي دقتیں ایسي بے شمار اور ایسي خوفناک اور بظاهر اُسقدر سمجهه سے باهر

درپیش آئیں کہ زندگی کی ہرایک مشکل بات کا سبب بمجبوری ایسا قرار دینا پڑا نہ انسان کی قدرت سے باہر ہو ۔ جب کسی بات کا سبب سمجھہ میں نہ آیا فوراً وہم اور تصور نے اپنا عمل کیا اور آخر وہم کا غلبہ ایسا خطرناک ہوگیا کہ سمجھہ مغلوب ہوگئی اور اعتدال جاتا رہا ۔ یونان میں چونکہ نیچر خوفناک اور بہت چھپا ہوا نہ تھا اس سبب سے وہاں انسان کے دل پر خوف کم غالب ہوا اور لوگ خیال پرست کم ہوئے ۔ طبیعی اسباب کے دریافت کرنے پر توجہہ ہوئی اور علم طبیعی ایک چیز قرار پایا اور انسان کو رفتہ رفتہ اپنی قوت اور اقتدار کا خیال ہوتا گیا اور وہ ایسی دلیری سے واقعات کی تحقیقات کرنے لگا کہ اُس قسم کی جرأت اُن ملکوں میں ہرگز نہیں ہوسکتی جہاں آزادی نیچر کے دباؤ سے مظلوم ہو رہی ہی اور جہاں ایسے واقعات پیدا ہوتے ہیں جو سمجھہ میں نہیں آ سکتے " انتہی ملتحصا " اسکے بعد ٹامس بکل نے ہندوستان اور یونان کا مقابلہ لٹریچر اور مصوری وغیرہ میں کیا ہی جس سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہی کہ ایشیا میں اوہام کا غلبہ مذہب کے سبب سے نہیں بلکہ قدرت کے خوفناک ظہوروں کے سبب سے انسان کے دل میں پیدا ہوا ہی اور خاصکر ان دو ملکوں کا مقابلہ اسلیئے کیا ہی کہ ایشیا اور یوروپ کے مرکز یہی دونوں ملک قرار دیئے گئے ہیں ظاہر ہی کہ جیسے خیالات مرکز میں پیدا ہونگے وہی محیط تک پھیلینگے اور یہی سبب ہی کہ ایشیا کے تمام ملکوں میں جہاں ۷۸ کروڑ ۵۰ لاکھہ آدمی آباد ہیں تقریباً ایک ہی سے خیالات اور ایک ہی سے اوہام طبیعتوں پر چھائے ہوئے ہیں ●

اِن تمام اسباب کے سوا جو اُوپر ذکر کیئے گئے اَوْر بھی اسباب ہیں جو انسان کے دل میں اپنی مجبوری کا خیال پیدا کرتے ہیں اور اُسکو بڑے بڑے کاموں پر اقدام نہیں کرنے دیتے لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ اسقدر بیان بھی اصل مدعا کے ذہن نشین کرنے کے لیئے کافی ہوگا — جن قوموں نے تدبیر اور کوشش کی ہی وہ جلدی یا دیر میں ضرور کامیاب ہوئی ہیں اور ایسی ایسی مشکلوں پر غالب آئی ہیں جنکے حل ہونے سے یہہ قول اُنکے ہاں ضرب المثل ہوگیا کہ " امپاسبِلٹی از نتھنگ " Impossibility is nothing " (یعنی کوئی چیز ناممکن نہیں ہی) پس جب تک ہماری قوم کے دل میں بھی ایسے خیالات پیدا نہ ہونگے تب تک اُمید نہیں ہوسکتی کہ ترقی اور تمدن کی فہرست میں اُنکا نام درج ہوسکے اور خلافت رحمانی کا آخیر سے آخیر درجہ بھی اُنکے ہاتھہ آئے ●

راقـــــم

الطاف حسین حالی از دھلی

هوالموجود

یہہ کہتے تو سب ھیں مگر جب پوچھو کہ وہ کون ھی تو حیران رہ جاتے ھیں' سب سے اچھے اور پختہ ایمان والے جنکے دین میں کبھی شک نہیں آنے پاتاوہ ھیں جو بے دلیل اُسپر یقین کرتے ھیں' یہی لوگ ھیں جو سچے اور پکے مسلمان ھیں گو اُنہوں نے بے سمجھے ایک بات پر یقین کیا ھی' جسطرح کہ اور بہت سے لوگوں نے بے سمجھے اُنکے یقین کے برخلاف یقین کیا ھی ' مگر اُنکي خوش قسمتي تھي کہ جسپر اُنہوں نے یقین کیا وھي سچي بات اور سیدھي راہ تھي ' حقیقت میں بے جانے اور بن سمجھے یقین چنیں اور چنان کرنے والوں کے یقین سے بہت زیادہ مستحکم اور مضبوط ھوتا ھی •

جاھلوں کے گروہ میں ایک کٹ ملا اپنے وعظ میں بیان کرتا ھی کہ امام فخرالدین رازي کے پاس اُنکے مرتے وقت شیطان آیا اور پوچھا کہ کس دلیل سے تمنے خدا کو جانا ' رازي نے بہت سي دلیلیں بیان کیں شیطان نے اُن سب کو توڑ دیا' قریب تھا کہ رازي خدا کے منکر ھوکر کافر مریں' اتنے میں اُنکے پیر کي روح مجسم ھوکر آئي اور کہا کہ کم بخت یہہ کہہ کہ خدا کو بے دلیل پہچانا ' جب یہہ کہا تو شیطان بھاگ گیا اور امام رازي کا پیر کي مدد سے خاتمہ بالخیر ھوا — اس قسم کے وعظ اُن لوگوں کے دلوں پر ایسا قوي اثر کرتے ھیں کہ بڑي سي بڑي دلیل سے بھي نہیں ھوسکتا ' وہ سمجھتے ھیں کہ خدا ایسي چیز ھي نہیں جو دلیل سے پہچانا جاوے اُسکو بے دلیل کے ماننا چاھیئے •

مگر جب انسان اس درجہ سے آگے بڑھتا ھی تو یقین کے لیئے اُسکو استدلال کا رستہ ملتا ھی' جس میں ھزاروں ٹھوکریں اور بے شمار دشوار گذار گھاٹیاں ھیں ' ھاں اسمیں کچھہ شک نہیں کہ جو کوئي سلامتي سے اُس رستہ کو طی کر جاوے اور منزل مقصود تک پہونچ جاوے تو اُسکے یقین پر یقین کا اطلاق ھوتا ھی' بن بوجھے یقین اور بوجھے یقین میں ایسا ھي فرق ھی جیسا کہ ظلمت ونور اور جہل و علم میں ھی •

علماے اسلام نے اس رستہ کے طی کرنے اور اَوْر لوگوں کے لیئے ھموار کرنے میں نہایت کوشش کي ھی اور اپني دانست میں اُس رستہ کو نہایت صاف ھموار کردیا ھی' مگر بعض لوگ کہتے ھیں کہ وہ اب تک نا ھموار و دشوار گذار ھی ' علماء اسلام کي دلیلوں کا بڑا مخالف اُنھي میں کا ایک شخص ھی جو ابن کمونہ کے لقب سے مشھور ھی' اُسنے جو شبہہ علماء اسلام کي دلیلوں پر کیا ھی وہ شبہہ شیطانیہ کے نام سے مشھور ھی' امام فخرالدین رازي نے اُسکے بہت سے جواب دیئے ھیں جو پورے نہیں ھوئے' اور اسي پر کٹ ملوں نے شیطان کي اور امام رازي کي وہ کہاني بنائي ھی جو ھمنے اُوپر بیان کي اور اسي پر مولانا روم نے فرمایا ھی •

گر بعلم و فضل کار دیں بدے   فخر رازي رازدار دیں بدے

اس زمانہ کے مسلمانوں نے بھی جو دین الله اور فطرت الله کے ایک معنی سمجھتے هیں اور یہہ دعوی کرتے هیں کہ نیچیت اسلام نیچر کے مطابق هی اس دشوار گذار رستہ میں قدم رکھا هی' اور اس آرٹیکل میں همارا مقصود خدا کے وجود پر اُن نیچریوں کی دلیلوں کا بیان کرنا هی *

وہ کہتے هیں کہ واجب الوجود یا علة العلل یعني ذات باري کي نسبت تین طرح سے بحث هوتي هی — ایک اُسکے وجود سے کہ وہ موجود هی — دوسرے اُسکي ازلیت سے یعني موجودہ زمانہ سے گذشتہ زمانہ کي طرف کتنے هي اوپر چلے جاؤ تو اُسکو انتہا نہوگي — تیسرے اُسکي ابدیت سے یعني موجودہ زمانہ سے آیندہ زمانہ کیطرف کتني هي دور چلے جاؤ اُسکو انتہا نہوگي — پس نیچري واجب الوجود کو موجود اور ازلي و ابدي مانتے هیں *

اُنکي دلیل یہہ هی کہ لا آف نیچر یعني قانون قدرت واُئین فطرت کي روسے تمام موجودات عالم میں جہاں تک کہ انسان کو رسائي هوئي هی ایک سلسلہ علت و معلول کا نہایت استحکام سے پایا جاتا هی' جو شی موجود هی وہ کسي علت کي معلول هی' اور وہ علت کسي دوسري علت کي معلول هی' اور یہہ سلسلہ اسیطرح پر چلا جاتا هی' اور ایسے سلسلہ کا نیچر کي روسے کسي علة العلل پر ختم هونا ضرور هی جسکا ثبوت خود لا آف نیچر سے پایا جاتا هی' اور وہ لا آف نیچر یہہ هیں —

(۱) علت و معلول کے وجود میں خواہ خارجي هوں یا ذهني تقدم و تاخر لازمي هی' یعني علت مقدم هوگي اور معلول اُسکے بعد —

(۲) معلول کا وجود بغیر وجود علت کے نہیں هوتا —

(۳) جب تک علت موجود بالفعل نہو معلول بھي موجود بالفعل نہوگا —

(۴) علت و معلول کے سلسلہ کو اپنے وجود کے لیئے امتداد یعني زمانہ لازمي هی' جسکے سبب سے علت و معلوم پر تقدم و تاخر یا قبلیت و بعدیت کا اطلاق في الذهن یا في الخارج هوتا هی —

(۵) علت و معلول کے سلسلہ غیر متناهي کو اپنے وجود کے لیئے امتداد یعني زمانہ بھي غیر متناهي لازم هی —

(۶) غیر متناهي متناهي میں نہیں سما سکتا —

یہہ تمام لاز آف نیچر هیں جو بیان هوئے' انہي سے واجب الوجود کا وجود ثابت هوتا هی' کیونکہ جسوقت هم عالم کو موجود کہتے هیں تو اُسوقت زمانہ کو موجودہ زمانہ تک محدود کردیتے هیں' پس اگر اُسوقت هم یہہ کہیں کہ عالم میں سلسلہ علت و معلول کا غیر متناهي

ہی تو یہہ کہنا خلاف لا آف نیچر کے ہی کیونکہ غیر متناہی متناہی میں نہیں سما سکتا ●

علت و معلول کے سلسلہ غیر متناہی کو زمانہ بہی غیر متناہی لازم ہی ' پس کوئی معلول کبھی وقت موجود بالفعل نہیں ہوسکتا ' کیونکہ جب تک تمام سلسلہ علت و معلول کا موجود بالفعل نہولے کوئی معلول موجود بالفعل نہوگا ' اور تمام سلسلہ علت و معلول غیر متناہی کا موجود بالفعل نہیں ہوسکتا ' کیونکہ اگر تمام سلسلہ موجود بالفعل ہو تو غیر متناہی نرہیگا ●

ہم عالم کو موجود بالفعل دیکھتے ہیں اور اسلیئے بموجب لا آف نیچر کے ضرور ہی کہ اُسکی اخیر علت بہی موجود بالفعل ہو اور کسی دوسری علت کی معلول نہو ' کیونکہ اگر وہ دوسری علت غیر موجود بالفعل کی معلول ہوتی تو وہ خود موجود بالفعل نہ ہوتی ' پس ہم اُسی علت کو جسپر عالم کی علت و معلول کا سلسلہ ختم ہوتا ہی علۃ العلل کہتے ہیں اور اُسیکو ذات باری اور واجب الوجود جسکا مختصر نام یہوہ اور اللہ اور خدا اور گاڈ ہی اور جو ہوالموجود کہلاتا ہی ●

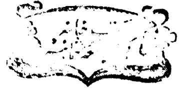
یہی لا آف نیچر جو ذات باری کے وجود کو ثابت کرتا ہی اُسکے واجب الوجود اور ازلی و ابدی ہونیکو بہی ثابت کرتا ہی ' کیونکہ جو چیز اپنے وجود میں کسی علت کی معلول نہیں ہی تو اُسکے واجب الوجود ہونے میں کچھہ تامل نہیں ہی ' اور جو چیز کہ واجب الوجود ہی اُسکے ازلی و ابدی ہونے میں کچھہ کلام نہیں — یہہ نئے الہام ہیں جو اس زمانہ میں نیچریوں کو ہوتے ہیں ●

راقـــــــم
سید احمد

تمام برکتیں صرف سچی حکمت کی پیروی میں ہیں

یہی آسمان تکنے والی ہستی ' یہی اوپر دیکھنے والا مخلوق ' جسکو انسان کہتے ہیں جب ذرا آنکھیں کھولکر اوپر ' تلے ' آگے ' پیچھے ' دائیں ' بائیں ' دیکھتا ہی تو وہ تمام حقیقتیں اسپر کھل جاتی ہیں جسکو وہ نہایت ہی اہم تصور کرتا ہی ' اور وہ تمام عقدے حل ہوجاتے ہیں جو اسکے خیال میں بالکل ہی لاینحل ہیں نیچر ' قانون قدرت اسکے تمام کٹھنوں کو آسان اور اسکے تمام مشکلوں کو سہل کردیتا ہی — فطرت ' موجودات عالم ' تمام نازک و دقیق انسانی مسئلوں کو حل کردیتے ہیں اور اس مخفی مگر علانیہ ہستی کے وجود اور ارادوں کو ایسے طور پر دلنشین کردیتے ہیں نہ ذرا بھی شک نہیں رہتا اور بالکل عین‌الیقین کا رتبہ حاصل ہوجاتا ہی — افسوس تو یہہ ہی کہ یہہ خطاوار وجودسرے سے آنکھہ ہی کھولنا نہیں چاہتا اور اس چھپے شعبدہ باز کو آنکھہ ہی بند کرکر دیکھنا چاہتا ہی ' نیچر ' قانون قدرت کو (جو اس تک پہونچنیکا سیدھا اور سچا ذریعہ ہی) چھوڑ کر تخیلات اور توہمات ہی کو رہنما بناتا ہی - یہہ نہیں سمجھتا کہ اگر اس چھپے کر شمہ باز کا کچھہ پتہ چلتا ہی تو اسی نیچر ' اسی فطرت سے ' اسی کائنات ' انہیں موجودات سے — یہی محسوسات اور بدیہیات تو ہیں جو اسکی شہادت دیتے ہیں — یہی دنیا ' یہی کائنات ' یہی زمین ' یہی آسمان ' یہی ہوا ' یہی پانی ' یہی جنگل ' یہی پہاڑ ' یہی قطرہ ' یہی دریا ' یہی ذرہ ' یہی آفتاب ' یہی انسان ' یہی حیوان ' یہی چرند ' یہی پرند ' یہی روشنی ' یہی تاریکی ' یہی بلندی ' یہی پستی ' یہی بہار ' یہی خزاں ' یہی رات ' یہی دن ' (وغیرہ وغیرہ) ہی تو ہیں جو بزبان حال اسکے اور اسکے ارادوں کی خبر دے رہے ہیں — نیچر ہی تو ہی جو اس گم گشتہ ' مگر موجود کو سامنے کردیتا ہی — نیچر ہی تو ہی جو اس غایب ' مگر حاضر ' کی صورت سو پردہ سے دکھلا دیتا ہی — نیچر ہی تو ہی جس سے اسکے ارادوں کا پتہ چلتا ہی — نیچر ہی تو ہی جس سے اسکی مرضی کا سراغ لگتا ہی ٭

سچی حکمت جسپر انسان کی تمام کامیابی کا انحصار ہی کیا ہی ؟ تمام موجودات عالم پر نظر ڈالنا اور وہ بات سمجھنی جو وہ موجودات بزبان حال کہہ رہے ہیں — تمام مخلوقات پر غور کرنا ' اور اس آواز کا پہچاننا جو تمام مخلوقات کی زبان حال سے نکل رہی ہی - ان اشاروں کا سمجھنا ؛ جو یہہ بےزبانیں کررہی ہیں — اس شور کا سمجھنا ' جو اس چہپ چاپ ' و سن سان ' کائنات میں ہورہا ہی — دیکھنا ' بھالنا ' سوچنا ' سمجھنا ؛



اور اُس جوان کي مانند که اُٹھنا " اني وجهت وجهي للذي فطرالسموات و الارض حنفاً ومااانا من المشرکين " ٭

اگرچہ نیچر ٭ نظام عالم ' انسان کي گھرت نے ' اس خطا وار وجود کے تمام مشکلات کو ازل هي سے سهل کردیا هی اور سچي حکمت ' یا یوں کهوکه خداکے کے پانیکي راهوں کو ' ابتدا هي سے کهول دي هی لیکن ابتداے آفرینش عالم سے کوئي زمانه ایسا نهیں گذرا جس میں اس خطا وارو حیرت زدہ مخلوق نے لاکھوں خیالي پلونه بکاے هوں اور هزاروں ڈھکوسلے نه گھڑے هوں — اوهام پرستي کو خدا پرستي نجها نا هو ' تخیلات فاسد کو صدق خالص نه تصور کیا هو — اُن بڑے شخصوں میں سے بهي (جنکے روشنضمیري کا ایک دنیا کو قدر هی) اکثروں نے توهمات کے گھوڑے دوڑائے هیں اور نیچر سے کوسوں دور پڑے هیں ٭

جب هم حکماے یونان کے ان خیالوں کو که انسان کا اسبات میں کوشش کرنا که اُسکي قدرت موالید ثلاثه پر وسیع هو 'انسان کي اصلي مقاصد کے برخلاف هی دیکھتے هیں اور اُنکي وہ باتیں جنسے صداقت اصلي کا خون هوتا هی' اور دنیا کو ایک وهمي صداقت حاصل کرنے' اور جوگي بنئے' اور معطل رهنے' کي ترغیب هوتي هی سنتے هیں تو اسبات کا ماننا بهي لازم آتا هی که کهینچنا ' تاننا ' نه دیکھنا ' نه بهالنا ' بهي انسان کے گھٹي میں پڑا هوا هی ٭

في الواقع دنیا کي سر سبزي ' اور شادابي' اس عجیب غریب هستي کے چمک دمک اور آب و تاب میں' جهانتک کمي هی اُسکي محض یهي وجهه هی که انسان نیچر ' یایوں کهو که خدا کے ارادوں' کے سمجھنے میں (جسکو موجودات عالم بزبان حال علانیه پکار کر بتلا رهے هیں) غلطیاں کرتا هی— یهه نادان هستي بجاے اسکے نه اُسکے ارادوں کو اُسکے کاموں سے سمجھے اپنے توهمات اورنخ تیلات هي سے سمجھا چاهتا هی - اپنے دل سے بهت سے ڈھکوسلے گھڑنا نیچر فطرت پر تهمر چڑھانا ' اپنا کمال اور اپني کامیابي خیال کرتا هی — مبارک هی وہ انسان جسنے ان بازیگریوں سے اُس بازیگر کو ' ان شعبدہ بازیوں سے اُس شعبدہ باز کو پهچانا مبارک هی وہ قوم جسنے نیچر سے ' موجودات سے ' اُسکے کاموں سے ' اُسکے فعلوں سے ' اُسکے ارادوں کا سراغ لگایا — مبارک هی وہ مذهب جسنے قانون سے مقنن کو' دستور سے دستور ٹهرانے والے کو پهچنوایا ٭

همکو اسبات کي بڑي خوشي هو ني چاهیئے که همارا مذهب اسلام سراسر حکمت اور انسان کو سچي حکمت کا سکھلانے والا اور اُسکي برکتوں سے نهال کرنیوالا هی - همارا مذهب اسلام وهي بات سکهاتا هی جسکا سبق همکو نیچر سے ملتا هی وهي بات بتاتا هی جو تمام موجودات بزبان حال بتلا رهے هیں — اخلاق ' تهذیب ' تمدن ' معاشرت سب میں اُسکي تعلیم فطرت انساني کے مطابق هی' عقاید ' احکام ' امتناع

اور تمام امور میں اُسکا حکم سچي حکمت کے موافق هی همارا مذهب اسلام تو بالکل یہی چاهتا هی که همارے تمام خیالات ' تمام افعال' تمام حرکات سکنات ' نیچر هي اور سچي حکمت کے مطابق هوں *

• •

اسلام هي کو تو یهه فخر هی که کوئي بات نہیں جو تحکماً منوانا هو - اُس ان دیکھي ذات یعني اپنے آپ کو بھي تو جبراً تسلیم نہیں کراتا بلکه یہي کہتا هی ' نیچر پر ' کارخانه قدرت پر' غور کرو خود بخود کهه اُٹھوگے بلی' یعني (هاں هی) اسلام هي تو هی جو یهه کہکر " ومن یوت الحکمة فقد اوتي خیراً کثیرا " یعني (جسکو بہت حکمت دي گئي اُسکو بہت نیکي دیگئي) انسان کي اصلي کامیابي کو صرف حکمت هي پر مبني کرتا هی — اسلام هی تو هی جو سینکڑوں جگهه " انظر الی السماء " (آسمان دیکھو) " انظر الی الارض " زمین' دیکھو) " انظر الی الجبال " (پہاڑ دیکھو) " انظر الی الابل " (اونٹ دیکھو) کہکر انسان کي کامیابي کو نیچر ' قانون قدرت ' هي پر غور کرنے پر بتاتا هی — اسلام هي نے تو یهه فرماکر " الهکم اِلهٌ واحد " یعني (تمهارا خدا ایک هی) انسان کو اصل اصول سچي حکمت کا تعلیم کیا — اسلام هي نے تو یهه کہکر " لن تجد لسنته تبدیلا " یعني (اُسکے کاموں کے قاعدے نہیں بدلتے) "لاتبدیل لخلق الله " یعني (فطرت الهي کے قاعدوں میں تبدیلي نہیں هوتي) یهه واقعي بات که خدا کي پالسي نہیں بدلتي اور نیچر کے قاعدے نہیں ٹوٹتے ' بتلادي — یهه سچي اور نیچرل باتیں " ان الله لایغیر مابقوم حتی یغیروا مابانفسهم " (یعني خدا اپني نعمتیں کسي قوم سے تاوقتیکه وہ قوم اپني حالت خود نه بدل دے چھین نہیں لیتا) — " لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت " یعني (هرایک اپنے کرتوتوں کا جواب دہ هی اور ایک کي کمائي دوسرے کے لیئے مفید نہیں هوسکتي) " لایکلف الله نفساً الا وسعها " یعني (کسي شخص کو اُسکي طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دي جاتي) اسلام هي کي تعلیم کي هوئي هیں — یهه سچي حکمتیں " لیس البر ان تولو اوجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الاخر والملئکة والکتب والنبیین و آتی المال علی حبه ذوالقربی والیتمی والمساکین وبن السبیل والسائلین وفی الرقاب و اقام الصلواة و اتی الزکواة والموفون بعهدهم اذا عاهدو والصابرین فی الباساء والضراء و اولئک الذین صدقو او اولئک هم المتقون " یعني (نیکي صرف یہي نہیں هی که مونهه پورب یا پچھم کرلیا بلکه نیکي ایمان لانا هی خدا پر اور آخرت پر اور ملائکه پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور خدا کي محبت میں مال کا دینا قریبوں کو ' یتیموں کو ' مسکینوں کو ' مسافروں کو ' سائلوں کو ' اور غلام آزاد کرنے میں ' اور نماز پڑھني ' اور زکوات دیني ' اور ایفاء عهد کرنا جب اقرار کیا جاے' اور صبر کرنا سختیوں میں' اور مصیبتوں میں' اور وهي لوگ سچے اور وهي متقي هیں)

جنكي پيروي تمام ديني و دنيوي بركتوں كي ضامن هي' اسلام هي كي بدولت تو نوع انسان
كو ملي هيں يهه فرما كر " قد افلح من زكها وقد خاب من دسها " يعني (كامياب اُسي
كو هي جسنے اپنے دل كو برے جذبوں اور خراب ارادوں سے پاك كيا ' اور وہ ضرور گنهگار هي
جسنے اپنے دل كو برے جذبوں اور خراب ارادوں ميں آلودہ كيا) روحاني تهذيب كا سچا
مسئله اسلام هي نے تو سكها يا هي - يهه نيچرل اور مبارك تدبير ان مختصر لفظوں ميں
" واستعينوا بالصبر والصلواة " يعني (صبر اور صلواة سے دفع مصيبت كي اعانت لو) جس
سے رنج و مصيبت كا اگر پهاڑ بهي گرے تو كچهه تكليف نهو اسلام هي نے بتائي هي
يهه ٹهيك بات " ان مع العسر يسراً " يعني (رنج كے بعد خوشي هي) اسلام هي نے بتاكر
انسان كو هر حال ميں خوش رهنے كي ايك بے نظير ترغيب دي هي - اسلام هي نے يهه
كهكر " ان اكرمكم عند الله اتقكم " يعني (خدا كے نزديك سب سے بڑا وهي هي جو متقي
هي) يهه نيچرل اور سچي بات بتلادي كه انساني كاميابي ' اور انساني شرف نه ذات پر
منحصر هي نه بات پر' نه دولت پر نه خاندان پر ' نه وجاهت ظاهري پر ' نه دنيا كي بڑائي
پر' صرف ذاتي اعمال اور كمائي پر اُسكا انحصار هي - يهه اعلى خيال " لن تنالوالبر حتى
تنفقو مما تحبون " يعني (جب تك سب سے پياري چيز نه خرچ كيجائے نيكي كي تكميل
نهيں هوتي) جسكے بدوں في الواقع انساني اخلاق ناقص رهتا هي اور اصلي تهذيب
اور پورے سولهزة هونے ميں ' يا يوں كهو كه خدا پرستي ميں ' كمي رهتي هي ' اسلام هي نے
دلايا هي —— يهه سچا دستور العمل جس سے يوماً فيوماً خوشحالي كي ترقي هو ' اور كوئي
مصيبت پاس نه آوے ' ان پيارے لفظوں سے " كلو واشربوا ولا تسرفوا " يعني (كهاؤ پيو اور
فضول مت خرچ كرو) اسلام هي نے تعليم كيا هي —— يهه دل ميں اثر كرنے والي نصيحت
جس سے انسان كے دل ميں ايك بڑا اور سچا جوش اپني اصلاح حالت كا پيدا هوتا هي
ان دو لفظوں ميں " اتا مرون الناس بالبروتنسون انفسكم " يعني (اَوروں كو نصيحت كرتے
هو اور اپني ذات كو بهلا ديتے هو) اسلام هي كي كي هوئي هي يهه اصل بات جسكي شهادت
فطرت انساني دے رهي هي ان لفظوں ميں " بلى من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجرهٗ عند
ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون " يعني (جسنے اپني ذات كو خدا كے ليئے فرمانبردار كيا
پس خدا اُسكے اجر كا ذمه دار هي اور اُسكو خوف اور غم نهيں هي) كسنے بيان كي هي ؟
اسلام نے —— كاميابي اور سلامتي كے سچے اصول كو ان مختصر اور دلميں گهر كرنے والے الفاظ
ميں " وا عتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمته الله اذكنتم اعداء فالف بين قلو
بكم فاصبحتم بنعمته اخوانا " يعني (سب لوگ متفق هوكر مقصد كو ڈهونڈهو اور متفرق
مت هو اور خدا كي نعمت كا ذكر كرو جس وقت تم باهم دشمن تهے پس خدا نے تمهارے
دلوں ميں محبت ڈالدي اور تم اُسكي نعمتوں كي وجهه سے بهائي هوگئے) كسنے بتلايا هي ؟

اسلام نے - یہہ کلام " مایرید الله لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون " یعني (خدا تم پر کچھہ سختي نہیں کیا چاھتا بلکہ اُسکا یہہ مقصد ھی کہ تمکو گناھوں سے پاک کرے اور اپني نعمتیں تم پر ختم کرے ' شاید تم شکر گذار ھو) جس سے ایک عجیب ھمدردي خدا کي انسان کے ساتھہ پائي جاتي ھی اور انسان کے دلمیں ایک بڑا جوش اُسکي محبت کا پیدا ھوتا ھی' کسکا ھی ؟ اسلام کا — یہہ نصیحتیں " من عرف نفسہ فقد عرف ربہ " یعني (جسنے اپني ذات کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچانا) "ھلک من لم یعرف قدرہ " یعني (جس شخص نے اپني بساط' اپني استعداد ' اپني قابلیت ' نہ جاني وہ ھلاک ھوا) جو سچي حکمت سے بھري ھوئي ھیں اور جن پر عمل کرنے کے بدون نیچر کي رو سے بھي انسان کو کامیابي نہیں ھوسکتي ' کس نے کي ھیں ؟ اسلام نے ●

فی‌الواقع اسلام ھي اس فخر کا مستحق ھی کہ اُسکي تمام ھدایتیں' اُسکي تمام نصیحتیں ' اُسکے تمام قاعدے ' اُسکے تمام اُصول ' انسان کو اعلی درجہ کي ترقي پر پہنچانے والے اور اصلي خوشي ' اور حقیقي عزت ' سے مالامال کرنے والے ھیں — اسلام ھي اس ناز کا مستحق ھی کہ جیسا اُسنے روحاني اغراض ' کو نہایت تکمیل سے پورا کیا ھی ویسا ھي جسماني حاجتوں ' کو بھي کامل طور پر رفع کیا ھی — اس خیال کے ساتھہ کہ مذھب اسلام بالکل سچّي حکمت کا مجموعہ ھی اسبات کا بڑا افسوس ھی کہ مسلمان ذرا بھي نہیں سمجھتے اور سچّي حکمت کے کرور باتوں سے (جو اسلام نے سکھائي ھیں) ایک بات پر بھي عمل نہیں کرتے اور یہي وجہہ ھی کہ تمام قوم کي قوم ادبار و نکبت میں مبتلا ھورھي ھی تمام قوم کي قوم کا یہہ حال ھورھا ھی کہ حالتیں زار ھورھي ھیں ' طبیعتیں مردہ ' نہ دلوں میں وہ اُمنگ ھی نہ طبیعتوں میں وہ جوش — کوئي صدمہ نہیں جو سہنا نہ پڑتا ھو کوئي مصیبت نہیں جو اُٹھاني نہ پڑتي ھو - تمام ذلتوں کے ھدف ھیں ' تمام رسوائیوں کے نشانہ ' ●

فی‌الواقع مسلمانوں کے چال ڈھال ' عادات ' معاملات ' تمدن ' معاشرت ' پر نظر کرنے سے معلوم ھوتا ھی کہ مسلمان کسي بات میں بھي اپنے پیارے مذھب کي پیاري اور سچّي ھدایتوں پر عمل نہیں کرتے اور سرے سے آپ اپنے گھڑھے ھوئے خیالات اور رسم و رواج کے پیرو ھیں - اے عزیزو ' تمھارے پیارے مذھب نے یہہ کہکر " وما مصیبۃ الا بما کسبت ایدیکم " یعني (تمام مصیبتوں کو تمہارا ھي ھاتھہ کماتا ھی) اس نیچرل و سچّي بات کو صاف بتلدیا ھی کہ اگر تم سچّي حکمت کي ' نیچر ' کي قانون قدرت ' کي پیروي نکروگے تو تمکو ضرور وہ مصیبتیں ' وہ سزائیں بھگتني پڑینگي جو قانون قدرت نے اُسکے پاداش میں مقرر کر رکھي ھیں — پس وہ کونسا خیال ھی جو تمکو ان خلاف‌ورزیوں پر جرأت دلاتا ھی ●

اے مسلمانو ' تم بھي بني آدم هو ' خدا کي نعمتوں میں تمهارا بھي ساجھا هی تمهارے خدا نے تمکو بھي وهي هاتهه ' وهي پاؤں ' وهي دل ' وهي دماغ ' دیئے هیں جو تمهارے بهائیوں کو' اُتھو ' جاگو ' هشیار هو ' دیکھو ' تمهارے همجنسوں کا کیا حال هی' اور تمهاري کیا گت هی — کیا تمهارے کرتوتوں سے تمهارے پاس' کوئي ایسي دولت هی جس پر سچے طور پر دو ملت بھي ناز کرسکو ' کیا تمهاري کمائیوں نے تمسے تمهاري ساري دین و دنیا کي خوشیاں نهیں چهین لیں — تم چراغ سحري هو رهے هو ' تم اس دنیا میں چند منٹوں کے اور مهماں هو ' تمهارا جهاز طوفان میں آرها هی ' تمهاري بستیاں ویران هورهي هیں ' تمهاري عالیشان عمارتیں اُجڑ رهي هیں ' تمهاري آنکهه کي روشني ' دل کي ٹھنڈک لاعلمي سے محتاج هو رهے هیں ' سب پوچھے جاتے هیں پر تمکو کوئي نهیں پوچھتا — سب کے سلنے والے هیں مگر تمهارا کوئي سننے والا نهیں — تمهیں تو وہ قوم هو جسکي دولت ' جسکي عزت ' مشهور تهي — تمهیں تو وہ لوگ هو جسکے علم و فضل ' هنر اور کمال ' کي شهرت تهي دیکھو کیا تهے کیا هوگئے ●

اے خدا هماري قوم کو بھي دیکھنے ' بهالنے ' سوچنے ' سمجھنے ' عمل کرنیکي ' توفیق دے آمین ●

راقـــــم

مسکین احسان الله

ساکن قصبه منذارہ ضلع الهآباد

مسلمان رفارمر

نکته چیني کرني غور کرکے بات سمجھنے سے بهت زیادہ اسان هی — اُس شخص میں جس نے کسي معامله میں برسوں غور و فکر کي هو اور اُس شخص میں جسنے فيالفور اُسپر نظر ڈالي هو زمین وآسمان کا فرق هی — ایک معمار میں جسنے نهایت غور و فکر سے ایک مکان کا نقشه بنایا هی اور هرایک درو دیوار و بلندي و پستي کي نسبت سمجھنے میں اور ایک مکان کي دوسرے مکان سے مناسبت نکالنے میں ایک زمانه دراز تک غور و فکر کي هی اور اُس شخص میں جسنے نقشه پر نظر ڈالتے هي اُسمیں نکته چیني شروع کي هی نهایت تفاوت هی — مگر انسانوں کا قاعدہ هی که غور سے پهلے نکته چیني کرتے هیں اور سمجھنے سے پهلے فیصله — رفارمر هونا تو بهت بڑا درجه هی اگر کوئي اپنے تئیں رفارمر سمجھتا هو تو اُسکا ایسا سمجھنا هي اُسکي بیوقوفي کے لیئے کافي دلیل هی هماري سمجھه میں تو اس زمانه میں اتني بات بھي نهایت مشکل هی که ایک مسلمان اپني قوم کي رفاہ و فلاح میں کوشش کرے — رفاہ و فلاح کے لفظ سے مذهبي امور میں سے کسي امر کي طرف اشارہ کرنیکا میرا مطلب نهیں هی بلکه صرف دنیاوي امور کي رفاہ و فلاح میں کوشش کرنا مقصود هی ●

ہمارے دوست ہم سے کہتے ہیں کہ باوجودیکہ ہم اپنی قوم کی دنیاوی امور کی رفاہ و فلاح و تہذیب و شایستگی میں کوشش کرنا چاہتے ہیں تو پھر کیوں مذہبی مسایل کو بحث میں لے آتے ہیں اور مسلمانونکا دل دکھاتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ دنیاوی ترقی کے اسباب (جہاں تک کہ غور کیجاتی ہی) حصول علم - اتفاق قومی - راستبازی - امتیاز حقوق وغیرہ ہیں ان امور کی مذہب اسلام میں کہیں ممانعت نہیں بلکہ ترغیب ہی — مگر ہمکو افسوس ہی کہ باوجودیکہ ہمارے دوست چاہتے تھے کہ مذہبی مسایل کو علاحدہ رکھیں مگر خود اُنہوں نے اُنہیں چیزوں کو جنکو اسباب ترقی قرار دیا ہی مذہبی امور قرار دیدیا اور فرمایا کہ ان امور کی مذہب اسلام میں کہیں ممانعت نہیں بلکہ ترغیب ہی — مذہب کی رو سے ممانعت نہونے کے معنی یہہ ہیں کہ مذہب کی روسے جایز ہی اور ترغیب ہونیکے یہہ معنی ہیں کہ مذہب کی روسے مستحب ہی پس وہ خود ایک ذرا سی بات میں بھی بحث مذہبی سے نہ بچ سکے — پھر وہ ہمکو نصیحت کرتے ہیں کہ اگر فی الحقیقت خیر خواہی قومی کا جوش ہی تو حصول علم کی ترغیب میں جسقدر منظور ہو تحریر کیجیئے تقریر کیجیئے فن تجارت میں کتابیں تصنیف کیجیئے رسالہ جات طبع کرائیے فن زراعت میں تدبیریں تعلیم کیجیئے اہل فن کے تجربوں کی صراحت کیجیئے یہہ ایسے امور ہیں کہ جسے قوم کو قطعی نفع پہونچیگا اور شکر گذاری کے ساتھہ ہر شخص اپنے نفع رساں کا شکریہ ادا کریگا یہہ کیا ضرور ہی کہ ملایکہ کے وجود پر بحث کرکے بے سبب اہل اسلام کے دل دکھائے جاویں یا حشر و نشر پر استدلال کرکے مسلمان ستائے جاویں اور ترغیب ترقی کا بہانہ کیا جاوے — ہم بڑی نہایت خوشی سے اس نصیحت پر عمل کرنا چاہتے ہیں مگر ہمارے دوست ہمکو بتاویں کہ انہی امور کی کوشش کرنے میں مذہبی بحث سے ہم کیونکر بچ سکتے ہیں حقیقت یہہ ہی کہ ہمارا مروج اسلام جو اب ہماری تمام قوم کا اسلام ہی اُسنے انسان کے ہرایک فعل و قصد و ارادہ پر ایسی قیدیں لگائی ہیں اور ایسی حدیں مقرر کردیں ہیں کہ کوئی کام دنیا یا دین کا ایسا نہیں ہی جو بغیر مذہبی بحث کے شامل ہونے بحث میں آسکے — پس یہہ کہنا کہ دنیاوی امور کے رفاہ و فلاح کی بحث میں مذہبی مسائل کو کیوں لے آتے ہیں غور سے پہلے نکتہ‌چینی کرنا اور سمجھنے سے پہلے فیصلہ کردینا ہی ●

مدت سے ہم اس قسم کی باتیں سنتے آتے ہیں ہمنے چاہا کہ ایکی دفعہ اس عقدہ کو بخوبی کھول دیا جاوے اور اپنے احباب کو سمجھا دیا جاوے کہ دنیاوی امور کی ترقی و تہذیب و شایستگی کی بحث میں مسائل مذہبی کی بحث آجانے میں کیا مجبوری ہوتی ہی — سب سے پہلے ہم اُنہی چیزوں پر بحث شروع کرینگے جنکو ہمارے احباب معترض اسباب رفاہ و فلاح دینا قرار دیتے ہیں ●

همارے احباب معترض نے ترقي کے اسباب میں سے سب سے اول حصول علم کو قرار دیا هی اور حدیث نقل کی هی که " اطلبوا العلم و لوکان بالصین " پس هم اسي حصول علم کے لیئے اپني قوم میں کوشش کرنا چاهتے هیں اور جو علوم دنیاوي ترقي کے لیئے ضرور هیں اُنکي تعلیم پر کوشش کرتے هیں — مگر اهلِ مذهب فرماتے هیں که لفظ علم سے عام علوم مراد نهیں هیں بلکه صرف علم دین مراد هی تو اب هم کیا کریں اگر اُنکي اِس راے کو تسلیم کریں تو سب سے اول جو ذریعه ترقي قرار دیا تها وہ هاتهه سے جاتا هی اور اگر اُس پر بحث کریں خواہ بلحاظ معني حدیث و خواہ بلحاظ صحت و سقم حدیث خواہ بلحاظ اُسکے راویوں کے تو مذهبي بحث شروع هوجاتي هی پهر کیونکر مذهبي بحث سے بچیں — اگر هم کچهه تحقیقي بحث نهیں کرتے بلکه صرف تقلید کي راہ پکڑتے هیں اور کوئي روایت اُنکے قول کے برخلاف نکال کر لاتے هیں تو وہ دوسري روایت اپنے قول کي تائید میں ڈهونڈ لاتے هیں پهر اگر ایک روایت کے صحیح اور دوسرے کے غیر صحیح یا ایک کے مرجوح و دوسرے کے غیر مرجوح هونے پر بحث کي جاتي هی تو پهر مذهبي بحث آجاتي هی ●

دوسري قوم اور دوسري زبان کے علوم تو درکنار ابهي تک اُن علوم کے پڑهنے و پڑهانے میں بهي مذهبي بحث سے نجات نهیں ملي جنکو همارے بزرگ پڑهتے آئے هیں اور جو همارے بزرگوں کا سرمایه ناز و افتخار تها — علم منطق — علم فلسفه — علم کلام — علم ریاضیات کے پڑهنے پڑهانے کے حرام و معصیت هونیکے فتوے چهپے هوئے موجود هیں اگر اُسکي تردید کریں تو پهر مذهبي بحث میں گرفتار هوتے هیں ●

وہ علوم جو اگلے زمانه میں ذریعه ترقي گنے جاتے تهے اُنکي بحث کو جانے دو کیونکه اب وہ علوم بعوض ترقي کے ذریعه تنازل سمجهے جاتے هیں اس زمانه میں هر قسم کي ترقي کا ذریعه جو علوم هیں وہ یورپ کے علم و هنر هیں جو یوروپین لٹریچر اور سینس کهلاتے هیں اور جو بذریعه زبان انگریزي حاصل هوتے هیں اب ایک مسلمان اپني قوم کي رفاہ و فلاح چاهنے والا اس میں کوشش کرتا هی که میري قوم اُن علوم سے بهرہ مند هو ●

اول تو اهل مذهب فرماتے هیں که انگریزي زبان پڑهني حرام هی اُس سے ایمان جاتا رهتا هی اور آدمي بعوض اسکے که مرتے وقت الله الله کرے گٹ گٹ کهتا هوا مرجاتا هی اب کیا کیا جاوے بغیر مذهبي بحث میں پهنسے اِس مرحله سے کیونکر نکلا جاوے ●

اگر کسي بهت بڑے بهادر دل چلے اور فیاض عالم نے کهدیا که عربي زبان کے سوا عجم کي زبان سیکهني کفار کے خطوط سمجهنے یا اُنکے مذهب کو رد کرنیکي نیت سے مذهبا منع نهیں هی اور انگریزي بهي ایک عجمي زبان هی اُسکا سیکهنا بهي اُن مقاصد کے لیئے اور ادني درجه یهه که معاش کے لیئے جایز هی تو بهي مطلب حاصل نهیں هوا اسلیئے که زبان دوسري چیز هی اور علوم دوسري چیز هیں جب تک علوم حاصل نهیں صرف زبان ذریعه

ترقي نهين هوسكتي مگر جهان انگريزي علوم کے سيکهنے کا نام ليا اور مسلمانوں کے مذهب مين قيامت آئي اور کفر کا فتوی ديا گيا •

انگريزي لٹريچر کي کوئي کتاب باعتبار مضامين کے ايسي نهين نکلنے کي جسکا پڑهنا همارے زمانه کے علماء اسلام مذهباً حرام و ناجائز نه قرار دين •

کوئي هسٹري انگريزي کي ايسي نهين نکلنے کي جسکا پڑهنا علماء اسلام کفر نه قرار ديتے هوں اور جس سے اُنکے نزديک اهانت اسلام يا تکذيب اقوال مفسرين قرآن لازم نه آتي هو •

جغرافيه جو ايک ساده علم روے زمين کا هی اُس مين بهي ايسي باتين هين جنکو سيکهنا همارے زمانه کے علماء اسلام نا جائز قرار دينگے کيونکه اُس سے اُس جغرافيه کي جسکو علماء اسلام نے اپني غلطي سے مذهبي جغرافيه سمجها هی صحت ثابت نهين هوتي •

علم هيئت جسمين سکهايا جاتا هی که زمين مُتحرِّک هی اور آفتاب ساکن اور اجسام سماوي کچهه نهين هين اور سبع سماوات غلط هين انکے سوا اور بهت سے مدار سياروں کے هين اور علی‌هذالقياس تمام مسايل و تحقيقات و بديهات اس علم کے همارے زمانه کے علماء اسلام کے نزديک اسلام کے ايسے هي مخالف هين جيسے که آگ و پاني اُنکا پڑهنا اور اُنکا يقين کرنا سيدها جهنم مين جانا هی •

علوم طبعي کو تو همارے علماء اسلام مذهب اسلام کا ايسا هي دشمن قرار ديتے هين جيسے نيولے کو سانپ کا اُسکا پڑهنا و پڑهانا اور اُسپر يقين کرنا تو کفر کے کالے دريا مين ڈوب جانا هی •

علم تشريح ابدان جو هرايک کے نزديک علم يقيني متصور هی علماء اسلام کے نزديک وه بهي حرام هی اسليئے که متعدد مسايل جو قرآن مين اُنکے نزديک اُسکے متعلق بيان هوئے هين وه مسايل علم تشريح ابدان مين غلط بتائے جاتے هين اور اُنکي غلطي ثابت کي جاتي هی •

اب اُس شخص کے هاتهه مين جو دنياوي فلاح قوم کي چاهتا هی اور اُسکا اول ذريعه جو علم هی اُسکو سکهانا چاهتا هی اور وه يهه بهي يقين کرتا هی که علماء اسلام نے جو راے يا فتوے يا روايت ان علوم کے پڑهنے پڑهانے کے حرام هونے کے دے رکهے هين وه غلط هين اور مذهب اسلام مين يهه باتين نهين هين جو اُنهوں نے برخلاف اُن علوم کے سمجهي هين بجز اسکے کيا علاج هی که وه مذهبي بحث مين پهنسے اور سمجهاوے که مذهب اسلام يهه نهين هی جو تم سمجهے هوئے هو اور ان علوم کا پڑهنا پڑهانا يا اُنپر يقين کرنا کفر ومعصيت نهين هی پس همارے احباب متعرض بتادين که يهه مرحله بغير مذهبي بحث مين پهنسے کيونکر طی هو •

دوسرا بڑا ذریعه قومي ترقي کا تجارت قرار دیا جاتا هی — میں سمجھتا هوں که مروج مذهب اسلام جیسا که اس زمانه کي ترقي تجارت کا مانع هی اور کسي چیز کا مانع نہیں اگر ترقي تجارت کے معني پرچوني یا سبزه فروشي یا بساطي گري کي دوکان کرنا هو تو اُس سے قومي ترقي معلوم اور اگر اُس سے وه تجارت مراد هو جو اس زمانه میں هوتي هی اور جو ایک علم قرار پایا هی تو اُس تجارت کے کرنیکي تو مروج مذهب اسلام یا اس زمانه کے علماء اسلام کے مسائل اور فتوے اجازت نہیں دیتے — میں جزئیات کا ذکر نہیں کرتا بلکه عام باتوں کا ذکر کرتا هوں — تجارت میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں روپیه کا بهیجنا ایک امر لازمي هی وه روپیه بدون هنڈاون اور دسکونت کے جا نہیں سکتا ایا علماء اسلام کے نزدیک هنڈاون اور دسکونت دینا جایز هی اور دینے و لینے والے کے لیئے بجز جهنم کے کوئي دوسري جگهه هی — مال کي روانگي کے لیئے جو نهایت دور دست رستوں اور سمندروں میں بهیجا جاتا هی بیمه ایک ضروري امر تجارت کا قرار پایا هی ایا وه علماء اسلام کے فتوی کي رو سے جایز هی — تمام کارخانه مال کي خرید و فروخت کا بلا موجودگي مال بهیجک پر هو رها هی اور وهي بهیجک ایک دوسرے کے هاتهه نفع پر بکتا رهتا هی ایا یهه عقد بیع علماء اسلام کے فتوی کي رو سے جایز هی — کروڑها روپیه کي چاندي و سونیکي تجارت هوتي هی ایا علماء اسلام کا فتوی چاندي و سونیکي تجارت کے جواز پر هی اور کسطرح وه تجارت قایم هوسکتي هی — کیونکر کوئي مسلمان ڈهاکه اور فرانس کي نهایت عمده و خوبصورت چاندي و سونیکے زیور اور ظروف کي دوکان کهول سکتا هی جبکه تبادله میں صنعت کا بهي معاوضه دینا ناجایز قرار دیا جاتا هی — کوئي کارخانه تجارت کا بغیر لین دین کے چل نہیں سکتا اور کوئي لین دین بغیر سود کے قایم نہیں ره سکتا پس کیا مسلمان علماء سود کے جواز کا فتوی دیتے هیں مفتي شرف الدین رامپوري اور مولوي برهان الدین امیٹهي نے دیا تها جنکو سب نے کافر ٹهرایا تها مولوي شاه عبدالعزیز صاحب نے صرف گورنمنت پرامیسري نوٹ کے سود کے جواز پر فتوی دیا تها جس پر خود اُنکي ذریات نے اُن پر طعنه کیا تها — تجارت کي کمپنیاں اور کارخانے ایسے ایسے قایم هوگئے هیں اور اُن میں ایسے ایسے پیچیده اور اعتباري حقوق شریکان کے هیں جن میں ایک کے بهي جواز کي صورت فتاوں میں نہیں نکلتي پس کیا علماء اسلام اُنکے جواز کا فتوی دیتے هیں — یهه سب تو عام باتیں هیں اگر تجارت کے علم کي مفصل کتاب لکهي جاوے اور تمام قواعد اور حقوق اُسمیں بنائے جاویں اور وه اُصول بیان کیئے جاویں جن پر اس زمانه میں تجارت قایم هی تو همارے زمانه کے علماء اسلام ایک کے بهي جواز کا فتوی نہیں دینگے — پس جو شخص که اپني قوم کي ترقي تجارت چاهتا هی اور اُسکو یهه بهي یقین هی یهه مسائل جو علماء نے قایم کیئے هیں اور جو ترقي تجارت کے مانع هیں درحقیقت مذهب اسلام میں

نہیں هیں تو همارے احباب معترض سمجھاویں که وہ کیونکر مذهبی بحث میں پڑنے سے بچ سکتا هی ●

کیا مسلمان کوئی پیشه یا کوئی نوکری بغیر مباحثه مذهبی کے اختیار کرنیکے مجاز هیں کیا همارے احباب معترض نے وہ تحریریں نہیں دیکھیں جو اُس زمانه میں بڑے بڑے مقدس لوگوں نے کی تھیں جبکه مولوی عبدالحی صاحب نے مفتی عدالت کا عهدہ اختیار کرنا چاها تها اور کیا وہ واقعات اور مباحثے نہیں معلوم هیں جبکه مولوی رشیدالدین خانصاحب نے مدرسی گورنمنٹ کالج دهلی اختیار کی تهی اور کیا اُن عهدیں کے اختیار کرنے پر جنکو ایک زمانه میں اول اول نبی وقعت لوگوں نے اختیار کیا تها جو بحث آیة کریمه " من لم یحکم بما انزل الله اولئک هم الکافرون " — هم الفا سقون — پر هوئی تهی همارے احباب معترض اُس سے نا واقف هیں — کیا همارے احباب معترض اُن بزرگوں اور قابل ادب شخصوں سے واقف نہیں هیں جو اُن عهدہ داروں کے گهر کا کهانا پینا حرام مطلق سمجهتے تهے اور تا دم مرگ اُسپر قایم رهے ●

مسلمانوں کا رواں رواں مذهب سے ایسا جکڑ دیا گیا هی که کوئی بات بهی مسلمانوں کے حق میں بغیر مذهبی مباحثه کے کہی نہیں جاسکتی — بحث کی جاتی هی نه سر کے بال اسقدر رکهنے جایز اسقدر نا جایز هیں — مانگ اسطرح پر رکهنی جایز اسطرح پر نا جایز هی مونچهه اتنی باریک کتروانی واجب هی یا بالکل اُسترے سے منڈوانی — بغلوں کے بال اُسترے سے منڈوالے جاویں یا اُکهاڑے جاویں مونچهه قینچی سے کتروائی جاوے یا چاکو سے مسواک پر رکهکر کاٹی جاوے بالوں میں کنگهی کئی دفعه کیجاوے سرمه آنکهه میں کیونکر لگایا جاوے ناک کے بال کیونکر اُکهاڑے جاویں مسواک کس چیز کی کیجاوے — سر پر عمامه کس وضع کا باندها جاوے شمله کسطرح اور کسقدر لنبا نکالا جاوے — کس رنگ کا هو — کافروں کے هاں کا بنا هوا کپڑا پهننا جایز هی یا ناجایز کرتا کس قطعه کا هو تہبند کیسا هو ازار پهننی جایز هی یا نہیں سوائے اُسکے اَوْر کسی قطع کا کپڑا پهننا کفر هی یا نہیں احجار کے سوا اَوْر کسی چیز سے استنجا جایز هی یا نہیں — کون سی وضع بیٹهنے کی جایز هی کهانا کهانے میں هاتهه ٹیک کر کهانا مکروہ هی یا نہیں اولکڑو بیٹهه کر کهاوے یا دو زانو یا آلتی پالتهی مار کر — کسطرح پر لیٹے کسطرح پلنگ بچهاوے گدگدا بچهونا هو یا سخت کتنے پانی سے نهاوے کس قطع کا مکان بنانا جایز هی اور کس قطع کا نا جایز کئی هاتهه سے زیادہ مکان کو بلند کرنا مکروہ هی کن لوگوں سے ملنا چاهیئے کن سے نه ملنا چاهیئے کافروں سے صاحب سلامت حرام هی یا نہیں کافروں سے سچی دوستی و محبت امورات تمدن و معاشرت میں بهی کفر هی یا نہیں پس همارے احباب معترض بتاویں تو سهی که مسلمانوں کی وہ کونسی بات هی جو بغیر مذهبی بحث کے آگے چل سکتی هی — کیا

، وہ بھول گئے ھیں یا اُن کي عمر سے پہلے کي بات ھی کہ اول اول جب جیبي گھڑیاں رکھنے کا مسلمانوں میں رواج شروع ھوا تھا تو اسبات کا کہ اُن کا رکھنا جایز ھی یا نا جایز فتوی لیا گیا تھا اور اگر ھماري یاد میں غلطي نہو تو من تشبہہ بقوم فہو منہم کے استدلال پر بعض صاحبوں نے نا جایز کہا تھا — کون نہیں جانتا کہ ابتدا میں گھڑي رکھنا اور وقت کي پابندي اور صبح کي چاے تنصر میں داخل تھي پھر انگریزي بوٹ پہننا تنصر کي نشاني قرار پایا وہ دونوں زمانے تو گذر گئے اب کوٹ پتلون پہننا تنصر کي علامت قرار دیا گیا ھی — کیسا ھي عابد و زاھد و نیک شخص ھو جسکے احتیاط وتقوي کي عجیب نظیریں موجود ھوں کبھي نماز و روزہ قضا نکیا ھو عالم ھو فاضل ھو محدث ھو فقیہ ھو اور اگر کسي انسان کو بے گناہ کہہ سکتے ھیں تو ضرور اُسکو کہہ سکتے ھوں مگر جہاں اُسنے یورپ کا سفر کیا اور خطاب مسٹر جو اصطلاح میں بمعني کرستان قرار دیا گیا ھی اطلاق کیا گیا پھر ھم اپنے احباب کي ان باتونکو کہ دنیاوي ترقي کي کوشش میں مذھبي مباحثے کیوں شامل کیئے جاتے ھیں نہایت تعجب و حیرت سے دیکھتے ھیں اور نہیں سمجھتے کہ کیونکر آفتاب سے روشني یا زنگي سے سیاھي چھوڑا سکتے ھیں ٭

ھاں اسقدر ھم اپني تقصیر کا اقرار کرتے ھیں کہ بعض ایسے مسائل پر بھي ھمنے بحث کي ھی جن پر بحث کرني دنیاوي امور کے اعتبار سے چنداں ضرورت نہ تھي مگر یہہ خاص ھمارے دل کي بات ھی دوسرا شخص اُسکو سمجھہ نہیں سکتا اُسکا بیان کرنا میں کبھي پسند نہیں کرتا مگر جو کہ اب اس امر نے ایک قومي امر کي شکل پیدا کي ھی اسلیئے اُسکا بیان کرنا ضرور پڑا ھی ٭

گو ھمارے احباب معترض یا ھمارے مخالف ھمکو کافر و مرتد و زندیق وکرستان سمجھتے ھوں لیکن میں اپنے تئیں نہایت پکا مسلمان سمجھتا ھوں — یہہ بھي میرا خیال ھی کہ مسلمانوں میں جو قوم کا اطلاق کیا جاتا ھی وہ ملک یا نسل کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا بلکہ صرف مذھب کے سبب سے کیا جاتا ھی اور اسلیئے کسي ملک و نسل کا آدمي ھو جب وہ مسلمان ھی تو ایک قوم ھی پس جب ھم قوم مسلمان کي ترقي اور رفاہ وفلاح چاھتے ھیں تو ھم پر فرض ھی کہ ھم اسمیں بھي کوشش کریں کہ وہ لوگ مسلمان رھیں کیونکہ اگر مسلمان نہ رھیں اور ترقي کریں تو وہ ترقي ھماري قوم کي ترقي نہوگي ٭

اسکے سوا مجھکو یہہ بھي یقین ھی کہ ھمارے مذھب کے علماء نے بہت سے مسائل نہایت نیک نیتي سے مطابق اپنے اجتہاد کے قایم کیئے ھیں اور کچھہ شبہہ نہیں ھی کہ اُن میں سے بہت سے مسایل ایسے ھیں کہ جنکو مذھب اسلام سے کچھہ تعلق نہیں ھی اور نہ اُنکے استنباط کي کافي بنیاد ھی — یہہ بھي مجھکو یقین ھی کہ علماء مفسرین نے قرآن مجید کي تفسیر میں بہت جگہہ غلطي یا بے احتیاطي کي ھی اور تمام بے اصل قصے و کہانیاں اور یہودیوں

کي بیہودہ روایتوں کو اُس میں شامل کردیا ہی اور اپني تفسیر کي بنیاد اُن پر قرار دي ہی اور بہت سي جگہہ یوناني مسایل کو جو اُس زمانہ میں یقیني سمجھہ جاتے تھے اور جو اب غلط ثابت ہوگئے ہیں اپني تفسیروں میں اسطرح پر ملادیا ہی کہ گویا وہي مسائل قرآن سے بھي ثابت ہوتے ہیں یا قرآن مجید کے بھي وہي معني ہیں اور اس عمل درآمد نے مذہب اسلام کو شدید نقصان پہونچایا ہی *

ایک زمانہ تھا کہ یہہ نقصان صرف لوگوں کے خیالات ہي پر اثر کرتا تھا مذہب اسلام پر اُسکا کوئي بد اثر ظاہر نہیں ہوتا تھا مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا علوم و فنون کي ترقي نہایت اعلی درجہ پر پہونچگئي ہی علوم طبعیات جہانتک کہ تحقیق ہوئے ہیں ایسے مرتبہ پر پہونچ گئے ہیں جو بدیہي اور مشاہد کو حاصل ہوتا ہی علوم نے ثابت کردیا ہی کہ صداقت علوم محققہ کے برخلاف ناممکن ہی اس زمانہ میں کوئي مذہب ہو اسلام یا عیسائي یا یہودي یا برہمني علوم کے مقابلہ میں اگر وہ اُسکے برخلاف ہی قایم نہیں رہ سکتا — جبکہ ہم اپني قوم میں علوم کي ترقي کي کوشش کرتے ہیں تو اُسکے ساتھہ ہمکو اسبات کا بھي یقین ہی کہ کوئي شخص جبکہ وہ علوم سے بہرہ یاب ہو اس مجموعہ صحیح و غلط کو جسکو اسلام قرار دیا ہی کبھي وہ سچ نہیں سمجھہ سکتا اُس سے انکار کرنا اور نعوذ و باللہ اصل اسلام کو جھوٹ سمجھنا ایک لازمي نتیجہ ترقي تعلیم کا ہی — جبکہ ہمارے علماء نے بہت سے غلط مسایل اہل یونان کو مذہب اور قرآن میں اسطرح شامل کرلیا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہي معني قرآن کے بھي ہیں اور جب کہ مسلمان علوم کو تحصیل کر کے یقیني اُن مسائل کو غلط یقین کریں تو کیا شبہہ باقي رہتا ہی کہ وہ قرآن کو بھي جسکے وہي غلط معني غلطي سے علماء اسلام نے قرار دیئے ہیں غلط سمجھینگے پس بغیر اُن مسایل کي حقیقت بیان کیئے ہمکو اپني قوم کي ترقي تعلیم میں کوشش کرنے کے یہہ معني ہیں کہ اُنکو مذہب اسلام سے خارج کرنیکي کوشش کرتے ہیں *

یہہ مشکل کچھہ مسلمانوں ہي پر منحصر نہیں ہی ہر مذہب سے برابر متعلق ہی خود عیسائي مذہب کو علوم نے اسقدر نقصان پہونچایا ہی کہ کسي چیز نے نہ پہونچایا ہوگا عیسائي علماء نے اس نقصان کے رفع کرنے میں نہایت کوشش کي ہی اور کوشش کرتے ہیں اگر وہ اپني کوششوں میں کامیاب ہونگے تو اپنے مذہب کو علوم کے صدمہ سے محفوظ رکھینگے ورنہ کسیطرح محفوظ نہیں رکھہ سکتے *

جس زمانہ میں کہ مسلمانوں نے علوم حکمت و فلسفہ یونان کي تحصیل پر توجہہ کي اُسنے مذہب اسلام کو ایسا صدمہ پہونچایا کہ کسي مخالف سے بھي نہیں پہونچا تھا علماء علم کلام اُس نقصان کے رفع کرنے پر متوجہہ ہوئے اور جو کچھہ وہ کرسکے اُنھوں نے کیا مگر اُس زمانہ میں خیالي باتیں زیادہ تھیں اور ہرایک شخص اپنے خیال کا

بتلاریتا دیتا تھا اس زمانہ میں ہرایک چیز کے لیئے تجربہ و مشاہدہ شاہد موجود ہی جسکے مقابلہ میں کسیکا خیالي بتلانا کام نہیں دے سکتا *

یہی وجہہ تھی کہ اگلے زمانہ کے علماء نے سواے علم دین کے اَور علوم کے پڑھنے پڑھانے کو حرام اور ممنوع قرار دیا تھا — اُنہوں نے بعوض اسکے کہ روشني میں جو چیزیں دکھائي دیتي ہیں اُنکي حقیقت بتاویں یہہ صلاح دي تھي کہ آنکھہ بند کرلو اور اُن چیزوں کو مت دیکھو مگر اُنکي یہہ تدبیر کارگر نہ ہوئي اور جن علوم کو وہ خارج کرنا چاہتے تھے وہ خارج نہ ہوسکے - عیسائي عالموں نے بہي ابتدا ابتدا میں اُن علوم کے مٹانے میں اور عیسائیوں میں اُنکا رواج نہ ہونے دینے میں نہایت بے رحمیاں اور سخت سخت تدبیریں کیں مگر کچھہ کامیابي نہیں ہوئي اور یورپ ہي جو مرکز عیسائي مذہب کا تھا مخزن اُن علوم کا ہوگیا — حال کا زمانہ اُس قدیم زمانہ سے زیادہ مختلف ہی اور اب کسي شخص کي قدرت میں نہیں رہا ہی کہ اُن علوم کي شعاعوں کو روک سکے — بلکہ اگر کوئي اہل مذہب علوم کي روشني میں اپنے مذہب کي صداقت ثابت کرنے کے بدلے اُن علوم کے رواج کا مزاحم ہو تو علانیہ اسبات کا اقرار کرتا ہی کہ اُسکا مذہب علوم کي روشني برداشت کرنے کے قابل نہیں ہی *

مجھکو اسبات کا یقین ہی کہ ٹہیٹ مذہب اسلام اُن نقصانوں سے جو کسي مذہب کو علوم کي صداقت سے پہونچ سکتے ہیں مبرا و پاک ہی اور جسقدر نقصان بمقابلہ علوم کے اُسمیں دکھائي دیتے ہیں وہ ہمارے علماء کے نقصان ہیں جو مذہب میں شامل ہوگئے ہیں بہت لوگ ایسے ہیں جو میرے اس خیال کو غلط بتاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تمام مذاہب جنمیں اسلام بہي داخل ہی اُن نقصانوں سے مبرا نہیں ہیں مگر میرا یقین خواہ وہ صحیح ہو یا غلط یہي ہی کہ وہ مبرا ہی پس میں دیانتاً اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اُن باتوں کو ظاہر کروں جنسے میرے دل میں اسبات کا یقین ہوا ہی کہ مذہب اسلام اُن نقصانوں سے پاک ہی جو کسي مذہب کو علوم کي صداقت سے پہونچ سکتے ہیں *

اُن باتوں کے ظاہر کرنے سے نہ میرا یہہ مطلب ہی کہ اُن مسائل کي کسیکو تعلیم دیجاوے نہ یہہ مطلب ہی کہ لوگ اُنکو تسلیم کریں نہ اُنکے بیان کرنے سے کسي مسلمان کا دل دکھانا مقصود ہی نہ کسي سے مباحثہ کا قایم کرنا بلکہ خود دیانتا جو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اُسکا ادا کرنا مقصود ہی اور یہي سبب ہی کہ نہ کسي کي مخالفت سے ملال ہوتا ہی نہ کسیکي دشنام دہي سے رنج نہ کسي کي ستایش کي خوشي نہ کسیکي ہجو کا غم — تہا کچھہ ہی جو لوگوں نے نہیں کہا اور نہیں کہتے اور نہ کہیں گے! مگر ہم اُسي میں خوش ہیں کہ وہ ہمارے خیالات نہیں ہیں بلکہ اُنہي کے خیالات ہیں جو کہتے ہیں- جو شخص کسیکا منہہ چڑاوے اُسکو آئینہ دیکھنا چاہیئے کہ کسکا منہہ بگڑا ہی اسي مضمون کے مناسب صائب کا شعر ہی جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہی —

با صاف دل مجادلہ با خویش دشمني است * ہر کس کشد بہ آئینہ خنجر بخود کشد

مگر میں اپنے احباب معترض سے باادب یہہ عرض کرنا چاھتا ھوں کہ بدظنی کرنی اور یہہ کہدینا کہ ترقی قومی کے پردہ میں توھین مذھبی مقصود ھی کچھہ مشکل بات نہیں ھی بہت بڑے اور مقدس لوگوں کو لوگ ایسا ھی کچھہ کہتے آئے ھیں بات وہ ھی جو سوچ سمجھہ کر کہی جاوے ایک شخص جو اپنے تئیں مسلمان کہتا ھو پھر اُسکی نسبت یہہ کہنا کہ وہ توھین مذھب اسلام چاھتا ھی کوئی معنی بھی رکھتا ھی یہہ تو وھی بات ھی جیسےکہ مولوی محمد اسمعیل صاحب کو جنھوں نے اپنی تمام زندگی اتباع سنت نبوی کے وعظ میں بسر کی اور اُنکے مخالف اُنکو دشمن نبی و غیر معتقد پیغمبر اور پیغمبر کی شان میں بے ادبی اور اھانت کرنے والا کہا کہئے حالانکہ اُنسے زیادہ کوئی پیغمبر کا ادب کرنے والا نہ تھا — مشکل یہہ ھی کہ ھمارے احباب معترض زید و عمرو اور فلاں و بہماں کو پیغمبر اور اُنکے اقوال کو مذھب اسلام سمجھتے ھیں اور اُسکی مخالفت یا اُن کے اقوال کی تردید کو اھانت اسلام جانتے ھیں مگر یہہ خود اُنہیں کا تصور ھی کہ اُنہوں نے اسلام کو نہیں جانا ●

ھماری خواھش ھی کہ ھماری قوم کے دلوں میں یورپین دلوں کے مانند علوم کی روشنی اور صدیق اکبر کے دل کی مانند ایمانی تصدیق پیدا ھو مگر جبکہ خدا قرآن کے نسبت فرماتا ھی کہ " یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً " پھر ھماری کوشش کی یا ھماری تہذیب الاخلاق کی یا ھمارے ناچیز تفسیر قرآن کی کیا حقیقت ھی ●

راقـــــم
سید احمد

خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

(منتخب از اودہ پنچ)

چاندنی رات گرمیوں کے دن پلنگ پر سفید چادر بچھی ھوئی تھی جیسے ھی کھانا دانا کھا پی پلنگ پر گیا ھوں ایک شخص لہرا لہرا ٹپہ گاتا ھوا نکلا —

یاد داری کہ وقت زادن تو ● ھمہ خندا بدند تو گریاں
آن چناں زی کہ بعد مردن تو ● ھمہ گریاں بوند تو خنداں

اُسوقت یہہ اشعار مجھے ایسے بھلے معلوم ھوئے کہ میں بھی کچھہ گنگنانے لگا آپ جانیئے بے فکری کے ایام جوانی کی نیندیں فوراً آنکھہ لگ گئی — کیادیکھتا ھوں کہ ایک باغ پرفضا دریا کے کنارہ پر واقع ھی پانی کے فوارے چھوٹ رھے ھیں پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آرھی ھی اور اُسی باغ میں ایک کنارہ پر ایک ٹوٹا پھوٹا کنواں اور ایک بڑی پرانی مسجد اور ایک دخیانوسی سوا دکھائی دی میں اور بھی حیران ھوا کہ یا الٰہی یہہ ماجرا کیا ھی قریب جاکر جو دیکھتا ھوں تو ھرایک چیز پر دو دو شعر لکھے ھوئے ھیں ●

چاہ

اب کہاں ھیں مجھے تیار کرانے والے ● حال میرا ذرہ اُنکو تو دکھائے کوئی
چند روزہ ھی یہہ نیکی نہیں کچھہ اسکو قیام ● چاہ یوسف ھی کہاں مجھکو بتائے کوئی

مسجد

رتبه میں مسجد انصی کے مقابل میں تھی * بیٹھتے تھے یہاں آ آ کے نمازی اکثر
اب یہک هوگئی افلاک کی گردش کیسی * کوئی رهتا هی نہیں اب تو بجز چمگادر

سرائے

کوئی دن تھے کہ اس سرا میں عزیز * جمگھٹے رهتے تھے حسینوں کے
یا وهیں اب سوائے حسرت و یاس * کچھ نشان بھی نہیں مکینوں کے

ان اشعار کو پڑھکر میں بے اختیار رونے لگا جب آنسو تھمے میں نے کہا لاؤ ذرا مسجد کو اندر سے بھی دیکھتے چلیں — کیا دیکھتا هوں که در و دیوار سے حسرت ٹپک رهی هی مصلی الگ چھت پڑا هوا هاے هاے کر رها هی ممبر فراق واعظ میں جدا دل شکسته هی — بدھنیاں ایک طرف ٹوٹی پھوٹی پڑی هیں تسبیح اپنی طرف همه تن دانه اشک هوکر چلا رهی هی *

وظیفه پڑہ پڑھکے کہنے والے کہاں گئے هاے کوئی بولے
هزار جان سے وہ جینے والے کہاں گئے هاے کوئی بولے

اتنے میں دو چار مسلمان دکھائی دئے میں نے سلم علیک کے بعد اُن سے پوچھا که حضرت یہه کون مقام هی اور یہه کیا کیفیت هی اُنہوں نے کہا *

یہه ایک بڑا شہر غدار تھا یہاں کے لوگ بڑے بہادر تھے سب مسجدیں اور کنوئیں اُنکی یادگار هیں هم لوگ وعظ و نصائح سنے آیا کرتے تھے اب ڈھونڈھتے پھرتے هیں کہیں پته بھی نہیں چلتا هزاروں من مٹی کے نیچے دبے پڑے هیں نه اپنی کہتے هیں نه کسیکی سنتے هیں — لے آؤ تمہیں گور غریباں دکھالائیں میں نے کہا بہت خوب تھوڑی دور چلکر ایک قبر اُس شہر کے سردار کی دکھائی دی اُن لوگوں نے جاکر به آواز بلند یہه شعر پڑھا *

کہو یاران عدم کیا گذری * کچھ لب گور سے فرمائیگا

لب گور سے آواز آئی " افسوس همیشه رهنے والی نیکی یعنی رفاہ عام اور قومی بھلائی همسے نه هوسکی تاکه رهتی دنیا تک پشت در پشت همارا نام چلتا مسجدیں کنوئیں سب اپنے دم تک تھے *

بعد فنا کسی نے نه پوچھا که کیا هوا * یہه کون شخص آج جہانسے گذر گیا
مگر اب کیا هوسکتا هی *

جو کچھه کرنا تھا کرچکے هم * جو کچھه هونا تھا هولیا سب
اتنے میں میری آنکھه کھل گئی *
خواب تھا جو کچھه که دیکھا جو سنا افسانه تھا

تہذیب اخلاق کی تصنیفات اور مصنف

سب پر روشن ہی کہ انسان کو علم کی ایسی ضرورت ہی جیسے روشنی کی حاجت ہی — اگر روشنی نہو تو آنکھیں اندھی ہیں — اگر علم نہو تو دل بے بصیرت ہی ۔

اسباب اشاعت علم ایسے ہوتے جاتے ہیں کہ علم بھی پانی کی طرح سہل الوصول ہوگا اور ہوا کی طرح آزاد ہوگا اور کہیں معزول نہوگا — یہہ امر مسلمات سے ہی کہ صاف روشنی کا یہہ وصف ہی کہ کوئی اُسکا رنگ نہو — آب خالص وہ ہی جسمیں مزا نہو — ہواء خالص وہ ہی جسمیں بُو نہو پس اگر علم کا ماخذ تعصب ہی تو وہ ایک روشنی رنگین ہی جسکی رنگینی کسی شی کو اپنی اصلی حالت میں دیکھنے نہیں دیتی — اگر اُسکا منبع رسم و رواج ہی تو وہ پانی ہی جو بدرؤں میں بہتا ہی نہ پاک کرلینے کام کا نہ پینے کے کام کا — اگر اُسکا منفذ خانقاہ اور مدرسوں کی تنگ چاردیواریاں اور پست حجرے ہیں تو وہ وہ ہوا ہی جسمیں اُنکے چھکت بھرے چراغوں کی چراند بھری ہوئی ہی — علم سچا اور پاک وہ ہی جو ان آلایشوں سے صاف ہو ۔

کیا خوش نصیب وہ انسان ہی جسکو یہہ علم بےلوث خدا نصیب کرے اسی عالم کا یہہ حق ہی کہ وہ تہذیب اخلاق کے بازار میں دُکان ادب کھولے اور متاع حسن سیرت کو متحلے بالفضایل اور متخلے عن الرذایل دکھاے — اصلاح نسل آدم کے نامہ کو خط سے آراستہ کرے اور صلاح اہل عالم کے خامہ کو قلم سے پیراستہ کرے — میں خیال کرتا ہوں کہ جو عالم ایسا ہوگا ضرور اُسمیں یہہ خوبیاں ہونگیں — اول وہ کتابوں کے مطالعہ سے جانتا ہی کہ اشیاء کا کسطرح ہونا چاہئیے پھر وہ طبایع بشری کو مشاہدہ کرکے دیکھتا ہی کہ یہہ اشیاء کسطرح ہیں — وہ سب سے پہلے اپنے تئیں سمجھتا ہی کہ میں کیا ہوں اور پھر غیروں کے سمجھنے کا قصد کرتا ہی - جو شخص پہلے اپنے تئیں نہیں سمجھتا ہی اور غیروں کے سمجھنے کا قصد کرتا ہی وہ فی الحقیقت اپنے علم کی بنیاد ریت پر جماتا ہی — وہ ایک خیالی انسان نہیں گھڑتا کہ وہ ایسا ہونا چاہئیے — بلکہ جیساکہ نفس الامر میں انسان کا نیچر ہی اُسی پر توجہہ کرتا ہی نہ وہ اُسکی خیالی نیکیوں اور بدیوں سے بحث کرتا ہی نہ اُنکے واسطے موہومی سزا اور جزا تجویز کرتا ہی — بلکہ جس بدخوئی سے انسان کو آزار پہنچتا ہی اور جس نیک خوئی سے اُنکو آرام اور چین ملتا ہی اُنہیں کے اسباب اور آثار بیان کرتا ہی اُسکے علم کا موضوع انسانیت اور اُسکی استعداد اور قابلیت ہوتی ہی — وہ یہہ سمجھتا ہی کہ انسان ہمیشہ سے ایک ہی ہی - جیسا وہ پہلے تھا ویساہی اب ہی اور آیندہ رہیگا — جیسا پہلے جسم اُسکا سردی سے اکڑتا تھا اور گرمی سے تپتا تھا اور دل اُسکا احسان ماننے میں سرد تھا اور انتقام لینے میں گرم تھا ویسا ہی اب ہی — وہ اُن قواء کو کہ نیک اور بد اطوار

کے پیدا کرنے میں محرّک ہوتے ہیں تفصیل سے بیان کرتا ہی— اور بتلاتا ہی کہ اِن قوتوں میں تہولکر کمی اور بیشی ہوتی ہی— واقعات روزگار اور تاریخی تمثیلات سے اُنکی توضیح کرتا ہی — مگر اُسکے ساتھہ یہہ جانتا ہی کہ گو تمثیلات سے زیادہ کوئی آلہ توضیح مطالب کے لیئے نہیں ہی مگر اُسکا حال یہہ ہی کہ ہر شخص اُسکو استعمال کرکے اپنا مطلب نکال سکتا ہی اور حسب مراد اُنکو ڈھال لیتا ہی — اُسکا حال ایک باغ کا سا ہوتا ہی نہ دن کو گدھے اُسمیں سبزہ کہانے کی تلاش کرتے ہیں — رات کو اُلو چوہوں کے مارنے کی فکر کرتے ہیں — پرند چھپکلیوں کے نکلنے کے لیئے اُڑتے ہیں — یہہ سب اپنا پیٹ بھرتے ہیں — اسیطرح ایک تاریخی واقعہ کی تمثیل سے مختلف آدمی مختلف نتیجے نکالتے ہیں *

وہ اپنے کلام کو مستند کرنے میں اور عاقلوں اور فاضلوں اور حکیموں کے اقوال کا محتاج نہیں ہوتا — وہ یہہ نہیں پسند کرتا کہ جب میں کوئی مسئلہ حکمت لکھوں تو اُسکی سند کے لیئے افلاطون اور ارسطو کی حکمت کی شہادت و سند تلاش کروں — اُسکی ساری نظر قول پر ہوتی ہی نہ قایل پر وہ یہہ جانتا ہی کہ دنیا میں بڑے بڑے حکیم اور مجتہد اور امام فن گذرے ہیں جنہوں نے نہایت حماقت آمیز غلط مسئلے لکھے ہیں - بڑے آدمی جب غلطیاں کرتے ہیں تو اُنکی غلطیاں بھی بڑی ہوتی ہیں بعض انسان کم فہم ایسے ہوتے ہیں کہ اُنہوں نے وہ مسئلے لکھے ہیں کہ صحیح اور عقل اور دانش کے مطابق ہیں — اسلیئے بات کو دیکھنا چاہیئے کہ اُسکی حقیقت اور اصل کیا ہی — بات کہنے والے کی طرف نہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کون ہی — کوئی مسئلہ حکمت کا اس سبب سے صحیح نہیں ہوسکتا کہ وہ افلاطون کے کسی غلط مسئلہ کے مطابق ہو -- وہ علم کو اپنے دوحصوں میں تقسیم کرتا ہی اول یہہ کہ کونسی باتیں جانی جاسکتی ہیں اور انسان کا ذہن اُن تک رسائی رکھتا ہی دوم وہ کونسی باتیں ہیں جو کسی طرح نہیں جانی جاسکتیں اور اُنکے اندر اندیشہ اور فکر انسانی کو اب تک جگہہ نہیں ملی — پس جس بات کو جانتا ہی اُسکو کہتا ہی اور جس بات کو نہیں جانتا بے اختیار سکوت اختیار کرتا ہی — پہلے کہنے سے وہ ہرایک بات کو سوچتا ہی — بات کہکر پھر نہیں سوچتا — اسکو حماقت جانتا ہی کہ بات پہلے کہی اور سوچی پیچھے — انسان کے فکر اور اندیشہ کے اندازہ کو خوب سمجھتا ہی کہ وہ کس پایہ بلند تک دسترس رکھتا ہی اور پھر اُس سے آگے بلند ہونے کو خطرناک سمجھتا ہی — جاہل احمقوں کا قاعدہ ہی کہ وہ وہاں بھی جانے کو تیار ہوجاتے ہیں جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں — کوئی مشکل سے مشکل بات اُن سے کہیئے وہ اُسی وقت فیصل کردینگے — اُنکے نزدیک علم کوئی حضرت تنگ بار ایسی نہیں رکھتا ہی کہ وہاں پیک اندیشہ سلکسار ہو — خلاصہ یہہ ہی کہ وہ خیالات اور قیاسات کے

بلوں آسمان پر بیہودہ اور بے فائدہ نہیں اُڑتا وہ اُسی مضمون میں قلم سے لکھتا ھی اور اُسی راہ میں قدم دھرتا ھی جسمیں کچھہ خطرہ نہو ٭

جس طرح دنیا میں ایک وہ ملک ھیں جو سبکو معلوم ھیں دوسرے وہ ملک ھیں جو کسي کو نہیں معلوم — پس جو جوانمرد شجاع ان معلوم ملکوں کو فتح کرتا ھی اور اُنکا انتظام اچھا کرتا ھی وہ اپني فتح کا استحقاق اُسمیں رکھتا ھی — اور جو والا ہمت اور عالي ھمت نا معلوم ملکوں کي تفتیش اور تحقیق کرکے دریافت کرتا ھی وہ اُن میں اپني انکشاف کا استحقاق رکھتا ھی — اسي طرح تصنیفات کي کشور میں دو طرح کے ملک ھیں اور اُنمیں کشور کشایان علم کے دو استحقاق ھیں — ایک استحقاق فتح اور دوسرا استحقاق انکشاف — اُنکي فتح تو یہہ ھی کہ جو پہلے سچے خیالات ھیں اُنکو وہ اپني جودت طبع اور ذکاوت سے مختصر کرکے زیادہ روشن کردیں — اور اُنمیں ایک تنھاي ایسي دکھادیں کہ سب ششدر اور حیران رہ جائیں — اُنمیں جہاں کوئی بگاڑ اور خرابي ھو اُسکو بنا سنوار دیں — جہاں اُنمیں تاریکي ھو وھاں روشن کردیں جہاں اُنمیں غلاظت ایسي ھو کہ اُس سے گھن آتي ھو اُسے دور کردیں یا اُسے مٹي کے تلے ایسا دبا دیں کہ تعفن سے ناک کو اُنگلي سے دبانا نہ پڑے حق انکشاف اُنکا یہہ ھی کہ ایک سچي نئي بات پیدا کردیں — سچي باتوں بے انتہا ھوسکتي ھیں — نئي باتوں بے شمار ھوسکتي ھیں لیکن یہہ بات کہ سچا پن اور نیا پن دونوں ایک بات میں شامل ھوں شاذ و نادر ھوتي ھی — حقیقت میں سچي نئي بات کے دریافت کرنے کے لئے علم ادب میں بہت ھي کم وسعت رھي ھی جس میں ذھن اور طبیعت نئے مضمون کي تلاش میں سرگرم ھو — جن مضامین کو انسان ھزاروں برسوں سے سوچ رھے ھوں اُنمیں نئي سچي بات کا پیدا کرنا ھي اعجاز بشري و مرتبہ پیغمبري ھی — بعض اوقات ایک بات بالکل سچي اور نئي معلوم ھوتي ھی مگر بعد از تحقیقات یہہ ثابت ھوجاتا ھی کہ وہ سچي نہیں ھی بلکہ بالکل جھوٹي ھی — جب آگ اور اسٹیم (بخار) آپس میں ملجاتیں تو خواہ کیسي ھي زبر دست سے زبر دست قوت اُن کے مقابلہ میں لائي جاوے وہ سب کو مغلوب کرلینگي — اسیطرح جب کسي بات میں سچا پن اور نیا پن دونوں آپس میں ملجاتیں تو خود بخود وہ قوت پیدا ھوجاتي ھی کہ اُنکے سامنے تعصب — جہالت — غلط فہمي — خباثت — مخاصمت کي طاقت کیسي قوي ھو وہ ضعیف ھوجائیگي اور اُن پر وھي غالب آئیگي ٭

پس سب مصنفوں میں اُسي کا مرتبہ بلند ھی جو نئي سچي بات ایجاد کرتا ھی اُس کے بعد اُس مصنف کا مرتبہ ھی کہ پہلي باتوں کے خرقہ کہنہ و دریدہ کو اتارکر ایک نیا لباس پہناتا ھی — باقي اور تصنیفات تو اس قابل ھوتي ھیں کہ آتش بازوں کي دوکان میں پھلجھڑ یوں کي بہار دکھائیں — پنساریوں اور عطاروں کي

دوکانوں میں پڑیا بلکر علبر اور مشک کی خوشبو سنگہائیں — حلوائیوں کی دوکان میں اپنے اندر مزے مزے دار چیزیں بندھوائیں — اُنکے لیئے ایک اور صلاح دیتے ہوئے ڈرتا ہوں — اسلیئے کہ کاغذ پرستی بھی بہت سوں کا ایمان و شیوہ ہی — خصوصاً جب اُسکا سفید منہہ کالا سیاہی سے ہوجاوے تو وہ پھر چوملے اور سرپر رکھنے کے قابل ہو جاتا ہی اور خاک میں پامالی سے بچانے کے لیئے مٹکوں میں بند ہوکر بررولئے آب لایا جاتا ہی — مطبعوں کی کثرت تعداد اور قلت استعداد ایسی تصنیفات کے انبار کے انبار لگا رہی ہی اُسکا حال اُس خزانہ کا سا ہی کہ جسمیں بھی کھاتوں کے ڈھیر ہوں اور تھیلوں میں پھوٹی کوڑیاں نہوں — اول درجہ کے مصنف اپنی تصنیفات میں وصف اضافی پیدا کرنا نہیں چاہتے —

اما نبود وصف اضافی هنر ذات • این فتوئے همت بود ارباب همم را

اُسکو یہہ ضرورت نہیں ہوتی کہ اپنی کتاب کی شان و شکوہ دکھانے کے لیئے کسی صاحب شکوہ کے نام سے معنون کرکے اُسکو اپنا مربی بناے — وہ یہہ خوب جانتا ہی کہ کتابوں کی صداقت معانی اور متانت دلایل اُنکے بڑے مربی ہوتے ہیں — خراب کتاب مربی کی تلاش کرتی ہی — وہ عالی منش اپنی تصنیفات سے خود ایسی دولت نہیں کمانی چاہتا جیسے وہ اُس سے اوروں کے دامن دولت پر کرنے چاہتا ہی — ایک اچھی کتاب عمدہ جایداد سے کم دولت رسانی کے لیئے نہیں ہوتی — سعدی کی گلستاں کو دیکھہ لو کہ کتنے آدمی اُسکے سبب سے دولت سے نہال ہوگئے — کوئی ایسا ہی کمبخت مطبع فارسی کا ہوگا کہ اُس سے اُس نے کچھہ نہ کچھہ استفادہ زر نہ کیا ہو — اُسکا حال اُسی بد سرشت اور خبیث باطن کا سا ہی جو اُسکو خارستان سمجھکر گلچین نہ ہوا ہو اور اپنی آنکھوں کا کانٹا جانتا ہو — غرض ایسا مصنف تصنیف سے دولت نہیں پیدا کرتا بلکہ اپنی گرہ سے اُسمیں دولت صرف کردیتا ہی — اوروں کو تضیع اوقات سے بچانے کے لیئے وہ اپنا وقت خرچ کرنے میں صرفہ نہیں کرتا — پڑھنے والوں کی جانے بلا کہ اُسکو اس تصنیف میں کیا کیا محنتیں اُٹھانی پڑتی ہیں — وہ اوروں کی زندگی بڑھانے کے لیئے معانی جلیل کو الفاظ قلیل میں بیان کرتا ہی کہ پڑھنے والے تھوڑے وقت میں بہت سے سرمایہ عقل سے مستفید ہوں — زندگی انسانی تو اُسی وقت سے عبارت ہی کہ وہ عقلی کاموں میں صرف ہو — پس جب اسطرح تھوڑے وقت میں بہت سے کام ہوئے تو زندگانی بڑھی یا نہیں •

وہ عوام کی زبان سے خوف نہیں کرتا گو وہ جانتا ہی کہ اُسکا اپیل کہیں نہیں ہوسکتا اُنکے بہلانے کے لیئے الفاظ مبہم اور فقرات ذو احتمالین کا استعمال نہیں کرتا وہ ایسی عبارت کی تلاش نہیں کرتا کہ مافی الضمیر کو اُسمیں تغیر دیکر بیان کرے وہ جانتا ہی کہ جیسے خلا میں پر اور اشرفی ایک ہی رفتار سے گرتے ہیں ایسے ہی تہی مغزوں کے دماغ پر

بامعني اور بےمعني مضامین ایک هي اثر کرتے هیں — قاعده هی که تہذیب اخلاق کے مضامین میں کوئي سچّي نئي بات کہي جاتي هی یا پراني باتوں کا خرقہ کُہنہ اُتار کر تازه لباس پہنایا جاتا هی تو اُسپر بہت سے آدمي آشفته خاطر هوتے هیں وجهه اُسکي یهه هوتي هی که اگر کسي پارسا یا رند کے روبرو مسایل فلسفیه اور ریاضیه و حکمیه و طبعیه بیان کیئے جائیں تو وه اُنکو سنکر احسان مانتا هی اور کہتا هی که مجهه پر عنایت هوئي که اِتني نئي باتیں مجھے آپ نے بتلائیں — لیکن تہذیب اخلاق کے مسایل جدید سے وه درهم برهم هوتا هی اور کہتا هی که اُنمیں تو میرا میرے دل کا میرے خاندان کا میري قوم کا میرے دوستوں کا میرے مذهب کا ذکر هوتا هی اور اُنکو میں به نسبت غیر کے زیاده اچھي طرح جانتا هوں جو میرے دل کا حال هی وه میں هي خوب سمجهتا هوں دوسرا کیا جانے — جس قوم اور مذهب میں پیدا هوا هوں اور جن لوگوں میں رهتا هوں اُسکا کوئي حال اور کسیکو ایسا نہیں معلوم هوسکتا جو مجھے نه معلوم هو — غرض اِسمیں وه ترجیح اپنے اُوپر دوسرے کو نہیں دیتا — اگر ایسا هو تو اُسکي غلط فہمي هی — اُسکو اپنا هي دل اُسکو دهوکا و فریب دیتا هی — جیسي چیزیں فاصله دراز پر صاف نظر نہیں آتیں ایسے هي آنکھوں کے بہت پاس هونے سے وه صاف نہیں دکہائي دیتیں — اُسکو اپنا حال بہت پاس هونیکے سبب سے اچھي طرح منکشف نہیں هوتا — اور اَوروں کا حال دور هونیکے سبب سے نہیں سوجهه پڑتا ٭

قدرتي زلزلے جو زمین میں آتے هیں وه تو ظاهر میں سواے غارت اور تباه کرنیکے کوئي اپنا اثر نہیں دکہاتے لیکن اخلاق بشري میں جو زلزلے آتے هیں اُن سے قوموں کے اخلاق کي همیشه اصلاح اور تہذیب هوجاتي هی — اور اُسکے بغیر کسي قوم کي عادات درست نہیں هوتیں اور یهه زلزلے ایسي هي تصنیفات اور مصنفوں سے آتے هیں جیسےکه همنے اُوپر بیان کیئے هیں — لوگوں کي اصلاح اخلاق اور درستي عادات اور صلاح اطوار نہایت دشوار معلوم هوتي هی — جنکي حالت یهه هو که جنکے دماغ میں عقل هو اُنکے دل نیکي سے خالي هوں اور جنکے دل میں نیکي هو اُنکے دماغ عقل سے تہي هوں — جو اَوروں کو جنت کي راه بتلاتے هوں وه خود جہنم کي طرف جاتے هوں اور اُسي پر اَوروں کو بُلاتے هوں — جو اپنے تئیں باحیا اور با ایمان کہتے هوں وهي سخت بےحیا اور بےایمان هوں جو اپنے تئیں آزاد بتلاتے هوں وهي سب سے زیاده مقید هوں جو اوروں کو آزادي خیال کي ترغیب دیتے هوں اور اپنے تئیں ازاد خیال بتلاتے هوں حقیقت میں وه خیال کرنے هي سے آزاد هوں جو زبان سے اوروں کو دنیا کے اسباب کو هیچ پوچ بتلاتے هوں وه دل میں یهه مطلب رکھتے هیں که اور اسباب کو ترک کریں تو همکو هاتهه لگے تارک دنیا اسلیئے بنتے هوں که مالک دنیا هوں — جو صاحب عقبیٰ اپنے تئیں کہتے هوں وه طالب عقبیٰ نه هوں — جب کوئي هلکا یا بهاري عیب کسي قوم میں پیدا هوجاے اُسکا دور کرنا مشکل هی چیز هلکي هو یا بهاري پر هو ٭

یا سو من کا پتھر ہو دونوں کا دور پھینکنا برابر مشکل ہی اسیطرح قوم کا ادنی یا اعلی عیبوں کا دور کرنا مشکل ہی — ایسے مصنف کو تہذیب معانی کے ساتھہ عبارت آرائی کی طرف خیال ہوتا ہی — عبارت لباس معانی ہوتی ہیں جسقدر یہہ لباس سے عمدہ اور اچھا ہوگا اُسیقدر وہ اوروں کو مرغوب اور مطبوع ہوگا — مگر وہ اپنے ظاہری لباس پر ایسا فریفتہ نہیں ہو جاتا کہ معانی کی آرایش پر الفاظ کی زیبایش کو ترجیح دے — وہ یہہ سمجھتا ہی کہ اشراف آدمی خواہ کیسے ہی پھٹے پرانے کپڑوں میں ہو اشراف ہی ہی اسیطرح معانی جلیل خواہ کسی عبارت میں ہوں وہ عبارت کی لطافت کے خالی ہونے سے اپنی شرافت کے مرتبے سے نہیں گرینگی — جو عبارتیں کہ رنگین الفاظ سے پر اور خیالی معانی سے خالی ہوتے ہیں اُنکا حال ایسے درختوں کا سا ہوتا ہی کہ جن میں پتے اور شاخیں بہت ہوں اور پھل تھوڑے ہوں گو بعض صاحب عقل ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ اُنہیں درختوں کو جنمیں پتوں پر پتے اور شاخوں پر شاخیں ہوں اسلیئے پسند کرتے ہیں کہ اُنکے نیچے ٹھنڈے ٹھنڈے سایہ میں نیند بھرکے سوئیں اور خواب ہاے شیریں دیکھیں — گو کبھی اس خواب غفلت میں منہہ کھل جائے اور قدر شناسی عالم بالا سے بلند ہوجاے تو بلا سے — غرض وہ درک معانی کے نسخہ کا ایک حرف نہیں پڑھتے اور ایک قلم الفاظ ہی کے نشہ میں مست اور محو رہتے ہیں — مجاز کی پابندی حقیقت پر نہیں جانے دیتی — وہ اپنی تصنیفات میں مخاطب اُنہی عالی فہموں کو ٹھہراتا ہی جنکی طبایع سوچنے والی ہوتی ہیں — شاید اسپر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ دنیا میں سوچنے والی طبیعتیں تو تھوڑی ہوتی ہیں کسلیئے وہ ایک جم غفیر کو چھوڑکر چند آدمیوں کی طرف مخاطب ہوتا ہی — اُسکا جواب یہہ ہی کہ شاید بہت تھوڑے آدمی دنیا میں ایسے ہونگے کہ وہ یہہ اپنے تئیں نہیں سمجھتے کہ ہم بڑے سوچنے اور سمجھنے والے نہیں ہیں پس گو اُسکی نیت میں مخاطبت چند ہی برگزیدہ اشخاص کی ہوتی ہی مگر سب اُسمیں مخاطب ہوجاتے ہیں — وہ اُسمیں یہہ فائدہ سمجھتا ہی کہ میں ایک چھوٹے سے بکس سے ٹکٹ لیکر بڑے تماشے گاہ کی سیر کرتا ہوں اور دو اُنگل کا ٹکٹ لیکر ریل میں اپنی منزل مقصود میں مسافت بعیدہ پر پہونچتا ہوں ●

وہ یہہ نہیں دریافت کرتا ہی کہ میری تصنیفات کی نسبت لوگوں کی کیا راے ہی — اسلیئے قاعدہ ہی کہ جو شخص اپنے حال کی تفتیش کے درپے ہوتا ہی کہ کیا لوگ اُسے کہتے ہیں وہ خوش نہیں رہتا — یہہ نو آموز اور نو عمر مصنفوں کا قاعدہ ہوتا ہی کہ جب وہ کوئی کتاب تصنیف کرتے ہیں تو اخباروں کی طرف تاک لگائے بیٹھے رہتے ہیں کہ اُنمیں کیا ریویو لکھا گیا — اگر کوئی مضمون لکھتے ہیں تو مجلسوں میں چاروں طرف کان لگاتے ہیں کہ کہیں بھی اُسمیں اُنکے مضمون لکھاوی کا تذکرہ ہوتا ہی — وہ اس تلاش کے درپے رہتے ہیں — کبھی تعریف سنکر مسرور اور کبھی ہجو سنکر مغموم ہوتے ہیں — جو

مصنف هوتے هيں وہ اپنے چند لايق سچے دوستوں کي مدح سے اور نالايقوں کي مذمت سے خوش هوتے هيں — صائب نے کہا هي شعر

صایب دوچیز می شکند قدر شعر را * تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس

وہ تحسين ناشناس کي جگهہ هجو ناشناس سے اپنے سخن کي قدر جانتے هيں اگر کوئي مضمون لکہيں اور اُسکي بہت سے ناشناس مذمت کريں اور خوب ٹھٹھے اُڑائيں تو اُس سے اُنکو بڑي خوشي هوتي هي اور وہ يہہ جانتے هيں که ضرور همارا مضمون اچھا هي - احمقوں کے هنسنے کي برابر کوئي حماقت دنيا ميں نہيں - جب وہ مضحکه اُسکے مضمون کا کرتے هيں اور کاغذوں کو اُسکي هجو ميں سياہ کرتے هيں تو وہ دل سے خوش هوتے هيں - غرض جيسے وہ اپنے لايق دوستوں کي تحسين سے مسرور هوتے هيں ايسے هي نالايق دشمنوں کي نفرين سے شاد شاد هوتے هيں - اُنکے اُوپر جو اعتراضات هوتے هيں اُنکے جواب کي طرف ملتفت نہيں هوتے — اول اکثر اعتراض تو اُنکے نفس مطلب پر نہيں هوتے - معترض اپني طرف سے اُنکي عبارت کے معني گھڑ کر اعتراض کرتا هي - اور وہ معني اُسکے اصلي هوتے نہيں اسليئے حقيقت ميں اُسپر اعتراض هوتا نہيں- پهر اُسکي بلاکو غرض پڑي هي که وہ اُسکا جواب دے — اگر بحسب اتفاق کوئي بجا اعتراض هوا تو پهر وہ اُس بات سے ايسا آيندہ احتراز کرتے هيں اور پيرايه بدل ليتے هيں که وہ اعتراض اُن پر قايم نہيں رهتا — سوا اسکے اُسکا کام تو تهذيب اخلاق سے هوتا هي — اگر ايک اعتراض بيجا کا جواب ديں تو پهر اُسکے دس جواب لايعني اور بيس اعتراض بيجا سنيں — اگر ايک گالي کا کسي پاجي کو کوئي اشراف جواب دے تو پهر وہ پاجي بيس گالياں سنائيگا — اسليئے جو بد هيں وہ بدتر هوجائينگے — جو پاجي هيں وہ اپنچ هوجائينگے — جو پہلے اپنے مضامين بد سرشت کي تحرير ميں کاغذ کي سفيد روئي کے برباد کرنے ميں سياهي کے دريا بہاتے تھے تو پهر سمندر بهانے لگيں گے — تجربه اسکا شاهد هي که مضامين رذيل کے لکهنے کي عادت جنکي هوجاتي هي جب اُنکي اصلاح کي طرف توجهه کي جاوے تو وہ اور زيادہ ارذل مضمون لکهنے لگتے هيں — نادان کا تعرض دانا کے ساتهہ اُس اندهے کي مانند هوتا هي که جسکے پير تلے موتيوں کا ڈبه آئے اور وہ اپني لکڑي کي نوک سے اس پروردہ صدف کو پارہ خذف سمجهکر پرے پهينک دے - اگر قوت بصر هوتي تو جو چيز سر پر رکهنے کي تهي وہ پيروں کي ٹهوکر ميں نه روندي جاتي - سچ يہہ هي که تصنيف کي راہ بهي کيسي صعب اور دشوار گزار هي کيسے کيسے سخت سيلاب اور بلند گريوے اُسکے اندر آتے هيں - پہلي يہہ منزل هي اُسکي کيسي کڑي هي که کوئي مصنف ايسا مضمون لکهے که وہ قابل اشاعت هو - اگر اس منزل سے آگے قدم بڑها تو دوسري منزل ميں يہہ آفت آتي هي که اُسکي اشاعت کيونکر هو - جب اس منزل سے آگے پهر نکلے تو تيسري منزل ايسي رونما هوتي هي که يہہ مشکل منزل طي نہيں هونے ديگي که پڑهنے والوں کے گوش هوش اور

چشم عقل کہاں سے لاے کہ وہ اُسکی تصنیفات کو دیکہیں اور سوچیں —" من صنف هدف"
نے تو مصنفوں کو هدف ملامت بنایا تها - مگر آج کل تصنیف خود شکار بن رهی هی — نبات فروش بادشاہ هیں عوام‌الناس تماشائی هیں — بد بین اور عیب چین شکاری کتے هیں تصنیف شکار هی - ایک دانشمند نے اس مضمون کو ایک تصویر میں خوب ادا کیا هی — چهاپه خانه کے اندر ایک شخص ساده وضع اور لباس چلا آتا هی اور اُسکے پیچهے چاروں طرف سے مختلف رنگ اور قد و قامت کے کتے عجیب عجیب طرح کے چهره بنا کے بهونک رهے هیں - کوئی کپڑے پهاڑ نے کا اراده کرتا هی — کوئی دور سے هی بهونک رها هی کوئی ادهر لپکتا هی ادهر دوڑ تا هی — اُس مرد ساده وضع کی پیشانی پر مصنف لکها هی — اور ان کتوں کی دموں پر عیب چین اور بد بین لکها هی — یهه ایک شبیهه بهت خوب هی کتوں کا قاعده هی که جب کسی اجنبی شخص کو دیکهتے هیں تو زیاده بهونکتے هیں - اسیطرح یهه عیب اور بد بین جب مضامین تازه دیکهتے هیں تو زیاده بهوں بهوں کرتے هیں مگر کیا گاؤں کے کتوں کی بهوں بهوں سے مسافر اپنی راه چهوڑ دیتے هیں که یهه مصنف اپنی تصنیف کی راه اُنکے بهونک نے سے چهوڑ دیں — جن مصنفوں نے اپنا سب کام چهوڑ کر تصنیف کرنا هی اختیار کیا هی - اور شب و روز اُسی میں خرچ کرتے هیں اُن کے ذهن میں جب تک کوئی بات هوتی هی اُسکو بغیر کهے اُن کا دل نهیں مانتا — وه اُس یونانی حکیم کے کهنے پر عمل نهیں کرتے که جسنے یهه کها تها که واقعات اصلی میں بیان نهیں کرسکتا اور غیر واقعی میں بیان کرنا نهیں چاهتا - اگر اسپر عمل هو تو

زبان بریده بکنجے نشسته صم و بکم

هوتا هی پهر ایک شاعر انگلستان کهتا هی که سب جگهه نه بولنا اچها نهیں هوتا — جن امور میں هم دانا هیں وهاں نه بولنا همکو نادان بناتا هی اور جن امور میں هم نادان هیں وهاں بولنا همکو دانا بناتا هی اس آخر فقره کے اوپر بهی عمل نهیں کرتے بلکه سعدی کے اس عمده قطعه پر عمل هی -

اگرچه پیش خردمند خامشی ادب است ● بوقت مصلحت آن به که درسخن کوشی
دو چیز طیره عقل است دم فرو بستن ● بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

وه کیونکر چپ رهیں زبان سعدی درکام نهیں چاهیئے — اُن پر یهه صادق آتا هی که همه گویند و سخن گفتن سعدی دگر است جو کچهه اوپر بیان کیا گیا هی وهی اهل انصاف نے تصنیفات اور مصنف کی استعداد اور قابلیت کا مقیاس ٹهرایا هی — ارباب حقایق کی خدمت میں عرض هی که اسی میزان میں همارے تهذیب اخلاق کے مضامین سنجیده کا اندازه کیا کریں ●

راقم

محمد ذکاءالله پروفیسر میور کالج

صحیح اور غلط خیال

الہم ارنا حقایق الاشیاء کما ھی

قدرت کے تمام عجائبات میں ' انسان کا خیال ' بھی ایک نہایت ھی عجیب چیز ھی — ایک ھی مخرج یعنی دماغ ' سے نکلتا ھی پر اُسکی صورتیں ' ایک دوسرے سے کتنی مختلف ہوتی ھیں — ایک ھی سرزمین یعنی دل ' سے اُگتا ھی پر اُسکی شکلیں ' ایک دوسرے سے کتنی جدا ہوتی ھیں — اسی دل ' اسی نیچر ' انھی موجودات ' انھیں محسوسات ' سے تمام انسانی خیال ' پیدا ہوتے ھیں لیکن ایک انسان کے خیالات دوسرے انسان کے خیالات سے رنگ میں ' بو میں ' مزہ میں ' ذایقہ میں ' شکل میں ' صورت میں ' ایسے جدا اور مختلف ہوتے ھیں جسکا کچھہ حساب اور جسکی کچھہ انتہا نہیں — یہی نیچر ' یہی بیرونی دنیا ' جب اندرونی دنیا ' (یا یوں کہو کہ انسان کے دل سے) ملتی ھی تو کیا کیا عجیب و غریب رنگ دکھاتی ھی — ھرایک دل ' میں نیا سودا ' ھر ایک طبیعت ' میں نیا جنون ' ڈالتی ھی چنانچہ یہی وجہہ ھی کہ دنیا میں دو خیال بھی ایسے نہیں ملتے جو رنگ میں ' روپ میں ' عرض میں ' طول میں ' وسعت میں ' گہرائی میں ' مقدار میں ' تعداد میں ' بالکل یکساں ھوں — اسی دل ' اور اسی نیچر ' سے کسیکو تو یہہ سبق ملتا ھی کہ دنیا گذاشتنی ھی اور کسیکو یہہ متناقض بات تعلیم ہوتی ھی کہ جو کچھہ ھی دنیا ھی ھی — قدرت کے یہی عجیب و غریب تماشے ' اور خیالوں کی یہی نیرنگیاں ' ھیں جسکی وجہہ سے ھم کسیکو بزم کا رونق ' اور کسیکو مجنون وار جنگل کا باشی ' پاتے ھیں — کسیکو کوٹھی کا زینت دینے والا اور کسیکو پہاڑ کا دھونی رمانے والا ' دیکھتے ھیں — کسیکو بیگانوں سے رشتہ جوڑ نے والا ' اور کسیکو اپنوں سے چھٹنے والا ' پاتے ھیں — کسیکو شہروں کا آباد کر نے والا ' اور کسیکو جانوروں اور بن مانسوں سے صحبت گرم کرنے والا ' دیکھتے ھیں •

اسپر نہایت عجیب و حیرت ناک ' یہہ بات ھی کہ انھی خیالوں میں جو ایک ھی مخرج سے نکلے ھیں ایک صحیح یا سچا ' اور دوسرا غلط یا جھوٹا ' خیال کیا جاتا ھی ایک ذریعہ نجات ' اور دوسرا باعث ہلاکت ' سمجھا جاتا ھی — ایک کے معاوضہ میں بہشت کی درجن حوریں ' ملتی ھیں اور دوسرے کے بدلے میں سخت سے سخت سزائیں ' دیجاتی ھیں — ایک پر تبوں دُر شاھوار ' نثار ہوتے ھیں اور ایک کو ھزاروں لعنت اور نفریں سے کچھہ چارہ نہیں •

کیا فرق هی اُس خیال میں جس سے دنیا چھوڑنے کی ' هدایت هوتي هی اور اُس خیال میں جس سے دنیا لینے ' کا حکم هوتا هی — کیا فرق هی حکماء یونان کے اُن خیالوں میں جس سے موالید ثلاثه پر توسیع قدرت انساني ' کي ممانعت هوتي هی اور اُس روشن ضمیر حکیم کے خیال میں جو اسبات یعني موالید ثلاثه پر وسعت قدرت انساني ' کو ایک ضروري مقصد انسان کا خیال کرتا هی — کیا فرق هی مصریوں کے اُس خیال میں جس سے تمام اِرد گرد کي چیزیں پتھر ' درخت ' چاند ' سورج ' چرند ' پرند ' کُتا ' بلي ' سانپ ' بچھو ' کیڑے ' مکوڑے ' کي پرستش فرض خیال کي گئي اور اُس خیال میں جس سے قابل پرستش صرف وهي ان دیکھا ' اَن سمجھا ' اَن جانا ' خیال کیا گیا — کیا فرق هی اُس خیال میں جس سے تمام وطن ' تمام کُنبه ' تمام گھر بار ' کے لوگ اُن گھڑے پتھروں پر نثار هوتے تھے اور اُس خیال میں جس سے وہ جوان ' اُن سب کو توڑ پھوڑ کر یہه بولا " اني وجهت وجهي للذي فطرالسموات والارض حنیفاً وما انا من‌المشرکین " ٭

بےشک ضرور کوئي ایسي چیز هی جو صحیح اور سچّا آله ' ان مختلف خیالوں کے تصفیه یعني صحیح اور غلط ' ٹھہرانے کا هی اور جس سے نهایت یقیني اور مطمئن طور پر ' یہه کہا جا سکتا هی که یہه خیال صحیح ' اور یہه خیال غلط ' هی اور وہ کیا هی — یہي انساني فطرت ' اور یہي نیچر — یہي محسوسات ' اور یہي بدیہات هیں — انسان کے تمام خیالوں کي غلطي اور صحت یا یوں کہو که جھوٹائي ' سچّائي ' کي تمیز انهیں معیاروں سے هوسکتي هی اور اس میں کچھه شبهه نهیں که یہه معیار نهایت سچے اور صحیح هیں ٭

فی‌الواقع نیچر انسان کے خیال کي سچّائي ' جھوٹائي ' بتانے کے لیئے بمنزله علم کیمیا کے هی جیسے کیمیا کا عالم اپنے عمل کیمیاوي کے ذریعه سے شي مرکبه کو تحلیل کرکے اُسکے هر ایک اجزا سے همکو مطلع کردیتا هی اور یہه بتلا دیتا هی که اس دوا میں گیروا ' سونف ' پودینه ' گلقند ' کي آمیزش هی اور اُنکي یہه مقدار هی ویسه هي نیچر ' کسي خیال کو اُسکے چاروں طرف دیکھه بھال ' هر طرح سے کس ' پرکھه ' کر یہه بتلا دیتا هی که اس خیال میں سچّائي کتني هی اور جھوٹائي کتني — یہه خیال کہاں تک صحیح هی اور کہاں تک غلط — اس خیال میں نیچرل یعني (قدرتي) خوبي کتني هی اور اس خیال میں توهمات کي کہاں تک آمیزش هی — یہه خیال رسم و رواج سے کتنا متاثر هی اور اس خیال میں تعلیم و تربیت کا کتنا اثر پایا جاتا هی - اس خیال میں وجدانیت کتني هی - یہه خیال تقلید اور پیروي کے رسوں سے کہاں تک بندھا هوا هی — یہه خیال اُس نور فطرت ' نور قلب ' سے نکلا هی یا آس پاس کي چیزوں ' اور واقعات سے — اس میں کچھه شک نهیں که تاوقتیکه کوئي خیال اس جانچ میں صحیح نه نکلے اُسکو هرگز صحیح یا

سچ ' کہلانے کا استحقاق نہیں اور وہ خیال ہرگز کسی رتبہ کے لایق نہوگا کہ لوگوں کے توہمات سے مدتوں واجب‌التعظیم ہی کیوں نرہا ہو ●

اوکلدانیان کے اُس جوان کی یہہ بات " انی وجہت وجہی للذی فطرالسموات والارض حنیفاً و ما انا من‌المشرکین " کیوں ہمکو جان سے زیادہ پیاری ہی اسیوجہہ سے کہ وہ بالکل نور فطرت ' نور قلب ' سے نکلی ہی اور تعلیم ' تربیت ' سوسئیٹی ' صحبت ' رسم ' رواج ' کے بد اثروں سے بالکل پاک صاف ہی — ریگستان کے اُس بن ماں باپ بچے ' کا یہہ کہنا " افرء ایتم الات والعزی و مناۃ‌الثالثۃ‌الاخری " اورتمام باتیں' کیوں دل سے بہاتی ہیں اسی سبب سے کہ وہ اُسی مخرج سے ہیں جس سے انسان اور اُسکے تمام قواء ' ہیں اور خارجی' بیرونی ' بد اثروں کا اُس میں کچھہ لگاؤ نہیں — اسلام کی تمام باتیں ' کیوں پیاری ہیں اسی باعث سے کہ اُنکا اور سچّائی ' کا ایک مخرج ہی یہہ خیال کہ موالید ثلاثہ ' پر انسان کی قدرت کی وسعت انسان کا ایک اصلی مقصد ہی کیوں پسندیدہ ہی اسیوجہہ سے کہ وہ انسان ' اور دنیا کے نیچر ' کے بالکل مطابق ہی ●

ہمکو اسبات کی بڑی خوشی ہی کہ ہم اپنے اسلام کی تمام باتوں کو فطرت انسانی ' اور نیچر ' کے مطابق پاتے ہیں اور اسیوجہہ سے ہم نہایت فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے اسلام کے تمام خیالات خواہ وہ تمدنی ' ہوں یا ملکی ' اخلاقی ' ہوں یا روحانی ' نہایت صحیح اور سچے ہیں — اب ہم اپنے دعوی کی تائید کے لیئے اپنے اسلام کے چند خیالات بیان کرتے ہیں ●

ہمارے اسلام نے کہا ہی " فاقم وجہک‌للدین حنیفا فطرۃ اللہ‌التی فطرالناس علیہا لاتبدیل لخلق‌اللہ ذلک‌الدین القیم ولکن اکثر‌الناس لایعلمون " یعنی (سیدھا کر اپنا مہنہ خالص ہو دین اللہ کے لیئے وہ دین جسپر انسان پیدا کیئے گئے یعنی (نیچر) خدا کی پیدایش میں یعنی (نیچر) کے قاعدے میں کچھہ تبدیل نہیں ہی — یہی مضبوط ' مستحکم ' دین ہی ولیکن اکثر آدمی نہیں جانتے) پس کیا سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں اور بہی کوئی مذہب ہی جو توہمات سے ' تخیلات سے ' انسانی ڈھکوسلوں سے ' دنیا کے عجایبات سے ' قطعاً چُہٹ کر اس بڑی حقیقت' تک پہنچا ہو اور اُسنے فطرت‌اللہ ' نیچر ' ہی کو (جو حقیقت میں سچّا دین ہی) دین ٹھہرایا ہو — ہمارے اسلام نے بتا یا ہی " الہکم الواحد " یعنی (تمہارا خدا ایک ہی) پس کیا دنیا میں اس سے بہی زیادہ کوئی صحیح مسئلہ ہی اور کیا صرف یہی ایک مسئلہ نہیں جو علم ' عقل ' نیچر ' کے بالکل مطابق ہی — ہمارا ہی مذہب ہی جو اُس ان دیکھے ' اَن سمجھے ' کو نہ کسی عنصر میں بتاتا ہی نہ کسی قالب بشری میں بلکہ یوں پہچنواتا ہی " ہوالذی خلقکم " یعنی (تمہارا خدا تو وہی ہی جسنے تمکو پیدا کیا) " ہوالذی ینزل من‌السماء ماء " (وہی تو

هی جو بادلوں سے پانی برساتا هی) " هوالذي يوسل الرياح " (وهي تو هی جو هوا چلاتا هی) " هوالذي يعلم الغيب " (وهي تو هی جو غیب کی بات جانتا هی) " هوالذي خلق السموات والارض " (وهي تو هی جسنے آسمان و زمین پیدا کیا) " هوالذي يخرج من الارض ثمرات مختلفاً الوانها " (وهي تو هی جو زمین سے مختلف قسم کے پھل اُگاتا هی) — وهي تو هی جسکو اونگهه ، اور نیند ، نہیں آتي ، وهي تو هی جو اگلی ، پچھلی ، سب باتوں کو جانتا هی — وهي تو هی جسکي آسمان اور زمین سب ملک هی — وهي تو هی جو بیجوں اور گٹھلیوں کو پھوڑ کر هري تهني اُگاتا هی — همارا هي اِسلام هی جسنے یهه فرماکر " قد افلح من زكها و قد خاب من دسها " یعني (فلاح اُسي شخص کو هی جسنے اپنے دل کو خراب ارادوں ، اور بُرے جذبوں ، سے پاک کیا اور وہ ضرور گنهگار هی جسنے اپنے دلکو گناہ اور بُرے کاموں میں ، آلودہ کیا) روحاني تهذیب کا سچّا اور نهایت سچّا مسئله بیان کیا — اسلام نے کها هی " ان العزة لله جميعاً " یعني (تمام عزت خدا کو هی) پس وہ شخص جو کارخانه قدرت پر غور کرتا هی اور دیکھتا هی که نیچر کے تمام فواید ، دنیا کے تمام منافع ، عام هیں اور گورے ، کالے ، شریف ، رزیل ، سب اُس سے یکساں مستفید هوسکتے هیں وہ کیونکر اسبات کا اقرار نه کریگا که یهي ایک واقعي اور سچي بات هی — اسلام نے فرمایا هی " الله الغني و انتم الفقراء " یعني (خدا غني هی اور انسان فقیر هی) پس وہ شخص جو حالت انساني پر به تامل نظر ڈالتا هی اور اُسکو لاکھوں چیزوں کا حاجتمند پاتا هی اور اکثر چیزوں کو اُسکے بس سے خارج اور دیکھتا هی که اگر صرف ایک هوا ، هي بند هوجاے تو اس اترانے والي هستي ، کا کیا حال هوجاے کیا وہ اسبات کے کهنے پر که یهي ایک ٹھیک بات هی مجبور نهوگا اسلام کا قول هی " الا بذكر الله تطمئن القلوب " یعني (خدا کی یاد میں قلب کا اطمینان هی) پس جسنے فطرت انساني پر بخوبي غور کیا هو اور دیکھا هو که انسان کسي حال میں خوش نهیں رهتا اور تمام آرزؤں کے پوري هونیکے بعد بھي کسي نه کسي آرزو کي دُم میں همیشه پریشان رهتا هی وہ صاف اسبات کا اقرار کردیگا که اطمینان قلب ، دلجمعي ، خوشي ، نه مال میں هی ، نه دولت میں ، نه صدرالصدوري میں ، نه ڈپٹي کلکٹري میں ، نه کوٹھي میں ، نه بارہ دري میں ، بلکه اطمینان قلب ، خوشي ، صرف خدا کي یاد یعني عمدہ ، اور غیر معصوم خیالات ، میں هی — اسلام کا کلام هی " ان الله يوفع عمل الصالح " یعني (خدا نیک کاموں کو فوقیت . برتري دیتا هی) پس وہ شخص جسنے نیکي ، بدي ، اچھے ، بُرے ، کاموں کے نتایج میں کماحقه فکر کیا هو وہ ضرور اسبات کا معترف هوگا که نیچر ، نے قانون قدرت ، نے صرف نیکي ، هي کو دنیا میں همیشه کي عزت اور برتري دي هی اور نیکي گو کیسي هي نا معلوم گوشه اور پردے میں کیوں نهو آج نهیں کل ، کل نهیں ، پرسوں ، ضرور اپنے نوراني چهرے سے دنیا کو منور

کریگي † بےشک همکو لاکهوں نظیریں مل سکتي هیں که وہ نیکیاں جو بدیوں کے غلبه سے بظاهر معدوم هوگئي تهیں مدتوں کے بعد اُبهري هیں اور قابل قدر اور شکرگذاري خیال کي گئي هیں *

جس شخص نے کارخانه قدرت پر غور کیا هو اور دیکها هو که مینهه سے پہلے ابر ضرور هوتا هی اور بغیر بوئے کاٹنا ممکن نهیں آگ سے حرارت ' پاني سے رطوبت ' کسي وقت جدا نهیں هوتي — زیادہ کهانا ' تمام رات جاگنا ' خدا پرست ' خدا فراموش ' دونوں کو یکساں کسلمند کردیتا هی وہ ضرور اسبات کي تصدیق کریگا که یهه باتیں بهي " لاتبدیل لخلق الله " یعني (فطرت الهي کے قاعدے میں تبدیلي نهیں هوتي) مانوي في خلق الرحمن من تفاوت " یعني (نیچر کے قواعد میں تبدیلي دیکهي جاني ممکن نهیں) اُسیکي هیں جسنے نیچر ' قانون قدرت ' کو بنایا هی — جو شخص فطرت انساني پر غور کرتا هی اور دیکهتا هی که تمام انسان بلحاظ گهڑت ' بلحاظ نطرت ' یکساں هیں اور نیچر کے فایدوں سے یکساں مستفید هوسکتے هیں — ایک شریف بهي علم حاصل کرسکتا هی اور ایک کمینه بهي — ایک سید بهي ہو ' کرکات سکتا هی اور ایک جولاها بهي — ایک بڑے عابد — خداپرست کے کهود نے سے بهي پاني نکلتا هی اور ایک بڑے گنهگار کے بهي — وہ ضرور بول اُٹهیگا که اسبات کا کهنے والا " و ما اصابکم من مصیبة الا بما کسبت ایدیکم " یعني (تمام مصیبتوں کو انسان هي کا هاتهه کماتا هی) لها ماکسبت و علیها مااکتسبت یعني (هر ایک اپنے کرتوتوں کا جوابدہ هی) ان الله لیس بظلام للعبید " یعني (خدا اپنے بندوں پر ظلم نهیں کرتا) اور اس خطاوار هستي یعني انسان کا گهڑنے والا ایک هي هی — یهه کهکر لا یعلم الغیب الا هو " یعني (سواے الله کے غیب کي بات کو اور کوئي نهیں جانتا) انسان کي اس شامت کو که کبهي وہ اپنا هي سا ایک مخلوق اور اپنا هي سا آنکهه ' کان ' ناک ' والیکو غیبداں ' سمجهنے لگتا هی اور اُسکي بیجا تعظیم ' سے ایک سخت گمراهي ' میں پڑجاتا هی ' اسلام هي نے مٹایا هی — یهه فرماکر ولاتقف مالیس لک به علم یعني (جس بات میں علم نهیں اُس میں دخل درمعقولات مت کر) انسان کي اس خراب عادت کو که اکثر بن سمجهي بات ' میں مداخلت کرکے نقصان اُٹهاتا هی اسلام هي نے چهڑایا هی — اسلام نے فرمایا هی من شکر فانما یشکر لنفسه و من کفر فان الله غني حمید " یعني (جو شخص شکر گذاري کرتا هی وہ اپني ذات ' اپني منفعت ' کے لیئے کرتا هی اور جو شخص کفران نعمت

---

† قدرت کے اسي مستحکم قاعدے کي روسے همکو اُمید هی که همارے پیارے سید کي یهه کوششیں بهي جو قومي عزت ' قومي ترقي ' قومي بهبودي ' کے لیئے هورهي هیں ایک دن ضرور قابل قدر و شکر گذاري هونگي گو وہ آج کیسي هي مخالفت کي نظر سے کیوں نه دیکهي جاتي هوں — من مصنف

کرتا هی پس خدا ایک بےپرواہ ذات هی) پس کیا اسمیں کچھہ شک هی که تمام دنیاوی لذتیں ' تمام دنیاوی نعمتیں ' اسوقت لذتدار ' اسوقت فرحبخش ' هیں جب انکی سچی قدر ' یعنی (شکر گذاری) کیجاے - ناشکرے ' یعنی قدر نه کرنے والے انسان ' کے لیئے دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت بڑے سے بڑا فایدہ ' بهی کچھہ خوشی ' کچھہ مزہ ' نهیں دیتا - اسلام نے کہا هی " و ما اوتیتم من‌العلم الا قلیلا " یعنی (انسان کو ایک تهوڑا علم دیا گیا هی) پس کیا اسمیں کچھہ شبهہ هی که یهہ بڑ بتی هانکنے والی هستی ' باوجود همه‌دانی ' پهر بهی کتنی نادان هی بجز اسکے که اوپر اوپر کی باتیں ' اسکو معلوم هوں موجودات عالم ' کے ایک ادنی سی چیز ' کی بهی تو کامل حقیقت نهیں جانتا - یهہ فرماکر " لیس‌البر ان تولوا وجوهکم قبل‌المشرق والمغرب ولکن‌البر من آمن بالله والیوم‌الاخر والکتب والنبیین واتی‌المال علی حبه ذوی‌القربی والیتمی والمساکین وابن‌السبیل والسائلین و فی‌الرقاب و اقام‌الصلوة واتی الزکوة والموفون بعهدهم اذا عاهدوا والصابرین فی الباساء والضراء و حین الباس اولئک الذین الصدقوا و اولئک هم‌المتقون " یعنی (نیکی صرف یهی نهیں که مهنه پورب یا پچهم کرلیا بلکه نیکی ایمان لانا هی الله پر ' اور آخرت پر ' کتاب پر ' اور نبیوں پر ' اور مال کا دینا خدا کی محبت میں ' قریبوں کو ' یتیموں کو ' مسکینوں کو ' اور سائلوں کو ' اور غلام آزاد کرنے میں ' اور نماز پڑهنی ' اور زکواة دینی ' اور ایفاء عهد کرنا ' جب اقرار کیا جاوے — اور صبر کرنا سختیوں میں ' اور مصیبتوں میں ' اور وهی لوگ متقی هیں) صرف اسلام هی نے تهذیب روحانی ' تهذیب اخلاق ' اور همدردی ' کو (جو اصل اصول هیں) اصل مقصد انسانیت کا قرار دیا هی - یهہ کهکر ان اکرمکم عندالله اتقیکم " یعنی (انسانوں میں صرف اسیکو بزرگی هی جو بلحاظ اتقا کے بزرگ هی) صرف اسلام هی هی جو نه ذات ' کو دیکهتا هی نه پات کو ' نه پیمبرزادگی ' کو نه ڈهنا هونیکو ' نه دولت کو ' نه حشمت کو ' بلکه تمام انسانوں کو یکساں بتاتا هی اور اگر کچھہ امتیاز کرتا هی تو محض بلحاظ اعمال ' اور کرتوتوں کے ' بلحاظ سهویلزڈ ' اور ان سیویلزڈ ' کے — بلحاظ بدکاری ' اور نیکو کاری کے — اسلام هی هی جو یهہ کهکر " یا ایهاالذین امنوا جتنبوا کثیرا من‌الظن ان بعض‌الظن اثم کبیر " یعنی (اے ایمان والو بهت بدگمانیوں سے پرهیز کرو — بعض بدگمانی بڑی گناہ هیں) بدگمانیوں سے . شکوک سے . شبهات سے . توهمات سے جو فی‌الواقع انسان کی کامیابی اور ترقی کے نهایت سخت اور قوی مزاحم هیں چهوڑاتا هی — اسلام هی هی جو یهہ فرما کر " دع‌ما یریبک الی ما یریبک " یعنی (شک والی بات کو به نسبت اسکے جو شک میں نه ڈالے چهوڑدے) انسان کو اس غلطی سے که اکثر وہ توهمات میں پڑکر بیوقوفی ' اور غیر مشتبهه امور کو بهی مشتبهه سمجهنے لگتا هی اور اسکے منافع سے محروم رهتا هی ' نکالا هی — یهہ کهکر " من لم یشکرالناس فمن‌لم یشکرالله " یعنی

(جو انسان کي شکر گذاري نهين کرتا وہ خدا کي بهي شکر گذاري نهين کرتا) اسلام هي
هی جو شکر گذاري هي کو اصل بات بنا تا هی — یہہ فرماکر " تخلقوا باخلاق الله " یعني
(انسان خدا کے اخلاق پر پیدا کیا گیا هی) اسلام هي هی جو انسان نے اخلاق کو ایسا
نوراني اور چمکیلا بنانا چاهتا هی جسپر فرشتوں کو بهي رشک هو اس بات نے کہنے سے
" ولا تمش في الارض مرحا " یعني (زمین پر اتراتے مت چلو) اسلام هي یہہ چاهتا هی
که ساده روي اور منکسرالمزاجي کے خوشبوں اور فایدوں سے بهي بهہ اترانے والي اور ناعاقبت
اندیش هستي ' محروم نهو - اسلام هي هی جسنے اس کم بین ' غافل ' خطاوار هستي ' کے
اصلاح کے لیئے نه تلوار کو ذریعه ٹهیرایا نه کسي سختي کو بلکه یهي کہا ' ادع الی سبیل
ربک بالحکمة والموعظة الحسنة " یعني (حکمت کي باتوں اور نصیحتوں کے ذریعه سے
سچي یعني خدا کي راه پر لاؤ) " جادلهم بالتي هي احسن " یعني (راه راست پر آنےکے
لیئے اُس طریق پر لڑو جو سب سے زیادہ احسن هو) — کیا اسکا فخر بجز اسلام کے کسي
اور مذهب کو هوسکتا هی که اس بڑي حقیقت کو جسکي سچائي سے دنیا میں کسیکو بهی
انکار نهیں هوسکتا اور جسکي پیروي تمام دیني و دنیوي برکتوں کي ضامن هی ان دو لفظوں
میں بیان کردیا " خیرالامور اوسطها " یعني (اعتدال سب سے بهتر چیز هی) — نوع
انسان کي سلامت حالي کے لیئے اس تدبیر سے بهتر بهي کوئي تدبیر هی جو ان پیارے
لفظوں میں بتائي گئي " ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولاتبسطها کل البسط فتقعد ملوما
محسورا " یعني (نه تو هاتهه بالکل گردن هي تک کهینچ لینا چاهیئے اور نه بالکل ایسا
کهول هي دینا چاهیئے که غمگین اور پریشان بیٹهنے کي نوبت آوے — اسلام نے کہا ہے انہا
نعمتي برکتیں ' انسان پر نازل کیں جب یہه فرمایا " التاجرالصدوق یحشر یوم القیامة
مع الصدیقین والشهداء " یعني (سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقوں اور شهیدوں کے ساتهه
محشور هوگا) " من طلب الدنیا حلالاً تعففاً عن المسئلة وسعیاً علی عیاله وتعطفاً علی جاره لقی
الله ووجهه کا القمر لیلة البدر " (یعني جسنے دنیا کو وجهه حلال سے اسلیئے طلب کیا که سوال
کرنے سے بچے اور اپنے بال بچوں کي خبر لے اور همسایه کے ساتهه همدردي کرے وہ خدا سے
ایسي حالت میں ملیگا که اُسکا منهه چودهویں رات کے چاند کیطرح چمکتا هوگا) " ان الله
یحب المومنین المحترف " یعني خدا پیشه ور مسلمان کو دوست رکهتا هی — " ان الله
یحب العبد یتخذ المهنة لیستغني بها عن الناس " یعني (الله اُسکو دوست رکهتا هی جو
نوکري اسلیئے کرتا هی که کسي کا محتاج نهو) ٭

اسمیں کچهه شبهه نهیں که اسلام کي تمام باتیں ' اسلام کے تمام خیالات ' نهایت سچّے اور
صحیح هیں اور حرف حرف دنیا کے نیچر ' اور انساني فطرت ' کے مطابق هیں - افسوس
یهه هی که ان تمام سنهري باتیں سنهري خیالات ' سے مسلمان کچهه مستفید نهیں هوتے —

افسوس صد افسوس ، حیف صد حیف ، جس اخلاق ، کو ایسے مسایل سکھلائے گئے ہوں - جن دل و دماغ ، کو ایسے خیالات تعلیم کیئے گئے ہوں — جس تمدن ، کو ایسي تدبیریں بتائي گئي ہوں ، اُسي اخلاق کا یہہ حال ہو کہ تمام بداخلاقیوں کا منبع ہو — اُنہیں دل و دماغ کي یہہ کیفیت ہو کہ تمام حیرت‌زدہ اور بھونچکي باتوں کي سرچشمہ ہوں — اُسي تمدن کي یہہ گت ہو کہ لنگوٹا تک باقي نرکہے — مسلمانوں کي چال ڈھال ، حرکات سکنات ، اخلاق ، تمدن ، پر نظر کرکے کیا فی‌الواقع کوئي شخص کہہ سکتا ہی کہ یہہ وہي قوم ہی جسکي ہدایت کے لیئے ایسي سچي ، اور روشن ، روحاني ، اخلاقي ، تمدني ، ملکي ، مسائل موجود ہیں — کیا کسي زمانہ میں انہیں برکت انگیز مسائل ، کي پیروي سے ہماري قوم واقع میں خیرالامم ، نہ تھي اور کیا اب انہیں کے ترک اور خیالات پرستي سے ، حقیقت میں بدترین اُمم ، بدترین کانہ انام نہیں ہی دولت ، حشمت ، علم ، فضل ، ہنر ، کمال ، سچائي ، راستبازي ، دیانت ، تقوی ، محنت ، جفاکشي ، محبت ، ہمدردي ، کیا کوئي صفت بھي اب ہماري قوم میں باقي رہگئي ہی —

بقول دشمن پیمان دوست بشکستي
به بیں که از که بریدي و باکه پیوستي

حقیقت میں تعلیمي ، تربیتي ، تقلیدي ، بلدشوں سے چھٹنا ، اور اصل حقیقت ، تک پہنچنا نہایت ہي مشکل کام ہی اور یہہ اُسي جوانمرد ، سے ہوسکتا ہی جو کافي طور پر دلي قوت ، اور نشر جرئت سے بہرہ‌یاب ہو — تعلیم ، تربیت ، رسم ، رواج ، صحبت ، سوسئیٹي ، توہمات ، تخیلات ، سے متاثر ہونے کے بعد کسي دل و دماغ ، کي اصلاح حقیقت میں اُتني ہي مشکل ہی جتني اُس معدے کي جو نہ دوا کامتحمل ہو نہ غذا کا — مسلمانوں سے ان تمام سچے خیالوں کے چھٹ جانے اور اُنکي اصلاح متعذر و محال ہونیکي منجملہ یہي وجہہ ہی کہ اُنکا دل ، اُنکا دماغ ، اُنکے گوشت ، اُنکے پوست ، اُنکي ہڈیاں ، اُنکے رگ و ریشہ ، رسم و رواج وغیرہ کے بداثروں سے بھر رہے ہیں اور توہمات اور تخیلات نے اُس دلي قوت ، کو (جسکو قدرت نے ہر انسان کي فطرت میں رکھي ہی) اور جسکو مختلف لفظوں نور قلب ، نور ایماں ، بصیرت ، سے تعبیر کرتے ہیں نہایت ہي ضعیف کردیا ہی *

انسان کي وہ حالت بھي کیا ہي خوشنما ہی جب انسان سچے خیالات ، سچے اخلاق ، صحیح تمدن ، سے کامیاب ہو — انسان کي یہي حالت ہی جو انسان کا اشرف‌المخلوقات و خلیفۃ‌الرحمن ، ہونا ثابت کرتي ہی — یہي حالت ہی جو انسان کو اصلي خوشي ، اور حقیقي عزت ، کا مزہ چکھاتي ہی — یہي حالت ہی جو یہہ بتاتي ہی کہ انسان بھي

کیا هي عجیب هستي هی — یهي حالت هی جو اُن تمام پردوں کو اُٹھا دیتي هی جو اس سراپا نیاز اور اُس همه بےنیاز هستي کے درمیان واقع هیں ٭

اے خدا هماري قوم کو بهي صحیح . غلط . سچے . جهوٹے . اچھے . بُرے . میں امتیاز کرنے . اور انسان بنے . کي توفیق دے آمین ٭

راقـــــــــــم

مسکین احسان‌الله

ساکن قصبه مندارہ ضلع الهآباد

مدرسةالعلوم مسلمانان واقع علیگڈه

جب کسي قوم کسي گروہ کے دن پهرنے والے هوتے هیں تو اُسي قوم ' اُسي گروہ ' میں جو تمام بد اخلاقیوں ' اور ناهنجاریوں — کا نمونه هی ایک ایسا شخص پیدا هوجاتا هی جو دل سے اُس گروہ اُس قوم کي ابتریوں اور بدنصیبیوں پر روتا هی اور اُسکي اصلاح کي فکر کرتا هی — یهه شخص اُسي قوم اُسي گروہ میں پیدا هوتا هی — اُسي غذا ' اُسي هوا ' میں پرورش پاتا هی لیکن اُس کي خواهشیں ' اُس کي آرزوئیں ' اُس کي خوشیاں ' اُس کي تمنائیں ' تمام قوم سے جدا اور تمام قوم سے الگ هوتي هیں - اُسکي تمنا محض اپني قوم کا اچهي حالت میں دیکهنا ' اُسکي آرزو محض اپني قوم کا پهولا پهلا هونا هوتا هی — تمام قوم مال — دولت — چمن — کوٹهي — فٹن — بگهي — سیر — شکار — یار — احباب وغیرہ دنیوي دولتوں سے مسرور هوتي هی مگر یهه محبت کا مارا ' نه چمن سے خوش هوتا هی نه فٹن سے نه مال سے نه دولت سے نه سیر سے نه شکار سے نه یار سے نه احباب سے — اسکي خوشي همیشه قوم کي ترقي ' قوم کي بهبودي ' میں منحصر رهتي هی — اسکا رونا همیشه قوم کے لیئے رونا هوتا هی — یهه شخص نه حوروں کے لالچ اور نه غلمانوں کي طمع سے بلکه دل کے بے چین کردینے والے اصرار ' سے رات دن اسي فکر میں رهتا هی که کیونکر قوم کی اصلاح هو — کیونکر قوم تهذیب و شایستگي کي دولتوں سے نهال هو — کیونکر قوم پهلے پهولے — کیونکر قوم قوم بنے — کهانے میں ' پینے میں ' سونے میں ' جاگنے میں ' بات میں ' چیت میں ' اُٹهنے میں ' بیٹهنے میں ' هروقت اسي تصور میں غرق رهتا هی — کوئي لحظه نهیں جو قوم کي یاد میں نه گذرے — کوئي منٹ نهیں جو قوم کے خیال سے خالي هو — دنیا کي کوئي خوش‌نما چیز نهیں جو قوم کی بدنما حالت کا خیال دلاکر اُس کو گهنٹوں نه رلاتي هو — دوسري قوموں کے علوم — فنون — هنر — ایجاد — تهذیب ' شایستگي اور اپني قوم کي بےهنري . بے علمي ' بد تهذیبي '

نا شایستگی ' دیکھکر کونسی دن نہیں جو آنکھ آٹھہ آنسو نہ روتا هو -- یہہ شخص اپنی قوم کی اصلاح کے لیئے سینکروں تدبیریں سوچتا هی اور طرح طرح سے اُن تدبیروں کا اظہار کرتا هی - اُسکا بیتاب اور غمخوار دل اُسکو اس بات پر مجبور کرتا هی که قوم کی بھلائی کی باتوں کو ہوں التجا سے کہے --- کبھی آرزو سے --- کبھی غصہ سے --- کبھی ڈانت کر - کبھی کہتا هی میاں میرے ' بھائی میرے ' اُٹھو ' دیکھو ' کیا حالت هی --- کبھی کہتا هی خدا کے لیئے ' اپنی اولاد کے لیئے ' سوچو ' سمجھو ' کبھی قوم کی نالایقیوں سے تنگ آکر نہایت دلسوزی سے کہہ اُٹھتا هی' جاؤ جہنم میں جاؤ ' مت سمجھو --- کبھی یوں حسرت بھرے دل سے ' بھلا هماری قوم کیوں سمجھیگی --- یہہ کمبخت اِس بدلے میں که اپنی قوم کو خواب غفلت سے جگاتا هی ' اِس صلہ میں که اپنی قوم کو تہذیب و شایستگی سے نہال کیا چاهتا هی اپنی ناعاقبت اندیش قوم سے لاکھوں صدمے ' هزاروں ایذائیں ' اُٹھاتا هی مگر اُف ' نہیں کرتا اور اپنے استقلال ' ثابت قدمی ' میں کچھہ فرق نہیں لاتا --- جب بالکل جان هی کی نوبت آجاتی هی تو صرف یہہ بات اُس کے حسرت ناک اور آرزو مند دل سے نکلتی هی ---

بجرم عشق تو ام میکشند غوغا ئیست • تونیز برسر بام آ که خوش تماشائیست

نه مرتے مرتے مونہہ پھیرا محبت سے کبھی مونے
جفائیں استقدر جھیلیں وفا پر اپنی نازاں هوں

اگرچه اس قومی بہبودی کے بھوکے ' اور قومی ترقی کے پیاسے ' کو آغاز کار میں بہت سی مایوسیاں هوتی هیں اور بہت سے صدمے هوتے هیں اور هر شجر ' حجر ' در ' و دیوار ' سے مخالفت کی صدا آتی هی لیکن بالاخر اُس کا پاک ارادہ ' اُسکی سچی نیت ' اُسکی نه هارنے والی همت ' اُسکا مضبوط استقلال ' اُسکو کامیاب کردیتی هی اور اُسکی بیماری قوم تمام دینی و دنیوی برکتوں سے نہال هوجاتی هی اور چند روز کے بعد یہی مردود ' یہی ملعون ' یہی دیوانه ' یہی مجنون ' نه صرف اپنی قوم کا بلکه تمام انسانوں کا نہایت هی مشکور هوتا هی - اِسمیں کچھہ شبہہ نہیں که تمام قومیں ایسے هی شخصوں کی بدولت اُبھری هیں اور تمام اِنسان ایسے هی انسانوں کی بدولت اِس شگفته حالت میں پہونچے هیں --- یہہ برکتیں جو آج انسانی سوسئیٹی میں دیکھی جاتی هیں اور جن سے آنکھوں کو خیرگی هوتی هی انہیں اِنسانوں کی بدولت نازل هوئی هیں •

خدا کا شکر هی که هماری بد نصیب قوم میں بھی ایک ایسا شخص جو هم لوگوں کی حالت‌زار پر روتا هو اور دل سے هماری اصلاح چاهتا هو پیدا هوگیا هی اور شبانه روز هم لوگوں کی بھلائی میں کوشش کر رها هی --- تمام قوم اپنے اپنے دهندے ' اپنے اپنے کار و بار ' میں لگی هی مگر یہہ قوم کا شیدا ' قوم کا فریفته ' گھر ' وطن ' ملک ' دیس ' اپنے ' بیگانے ' تمام دنیا ' چھوڑکر ' رات میں ' دن میں ' اندھیرے میں ' اُجالے میں ' خارج میں '

جلوت میں ' اسي دھن میں ھی کہ کیونکر ھو کہ ھماري بدنصیب قوم بھي دیني و دنیوي برکتوں سے نہال ھو — کیونکر ھو کہ ھماري قوم بھي قوم بنے — اپنے مبارک ارادوں پاک کوششوں میں سرگرم وثابت قدم اتنا ھی کہ ھر طرف سے مخالفتوں کي سخت و ھمت توردینے والي آوازیں سنتا ھی لیکن ممکن نہیں کہ سرگرمي اور الوالعزمي میں ذرا بھي فرق آئے — ھزاروں لعن ' ھزاروں طعن ' ھزاروں بےاعتنائیاں ' ھزاروں صدمے ' اپني بد نصیب قوم سے اُٹھاتا ھی لیکن بجز اس کہنے کے کہ میري پیاري قوم کچھہ نہیں سمجھتي ' ایک حرف بھي زبان پر نہیں لاتا — جانتا ھی ' پوچھتا ھی ' کہ میري قوم کي بد نصیبیاں اور ناھنجاریاں اسدرجہ سے بڑہ گئي ھیں کہ اُنکي اصلاح خدا ھي کرے تو ھو لیکن دل کے اُٹھے ھوئے شعلے ' سے بیتاب ھوکر ھر لحظہ ' ھر ساعت ' ھر گھڑي ' ھر وقت ' اسي فکر میں ھی کہ کیونکر ھو کہ میري پیاري قوم بھي ترقي میں آسمان کا تارہ ھو — کیونکر ھو کہ میري قوم بھي تہذیب و شایستگي میں ضرب‌المثل ھو ' ایک دفعہ ' دو دفعہ ' دس مرتبہ ' بیس مرتبہ ' جان چکا ' سمجھہ چکا ' کہ میري ناشدني قوم پنپنے والي نہیں لیکن دل کي لگي ھوني سے مجبور ھوکر بار بار بھي کہتا ھی — اے بھائیو ' اے عزیزو ' سوچو ' سمجھو ' تم بھي بني آدم ھو — تم بھي آنکھہ ' کان ' دل ' دماغ ' رکھتے ھو •

اسي فنا فی‌القوم کي کوششوں سے آج ھم اپني بد نصیب قوم میں بھي ایک دارالعلم (یعني مدرسہ) پاتے ھیں اور ایسا کہ ھماري تمام دیني و دنیوي اغراض کو رفع کرسکے — جب یہہ خیال کیا جاے کہ دنیا میں کوئي قوم کیونکر پھولتي ' پھلتي ' ترقي کرتي ' ھی اور علمي اور اخلاقي تنزل سے کسي قوم کا کیا حال ھوتا ھی تو اس میں کچھہ شک نہیں معلوم ھوتا کہ یہہ مبارک مدرسہ ھماري قوم کي خوش‌نصیبي کي مبارک فال ھی — افسوس یہہ ھی کہ ھماري ناعاقبت اندیش قوم اس بڑي نعمت کي کچھہ قدر نہیں کرتي — ابھي تک ھماري قوم نے سمجھا ھي نہیں کہ اصلاح نسل آدم کیسي محال بات ھی اور وہ کن کن تدبیروں سے ھوسکتي ھی تربیت کیا چیز ھی اور انسان بہ نسبت علم کے اُسکا کتنا زیادہ محتاج ھی انسان کي تمام ظاھري و باطني قواء کس علوم اور کس تربیت سے وہ ترقي و شگفتگي ' حاصل کرتے ھیں جس سے انسان انسان ' بنتا ھی اور سویلزڈ کا درجہ پاتا ھی — ھماري قوم جانتي ھي نہیں کہ عزت ' غیرت ' جرأت ' ھمت ' محبت ' ھمدردي ' محنت ' جفاکشي ' سچائي ' راستبازي ' کے سنہري قواء (جو اصل اصول انسانیت ھیں) کس قسم کي تعلیم و تربیت سے ترقي کرتے ھیں اور ناقص تعلیم و تربیت کا نتیجہ انسان کے اُن قواء پر کیا ھوتا ھی — اے مسلمانو ' اگر تم چاھتے ھو کہ تمھاري اولاد بھي تمام انساني خوبیوں کي نمونہ ھو اور تمھاري اولاد بھي دنیا کي ترقي‌یافتہ قوموں کي مانند دنیاوي برکتوں سے نہال ھو تو ضرور ھی کہ تم خود ایک ایسا گھر بناؤ جس میں تعلیم و تربیت کا

کافی سامان موجود هو — پس اگر بنظر انصاف دیکهو تو یهه گهر یعنی (مدرسةالعلوم مسلمانان) ایسا هی گهر هی جو تمهاری تمام دینی و دنیوی مقاصد کو پورا کرسکتا هی — اس مدرسه میں جیسے دنیاوی علوم کی تعلیم نهایت اعلی درجه کی دیجاتی هی ویسا هی دینی اور مذهبی امور بهی نهایت عمدگی سے سکهائے جاتے هیں — اس مدرسه میں جیسا تعلیم کا عمده اهتمام هی ویساهی تربیت کا بهی ●

راقـــــــــم
مسکین احسان‌الله
ساکن قصبه منڈارہ ضلع الهآباد

انسان و حیوان

لوگوں نے جاندار مخلوق کی دو قسمیں کی هیں ' انسان اور حیوان — مگر سوچنا چاهیئے که ان دونوں میں کیا فرق هی جسکے سبب دو قسمیں قرار دی هیں — کیا چیز ایک میں هی اور دوسرے میں نهیں' یا دوسرے میں هی اور پهلے میں نهیں — فطرت نے هرایک جاندار کو کسی نه کسی چیز کا محتاج بنایا هی اور اُس احتیاج کے رفع کرنے کی تدبیر یا تمیز یا عقل اُسکو عطا کی هی — انسان کو خدا نے ننگا پیدا کیا اُسکو لباس بنانے ' سردی گرمی سے بچنے ' لباس کے لیئے عمده عمده نفیس سادے اور گلدار سنهری روپهلی کپڑے بننے کی تدبیر بتائی — حیوانوں کا لباس نهایت خوبصورت و نفیس رنگ برنگ سنهرا و روپهلا گلدار و پر بهار اُنکے ساتهه پیدا کیا — قدرت نے جاڑے گرمی کی پوشاک کی تبدیل کا خود ذمه لیا ' اُنمیں وہ حاجت نه تهی جو اُس ننگے مخلوق میں تهی ' اسلیئے اُنکو وہ تدبیر نهیں بتائی جو اُس ننگے مخلوق کو سکهائی ' گو ایک کو ایک تدبیر آئی اور دوسرے کو نه آئی مگر نتیجه میں دونوں برابر هیں ' بلکه پچهلا پهلے سے بهتر هی ●

زندگی کے لیئے دونوں غذا کے محتاج هیں — ایک کے لیئے خود فطرت نے خوان الوان نعمت چن رکها هی ' دوسرا اپنی عرق ریزی سے اُسے مهیا کرتا هی — اُسکو اُس عرق‌ریزی کی حاجت نه تهی اسلیئے اُسکو اُسکی کوئی تدبیر نه بتائی' اور اُسکو عرق‌ریزی کی حاجت تهی اسکو اُسکی سب تدبیریں سکهلائیں' مگر نتیجه میں دونوں برابر هیں ' بلکه یهه اُس سے افضل هی ●

کهتے هیں که پهلا نیءعقل هی — اگر عقل کے معنی وہ لو جو هر روز برتنے میں آتے هیں یعنی وہ شی جس سے حاجت روا هوتی هی تو وہ تو دوسرے میں بهی پاتے هیں —

تمام حاجتیں جو فطرت نے اُس دوسري مخلوق میں رکھي ھیں اُسکے ساتھہ وہ شی بھي رکھي ھی جس سے اُن ضرورتوں کو رفع کرسکتا ھی ' اور اسطرح رفع کرتا ھی کہ پہلا یعني انسان اُسطرح رفع نہیں کرسکتا *

اُس شی کي کمي و بیشي کا دعویٰ کہ انسان میں زیادہ یا کامل ھی اور حیوان میں کم یا ناقص ایک بے معني دعویٰ ھی — کامل یا ناقص' کم یا زیادہ ' نسبتي مقولات ھیں جنمیں کمي و بیشي کا اطلاق نسبت کے مساوي ھونے پر محض لغو ھی - دس کو سو کے مقابل وھي نسبت ھی جو ایک کو دس کے مقابل ' پھر یہہ کہنا کہ دس زیادہ ھیں اور ایک کم بےمعني بات ھی *

کہتے ھیں کہ انسان مدرکِ کلیات و جزئیات ھی ' اگر ھی تو اُسکو اُسکي بھي حاجت ھی اور حیوان کو نہیں ' اس صورت میں بھي دونوں نتیجہ میں برابر ھوئے ' بلکہ حیوان اچھا رھا *

دیندار کہتے ھیں کہ اِنسان خاص عبادت کے لیئے بنایا گیا — اگر عبادت کے یہہ معني ھیں کہ مخلوق وہ کرے جسکے لیئے بنایا گیا ھی تو تو شجر و حجر ' آب و خاک ' آتش و ھوا ' چرند و پرند سے زیادہ انسان عابد نہیں ھوسکتا *

قومي ھمدردي بھي حیوانوں میں پائي جاتي ھی — پس قومي ھمدردي بھي انسان کي خاصیت نہیں ھی *

ھاں ایک بات انسان میں ھی جو حیوان میں نہیں کہ وہ قومي ھمدردي کے ساتھہ اُس قومي ضرورت کا تدارک بھي کرسکتا ھی ' مگر حیوان نہیں کرسکتا - پس جو انسان کہ قومي ھمدردي نہیں کرتے وہ تو حیوانیت سے بھي خارج ھیں' اور جو ھمدردي کي صرف زباني باتیں بناتے ھیں اور عملي طور پر اُسکو کام میں نہیں لاتے وہ اُن جانوروں کي مانند ھیں جو کائیں کائیں کرکے جمع تو ھوجاتے ھیں مگر کچھہ کرتے نہیں *

اِس زمانہ میں ھماري قوم کا یہي حال ھی کہ بعضے تو قومي ھمدردي کے نام سے بھي آشنا نہیں ' اور بعضے باتیں بہت لمبي چوڑي بناتے ھیں مگر کرتے کچھہ نہیں — خدا کرے کہ ھماري قوم انسان بنے اور سمجھے کہ اُنکي قوم کس حالت میں مبتلا ھی ' اور کس کس چیز کي علی‌الخصوص تعلیم کي اُسکو حاجت ھی — پس مقتضاے انسانیت یہي ھی کہ ھم سب ملکر اُسمیں مدد دیں ' اور جن چیزوں کي قوم کو ضرورت ھی اُنکو مہیا کریں *

راقــــــم

سید احمد

ذهانت اور آزادي

(ذهانت سے مراد هماري اُس قوت عقلي سے هی که جو نئي نئي منفعت کي چيزيں اور مضامين اور خيالات جديد پيدا کرتي هی اور هر کام کو اعلی درجه کي خوش اسلوبي سے سرانجام ديتي هی — جب تک طالب علم يهه معني ذهن ميں اس مضمون کے پرهنے ميں نهيں رکهيںگے تو اُسکو بهت جگهه غلط سمجهينگے) *

انسانوں ميں جو گروه اعلی درجه اور اشرف مرتبه کا هی اُسکو جيسي آزادي عزيز هوتي هی ايسي کوئي اور چيز دنيا کي پياري نهيں معلوم هوتي - وه دل و جان سے اُسپر شيدا هوتا هی — جان اور مال اُسپر فدا کرتا هی — ديکهه لو که هزاروں نے اُس کے واسطے جانيں کهوئيں — لاکهوں نے اُسکے لئے کروروں آفتيں سرپر اوٹهائيں — اُنکا دل اُس تحسين اور آفرين سے شاد اور خرم هوتا هی جو اس آزادي کے حاصل کرنے پر کي جاے — واقعي آزادي هي هی ايسي چيز که جو کچهه اُس کے لئے کيا جاے تهورا هی - مگر اسکے ساتهه هي کوئي بات دنيا ميں ايسي نهيں که جسکے سمجهنے ميں اور کام ميں لانے کے اندر انسان نے ايسي غلطياں کي هوں جيسيکه آزادي کے باب ميں هوئي هيں - - اُسکي آر اور اوٹ ميں وه وه جرم اور گناه اُسنے کيئے هيں که خدا کي پناه — افسوس صد افسوس که ايسے مقدس نام سے هزاروں گناه دنيا ميں لوگ کرتے هيں اور اُنکو گناه بهي نهيں سمجهتے - - افسوس هی که هم آزادي کي کچهه بهي عزت نهيں کرتے اور نه اُسکو عزيز رکهتے هيں — اور ايسے غلط فهم هيں که بندگي اور غلامي کو اپني آزادي جانتے هيں — جن باتوں ميں که هم آزادي کو حاصل نهيں کرسکتے هيں اُن ميں بهي ناحق اپنے تئيں جکڑ بند کرليئے هيں — غلامي هماري عادت نهيں بلکه طبيعت هی — هم يهه نهيں سمجهتے هيں که اس آزادي کے نهونے سے هماري ذهانت پر کيا آفت آتي هی — برخلاف هماري عادت کے همارے فرمانروا اهل انگلستان هيں جو ايک زمانه قديم سے آزادي کو اپنا معبود جانتے هيں اور اس اپنے صنم کي عبادت اور پرستش ميں روز مره زياده سرگرم هوتے جاتے هيں — يهه آزاد طبع قوم آزادي کے هاتهه بک جانے کو اپنا فخر اور اعزاز سمجهتي هی — اب ذرا اوپر کي بات پر خيال کرو که آزادي کے نهونے سے هماري ذهانت پر کيا آفت آتي هی — آزادي اور ذهانت کے مابين کوئي رشته خيالي اور تصوري اور جبري نهيں باندها گيا هی نه کوئي شاعرانه مضمون کي تشبيهه اور استعاره کي خاطر سچ کا خون اس رشته مندي سے کيا گيا هی بلکه پهولوں کے کهلنے کے لئے دهوپ کي ايسي ضرورت نهيں هی جيسيکه ذهانت کے لئے آزادي کي حاجت هی قواے عقليه کا چمن کهلتا هي نهيں جب تک آزادي کي ابياري نه کي جاوے — اُس ميں ذهانت کا نهال پهولتا پهلتا هي نهيں جب تک آزادي

کي روشني اُبهر نه چمکي اس همارے بيان کي صداقت پر دنيا کي تاريخ شهادت دے رهي هی — ذهانت کے سارے جلوے قومي آزادي اور اولوالعزمي نے دکهائے هيں — يهه ذهانت کا چشمه وهاں سے کبهي نکلا هي نهيں جهاں ملکي غرور اور آزادمنشي کا ادب اور اعزاز نهيں هوا اس چشمه کا يهه دستور رها هی که اگر ايک دفعه جاري هوکر بند هوگيا تو پهر دوباره نهيں جاري هوا — کوئي تاريخ جس ميں دو هزار برس کا حال دنيا کا لکها هوا هی لے بيٹهو اور اُس ميں کسي قوم اور ملک کا حال نکال لو مثلاً يونانيوں — ايرانيوں — هنديوں کا تو تم کو ايک خدا کي قدرت اُنکي هر چيز سے نظر آئيگي — جس وقت يونانيوں کے علوم حکميه اور فلسفيه رياضيه ادبيه کو ديکهوگے تو عقل حيران هوگي نه کسي زمانه ميں کيا اُنکي ذهانت تهي که ايسے مضامين عاليه اُنهوں نے ايجاد کيئے — اگر اُنکي عمارت اور صنعت کے اشيا کا حال پڑهو يا اُنکے آثار شکسته کو آنکهوں سے ديکهو تو تمام تعجب پيدا هوگا که کيا کيا باتيں اُنکي ذهانت نے اُن ميں اختراع کي هيں — مگر جب اُنکي آزادي چهن گئي اور روميوں کے مطيع هوگئے تو اُنکي ذهانت کے سارے کارخانے مليا ميٹ هوگئے — اُنکے علموں کي کتابيں هيمهٔ آتش دان بنيں — عمارتيں ڈهے کر خاک ميں مليں — سارا طلسم کا طلسم اُن کے مندروں کا اور عاليشان عمارتوں کا اور خوبصورت مورتوں کا اُلٹ پلٹ هوگيا — جو اُنکي ذهانت کے کام پتهر پر تهے وه نقش بر آب هوگئے — جو سر پر تهے وه خاک هوگئے — جس علوم کي روشني سے وه جگمگا رها تها وهاں اب اندهيرا هوگيا ٭

اب روميوں کو ديکهو که جنکے هاتهه سے يهه يونان کي کم بختي آئي تهي که جب اُنهوں نے ساري معلوم دنيا ميں اپنے علم فتح اور نصرت کے نصب کيئے اور سب اُنکي عملداري کے محکوم هوئے تو جس رات کو اُنکي دارالسلطنت پر گوتهه کي وحشي قوموں نے حمله کيا هی تو کون سي عمده چيز تهي که اس دارالسلطنت ميں نه تهي کيسے کيسے عاليشان مندر اور اُنکے اندر کيسي کيسي مورتيں سندر — مکان رفيع‌الشان بلند پايه — غرض سب چيزيں ايسي تهيں که جنسے معلوم هوتا تها که اُنکے ذهن ميں کيا قدرت اور قوت تهي که يهه عمارات اختراع کي تهيں — کن کن کو ديوتا بنايا کيا کيا اُنکے اوصاف اپني ذهانت سے پيدا ئے —

مگر اُس ايک رات کے حمله هي نے سب ذهانت کا خاتمه کرديا — صبح کو جب آدمي خواب غفلت سے اُٹهے تو اُنکا دارالسلطنت وحشيوں کے هاتهه ميں تها — ذهانت نے بهي اُسي رات وهاں سے سفر اختيار کيا اور پهر اُنکا مُنهه نديکها — نينوه جسکے قصور محلات و دروبام و کوچه و بازار آج تين هزار سال بعد اپنے کهنڈروں سے عالم بهار دکهاتے هيں اور اُسکي جواني کے ايام ياد دلاتے هيں جب اهل بابل کا تسلط وهاں هوا تو وه گرکر پهر نه اُبهرا — پهر بابل جسکي عظمت ضرب‌المثل هی کيخسروشاه ايران کے هاتهه سے تباه هوا

تو پھر نہ چمکا — اور اربیلا کی لڑائی میں جب دارا شاہ ایران کا تاج سر سے گرا اور یونانیوں کی جنگ کا غوغا اُسکی دارالسلطنت پرسی پولس میں مچا تو زر دشتیوں کا خاتمہ ہوا - ذہانت نے وہاں سے بھی سفر کیا — وہ شاہانہ شہر جنکے اندر ہزار جگہہ ذہانت خرچ ہوئی تھی پھر کسی نے اُسکے قایم کرنے کے اپنے ہاتھہ بھی نہیں ہلایا —- انقلاب دہر نے اُنکو ایسا فرسودہ کیا ہی کہ وہ پہچانے بھی نہیں جاتے جہاں پہلے باغ تھا وہاں اب بن ہی — جہاں محل تھا وہاں اب کھنڈروں کا ڈھیر ہی - ایک سیاح ابھی لکھتا ہی کہ میں ایران کے پہاڑوں اور جنگلوں کی سیر کرتا پھرتا تھا کہ ناگاہ مجھے ایک عمارت عالیشان اُس جنگل بیابان میں اکیلی سنسان کھڑی نظر آئی —- اُسکے صاف صاف چمکتے ہوئے پتھر اور شدسنہ ستون اِدھر اُدھر تتر بتر بکھرے ہوئے پڑے تھے — تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس عمارت کا نام چہل مینار تھا - اُسکو اہل عرب تو یہہ کہتے تھے کہ جنوں نے اُسکو بنایا ہی - وہ دارا کے قصر و محل تھے جو مرودشت میں اُسنے بنائے تھے اور سکندر نے وہاں کبھی اپنی مشعلیں روشن کی تھیں ●

اے دخانی جہازوں کے پھرنے والو اور ریل گاڑی میں سوار ہونے والو تم ذرا ملک مصر کی عمارات کو تو دیکھو کہ وہاں کیا کیا سامان قوموں کی ذہانت کا موجود ہی وہاں عمارتوں میں وہ بڑے بڑے ٹکڑے چٹانوں کے لگے ہوئے ہیں جو عقل میں نہیں آتے کہ کونسی کلیں اُنکو کھینچکر لائی ہونگی - اُنہوں نے کیا کیا اپنے نام کے بقاء دوام کے واسطے ان عمارتوں میں اپنی ذہانت کو خرچ کیا ہوگا - مگر ایک آزادی کے جاتے رہنے نے یہہ کم بختی کے دن دکھائے ●

اے علموں کے رات دن پڑھنے والے ہندوں کی کتابوں میں ذرا وید کو پڑھو منوں کے دانوں کے ورقوں کو اُلٹو - راماین اور مہا بھارت کو مطالعہ کرو - بھاگوت گیتا کے مضامین پر غور کرو تو تمکو معلوم ہوجاویگا کہ جب ہندو آزاد تھے تو کہاں کہاں اُنکے ذہن پہونچے تھے اور ذہانت سے کیا کیا خیالات اور نئے تصورات اختراع کرتے تھے - وہ اب کیوں نہیں کرتے - اُنہیں کی نسل میں اب بھی ہندو ہیں کہ وہ ان کتابوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھہ بھی نہیں سکتے - اُنکی ذہانت کی موت کس کے ہاتھہ سے آئی ؟ آزادی کے چلے جانے کے ہاتھہ سے ●

ان اوپر کے تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہی کہ تمام زمانوں میں یہہ دستور چلا آیا ہی کہ عیبوں کی معدوم ہونے سے جیسی قوموں کی ذہانت میں فتور آتا ہی ایسا کسی اور چیز سے نہیں - یہہ ظاہر ہی کہ ایسا کیوں نہو مثلاً ایک شہر آزاد ہو اُسپر باہر سے غنیم دھمدماتے کہ لو میں آیا - پہلے توپ چھوٹنے میں ذہانت جو اپنے مطالعہ میں مصروف تھی وہ اُسے چھوڑ دیگی — اور دشمنوں کی دھواں دھار توپوں کے دھوئیں میں اُسکو کوئی نہا

خیال دکھائی نہیں دیگا - اسوقت وہ فقط قومی محبت اور ملکی عزت کی آواز میں سنے کی اور کسیطرف کان نہیں لگائیگی — جب اُنمیں تنزل آجاویگا تو وہ اپنے ہاتھہ پیر ڈھیلی کردیگی اور سست و کاہل ہوجاویگی مگر مردہ نہیں ہوگی — اس زمانہ میں وہ تعمیر عمارات کے مضمون اور اُنکی آراستگی کے خیالات کو زمین میں دفن کردیگی اور سنگتراشی کے تیشہ کو کند کردیگی اور اُسی ٹوٹی پھوٹی بھدی پیکر اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کی تراشیگی شاعری کے اور سارے رنگوں پر خاک ڈال دیگی مگر اپنے حملہ اور فتح مندوں کی تحقیر میں لفاظی کو کام میں لائیگی اور سوز و گداز اور اپنے حال زار کے نوحوں اور مرثیوں میں شاعری کے رنگ کو چمکائیگی — آزادی جو ذہانت کی رفیق اور ہمدم ہی وہ پھر غلامی کی حالت میں پیدا نہیں ہوگی — سارے پرانے زمانہ کے بہادرانہ اور مردانہ کام اور وہ سیکڑوں برس کی حشمت و شوکت خواب و خیال ہوجاویگی باپ دادا کے کار نامے اُس قوم کے دلمیں ذرا بھی جوش اور اثر نہیں پیدا کرینگے — کبھی اُسکے دلمیں یہہ تمنا ہی نہیں آئیگی کہ ہم بھی وہی کام کریں جو ہمارے پہلے بزرگ کرگئے ہیں *

وہ یہہ سمجھینگے کہ ہماری عوض میں پہلے بزرگ کام کرگئے ہیں — ہمکو کیا کرنے کی ضرورت ہی — حال کی محکومی اور بے عزتی اور بےغیرتی کی ایسی کالی گھٹا اُنپر چھا جائیگی کہ وہ اُنکو زمانہ گذشتہ کے حال کو دیکھنے ہی نہیں دیگی - اگر کسی آدمی کی عزت اور ثروت اور آزادی جاتی رہے اور کوئی آبرو باقی نہ رہے تو یہہ حالت اُسکے سرچشمہ ذہانت کو ایسا خشک کردیگی کہ پھر اُسمیں جاری ہونے کی قابلیت نہیں رہیگی - ایک علم اپنا کام کرتا ہی - زراعت تجارت حکومت کے کاموں کو سرانجام دیتا ہی - مگر اُسکی نسبت یہہ خیال بھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی ذہانت اُسکے کام میں پائی جاتی ہی — خدا نے تو ذہانت کو آزادی کے پیٹ سے پیدا کیا ہی جسوقت یہہ ما مدفن میں دفن ہوتی ہی تو یہہ بیٹی بھی اُسکے ساتھہ ہی قبر میں پیر لٹکاتی ہی اور اماں جان کا ساتھہ نہیں چھوڑتی *

ملکی غرور و نخوت — قومی عزت و غیرت کے جوش و خروش پہلے زمانہ کی قوموں میں بہت تھے — انکی آمد و رفت غیر قوموں کے ساتھہ ہوتی نہ تھی — وہ جوکچھہ پیدا کرتے تھے اپنی قوت بازو اور جودت طبع سے پیدا کرتے تھے — غیروں سے کسی چیز کے مستعار لینے کو ننگ عار سمجھتے تھے — شایستگی و تہذیب و تمدن و معاشرت کے اسباب جوکچھہ پیدا کیئے وہ آپ ہی پیدا کیئے اسلیئے وہ اپنے تئیں فخر عالم اور روشنی زمانہ سمجھتے تھے اور غیر قوموں کو وحشی اور جنگلی جانتے تھے — اور اُنسے نفرت قلبی رکھتے تھے — غیروں کے محکوم ہوجانے سے زیادہ کسی کام کو بےغیرتی اور بےعزتی کا نہ سمجھتے تھے — جب اُنپر وہ قومیں متسلط ہوجاتی تھیں جو اُنکی نگاہ میں ذلیل اور حقیر ہوتی

تھیں تو اُنکا دل بالکل ٹوٹ جاتا تھا اور ہمت چھوٹ جاتی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اب ہمارے برے دن آگئے ہمارا غرہ گذ گیا — شان و شوکت خاک میں ملگئی — غرض غیروں کے حملوں اور فتحوں سے تو قومی اور ملکی ذہانت پر صدمہ پہونچتا ہی — مگر ذات کی اور نفس امارہ اور رسم و رواج اور مذہب کے چھوٹے مسائل کی پابندی سے شخصی ذہانت پر آفت آتی ہی — ذات کی پابندی آغاز تمدن انسانی میں فائدہمند تھی — کیونکہ اُس سے انسان فرقوں میں تقسیم ہوتا تھا — تھوڑے آدمی ہوتے تھے اُنکو اُنہیں کاموں کی خبر ہوتی تھی جو اُنکے اندر یا اُنکے ہمسایوں میں ہوتے تھے — باپ بیٹے کو اپنے پیشہ کی باتیں خوب سکھلا دیتا تھا — مگر جب دنیا میں قوموں میں آمد و رفت ہونی تو پھر ذات کی پابندی نے ذہانت کے پیر میں بیڑیاں ڈالدیں — اُسنے وہ علوم و فنون نہ سیکھنے دیا جو اور قوموں میں مروج تھے ذہانت کی جان تو علم ہی — اگر ذہانت کو جسم ٹھہرائے تو ضرور ہی کہ علم تو اُسکا خون کہئے — جسم کی سلامتی خون کی گردش پر موقوف ہی — پس جب علم ایک جگہہ مقید ہوکر ٹھہرگیا تو گویا جسم کا خون ٹھہرگیا — پھر اُسمیں جان کہاں — ذہانت علم کے پر لگاکر اُڑنا چاہتی تھی — تمنے اُسکے پر کاٹکر قفس میں بند کردیا — بھلا وہ اس قفس میں بازو کٹواکر زندہ کب رہسکتی تھی — جب آزادی نہو تو ذہانت کہاں جب نفس نہو تو تنفس کہاں اب میں نے تمکو آزادی اور ذہانت کے تعلق کو دکھا دیا کہ اُنمیں کیا رشتہ رفاقت و ہمدمی مستحکم ہی —

اب طالب علموں ذرا اسکو سوچو کہ ہم غیر قوموں کے مطیع ہیں اسلیئے ملکی اور قومی ذہانت تو ہماری خواب میں بھی نہیں دکھائی دیتی وہ تو ایسی مرگئی ہی کہ کہیں اُسکی قبر کا پتا بھی نہیں لگتا کہ ہوا اُسکی خاک کو کہاں لیگئی — مگر ذہانت شخصی باقی ہی تو ذات و مذہب کے مسائل باطلہ و رسم و رواج کی حنتہ بگوشی سے اُسپر پتھر مت ڈالو — نفس امارہ کی پابندی سے اُسکے گلے میں رسی ڈال پھانسی ندو — ذہانت ظاہری اور باطنی آزادی کو چاہتی ہی — یاد رکھو جس شی سے انسان کی فطرت اصلی بلند ہوتی ہی اور اُسکو وہ پستی کی زمین سے بلندی کے آسمان پر چڑھاتی ہی وہی چیز اُسکی ذہانت کو پایہ رفیع پر پہونچاتی ہی — اگر تم جذبات نفسانی کے پابند ہوگے تو گویا تمنے اپنے قواء عقلیہ کو جکڑ کر محبس میں ڈال دیا — وہ تمکو ایک نہ ایک خرابی میں پھنسائیگی — پس اِن بلاؤں سے اپنے تئیں آزاد رکھو زمانہ حال و استقبال دونوں آپس میں حریف اور رقیب ہیں — اگر تم ایک کا پاس لحاظ کروگے تو دوسرے کو چھوڑنا پڑیگا اگر کسی برے کام میں حال کا مزا دیکھہ لیا تو استقبال تمسے عوض لیگا پس اول تمہارا کام یہہ ہی کہ بری قیدوں سے آزاد ہو — قومی اور ملکی آزادی کا حاصل ہونا تو ایسا ہی ناممکن ہی جیسے مردہ کا زندہ ہونا اسلیئے قومی ذہانت کا حاصل ہونا گیلا پراگندہ کا

کاہ سبز بننا ھی بس جہاں تک سعی اور کوشش کو دخل ھی وہ شخصی آزادی میں ھی — اگر بری قیدوں میں پھنس کر اُسے بھی کھودیا تو شخصی ذھانت کو بھی ناؤ میں بیٹھا کر ڈبویا جب ھم میں شخصی ذھانت ھی نہیں رھی تو ھم میں اور جانور میں کچھہ تھوڑا ھی سا فرق باقی ھی — جن صاحبوں کے دماغ میں ذھانت اور آزادی کے ٹھیک ٹھیک حقیقی معنی نہونگے تو وہ ھمارے اس مضمون کو ایک بر سمجھونگے کیونکہ یہہ ایک نئے طرز کا مضمون ھی جو اُنکے کانوں نے کبھی نہیں سنا ھوگا ●

راقم

محمد ذکاءاللہ
پروفیسر میور کالج الہ آباد

ایتھی نیم کلب

لندن میں یہہ ایک نہایت نامی و معزز کلب ھی' اور خیال کیا جاتا ھی کہ اس سے زیادہ معزز کوئی کلب نہیں ھی - اس کلب میں جو کوئی ممبر ھوتا ھی اُس کے دوست اُس کو مبارک باد کی چٹھیاں لکھتے ھیں اور اُسکو ایسا فخر ھوتا ھی کہ ویسا فخر کسی خطاب کے ملنے سے بھی نہیں ھوتا ●

اگر ھماری یاد میں غلطی نہو تو اس کلب میں یہہ قاعدہ ھی کہ کوئی شخص جو صاحب تصنیف نہو یا اَور کسی کمال میں مشہور نہو وہ اس کلب کا ممبر نہیں ھوسکتا — یہہ بھی قاعدہ ٹھہرایا ھی کہ اس کلب میں بارہ سو ممبر سے زیادہ نہونگے - سیکڑوں آدمیوں کی درخواستیں ممبر ھونے کے لیئے آتی ھیں کہ ہروقت خالی ھونے کسی ممبری کے اُن کا تقرر ھو' اور اُن کا نام بطور اُمیدواران ایک رجسٹر میں مندرج ھوتا ھی - سنہ ۱۸۷۰ ع میں جبکہ ھم لندن میں تھے تین ھزار سے زیادہ اُمیدواروں کا نام رجسٹر میں مندرج تھا اور دس دس ; بارہ بارہ برس اُمیدواری پر گذر گئے تھے ●

دوامی ممبروں کے سوا جنکی تعداد بارہ سو سے زیادہ نہیں ھوسکتی کوئی نامی اور مشہور شخص کسی میعاد معین کے لیئے آنریری ممبر ھوسکتا ھی - ھمکو دو دفعہ اُس کلب کے آنریری ممبر مقرر ھونے کی عزت حاصل ھوئی ھی' پہلے تقرر کی میعاد گذر جانے کے بعد دوسری دفعہ پھر تقرر ھوا ' اور جب تک ھم لندن میں رھے اس معزز کلب کے آنریری ممبر تھے — ایڈورڈ طامسن صاحب جو نہایت ذی علم اور نامی مصنف ھیں اور قدیم زمانہ کی تاریخی حالات کی تحقیقات میں اور قدیم سکوں اور کتبوں کے انکشاف حال میں ید طولی رکھتے ھیں اور اس کلب کے منتظم ممبروں میں ھیں وہ ھمارے آنریری ممبر ھونے کے باعث ھوئے تھے جنکی عزت ھمیشہ میرے دل میں رھیگی ●

اس کلب کی روحانی خوبیوں کا لکھنا تو نہایت مشکل هی مگر جو ظاهری باتیں هیں اُن کا کسیقدر بیان کیا جاتا هی گو اُس کا لطف بهی بغیر دیکهے حاصل نهیں هوسکتا مثل مشهور هی *

شنیده کی بود مانند دیده

پال مال میں ایک نہایت عالیشان مکان دو منزله بنا هوا هی - ممبر جو وهاں جاتے هیں اکثر حاضری کهاکر جاتے هیں' اور رات کا کهانا کهاکر آتے هیں - ممبروں یا آنریری ممبروں کے سوا اَور کسی کو وهاں جانے کا استحقاق نهیں هی' جب اُس کے دروازه میں داخل هو تو نیچے کی منزل کا ایک کمره ملتا هی جس میں فرش هی اور دو تین کوچیں بچهی هوئی هیں اور اُس کے کونه میں ایک چهوٹا سا کمره بطور حجره کے بنا هوا هی جس کی دیواریں آئینه بندی کی هیں' اُس میں ایک شخص بطور منیجر کے حاضر رهتا هی جو تمام احکام ممبران کی تعمیل کرتا هی — اس چهوٹے کمره کی دیواریں آئینه بندی کی اسلیئے هیں که جو شخص وهاں آوے منیجر کو معلوم هو *

چونکه اس کلب میں ممبر بهت دیر تک رهتے هیں اور اُن کے دوستوں کو اُن کے گهر پر اُن سے ملنے کا بهت کم موقع هوتا هی اسلیئے اُن کے دوست بحالت ضرورت کلب هی میں اُن سے ملنے آتے هیں' اور اس ڈیوڑهی کے کمره میں ٹهیرتے هیں' جو ملازم بطور چپراسی حاضر باش کے وهاں موجود هوتا هی اُس کو اپنا ٹکٹ دیتے هیں اور وه چپراسی اُس ٹکٹ کو اُس ممبر کے پاس پهونچا دیتا هی جس سے وه ملنے آئے هیں' وه ممبر وهاں آجاتا هی اور مل کر چلا جاتا هی - یهه ملاقات گپ شپ کی ملاقات نهیں هوتی ضروری بات سن لی جواب دیدیا چار پانچ منٹ سے زیاده ملاقات میں صرف نهیں هوتے *

اس ڈیوڑهی کے کمره کے دائیں طرف ایک نہایت وسیع کمره بطور هال کے هی - یهه کمره اخباروں کے پڑهنے کا هی ' نہایت عمده فرش سے آراسته هی ' عمده عمده کوچیں اور آرام چوکیاں بچهی هوئی هیں' بیچ میں درجه دار گول میز لگی هوئی هی جسپر گویا تمام دنیا کے اخبار رکهے جاتے هیں' چاروں طرف دیواروں میں عمده سے عمده جغرافیه کے نقشے اس صنعت سے لگے هوئے هیں که ایک ادنی اشاره سے کهل جاتے هیں اور ادنی اشاره سے از خود لپٹ جاتے هیں' جو ممبر اخبار پڑهنا چاهتے هیں اس کمره میں آتے هیں اور کوچوں اور آرام چوکیوں پر بیٹهے اخبار پڑهتے هیں — اگر کسی خبر میں ایسا مضمون هوا جس کے سمجهنے کو جغرافیه کا نقشه دیکهنا ضرور هی ایک اشاره تهوڑی کا کیا نقشه کهل گیا جب دیکهه لیا چهوڑ دیا نقشه از خود لپٹ گیا - کوئی شخص اس کمره میں آپس میں باتیں نهیں کرتا خاموش مثل تصویر اخبار پڑهتے هیں جو کوئی آتا هی نہایت آهسته سے چلتا هی که پاؤں کی آواز نه هو اور دوسروں کے پڑهنے میں هرج نه هو اور دهیان نه بٹے *

اس کے پہلو میں ایک اؤر بڑا کمرہ ہی اُس میں لکھنے کا سامان ہر قسم کا موجود ہی' بیچ میں گول میز درجہ دار لگی ہوئی ہی' ہر قسم کا کاغذ اور چٹھیات لکھنے کے متعدد قسم کے کاغذ و لفافہ رکھے ہوئے ہیں' لکھنے کے خوبصورت مقام مہیا ہیں اور ہر جگہہ دوات و قلم موجود ہی' جس ممبر کو کچھہ لکھنا ہو اس کمرہ میں جاتا ہی اور لکھنے میں مصروف ہوتا ہی *

جو ممبر چٹھیات ڈاک کی روانگی کے لیئے لکھتے ہیں اُنہوں نے چٹھی لکھی اور اُسی میں ایک نل بنا ہوا ہی اُس میں ڈالدی وہ چٹھی اُس منیجر پاس پہونچی اُس نے اُس کا وزن کیا ڈاک کے محصول کے ٹکٹ لگائے اور روانہ کردی *

جو لوگ اس کلب کے ممبر ہیں اُن کے نام کی چٹھیاں اکثر اسی کلب کے پتہ سے آتی ہیں - جو لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں منیجر اُن کو وہ چٹھیاں تقسیم کردیتا ہی' جو اؤر ملک میں چلے جاتے ہیں وہ اپنا پتہ منیجر کو بتلا جاتے ہیں اور وہ اُس پتہ پر روانہ کردیتا ہی - ہر ایک ممبر کے لیئے ڈاک کا ایسا عمدہ انتظام ہی کہ شاید اُس سے بہتر نہیں ہوسکتا *

ڈیوڑھی کے کمرہ کے باٹیں طرف ایک اور بہت وسیع کمرہ ہی - یہہ کھانے کا کمرہ ہی جو نہایت عمدگی سے کھانا کھانے کے سامان سے آراستہ ہی - تمام عمدہ سے عمدہ اشیاء کھانے و پینے کی یہاں موجود ہیں - خانساماں و خدمتگار نہایت خوبصورت وردیاں پہنے حاضر ہیں' جا بجا چھوٹی و بڑی میزیں لگی ہوئی ہیں ' ہر وقت ہر چیز موجود ہی' جس ممبر کا دل چاہے اُس میں جاوے اور جو چاہے کھاوے اور پیوے' چرٹ بھی نہایت عمدہ اقسام کے موجود ہوتے ہیں' چرٹ پینے کے لیئے ایک علاحدہ کمرہ ہی جسکی دیواریں اور چھت بالکل آئینہ بندی کی ہیں اُس کے اندر سے باہر کا چمن پھولوں کا بالکل دکھائی دیتا ہی اُس کی چھت میں دھواں نکلنے کے لیئے ایک روشن دان ہی جس میں سے چرٹ کا دھواں نکل جاتا ہی *

لندن میں جو کہ سردی ہی اور اس سبب سے ہمیشہ کمروں کے کواڑ بند رہتے ہیں اس لیئے چرٹ پینے کے لیئے علاحدہ خاص کمرہ ہوتا ہی - ہر کمرہ میں چرٹ نہیں پی سکتے کیونکہ اُس کا دھواں باہر نہیں نکل سکتا ' اور کمروں کی دیواروں پر جو سنہرا و گلدار کاغذ لگا ہوتا ہی اُسمیں چرٹ کے دھوئیں کی بو ہو جاتی ہی' اور اس لیئے ہرجگہہ چرٹ پینا ایک بد تمیزی کی بات خیال ہوتی ہی' اور چرٹ پینے کا کمرہ علاحدہ بنایا گیا ہی *

اس کھانے کے کمرہ میں نہایت عمدہ انتظام ہوتا ہی اس میں ممبروں کو اختیار ہی کہ تنہا کھاویں یا چند ممبر جو آپس میں نہایت دوست ہیں ایک میز پر کھاویں -

وہ خانساماں کو حکم دیتے ہیں کہ پانچ آدمی یا چھہ آدمی یا زاید یکجا کھاوینگے' وہ فی‌الفور اُسی مقدار کی میز کو آراستہ کردیتا ہی — جو ممبر وہاں جاتے ہیں اکثر تفن اور رات کا کھانا وہیں کھاتے ہیں - رات کے کھانے میں آپس میں بولنے ہنسنے بات چیت کرنے کی کچھہ ممانعت نہیں ہی ٭

ہم بھی اُس کمرہ میں چند دفعہ گئے ہیں' مگر ایک رات جبکہ ہمارے دوست ایڈورڈ طامسن صاحب نے بلایا تھا نہایت لطف تھا' قریب پندرہ سولھہ آدمیوں کے ایک میز پر تھے — اور اُس میز پر تین شخص ایشیا کے رہنے والے تھے ایک میں ایک حاجی محمد حسین خاں سفیر شاہ ایران اور ایک منشی صاحب جنکا نام اس وقت یاد نہیں ہی اور مدرسۃالعالیہ دارالسلطنت روس کے مدرس اول زبان فارسی کے تھے' اور اُسی زمانہ میں مہلت پیٹرسبرگ سے لندن کی سیر کو آئے تھے - نہایت لطف سے وہ کھانا ہوا جس میں سواے میرے اَور سب لوگ نہایت عالم و فاضل و نامی و گرامی اور ایک نہ ایک فن میں مشہور و کامل تھے ٭

اوپر کی منزل اس سے بھی زیادہ عجیب ہی ایک کمرہ نوکروں کے حاضر رہنے کا ہی' ایک کمرہ اسلیئے ہی کہ وہاں جاکر چرٹ پی سکیں یا ٹہل سکیں — علاوہ اس کے ایک نہایت وسیع کمرہ ہی سب کمروں سے زیادہ وسیع' اُس میں جابجا لکھنے پڑھنے کی میزیں لگی ہوئی ہیں' اور اُس کے پاس نہایت عمدہ و نفیس کتب خانہ ہی جسمیں داروغہ کتب خانہ حاضر رہتا ہی - جو ممبر کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں' کوئی کتاب یا رسالہ تالیف کرتے ہیں' یا کوئی مضمون لکھنا چاہتے ہیں' یا کسی بات کی تحقیقات پر کچھہ لکھتے ہیں وہ اس کمرہ میں جاتے ہیں' اور جو جگھہ اُن کے لیئے تجویز ہوتی ہی وہاں بیٹھہ کر اپنا کام کرتے ہیں' جو کتاب درکار ہوتی ہی فی‌الفور کتب خانہ سے ملتی ہی - یہہ کمرہ درحقیقت تصویر کا عالم ہی - بات کرنی یا آواز دینی تو درکنار کھانسنا بھی نامناسب خیال کیا جاتا ہی — اسقدر آہستہ سے اوٹھنا اور چلنا ہوتا ہی کہ ذرا آواز نہو بلکہ بقول شخصے کہ حرکت بھی نہ معلوم ہو - ہر ایک شخص اپنے خیال میں اور اپنی دُھن میں ایسا مصروف ہوتا ہی کہ اُس کو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی - بڑے بڑے عالم دانشمند اپنی فکر اور اپنے علم اور اپنی تحقیقات کا نتیجہ قلم کی زبان سے اُس مقام پر دنیا کی اطلاع کے لیئے ظاہر کرتے ہیں — اُسی کمرہ میں ہم نے ڈین اسٹانلی کو دیکھا جو نہایت مشہور عالم لندن میں ہیں - وہ کسی امر کی تحریر میں مشغول و مستغرق تھے - پہلی دفعہ اُنہوں نے بے انتہا مہربانی ہم پر یہہ کی کہ کرسی پر سے اُٹھکر ہم سے ہاتھہ ملایا' اور پھر چپکے بیٹھہ گئے' یہہ پہلی ملاقات تھی — ہم خاموش ایک کونہ میں کھڑے ہوگئے اور چپکے اُن

عالموں کو دیکھا کیئے جو اپنے اپنے کام میں مصروف تھے — اُن کو دیکھکر خدا کی قدرت یاد آتی تھی ' اور عقل متحیر ہوتی تھی کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں *

لندن میں ایک اخبار چھپتا ہی جس کا نام پال مال گزٹ ہی - ہم کو شبہہ پرگیا ہی کہ یہہ اخبار اسی کلب سے متعلق ہی یا اُس سے علاحدہ ' مگر اس میں کچھہ شک نہیں کہ اس کلب کے اکثر ممبروں کے مضمون اور آرٹیکل اُس اخبار میں چھپتے ہیں اور اسی لیئے وہ اخبار نہایت عمدہ اور نہی وقعت خیال کیا جاتا ہی *

ہمارے ہموطن اس مضمون کو پڑہ کر کسیقدر خیال کرسکینگے کہ یورپ میں کلب کس مقصد کے لیئے قایم ہوتا ہی اور کیا نتیجہ اُس کلب سے حاصل ہوتا ہی - ہندوستان میں اگر کوئی کلب قایم ہو تو اُس کا نتیجہ بجز اس کے کہ ایک مکان میں چند صورتیں جمع ہو جاویں اور حقہ کی گُڑ گُڑ بلند آواز ہو' اور پانوں کی تواضع کی جاوے ' اور آپس میں ملکر کچھ کچھ لغو و بیہودہ باتیں کریں اور قہقہہ اُڑاویں اور کیا ہوسکتا ہی - زیادہ ترقی ہو تو ایک دوسرے کو کچھہ سخت کہہ بیٹھے' کیا عجب ہی کہ نوبت رنجش اور سخت کلامی و ہاتا پائی کی پہونچے - ان تمام چیزوں کے لیئے وہ لیاقت چاہیئے جسکے لیئے ایسے مجمعے موضوع ہیں— جب ہم میں ایسے لوگ ہی موجود نہیں ہیں جو ایسے مقاموں اور ایسے مجمعوں کے لایق ہوں تو کیا نتیجہ ہوسکتا ہی *

ہمنے علیگڈہ میں سوں ٹیفک سوسئوٹی قایم کی' اُسکے لیئے ایسا عمدہ و عالی شان مکان بنایا جو اسوقت تک ہندوستان کے ہندوستانی مجمعوں کے لیئے نہیں ہی ' پھر اُس سے کیا نتیجہ ہی - ہم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو اُس عالیشان مکان کو رونق دیں - ہم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو اُس میں لکچر دیں — ہم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو لکچروں کے سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہوں — ہم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو اپنے ملک اپنی قوم کی بھلائی و ترقی کے لیئے کچھہ محنت اختیار کریں — اس کو جانے دو ہم کو تو ایسے دو چار آدمی بھی نہیں ملتے جو اُس مکان میں بیٹھکر اگر کچھہ نکریں تو اپنی قوم کی ابتر حالت پر روویں ہی *

ہاں اس مکان کا باغ ایسا عمدہ آراستہ ہی جو بہت ہی کم اپنا نظیر رکھتا ہی - وہ بھی کسی ہندوستانی کی سعی و کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک فیاض و عالی ہمت اور نیک دل نیک خصلت فرشتہ سیرت ہمہ تن نیکی و سرتاپا خیر مجسم یوروپین لیڈی کا نتیجہ ہی' جس نے اپنے شوق و محنت سے اُس کو آراستہ کردیا ہی - ہماری قوم میں تو اتنی بھی لیاقت نہیں ہی کہ اُس پرفضا باغ کی سیر کے بھی لایق ہوں - پس کسی جگہہ کلب یا سوسئیٹی قایم ہونے سے ہم کو کیا خوشی ہوسکتی ہی *

اے همارے عزیز هموطنوں هماري قوم کے جو لوگ بوڑھے هیں وہ کتے دن کے هیں اُن کو خدا جلد بهشت نصیب کریگا ' جو جوان هیں اُن سے هاتهه اُٹهاؤ جب درخت کي شاخ سخت هو جاتي هی وہ ٹوٹ جاتي هی پر کسي طرف پهر نهیں سکتي 'هاں اپني اولاد کي جو چهوٹي پود هی خبر لو' اُن کي تعلیم و تربیت کا فکر کرو - تمهاري حالت تمهارے باپ دادا کي حالت سے زیادہ خراب هی ' اور تمهاري اولاد کي حالت تمسے بهي بهت زیادہ بدتر اور ابتر هوگي — اگر تم اُس کي فکر نکروگے تمهاري ارواح قبر میں اُن کے لیئے روویگي ٭

سکرتري محمدن کلب الدآباد نے اپني رپورٹ میں مدرسۃالعلوم علیگڈہ کا ذکر کیا هی - هم نهایت سچے دل سے اور تمهاري نهایت خیر خواهي سے کهتے هیں که صرف یهي ایک علاج هی جو تمهاري اولاد کي بهلائي و بهتري کے لیئے هوسکتا هی - اے عزیز هموطنوں تمنے اُس مدرسه کي نهایت ناشکري کي هی' اور بهت کچهه جهوٹ اور محض غلط باتیں اپني بداقبالي اور بد قسمتي سے اُس کي نسبت کهیں هیں - تمکو لازم هی که تم لوٹو اور اُس کي حالت دریکهو' اور خود اپني دریافت اور اپني تحقیقات سے اُس پر راے قایم کرو' اور اُس کي تکمیل پر همت باندهو — دیکهو سمجهو یهي تمهارے حق میں بهتر هی — اس وقت تم جهوٹي باتیں بناکر هنس لو' قهقهے اُڑالو ' مگر یقین جان لو که اس کے بعد رونا اور دانت پیسنا هی ٭

راقم

سید احمد

أُنس و محبت

وہ کیا چیز هی جس سے ایک انسان دوسرے انسان سے ایک نهایت شورا شوري اور گرماگرمي سے تعلق رکهتا هی ؟ وہ کیا چیز هی جس سے انسان سي برتر هستي' جسکے اعلی خصال ' اعلی مذاق' کے مطابق دنیا کي کوئي چیز نهیں' دنیا اور اُسکي ادنی ادنی چیزوں پر ' دل گرفته هوجاتي هی ؟ — وہ کیا چیز هی جس کي وجهه سے هم اکثر اس سو پردے میں چهپے هوئے کو (جسکو دل کهتے هیں) مقناطیس بنتے اور پهلو سے نکلتے پاتے هیں ؟ - وہ کیا چیز هی جسکو قدرت نے هردلوں میں ڈالکر ' انسانوں میں باهم میل جول اور تعلق رکهنے کا ایک عام جوش دیا ؟ — وہ کیا چیز هی جس سے کسوکے رونے کي آواز ' همکو تکلیف اور دسوکے خوشي کے نغمے' همکو خوشي دیتے هیں ؟ — وہ کیا چیز هی جسکي بدولت یهه عجیب مسافر ' جسکو نه اسکي خبر هی که کهاں سے آتا هی اور نه اسکا علم که کهاں جاتا هی ' (اور جسکو انسان کهتے هیں) اس چند روزہ و پر شور سراے میں' نهایت سکهه کي نیندیں سوتا اور آرام کرتا هی ؟ — وہ اُنس و محبت هی - قدرت نے انسان کے اس ننهے سے

دل میں ' جہاں اور بہت سے مادے رکھے هیں وهاں اُنس و محبت کا بھي ایک مادہ رکھا هی — یہي مادہ هی جو اس عجیب هستي کے لیئے (جو تنہا آئي اور تنہا جائیگي) هزاروں مونس - هزاروں غمخوار - هزاروں دوست - هزاروں احباب پیدا کردیتا هی - یہي چیز هی جسکي وجھہ سے دنیا اوراُسکي چیزوں سے دلبستگي هوتي هی - یہي وہ مادہ هی جو اکثر بلاقصد ' بلا ارادہ ' بلا کہے' بلا سنے' اپنا عمل کرتا هی اور انسان کو انسان' زمین' مکان' باغ ' ویرانہ ' جھونپڑا ' محل ' سب سے دلگرفتہ کردیتا هی — یہي وہ چیز هی جو ایک جھونپڑے ' کو بھي اُتنے هي پیارا کردیتي هی جتنا اُس عالیشان محل کو - یہي وہ مادہ هی جو اُس کھنڈر کے اردگرد کے بدنما درختوں اور جھاڑیوں ' کو بھي اُتنا هي خوشنما بنادیتا هی جتنا ایک نہایت وسیع و پر فضا چمن کو — یہي وہ چیز هی جو اُس پردیسي ' کو جو پردیس میں ایک بڑے درجے پر پہونچا هی اور شبانہ روز لتّو ' بگھي ' چمن ' کوٹھي ' شہر ' جلسے ' کے مزے اوڑاتا هی ایک مرتبہ اسپر آمادہ کرتي هی کہ اُس ویرانے ' اُس جھونپڑے ' کو بھي دیکھے جسمیں پیدا هوا اور مہینوں برسوں بسرکي — یہي وہ مادہ هی جو اُس معزز دولتمند ' کو جسکے لیئے دن عید اور رات شب برات هی' اور جو رات دن اپنے همسر دوستوں کي صحبت کا لطف اُٹھاتا هی ایک مرتبہ اسپر مجبور کرتا هی کہ وہ اپنے اُن همو طنوں سے بھي ملے جو نہایت هي بپتي حالت میں هیں اور کسي زمانہ میں اُسکے لنگوٹیا یار تھے — یہي وہ چیز هی جسنے اُس بڈھے باپ کي ' روتے روتے آنکھیں سفید کردیں — یہي وہ مادہ هی جسکي بدولت اُس نیک ندي ' کو سیکڑوں برس اپني نادان قوم سے مصیبتیں اُٹھاني پڑیں *

اس مادہ کو جیسا هم اس عجیب و غریب هستي یعني انسان میں پاتے هیں ویسا هي حیوانوں ' اور جانوروں ' میں بھي دیکھتے هیں - جیسے وہ صبح کا نکلا' تمام دن مزدوري کرکے شام کو نہ برسنے سے ڈرتا هی اور نہ بجلي کے کڑکنے سے اور کوسوں کي راہ طی کرکے جھٹ پٹ اپنے بال بچوں کے لیئے قوت لایموت حاضر کردیتا هی ویسا هي وہ پلچھي' جو اپنے اور ننھے بچوں کے بہت کے لیئے آشیانہ سے سیکڑوں کوس جدا هوگئي هی دن کہیں گذارے لیکن شام کو میاں کي زحمتیں اُٹھاتے' هزاروں خطروں کا سامنا کرتے ضرور اپنے گھوسلے میں پہونچیگي *

اس عجیب و برکت انگیز مادہ کا جلوہ هر گروہ و هر درجہ کے انسانوں میں خواہ وہ قصباتي هوں یا دیہاتي — شہري هوں یا جنگلي — امیر هوں یا غریب - مہذب هوں یا غیر مہذب — فلا سفر هوں یا نادان یکساں پایا جاتا هی - جیسے وہ محبت کا مارا شہر کا رهنے والا ' عمدہ عمدہ لباسوں سے اپنے نو نہال ' کو گلدستہ بناتا هی ویسا هي وہ جنگلي ' بھي درختوں کے خوشنما پتوں اور جانوروں کي نفیس ' کھالوں سے اپنے گل آرزو کي حسن و جمال کو دو بالا رونق دیا چاهتا هی — جس دلي محبت سے ' ایک دولتمند ' یہہ

چاھتا ھی کہ میري اولاد جو کچھہ کھاے ' پھنے ' جو کچھہ خرچ کرے تھوڑا ھی أسي سچي محبت سے' ایک غریب کو' بھي رات 'دن' یہہ فکر ھوتي ھی کہ کھونکر ھو کہ میري اولاد بھي سونے ' چاندي کا لقمہ کرے — جس خالص محبت سے ایک فلا سفر ' یہہ چاھتا ھی کہ اپني ساري دولت اپني اولاد کي تعلیم میں خرچ کرکے أسکے قواء خدا داد کے زرخیزي و شگفتگي کي بھار دیکھے أسي بے غل و غش محبت سے ایک نادان کو ' اسکي تمنا ھوتي ھی کہ وہ دن جلد آئے کہ میں اپني تمام دولت کو اپنے نور عین کي شادي میں خرچ کرکے آنکھوں کو روشني' اور کلیجے کو ٹھنڈک' پہونچاؤں — جس بے چین کردینے والي محبت سے ایک حکیم ' دانشمند 'یہہ چاھتا ھی کہ أسکا پیارا ' لندن جاے اور پانچ برس میں یونیورسٹي پاس کرکے فخر قوم ' فخر خاندان بنے ' أسي تڑپا تڑپا دینے والي محبت سے' وہ ناسمجھہ یہہ کہتا ھی کہ میرا لخت جگر گو جاھل ھي رھے لیکن میري آنکھوں سے جدا ھو یہہ ممکن نہیں – جس سچي' مگر دانشمندانہ محبت سے' قوم کا وہ شیدا 'قوم کا وہ فریفتہ' رات دن ' اس فکر میں گھلتا ھی 'کہ أسکي پیاري قوم سوچے ' سمجھے ' قوم بنے 'أسي دلي ' مگر نادانانہ محبت سے ' أسکے مخالف شبانہ روز اس فکر میں ھیں کہ أسکي پیاري کوششوں کے سد راہ ھوں – جیسا أس لاکھوں پر ھاتھہ دینے ھوئے کو ' اپني ھري بھري دنیا' اپنا لق و دق جاہ و حشم ' اپني زرق برق کوٹھي' اپني سنھري روپیلي فٹن' پیاري ھی أتنے ھي أس غریب بڑھیا' کو أسکا پرانا بندھنا ' بوسیدہ بوریا ' ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا عزیز ھی *

جھانتک غور کیا جاتا ھی معلوم ھوتا ھی کہ محبت ھي ایک اصل چیز ھی اور قدرت نے دنیا کے تمام فائدیں' تمام خوشیوں کو اسي عجیب چیز یعني محبت ھي پر رکھا ھی ' اور أسي کے صحیح استعمال پر تمام دنیوي برکتیں مبني ھیں -- چنانچہ یہي وجہہ ھی کہ جس گروہ ' جس سوسیئٹي ' میں اسکا جتنا زیادہ نشان ملتا ھی أتنا ھي وہ گروہ ' وہ سوسئیٹي' زیادہ خوشحال اور مالامال ملتي ھی شایستہ قومیں جنکو ھم آج تمام دنیوي دولتوں سے مالامال پاتے ھیں أنکي محض یہي وجہہ ھی کہ أن میں اس برکت انگیز چیز یعني محبت کا زیادہ نشان ملتا ھی اور نہایت صحیح طور پر مستعمل ھورھي ھی *

افسوس یہہ ھی کہ شامت اعمال سے اکثر انسانوں کا خون سپید ھوجاتا ھی اور یہہ نور برسانے والي چیز جسکا پیارا نام محبت ھی اور جسکو قدرت نے اس ھونہار ھستي کي فطرت میں أسکے پھولنے پھلنے ' کے لیئے رکھا ھی کسي قوم ' کسي گروہ ' میں ایسي کم ھوجاتي ھی کہ وہ بمنزلہ معدوم ھوجانے کے ھوتي ھی' چنانچہ اسوقت ھماري قوم کا ٹھیک یہي حال ھی *

جب کسي قوم ' کسي گروہ کا خون سپید ھوجاتا ھی اور یہہ پیاري چیز أس سے نکل جاتي ھی تو کوئي بدنصیبي نہیں جو أس ناھنجار قوم میں نہو — کوئي شامت

نہیں جو اُس بدنصیب قوم میں نباني جاے — انسانیت ، اخلاق ، حکمت ، تمام عمدہ چیزیں ، تمام عمدہ باتیں، اُس قوم سے نکل جاتي ہیں — خون سپید ہونے کے بعد ، وهي انسان ، جسکو پتوں کے گرنے ، جانوروں کے چوٹ پانے سے بےچیني ہوتي تهي ، انسانوں کو ، اپنے بھائیوں کو ، سخت مصیبتوں اُٹھاتے دیکھتا هی مگر ذرابهي نہیں پسیجتا — وهي انسان، جسکو غیروں کي تکلیف کي تاب نه تهي ، اپنوں کو ، عزیزوں کو، جان بلب ہوتے، پاتا هی، مگر اُف تک نہیں کرتا — وهي دل، جو قومي محبت سے سرشار تها اپني آنکھوں سے دیکھتا هی که قوم کا لدا پھندا ، جہاز ، ڈوب رہا هی ، لیکن خیال تک نہیں کرتا وهي طبیعت ، جو قومي محبت سے چور تهي اپني نظروں سے دیکھتي هی که قوم کي هري بهري پھولواري ، اُجڑ رهي هی لیکن ذرا بهی نہیں سنکتي — وهي قوم ، جو قوم پر نثار اور نہایت دور اندیش و انجام بین نهی دیکھتي هی ، بهالتي هی ، که وه بڈها (جو اس دنیا میں دودن کا مہمان هی ، اور جسکو نه اسکي توقع هی نه اپني کوششوں کا نتیجه دیکھے اور نه اسکي اُمید که قوم کي سرسبزي کي خوشیاں منائے) نه کسي داتي غرض ، نه کسي شخصي مطلب سے بلکه محض قومي بهلوئي ، قومي ترقي کي غرض سے یهه چاهتا هی که ایک مدرسه قایم کرکے قوم کے هاتهوں میں قومي ترقي کا ایک مستحکم ذریعه دیدے لیکن بجاے اسکے که اُسکي اس نہایت بے بہا کوشش کي قدر و شکر گذاري کرے سیکڑوں مخالفتیں ، هزاروں بدگمانیاں ، کرتي هی — وهي قوم ، جو عمدہ کوششوں اور عمدہ کاموں کي دل سے قدر کرتي تهي ، جانتي هی ، بوجهتي هی که مدرستهالعلوم میں تعلیم و تربیت کا بقدر حوصله قوم نہایت اچها اهتمام هی اور قواے عقلي و اخلاقي ، دماغي و جسماني ، کي شگفتگي ، و ترقي ، کے جیسے وهاں اسباب هیں شاید کہیں هوں ، لیکن اُسکي مخالفت کرنے اور خلاف تحریروں کے چهپوانے میں خدا سے ذرا بهي نہیں ڈرتي — وهي شخص ، جو نہایت سمجهه دار اور عاقبت اندیش تها جانتا هی که زمانه بدل گیا . دنیا اُلٹ گئي . سرکار . دربار کا کچهه اور حال هوگیا . بدون انگریزي پڑهے دس روپیه کي نوکري ملني ممکن نہیں لیکن اُسي شامت و بد اقبالي سے جو اُس قوم کے سرپر سوار هوتي هی هرگز یهه نہیں هوسکتا که اُس عزیز کو (جسکو وه جان سے بهي زیاده عزیز رکهتا هی) اسکول بهجوائے اور اُسکا عشر عشیر بهي خرچ کرے جو ادني ادني تقریبوں میں خرچ کرڈالتا هی — وهي شخص، جسکي همدردي کي عجیب غریب حکایتیں مشهور تهیں، دیکھتا هی که وه بڈها ، قوم کي حالت زار دیکھکر مضطر هوگیا هی اور خدا پر بهروسه کرکے اُسکي اصلاح کے لیئے اُٹها هی، اُٹهه کهڑا هوا هی لیکن اتنا بهي نہیں هوسکتا که صرف هاں هي هاں کهکر تقویت دے *

اسمیں کچھ شبہہ نہیں کہ تمام بداقبالیاں کسي گروہ میں اسي بیماري چیز کے نکلجانے سے آتي ہیں اور تاوقتیکہ کوئي قوم محبت و ہمدردي سے (جو اصل اصول ہیں) کامیاب نہو کوئي فلاح ' کوئي ترقي میسر نہیں ہوسکتي - پس اے عزیز ہموطنوں ' اے عزیز ہمقوموں ' اگر تمکو قوم کي حالت زار پر واقعي دل سے افسوس ہی اور اگر تم کو قوم کي ناہنجاریوں اور بد نصیبیوں کے دور کرنے کي فی‌الحقیقت دل سے فکر ہی تو اُسکي دوا نہ ممبروں پر بیٹھکر لمبے لمبے خطبے پڑھنا ہی ' نہ اخباروں میں بڑي بڑي آرٹکلیں لکھنا ہی — نہ رسالے چھپوانا ہی نہ کلب بنانا ہی بلکہ ایک ایسا دل ' پیدا کرنا ہی جو قوم کي مصیبتوں سے ذرہ برابر متاثر ہو . ایک ایسي طبیعت ' پیدا کرني ہی جسمیں ایک جو برابر قومي دکھہ درد کا خیال ہو . ایک ایسي آنکھہ ' بناني ہی جو یہہ دیکھے کہ میري کمبخت قوم کا کیا حال ہورہا ہی — ایک ایسا کان ' بنانا ہی جو یہہ سنے کہ میري بد نصیب قوم کیا آہ و فغان کررہي ہی . دیکھنا ہی . بھالنا ہی ' اور دل سے ' زبان سے ' ہاتھہ سے ' پاؤں سے ' جسم سے ' جان سے ' گوشت سے ' پوست سے ' مال سے ' دولت سے ' قوم پر نثار ہوجاتا ہی

بني آدم اعضاے یک دیگر اند • کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

چو عضوے بدرد آورد روز گار • دگر عضوہا را نماند قرار

اُس قوم • اُس گروہ میں جسکا خون سپید ہوگیا ہو . اور جسکو چوبیس گھنٹے میں ایک منٹ بھي اپني بد نصیب قوم کا خیال نہ آتا ہو . جسکو بجز اپنے تدحہ کے خیر کے بھولے سے بھي اپنے عزیزوں ' اپنے بھائیوں ' کي حالت زار نہ یاد آتي ہو - جو اپنے بھائیوں' اپنے ہموطنوں کو ' آنکھوں سامنے ذلیل . رسوا . خراب . خستہ ہوتے دیکھتا ہو اور نہ سنتا ہو — جسکے روبرو قومي جہاز پاش پاش ہو اور اُسکو خبر نہو ' جسکي رہي سہي بچي کُھچي محبت و ہمدردي بھي ایسي وحشیانہ طور پر استعمال ہوتي ہو کہ بجاے نفع کے اُس سے ضرر ہو ' ایسے شخصوں کا وجود ' بھي نہایت ہي قابل قدر و شکر گذاري ہی جنکے دماغ ' میں ذرہ برابر بھي اپني بد نصیب قوم کا خیال ہو جنکي زبان ' سے سچ یا جھوٹ ' قومي قومي نکلے - - جنکے دل ' میں اُن بھڑیوں اُن خیالوں سے جسکي بدولت قوم کي بہہ کمت ہو نکلنے کي ایک جو برابر جرأت ہو — جنکو چوبیس گھنٹے میں ایک منٹ بھي یہہ خیال ہوجاتا ہو کہ ہاے میري قوم کي کیا حالت ہی •

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیري

خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیري

کیا ہي قابل قدر و شکر گذاري مسلمانوں کا وہ سچا خیر خواہ ' سچا فلاح جو ہی جو قوم کي حالت زار پر آٹھہ آٹھہ آنسو روتا ہی اور رات دن اِس دھن میں ہی کہ کیونکر اپني بد نصیب ' ناہنجار قوم کو بھي عرش پر پہونچاوے — کیا ہي قابل قدر ہمارے وہ

نوجوان هموطن هیں جو دیس ۰ ملک ۰ گھر ۰ وطن ۰ والدین ۰ عزیز ۰ یار ۰ احباب چھوڑ کر لندن یونیورسٹیوں میں پڑھ رهے هیں اور عنقریب هماري قوم کي ترقي کے عمدہ خمور بننے والے هیں *

کیا هي قابل قدر و شکر گذاري همارا وہ معزز ۰ عالیدرجه ۰ پیارا هموطن † هی جو نه اخباروں میں آرٹیکل لکھتا هی اور نه ممبروں پر وعظ کهتا هی لیکن قوم پر ۰ وطن پر بنیے پر ۰ جان نثار هی — اپنے میں، پرائے میں ۰ یگانے میں ۰ بیگانے میں ۰ شهري میں ۰ دیهاتي میں ۰ شریف میں ۰ رزیل میں ۰ جنمیں ذرا بھي اوبھرلے ۰ هونهار هونے کا مادہ دیکھتا هی بیقرار هوجاتا هی اور اپني عزت ۰ اپني دولت کو بے اختیار أسکي بهبودي ۰ أسکي ترقي میں صرف کرتا هی - وہ اپنے فضل ۰ کمال ۰ عزت ۰ آنر ۰ بلند پائیگي ۰ عالي‌رتبتي کا سب سے بڑا یهي نتیجه سمجھتا هی که اپني جان بلب رسیدہ قوم کي کسیقدر بهبودي کا عملاً باعث هو — بڈھوں پر شفقت کرنے ۰جوانوں کو بقدر أنکي استعداد متعلق کرادینے بچوں کو تعلیم دلادینے سے رات دن حُب قومي کي دولتوں سے دامن بھر رهاهی اور ٹھیک وهي رسته چل رها هی جو دنیا میں بڑے بڑے انسان دوست چلے — أسکے تمام انعال و خیالات بزبان حال یهه آواز دے رهے هیں *

ما قصه سکندر و دارا نخوانده ایم
از من بجز حکایت مهرو وفا مپرس

جسرقت میں ایک معزز عالي دماغ بي اے بي ایل کے اسبات کو نه یهي وہ شخص هي " جو احسان کرتا هی اور پھر أسکو بھول جاتا هی " یاد کرتا هوں تو بے اختیار میرے دل سے یهه دعا نکلتي هی که ۰ اے خداے پاک تو اس عالیجاہ ذرہ نواز قبله و کعبه کو همارے سروں پر قیامت تک قایم رکھه کر أسکو أسکے تمام مقاصد و آرزو میں کامیاب کر اور همکو توفیق دے که أسکے ان بے مثل و خدا داد خوبیوں سے مستفید هوں — آمین *

راقم ——————
مسکین احسان الله ساکن قصبه
منڈارہ ضلع الهآباد

---

† یعني جناب مولوي سید فریدالدین احمد خانصاحب بهادر —

ریفارمر

دعوی تو سب کرتے هیں پر هوتا وهي هی جسکو خدا کرے — دنیا میں اکثر تین قسم کے انسان هیں جو اس مبتلاے بلا اور حیرت زدہ مخلوق یعني انسان کي مشکلوں اور ضرورتوں کے رفع کرنے اور اُسکو راہ پر لگانے کا دعوی کرتے هیں اور اسمیں کنچهہ شبهہ نهیں نہ یہہ تمام تبدیلیاں جو انسان کے خیالات ' افعال ' حرکات ' سکنات ' معاملات ' عبادات میں هوتي هیں اکثر انهیں کوششوں کي نتیجه هوتي هیں •

ایک تو وہ هوتا هی جس میں انسان کي اصلاح کا خلقتاً ایک مادہ هوتا هی اور جسکو قدرت خاص اسي لیئے گهڑتي هی — یہہ شخص اُسي قوم ' اُسي گروہ میں پیدا هوتا هی ' اُسي غدا ' اُسي هوا میں پرورش پاتا هی لیکن اِسکا دل ' اِسکا دماغ ' اِسکي طبیعت ' اسکي فطرت تمام قوم ' تمام دنیا سے الگ هوتي هی — اسکي گهڑت هي کنچهہ اور هوتي هی — اسکي فطرت کو انسانوں کي فطرت سے کنچهہ علاقہ هي نهیں هوتا — بن بتائے جانتا هی' بن سمجهائے سمجهتا هی — کهتا هی' مگر نہ اپنے دل سے — بولتا هی ' مگر نہ اپني زبان سے " و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحي یوحی " یهي وہ بات بتاسکتا هی جو ٹهیک هو — یهي وہ رستہ نکال سکتا هی جو اس گم کردہ راہ کو منزل مقصود پر پهونچادے — اِسي سے اس دو هاتهہ دو پاؤں والي مخلوق ' کي ساري مشکلیں آسان هوسکتي هیں — اسي سے اس مختلف الخیال ' مختلف المذاق ' مختلف الفهم ' مختلف العقل هستي کا کافي اطمینان هوسکتا هی — اِسي میں یہہ قدرت هوتي هی کہ راز فطرت ' راز نیچر ' کو ایسے طور پر سمجهاے کہ عالم ' جاهل ' فلاسفر ' نادان ' وحشي ' شهري ' دیهاتي ' قصباتي ' محلوں کا سونے والا ' کهنڈروں کا رهنے والا ' کرسیوں کا زیب دینے والا ' اونٹوں کا چرانے والا ' تمام دنیا سمجهہ سکے اور اُسپر عمل کرنے سے یکساں مستفید هو — اِسي میں یہہ طاقت هوتي هی کہ دلوں کا ' طبیعتوں کا ' سمجهہ کا ' خیالوں کا بالکل کایا پلٹ کردے — اِسیکا یہہ کام هوتا هی کہ طبیعت انساني کے هر حصہ میں جاے اور اس نرالي هستي کے لیئے (جو ماهیت میں گو یکساں کیوں نهو لیکن رنگ میں ' روپ میں ' شکل میں ' صورت میں' خیال میں ' مذاق میں ' دماغ میں ' دل میں' سمجهہ میں' بوجهہ میں ' گهڑت میں ' بناوٹ میں ' بالکل ایک دوسرے سے جدا هی) جوکنچهہ مناسب هو اُسکي تجویز کرے — اِسیکو یہہ آتا هی کہ اس هستي کو (جسکي نظر باوجود اس بلند نظري کے همیشہ ایک هي جانب رهتي هی' جب اوپر دیکهتا هی تو نیچے کي خبر نهیں اور جب نیچے دیکهتا هی تو اوپر کي نهیں جانتا . جب گذشتہ کا خیال کرتا هی تو موجودہ کو بهلا دیتا هی اور جب آیندہ کا تصور باندهتا هی تو گذشتہ سے آنکهہ بند کرلیتا هی) کامیابي کي سب سے عمدہ تدبیر بتائے — اِسیکا وہ قول هوتا هی جسکي تصدیق هردل کرتے

ھیں — اِسي کي وہ باتیں ھوتي ھیں جسکي سچائي کي شہادت ھر شجر ' حجر ' در و دیوار سے ملتي ھی بھي وہ بات کہتا ھی جو دنیا اور اِنسان کے نیچر کے بالکل مطابق ھوں - اِسي کي بات ایسي معني خیز ھوتي ھی کہ کتني ھي مختلف نگاھوں سے دیکھونے لیکن رھي ٹھیک اُترے - اسیکا شور ایک عالم کو جگا دیتا ھی - اِسیکا جبروت تمام عالم کے وطبایع پر قایم ھوتا ھی *

وہ بجلي کا کڑکا تھا یا صوت ھادي * زمیں جسنے ساري عرب کي ھلادي
نئي ایک لگن سارے دل میں لگا دي * بس اک آن میں سوتي بستي جگادي

یہي وہ ھوتا ھی جسکو دنیا میں بجز اصلاح کے اور کوئي کام نہیں ھوتا - یہي وہ ھوتا ھی جسکو مارو ' کاٹو ' لیکن ایک منٹ بھي اپنے کام سے باز نہیں رھنے کا — یہي بزبان حال یہہ پڑھتا ھی —

در پس آئینہ طوطي صفتم داشتہ اند * آنچہ اُستاد ازل گفت بگو می گویم

اُسي کو نبي یا پیغمبر کہتے ھیں *

دوسرے وہ ھوتا ھی جسکے دل میں ایک خاص روشني اس قسم کي ھوتي ھی جس سے وہ اس پہلے شخص کے تمام منشاؤں اور ارادوں کو سمجھ جاتا ھی اور دل سے یہہ چاھتا ھی کہ میري پیاري قوم پیارے ھادي کے مبارک ارادوں اور کوششوں سے کماحقہ کامیاب ھو — ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب اُن سچے اور روشن خیالوں میں جو اُس پیارے کے بدولت میسر ھوئے ھیں توھمات کي آمیزش ھو جاتي ھی اور باطل کي بھرمار سے حق چھپ جاتا ھی تو اِسي روشن ضمیر کا یہہ کام ھوتا ھی کہ حق کو باطل سے . جوھر کو عرض سے . سچ کو جھوٹ سے . کھوٹے کو کھرے سے جدا کرے - جب زمانہ بدل جاتا ھی اور تمدني اور ملکي اُمور میں ایک بڑا انقلاب ھوجاتا ھی تو اسي عالي دماغ میں یہہ قابلیت ھوتي ھی کہ اپني قوم کے لیئے ایک ایسي تجویز کرے جو زمانہ کے بھي مطابق ھو اور اُس پیارے کے حکموں کے بھي — جب علم و حکمت کي ترقي ھوجاتي ھی اور منشاے قدرت زیادہ واضح طور پر معلوم ھوجاتے ھیں تو اُنہیں لفظوں سے جنسے اونٹوں اور بکریوں کے چرانے والوں کي اصلاح کي گئي ھی اور جو بلاشبہہ دنیا اور انسان کي ھر حالت کے مناسب ھیں' اُس تعلیم یافتہ کا جو بغیر علم کے ایک تنکا بھي نہیں توڑتا ' کافي اطمینان کردینا اسي معني فہم کو آتا ھی - غلو و الحاد کے فتووں سے نڈرنا اور صحیح کو غلط سے جدا کرنے میں بے اختیار ھونا . مصنوعي بندشوں کا توڑنا اور ایک دنیا کے اختلاف کي پرواہ نہ کرنا اسي جوانمرد سے ھوسکتا ھی — گالیاں کھانا . صدمے سہنا اور اپني بدنصیب قوم کو اُسي ڈھرے پر لگانا جسپر اُس پیارے ھادي نے لگایا تھا اِسیکا کام ھی - ایذائیں اُٹھاني . تکلیفیں سہني اور پھر قوم پر نثار رھنا اِسي سے ھوسکتا ھی — وہ رنگ رنگنا جو اُس پیارے کو بھاتا تھا اِسیکو آتا ھی — اُس

چمن کی آبیاری جسکو اُن نازک ہاتھوں نے لگایا ہی اسی سے ہوسکتی ہی — اِسکو اس کہنے کا حق ہوتا ہی —

درکفی جام شریعت درکفی سندان عشق * ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

یہی ہی جسپر لوگ رشک کرتے ہیں اور وہ کہتا ہی —

این سعادت بزور بازو نیست * تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہی سچا رفارمر - یہی سچا مصلح کہلاتا ہی - ہادی عالم اور نیچر انسانی کے بڑے واعظ نے اسی کی شان میں فرمایا ہی " العلماء اُمتی کالانبیاء بنی اسرائیل " *

تیسرا وہ ہی جو نہ معنی سے غرض رکھتا ہی نہ مطلب سے صرف صورت اور ظاہر پرستی پر مرتا ہی — اُسکو نہ اسکی خبر ہوتی ہی کہ صداقت کیا چیز ہی اور وہ کہاں سے پیدا ہوتی ہی اور نہ اسکا علم کہ فطرت انسانی اور نیچر کا کیا مقتضا ہی — دنیا سے انسانوں سے اُس چھپے شعبدہ باز کا کیا منشا ہی - اِن بہانمتیوں سے اُسکا کیا نفع اُہی - یہہ بندشیں کیوں باندھی گئیں - اِن خیالات میں سے کتنے اُس بچارے کے ہیں اور کتنے زید - بکر - خالد عمر کے - جوہر - عرض - کہرتا - کہرا - مہتیا - کرواسب کا گڈمڈ کرنا اور ایک ایسا معجون بنانا جس سے دلوں کا ' طبیعتوں کا ' سمجہہ کا ' خیالوں کا ستیاناس ہوجاے اُسکا کام ہوتا ہی — رسم رواج کا - مصنوعی بندشوں کا مضبوط کرنا اور اُسپر تہہیں چڑھانا اُسکا منشا ہوتا ہی — وہ سمجہتا ہی کہ انسان کی کامیابی انسان کی بہبودی صرف اسی میں ہی نہ رسم - رواج - سوسئیٹی - خاندان کی بیڑیوں سے نہ نکلے اور جہاں تک ممکن ہو اُسی میں جکڑبند رہے — زمانہ کتنا ہی ترقی کرجاے لیکن وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ کہسکے — حقایق اشیا کا علم کتنا ہی بڑہ جاے لیکن وہ اپنی وہمی اور خیالی ہی باتوں پر غش رہے - دنیا آگے بڑہتی جاے اور وہ پیچہے ہٹتا جاے - انسانیت کا - سولزیشن کا - خدا کا - رسول کا کیسا ہی مقصد کیوں نہ فوت ہو لیکن اُس لکیر سے باہر قدم نہ نکالے جو باپ دادا نے اُسکے واسطے کہینچ دی ہو — آنکہہ بہی رکہتا ہو لیکن ندیکہے - کان بہی رکہتا ہو لیکن نہ سنے - دیکہتا ہو کہ دن ہی لیکن یہہ خبط ہو کہ شاید کہیں رات نہو - وحشی ہو - صورت مسنح ہوگئی ہو لیکن یہہ گمان ہو کہ غالباً یہی وہ حالت ہو جسکو اُس بڑے حکیم نے پسند کیا ہو — ناعاقبت اندیشیوں پر ہر طرح سے مرتا ہو — خدا کے اس صریح و مستحکم مقصد کے فوت کرنیمیں کہ مخلوقات عالم روز بروز ترقی کرتے جائیں ' اور اُسکی صنعتیں روز بروز زیادہ ظاہر ہوتی جائیں ' کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرتا ہو — اُسکی تمام کوششوں کا یہہ نتیجہ ہو کہ قوم جیسی جاہل ہی ویسی جاہل رہے جیسی اندھی ہی ویسی اندھی رہے - یہہ شخص اگرچہ کیسا ہی رفارمری کا دعوی کیوں نکرے لیکن حقیقت میں یہہ ایک ایسا نادان ہی جسکی برابر دنیا میں کوئی نادان نہیں — انسان کا ' دنیا کا

انسانیت کا ، ترقی کا ، عزت کا ، دولت کا ، تہذیب کا ، شایستگی کا ، خدا کا ، رسول کا اسکی برابر واقع میں کوئی دشمن نہیں — کچھہ شبہہ نہیں —

خیالات نادان خلوت نشین ＊ بهم برکند عاقبت کفر و دین

یہی وہ شخص ہی جو سوسئیٹی کے تمام شامت اعمال میں قابل گرفت ہی - یہی وہ شخص ہی جو قوم کی جہالت کے تمام بدنتیجوں کا جوابدہ ہی ＊

کسی قوم کسی گروہ کے لیئے کیسا ہی ڈھکوسلے گھڑنے والا ، کیسا ہی بیڑیاں ڈالنے والا ، کیسا ہی دنیا چھوڑانے والا ، کیسا ہی افلاس کا تمغہ دلانے والا ، کیسا ہی قواء انسانی کا برباد کرانے والا ، کیسا ہی عقلی باتوں کا مٹانے والا رفارمر کیوں نہ درکار ہو لیکن اُس قوم اُس مذہب کے لیئے] جسکی بنا بالکل عقل و حکمت پر ہو اور جسکا بانی پکار کر یہہ کہتا ہو " † و من یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیرا " — جسنے نہ دنیا کے عجائبات کو ، نہ انسانی ڈھکوسلوں کو ، بلکہ صرف نیچر ہی کو ، فطرت ہی کو ، واقع کو ، حقیقت ہی کو دین ٹھرایا ہو اور علانیہ یہہ کہہ رہا ہو " ‡ فاقم وجھک للدین حنیفا فطرة الله التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق الله ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون " جسکے فیضان عام سے بجز مشرک کے اَور کوئی بھی مستثنیٰ نہوا ہو — جسکی رحمت میں یہہ عجیب غریب وسعت ہو کہ نہ گورے پر بند ہو نہ کالے پر ، نہ عیسائی پر نہ موسائی پر . نہ ہندی پر نہ عجمی پر اور برملا یہہ کہدیا ہو " § من اسلم وجھه لله و ھو محسن فله اجره عند ربه ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون " — جو یہہ کہکر " ‖ لایکلف الله نفساً الاوسعھا " اُتنے ہی کا طلبگار ہو جتنا فطرت میں رکھا ہو — جو یہہ فرما کر " ¶ وله اسلم من فی السموات و الارض طوعا وکرھا والیه ترجعون " صورت سے . ظاہر سے قطعاً نظر اُٹھاکر بالکل معنی ہی کو . حقیقت ہی کو دیکھا ہو - جسنے اس پتلے کو نہایت ہی محبت و پیار کی نگاہوں سے دیکھکر ذرہ برابر بھی اسکی تکلیفوں کا روا دار نہو اور صاف یہہ کہدیا ہو

---

† جسکو حکمت دی گئی اُس کو بہت نیکی دی گئی -

‡ سیدھا کر اپنا منہہ خالص کردین الله کے لیئے وہ دین جسپر انسان پیدا کیئے گئے یعنی (نیچر) خدا کی پیدایش میں یعنی (نیچر) کے قاعدے میں کچھہ تبدیل نہیں ہی — یہی مضبوط مستحکم دین ہی ولیکن اکثر آدمی نہیں جانتے -

§ جس نے اپنی ذات کو خدا کے لیئے فرماں بردار کیا پس خدا اُسکے اجر کا ذمہ دار ہی اور اُس کو خوف اور غم نہیں ہی -

‖ الله کسیکو اُس کی بساط سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا -

¶ وہ تمام چیزیں جو آسمان و زمین میں ہیں طوعاً یا کرھاً (بلحاظ فطرت) خدا ہی کی فرماں برداری کرتی ہیں اور اُسی کیطرف راجع ہیں -

† ان اللہ یریدبکم الیسر ولا یریدبکم العسر " ‡ ماجعل علیکم فی الدین من حرج " جسنے صرف اس نہنے ہي پر بس نکیا ھو بلکہ یہہ فرما کر " § لارھبانیت فی الاسلام " اس ھستي کو اپني تمام جایز خوشیوں اور اُمنگوں سے مستفید و نہال ھونیکي تاکید بہي کي ھو – جسکا پیارا رھنما نہ ھر بات میں اپني ھي مداخلت چاھتا ھو اور نہ ھر کام میں اپنا ھي دخل بلکہ دنیا اور انسان کے نیچر پر بخوبي غور کرکے صاف صاف یہہ کہہ رھا ھو " ‖ ما اتاکم من امر دینکم فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہو وما امرتکم برای فانا بشر مثلکم " – جسکا پیارا باني نہ جنت بیچتا ھو نہ بہشت کي دوکان رکہے ھو بلکہ نہایت عجز سے مگر اُمید بہرے ھوئے دل سے علانیہ یہي پکار رھا ھو " ¶ لااعلم مایفعل بي ولا بکم " – جسنے اُکلدانیاں کے ایک جوان کا قصہ بتاکر جو اُس اندیکہے ' کي تلاش میں پہلے چاند پر رکا اور پہر سورج پر اور جب دونوں کو ڈوبتے دیکہا تو چونکا اور بول اُٹہا " ● اني وجہت وجہي للذي فطرالسموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین " یہہ چاھا ھو کہ ھم مصنوعات ھي سے اُس ' چہپے ' کا ' بازیگریوں ھي سے اُس بازیگر کا سراغ لگائیں — جس کا پیارا خدا اپنا یوں پتہ دے " ھم تو وھي ھیں جو زمین سے اناج ، پہل ، پہول ، سبزہ اُگاتے ھیں — ھم تو وھي ھیں جو بیجوں کو ، گٹہلیوں کو توڑکر ھري ڈہلي نکالتے ھیں — ھم تو وھي ھیں جو پاني برساتے ھیں – ھم تو وھي ھیں جو ھوا چلاتے ھیں] تو ایک ایسے ھي رفارمر کي ضرورت ھی جو اُس خاص و آزاد روشني سے کماحقہ بہرہ یاب ھو اور اِن تمام باتوں کو جو جامع راز فطرت ھیں اور دیکہنے ، بہالنے ، سوچنے ، سمجہنے والے کے لیئے کافي سبق ھیں بخوبي سمجہہ سکے – اُس قوم کے لیئے تو ایک ایسے ھي رفارمر کي حاجت ھی جو اُس پیارے کي (جس کي بدولت یہہ نعمتیں میسر ھوئیں) نہ صرف ایک ھي ادا کا بلکہ ساري اداؤں کا دیوانہ ھو — جہاں اُس کي ظاھري سختیوں پر نظر کرے وھاں اُس کي اُس شفقت پر بہي لحاظ رکہے جس سے اُس کا نوراني دل مالا مال تہا – جہاں اس کي نظیریں ڈہونڈے کہ کیا کیا قیود قایم کرنے گئے وھاں

---

† خدا تمکو خوش رکہا چاھتا ھی اور تکلیف نہیں دیا چاھتا –

‡ دین میں خدانے کوئي تنگي نہیں کي –

§ اسلام میں جوگي پن نہیں ھی –

‖ دین کے امور میں میں جس بات کے لیئے کہوں اُس کو اختیار کرو اور جس بات سے منع کروں اُس کو چہوڑدو اور جب میں اپني راے سے کوئي بات کہوں تو میں محض مثل تمہارے ایک انسان ھوں –

¶ میں نہیں جانتا کہ میں کیا اپنے لیئے کرتا ھوں اور کیا تمہارے لیئے –

● میںنے اپنے منہہ کو اُس کي طرف متوجہہ کیا جس نے آسمان اور زمین پیدا کیا اور میں مشرکوں سے نہیں ھوں –

یهه بهي دیکه لے که وه آزادي پر بهي کتنا مرتا تها — نه صرف یهي دیکهے که اُسکے وقت میں قوم کي کیا حالت تهي بلکه یهه بهي که قوم کا کس حالت میں هونا اُسکي مبارک خواهش کا منشا تها اور قوم کي وه کونسي حالت هی جو اُسکي آنکهوں کو نور اور سینے کو سرور دیسکتي هی — پیارا هادي ' پیارا رهنما ' اپني بنائي چمن سے کس بهار کا متوقع تها . اپنے لگائے پودں سے کس قسم کا پهل چاهتا تها — اُسکي رفارمر کو تو ضرور هی نه دیکهے' بهالے' سوچے' سمجهے' اور وهي راه چلانے جو اُس پیارے نے چلایا تها — اُسکو تو نه بهت سے قیود قایم کرنا چاهیئے اور نه بهت سے ڈهکوسلے گهڑنا — اُسکي رفار مري اُسکي اصلاح کا تو صرف یهي مقصد هونا چاهیئے که پورب سے . پچهم سے . اُوتر سے . دکهن سے کهیں سے آئے مگر وهیں پهونچے جهاں پهونچنا اُس پیارے کا مقصود تها — سرخ . زرد . سپید . سیاه کوئي رنگ هو مگر اُسي رنگ میں ڈوبا هو جو اُسکودل سے بهاتا تها — عربي . فارسي . هندي . انگریزي کوئي زبان هو مگر وهي ترانه هو — نوکري چاکري . کهیتي باري . تجارت . مزدوري کوئي کام هو مگر وهي دُهن هو — یار . احباب . دوست . جلسه . کوئي حالت هو مگر وهي خیال هو — جهونپڑا . ویرانه . کوٹهي . محل کوئي مقام هو مگر وهي دل هو — جاکٹ . پتلون . چُهري . کانٹا کوئي چیز هو مگر وهي طبیعت — تجرد . تعلق . آزادي . قید کوئي حالت هو مگر وهي بات —

در عمل کوش وهرچه خواهي پوش • تاج برسر نه و علم بر دوش
اے درونت برهنه از تقوی • کز بروں جامه ریا داري
تاچه خواهي خریدن اے مغرور • روز در ماندگي بسیم دغل

اُس گڑهے سے جسمیں بدنصیب قوم گري هی نه نکلنے دینا . انسان کے عضو عضو ' رگ رگ کو جکڑبند کردینا . علوم کي روشني نه پهونچنے دینا . خیالي دوزخ هاتهوں میں لیکر تحقیق حق کي تمام جرأتیں چهین لینا . مریدوں کے حلقے میں بیٹهکر انا و لاغیري کا دم مارنا . دوچار پهبتیاں کهکر واه واه کي آواز سے دلخوش کرلینا " الدنیا سجن المومنین کا وعظ کهکر بدنصیب قوم کے افلاس کا روز بروز ترقي دینا . خیالي خوشي اور خیالي نیکي میں مست هوکر وجد کرنا . بهشت کو اپنے باپ دادوں کا ترکه سمجهکر ناهنجاریوں میں دلیر هوجانا . رسم و رواج و غلط خیال کے طرفدار هوکر عوام کالانعام کي تعریفوں سے جهولي بهرنا . اُس روشنضمیر کو جسکے دلکي آنکهیں خدانے کهولدي هوں دیوانه اور مجنون کهدینا . تعصب اور خود بیني کا پرده آنکهوں پر ڈالکر کسي کے کمال اور قابلیت کا تسلیم نکرنا اور ضمناً خدا کي داد اور فیض سے انکار کرنا . یهه کهنا که هم اُسکي باتیں مانیں (گو وه کیسا هي سچ کیوں نهو) اور کسي کے مشابه هونا نهایت آسان هی اور هرایک انسان سے هوسکتا هی لیکن اُس بدنصیب قوم کو اُس گڑهے سے جسمیں وه گري هي نکالنا اور مرهم پٹي سے

اسکے زخموں کا درست کرنا اسی قوي دست اور دردمند کا کام هی جو خاص اسي غرض سے اس بدنصیب قوم میں پیدا کیا جاتا هی — بہت سي باتیں بنانی . بہت سے ڈھکوسلے گھڑنا نہایت سہل هی اورقریباً هرانسان کو آتا هی لیکن اسوقت جب دنیا میں انقلاب عظیم هوگیا هو اور آب . هوا . غذا . مزاج . طبیعت . ضرورت . احتیاج . تمنائیں . آرزوئیں . خوشیاں . صدمے . خیالات . تصورات . تمام مادي و خیالي چیزیں بدل گئی هوں . علوم کي روشني تمام دنیا میں پھیل گئی هو ' وه نسخه لکھنا جو زمانه . وقت . قوم کے بھي مناسب هو اور روح کے اس بڑے طبیب کے حکموں کے بھي . اسیکا کام هی جسکو اسي پیارے . اسي لاڈلے کے اندروني فیض کا کچھه سہارا هو — رسم و رواج کي طرفداري . باپ دادا کے دستوروں کی حمایت هرانسان کو آتي هی لیکن رازفطرت . کا اس پیارے کے مقصدوں کا سمجھنا اور پھر عملي طور پر اپني قوم میں پھیلانا . جو نایقه قوم کي صرف زبان هي پر هو اسکا حلق سے نیچے اوتارنا جوهر کو عرض سے . صحیح کو غلط سے جدا کرنا . اسي سے ممکن هی جسکا علم نه مدرسه سے نکلا هو نه خانقاه سے بلکه اسي روشني کے ایک ذرة برابر عکس سے جسنے موجودات سے . محسوسات سے . ممیزات سے . مخصوصات سے تمام سے قطع نظر کراکر بیاختیار یهه کہلادیا " اني وجهت وجهي للذي فطرالسموات والارض حنیفاً وما آنامن المشرکین " — زید کي ' بکر کي ' خالد کي ' عمر کي ' هر کوئي راه چلا سکتا هی لیکن اس امي کے اس بني سعد کي بکریاں چرانے والے کي (دل و جانم فدائے نامش باد) راه چلنا اسي شخص کا کام هی جو خاص اسي غرض سے بنایا گیا هو —

نه هرکه چهره برافروخت دلبري داند * نه هرکه آئینه سازد سکندري داند

نه هرکه طرف کله کج نهاد و تند نشست * کلاه داري و آئین سروري داند

هم ' تم ' وه ' وے ' دعوی تو سب کرتے هیں پر [نه اپني محنت سے اور نه اپني مغفت سے بلکه محض خدا کي دین سے] یهه تو کچھه اسي کو آتا هی جس کو صدمے پهونچاتے هو ' جس پر پھبتیاں کہتے هو ' جس کو وحشي بتاتے هو ' جس کو دیوانه کہتے هو ' وقالوا ان هذا لمجنون *

راقم ——

مسکین احسان الله ساکن قصبه

منگلور ضلع الهآباد

ترکیب بند حالي بر مدرسة العلوم

جهت پٹنے سے وقت گھر سے ایک مٹي کا دیا * ایک بڑھیا نے سر رہ لاکے روشن کردیا
تاکہ رہ گیر اور پردیسي کہیں ٹھوکر نہ کھائیں * راہ سے آساں گذر جائے ہر ایک چھوٹا بڑا
یہہ دیا بہتر ہی اُن جھاڑوں سے اور اُس لمپ سے * روشني محلوں کے اندر ہي رہے جنکي سدا
گر نکل کر ایک ذرا محلوں سے باہر دیکھئے * ہی اندھیرا گھپ در و دیوار پر چھایا ہوا

سرخ رو دریا میں وہ حاجت روا مینار ہیں
روشني سے جنکے ملاحوں کے بیڑے پار ہیں

ہمنے اُن عالي بناؤں سے کیا اکثر سوال * آشکارا جن سے اُن کے بانیوں کا ہی جلال
شان و شوکت کي تمہاري دھوم ہی آفاق میں * دور سے آ آ کے تمکو دیکھتے ہیں باکمال
قوم کو اس شان و شوکت سے تمہاري کیا ملا * دو جواب اس کا اگر رکھتے ہو یاراے مقال
سرنگوں ہوکر وہ سب بولیں زبان حال سے * " ہوسکا ہم سے نہ کچھہ الانفعال الانفعال

بانیوں نے تھا بنایا اس لیئے گویا ہمیں
ہمکو جب دیکھیں خلف اسلاف کو رویا کریں

شوق سے اس نے بنایا مقبرہ ایک شان دار * اور چھوڑا اُس نے ایک ایوان عالي یادگار
ایک نے دنیا کے پودے باغ میں اپنے لگائے * ایک نے چھوڑے دفینے سیم و زر کے بے شمار
اک محب قوم نے اپنے مبارک ہاتھہ سے * قوم کي تعلیم کي بنیاد ڈالي استوار
ہوگي عالم میں کہو سرسبز یہہ پچھلي مراد ؟ * یا وہ اگلوں کي اُمیدیں لائینگي کچھہ برگ و بار ؟

چشمہ سر جیون ہی جو بہتا رہیگا یہاں وہي
سب اوتر جائینگي چڑھکر ندیاں برسات کي

دور سے اُمید نے جھلکي سي ایک دکھلائي ہی * ایک کشتي ڈوبتے بیڑے کو لینے آئي ہی
قوم کے پیرو جواں سب ہوگئے اتھے مردہ دل * دردمندي جوش میں چند اہل دل کولائي ہی
پاؤگے تاریخ میں ہرگز نہ تم اُسکي مثال * سلطنت نے قوم اکي جو یہاں مدد فرمائي ہی
غیر قوموں نے بھي کي ہی شرط ہمدردي ادا * یہہ ہوا چلتي ہوا تک کو بھي دل سے بھائي ہی

آؤ ہم بھي اے عزیزو مغتنم سمجھیں اسے
اک ضروري کام اپنا کم سے کم سمجھیں اسے

یہہ مبارک گھر نزول خیر و برکت ہی جہاں * جسکي پیشاني سے ظاہر ہیں سعادت کے نشاں
یہہ نہال تازہ جسکو اک زمین شور میں * خرم و سرسبز کرنا چاہتے ہیں باغباں
یہہ مسیحائي علاج اُس درد بے درمان کا * لا دوا ٹھہرا چکے جسکو اطباے زماں
یہہ نمونہ اُس عزیز مصر کا جسنے ستم * جنکے ہاتھوں سے سہے تھے قحط سے اُنکو اماں

عہد و پیماں اے عزیزو تم سے کچھہ لینے کو ھی
قوم کو پھر برکتیں بے انتہا دینے کو ھی

قوم اگر سمجھے تو ھیں میں قوم کا حاجت روا * آرہی ھی اس مکاں کے گوشہ گوشہ سے صدا
ھیر اصل کیمیا کچھہ ھی تو میں ھوں کیمیا * ھی کوئی اکسیر دنیا میں تو ھوں اکسیر میں
چھوڑ دیتا جستجوئے چشمۂ آب بقا * ھاتھہ آ جاتا سکندر کو اگر میرا سراغ
ایک دانہ سے ھوں خوشے جسطرح بے انتہا * میری جو حامی ھیں اُنکی یوں پھلینگی کوششیں

ھی عبث گر قوم نے بے وقت پہچانا مجھے
برکتیں اُن پر جنھوں نے وقت پر جانا مجھے

یا جنھیں جاگیر و منصب پر ھی ناز بیکراں * اُنسے کہدو قوم میں ھیں جوکہ عالی خاندان
منصب و جاگیر ھیں سب کوئی دن کے میہماں * کیا لئے بیٹھے ھو فخر منصب و جاگیر کو
تنگ ھی آج اُنکی نسلوں پر زمین و آسماں * تم نہیں رتبہ میں بڑھکر تغلق و تیمور سے
ورنہ وار اپنا کریگی گردش دور زماں * چھوڑ جاؤ واسطے اولاد کے کوئی میر

آؤ باندھو عہد مجھہ سے اور میرا ساتھہ دو
میرا سودا نقد ھی اس ھاتھہ دو اس ھاتھہ لو

میں تمھیں دیکھونگا جب گرتا ھوا لونگا سنبھال * میں تمھیں پستی سے پہنچاؤنگا تا اوج کمال
میں سوجھاؤنگا زمانہ کی تمھیں سب چال ڈھال * میں بناؤنگا تمھارے کام سب بگڑے ھوئے
میں سدا کرتا رھونگا اُنکی نسلوں کو نہال * جو کرینگے آج میرے دست و بازو سے مدد
لوگ دار الکفر سمجھیں مجھکو یا دار الظلال * قوم کا حامی ھوں اور اسلام کا یاور ھوں میں

میں دکھا دونگا جو دشمن تھے میرے نام کے
تھے حقیقت میں وہ دشمن قوم اور اسلام کے

سلطنت کا معتمد بننا بتاؤنگا تمھیں * ملک میں عزت سے رھنا میں سکھاؤنگا تمھیں
بڑھ سکوگے جسقدر اُتنا بڑھاؤنگا تمھیں * قابلیت تم میں بڑھنے کی ھی دیکھوں کسقدر
دفعتاً جب خواب غفلت سے جگاؤنگا تمھیں * تب یہہ سمجھوگے کہ ھم سوتے تھے کب کے بیخبر
پھر مخاطب " خیر امۃ " کا بناؤنگا تمھیں * یاد ھوگا تمکو وہ کھویا ھوا اپنا خطاب

مجکھو دیکھو گر میرے دعووں میں ھو کچھہ اشتباہ
روز روشن آپ اپنی روشنی پر ھی گواہ

ھی ھمارے بخت و دولت کی عناں اب تیرے ھاتھہ * بارک اللہ اے ریاض علم اے عین الحیات
چار سو کالی گھٹا چھائی ھی اور کالی ھی رات * ھو تو ھو روشنی تیری دلیل کارواں
جسطرح دین حنیفی سے مٹے لات و منات * قوم سے تو بھی یونہیں جہل اور تعصب کو مٹا
چھوڑ جائینگے رھی کچھہ باقیات الصالحات * چھوڑ جائینگے جہاں میں جو کہ تجھہ جیسے نشاں

ایک باہمت جماعت جب سے تیرے ساتھہ ھی
ھم سمجھتے ھیں تیرے سر پر خدا کا ھاتھہ ھی

تو سدا آباد رہ اے قوم کے اُمید گاہ * اے یگانوں اور بیگانوں کے یکساں خیر خواہ
دیکھتے ھیں غیر حیرت اور تعجب سے تجھے * قوم نے اب بھی اگر سمجھانہ تجھکو آہ آہ
اپنے حامی آپ پیدا کر کہ کوہ سر بلند * اپنی پونچی سے ھی آپ اپنے لوئے پشت و پناہ
خیر کی اُمید رکھنی ھی عبث اُسقوم سے * آپ کو جسنی کیا ھو اپنے ھاتھوں سے تباہ

چارۂ آخر کچھہ نہیں حالی بجز صبر و سکون
کر دعا اب اھد قومي انهم لا يعلمون

راقـــــــــــم

خاکسار الطاف حسین حالی از دھلی

دعوت

ھاتھہ کوئیں اگر اس مضمون کے پیرایہ میں چھری کانٹے یا میز کرسی کی طرف اشارہ بھی مقصود ھو یہہ تو ایسی چیزیں ھیں جو ھر ایک شخص کی آنکھہ کے سامنے ھیں اور اُسکی برائی یا بھلائی مشاھدہ سے متعلق ھی اور ایک بدیہی امر ھی پس جو لوگ کسی فعل کی بھلائی یا برائی کے لحاظ سے اُس فعل کے اختیار یا ترک کرنے کی جرأت رکھتے ھیں اور جو ملکی یا قومی رسم و رواج کو اپنی مردانہ ھمت کے مقابلہ میں کوئی مضبوط روک خیال نہیں کرتے جن کے قدم ترقی کی طرف بڑہ گئے ھیں وہ خود ان اُمور کا فیصلہ اچھی طرح کرسکتے ھیں *

میرا مطلب اسوقت صرف اُن قابل اصلاح دستوروں پر توجہہ دلانے کا ھی جنکو ھندوستان کے مسلمان شریف خاندانوں میں رسم و رواج کے طور سے دعوت کے جلسوں میں برتا جاتا ھی — میرے اس مضمون کا میزبان نہ کوئی ایسا شخص ھی جس کے ذاتی بخل یا کنجوسی کی مجھکو شکایت ھی نہ میں اس مضمون میں کسی اوچھی طبیعت کے مہمان کا شاکی ھوں میں نے اپنے میزبان کو ایک فیاض طبع میزبان اور اپنے مہمان کو ایک مستغني المزاج مہمان فرض کیا ھی اور اُس کے بعد اُن کارروائیوں کی نسبت بحث کی ھی جو ایسی شریفانہ طبیعت والے انسانوں سے صرف رسم و رواج کی وجہہ سے سرزد ھوتی ھیں وہ مذموم دستورات جن سے اس مضمون میں بحث ھی وہ نئی تہذیب اور پرانی تہذیب کے جھگڑوں سے کچھہ تعلق نہیں رکھتے وہ پرانے زمانہ کی روشنی میں بھی بشرطیکہ رسم و رواج کی دھندلی عینک سے اُن کو نہ دیکھا جاوے ویسے ھی بد نما معلوم ھوتے ھیں جیسے نئی روشنی میں پس میں اپنی ان چند سطروں پر

جیسی نئی روشنی والوں کی توجہہ کی اُمید رکھہ سکتا ہوں ویسا ہی اُن بزرگواروں کی طرف سے بھی جو پرانی روشنی کے لوگ کہلاتے ہیں *

جن مکروہ رسموں کی نسبت میں نے اس مضمون میں اشارہ کیا ہی وہ وہ ہیں جن کا مجھکو اب تک ذاتی علم ہوا ہی یہہ تمام رسمیں اس ملک کے مختلف حصوں میں مختلف طور سے جاری ہیں کوئی رسم ایک حصہ ملک میں ہی اور دوسرے میں نہیں ہی کسی کا وجود ایک ہی حصہ ملک کے قصبات میں پایا جاتا ہی اور بڑے بڑے شہر اُس سے مستثنی ہیں کوئی رسم بڑے بڑے شہروں میں ہی اور قصبات میں نہیں ہی کسی رسم کا رواج کسی خاص قوم یا فرقہ میں ہی اور اور قوم یا فرقوں میں وہ رائج نہیں ہی غرض کہ جن جن رسموں اور دستوروں کا بیان اس مضمون میں ہوگا ضرور نہیں ہی کہ وہ ہر ایک جگہہ اور ہر ایک فرقہ سے یکساں متعلق ہوں اور یہہ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ہر ایک مروجہ دستور کا ذکر کرتے وقت اُن مقامات کو بھی نشان دوں جہاں وہ دستور رائج ہیں *

ہرایک عام بحث میں کچھہ صورتیں اور حالتیں ہمیشہ مستثنی ہوتی ہیں اسی طرح ہمارے اس مضمون میں بھی اُن میزبانوں اور مہمانوں کی خاص خاص کارروائیاں عام قواعد کی پابندی سے ہمیشہ مستثنی سمجھہ لینی چاہیئیں جن کے باہم نہایت اعلی درجہ پر یگانگت اور بے تکلفی ہو اور اُس باہمی اتحاد کی وجہہ سے میزبان اور مہمان کی کوئی امتیاز باقی نہ رہتی ہو *

اب میں اُن خراب دستوروں کا ذکر شروع کرتا ہوں جو دعوتوں سے متعلق ہیں *

دعوت کے وقت کے تعین میں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہماری ہر ایک تقریب اور جلسوں کے تعین اوقات میں اس قدر سخت ابتری ہی کہ العظمت للہ دعوت کے رقعوں میں جو وقت مقرر کیا جاتا ہی کوئی مہمان ٹھیک اُس وقت پر نہیں آتا اور اگر کسی نئی روشنی والے نے اپنے میزبان کی تحریر کا ادب کیا اور ٹھیک وقت پر پہونچ گیا تو اور بزرگواروں کے انتظار میں اُس کو اپنا اس قدر وقت کھونا پڑتا ہی اور اس قدر کوفت وہ برداشت کرتا ہی کہ دعوت کا سب لطف خاک میں مل جاتاہی اور اگر میزبان کے ہاں بھی اُسی وقت پر سب اہتمام ہوگیا ہی تو اب کھانا جدا مٹی ہورہا ہی علاوہ اس کے ہم یہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ وقت پر آگئے ہیں اور اب اُن کو دوسروں کے انتظار میں سوکھنا پڑتا ہی وہ اُنکی ایک علانیہ توہین ہی پھر اُس وقت میزبان کی روح پر جو صدمہ ہوتا ہی وہ قلم سے ادا ہونے کے قابل نہیں ہی ہر ایک شخص کا دل ہی اُس کو خوب جانتا ہی *

یہہ تو مہمان صاحبوں کي کارروائي کا ذکر تھا اب میزبان صاحبوں کا حال سنئے اُن کي کارروائي بھي بعض اوقات اُنھیں مہمانوں کي سي کارروئي ہوتي ہی اگر دن کي دعوت ہی تو رقعہ میں دس بجے کا وقت لکھا گیا لیکن گیارہ بج گئے اور کھانا ندارد ہی بارہ کا گجر بجا اور یہاں ابھي ہاتھہ تک نہیں دھلائے گئے ایک ایک بجے اور دو دو بجے تک خدا خدا کرکے کہیں نجات ملتي ہی اگر شب کي دعوت ہی تو رقعہ میں حسب معمول تحریر ہی کہ بعد نماز مغرب قدم رنجہ فرمائیے لیکن ہماں آش در کاسہ دس دس گیارہ گیارہ بجے کہیں چھٹکارہ ہوتا ہی مہمان جو بلائے گئے ہیں اُن میں کوئي ہی جو اول وقت کھانا کھانے کا عادي ہی اور کوئي ہی جو اول وقت سوجاتا ہی بعض لوگوں کو اتني دیر تک مقید بیٹھے رہنے کي عادت نہیں ہی — پھر جو تکلیفیں ان لوگوں کو انتظار کي حالت میں گذرتي ہیں اُن کو اُنھیں کا دل جانتا ہوگا — اب کیا کوئي شخص کہہ سکتا ہی کہ ایسي دعوتوں سے میزبان اور مہمان خوش ہوسکتے ہیں کیا ایسي کارروائیوں سے باہم محبت بڑھتي ہی ہرگز نہیں •

بعض جگہہ یہہ دستور ہی کہ کسي نے دعوت کي ہی اور ٹھیک وقت سے بھي اپنے مہمانوں کو اطلاع دیدي ہی لیکن جب تک دوبارہ کوئي رقعہ یا آدمي عین وقت پر میزبان کي طرف سے مہمانوں کے بلانے کے واسطے نہیں آتا تب تک میزبان کے یہاں جانے میں اپني کسر شان سمجھتے ہیں جو محض ایک بیہودہ رسم اور لغو رواج ہی •

کبھي کبھي میزبانوں کا یہہ برتاؤ پایا جاتا ہی کہ وہ باصرار اپنے دوستوں کي دعوت کرتے ہیں (جنکو میں عزیز مہمان کہنے میں تامل کروں گا) اور خود شریک طعام نہیں ہوتے کبھي یہہ عذر ہوتا ہی کہ طبیعت اچھي نہیں ہی اور کبھي یہہ کہکر معافي چاہتے ہیں کہ ابھي میرے کھانے کا وقت نہیں آیا ہی مگر یہہ دونوں عذر نہایت لغو ہوتے ہیں اگر اُنکي ایسي حالت نہیں ہوتي کہ وہ اپنے مہمانوں کے ساتھہ شریک ہوسکیں تو اُن کو کسي بھلے آدمي کا اپنے یہاں کھانے پر بلانا ہي کچھہ ضرور نہیں ہی اُن کي مثال ایسي حالت میں ایک بیمار کي سي ہوگي جس سے کوئي دعوت نہ کرنے کي شکایت نہ کریگا •

پھر یہہ مذموم طریقہ اُس وقت اور بھي زیادہ نفرت کے قابل اور نا قابل عفو ہوجاتا ہی جب کہ میزبان کي وہ علیحدگي مہمان کے ساتھہ کسي طبعي نفرت یا کسي خارجي مصلحت نہ کسي مذہبي مجبوري پر مبني ہوتي ہی ہم اپنے ایک ہندو دوست کے یہاں جو اپني مذہبي مجبوري سے ہمارے ساتھہ دسترخوان پر شریک نہیں ہوسکتا نہایت خوشي اور پوري مسرت کے ساتھہ مہمان کے طور پر بغیر اُس کي شرکت کے کھانا کھاسکتے ہیں لیکن ایک مسلمان یا ایک اہل کتاب کے یہاں جہاں کوئي مذہبي مجبوري میزبان کو ہمارے ساتھہ شریک طعام ہونے میں نہیں ہی اسطرح پر ایک لقمہ بھي ہمارے حلق

سے نہیں اُتر سکتا اور اسی طرح جب کہ ہم ایسے لوگوں کے میزبان ہوں جنکے ساتھہ کہانا کہانے میں ہمکو یا ہمارے ساتھہ کہانا کہانے میں ہمارے مہمان کو کوئی مذہبی مجبوری نہیں ہی تو ضرور ہی کہ ہم بہی اُسی اُصول کا خیال رکہیں جیسا کہا گیا ہی کہ اُنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں هم مپسند — میرے بعض ایسے مسلمان دوستوں نے جن کو میں جانتا تہا کہ یہہ انگریزوں کے ساتھہ کہانا کہانے میں (گو کہ کسی وجہہ سے ہو) تامل کرتے ہیں جب کبہی مجھہ سے یہہ مشورہ کیا کہ ہم اپنے فلاں انگریز دوست کی دعوت کرنا چاہتے ہیں تو میں نے اُن کو یہی صلاح دی کہ اگر تم اُن کے ساتھہ کہانا کہانے میں تامل کرتے ہو تو اس خیال ہی سے درگذر کرو *

دعوت کی ایک اَور قسم بہی دیکہنے میں آئی ہی کہ مدعو کے واسطے کہانا اُن کے دولت خانہ یا فرودگاہ ہی پر بہیجدیا جاتا ہی اور یہہ سمجھہ لیا جاتا ہی کہ دعوت ادا ہوگئی یہہ طریقہ اور مذکورہ بالا طریقہ قریب قریب یکساں کے ہی اور بجز اس کے کہ داعی ایک ایسا شخص ہو جو مذہبی مجبوری سے اپنے مدعو کے ساتھہ شریک طعام نہیں ہوسکتا باقی ہرایک حالت میں یہہ طریقہ بہی اُسی طرح نفرت کے قابل ہی جسطرح وہ پہلا طریقہ یہہ طریقہ اکثر اُسوقت برتا جاتا ہی جبکہ داعی اپنے نزدیک یہہ تسلیم کرلیتا ہی کہ مدعو کومیرے مکان تک آنے میں بہت زیادہ تکلیف ہوگی یا کہ مدعو کا رتبہ استقدر مجھہ سے اعلی ہی کہ میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمانا اُن کی شان کے برخلاف ہی لیکن اگر مدعو کو داعی کے یہاں آنے میں بہت زیادہ تکلیف کا احتمال ہی یا دونوں کے رتبہ اور مرتبہ میں در حقیقت اُس قسم کا فرق ہی تو اُس حالت میں داعی کو دعوت کا خیال کرنا ہی بے موقع ہی *

بعض جگہہ یہہ دستور ہی کہ میزبان نے کوئی دعوت کی ہی اور اُس میں اپنے کسی عزیز یا دوست کو مدعو کیا ہی تو اب یہہ عزیز مہمان مجاز ہیں کہ اپنے ساتھہ اپنے بیٹوں اور بہانجوں اور بہتیجوں کو یا اَور اپنے کسی دوست کو یا مصاحب کو اپنے ساتھہ لے جاتے ہیں جن کی تعداد کا اندازہ میزبان کو پہلے سے کچھہ نہیں معلوم ہوتا اور یہہ ایک ایسی ناقص کارروائی ہی کہ علاوہ ایک معیوب اور مذموم ہونے کے کسی انتظام کو درست نہیں ہونے دیتی نہ کہانے کی تعداد اطمینان کے لایق مقرر کی جا سکتی ہی نہ کہانا کہانے کی جگہہ نہ دسترخوان کی ترتیب ٹہیک ہو سکتی ہی غرض انہیں مجبوریوں کی وجہہ سے یہہ ایک عام قاعدہ قرار دیا گیا ہی کہ اگر دس آدمیوں کی دعوت کی جاتی ہی تو بیس آدمیوں کے لایق کہانا تیار کیا جاتا ہی اور بعض اوقات معلوم ہوتا ہی کہ ضرورت سے زیادہ اہتمام کیا گیا لیکن قطع نظر اس بات کے کہ میزبان کو مہمانوں کی اس کارروائی سے ایک سخت خلجان برداشت کرنا پڑتا ہی خود یہہ امر کس قدر معیوب ہی کہ جن

لوگوں کو (گو کہ وہ مدعو کے بیتھے اور بہائی ھی سہی) نہیں بلایا اُن کو دعوت میں شریک کیا جاوے *

کھانوں کی تقسیم کے باب میں مختلف طریقے ھیں کہیں پورا پورا حصہ ھر ایک قسم کے کھانے کا ھر ایک مہمان کے لیئے دسترخوان پر علحدہ علحدہ چنا جاتا ھی اور کہیں وہ کھانا ایک یا چند ظروف میں مہمانوں کی تعداد کے مناسب دسترخوان پر لایا جاتا ھی اور کھانے والوں کے سامنے خالی ظروف ھوتے ھیں اور ھرایک شخص کو اختیار ھوتا ھی کہ جس کھانے میں سے جسقدر چاھے لے لیوے اور کہیں یہہ معمول ھی کہ بعض قسم کے سالن وغیرہ علحدہ علحدہ چن دیئے جاتے ھیں اور بعض کھانے یکجائی طور سے دسترخوان پر آتے ھیں اور اُن کی تقسیم مذکورہ بالا طریقہ پر کھانے والوں کی خواھش کے بموجب ھوتی ھی — ھمکو ان میں سے کسی طریقہ پر اعتراض نہیں ھی لیکن اگر یہہ جایز ھی کہ ایک کارروائی کے چند طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ جو سب میں عمدہ ھو اختیار کیا جاوے تو ھم کہہ سکتے ھیں کہ اول الذکر طریقہ کی نسبت آخرالذکر دو طریقوں میں سے کوئی سا طریقہ غالباً زیادہ عمدہ ھی *

دس برس سے زیادہ عرصہ ھوا جب کہ میرے ایک نہایت بے تکلف دوست علیگدہ میں میرے ھاں مہمان تھے کھانا جب آیا تو اسی آخرالذکر طریقہ میں آیا ھمارے وہ دوست جو نہایت پرھیزگار اور متقی شخص ھیں اس نئے طریقہ کو دیکھہ کر نہایت ناراض ھوئے اور اپنے نزدیک اُنہوں نے اس طریقہ کو ایک طریقہ نامشروع سمجھکر صاف کہا کہ اگر یہہ طریقہ آپ موقوف نہ کرینگے تو آج سے میں کبھی آپ کے ھاں مہمان نہ ھونگا — مجھکو چونکہ اُن کی خاطر ھر طرح عزیز تھی میں نے اُسی وقت اُس طریقہ کو بدل دیا لیکن معلوم ھوتا ھی کہ دس برس گذشتہ کے زمانہ نے طبیعتوں میں بہت کچھہ اصلاح کردی ھی اب ھمارے اُنہیں دوست کے وہ خیالات نہیں ھیں اور اب جب کہ وہ اس مضمون کو پڑھینگے تو غالباً بہت ھی ھسینگے *

بعض جگہہ اور میں کہہ سکتا ھوں کہ بڑے بڑے دولتمندوں کے ھاں ایک اسقدر مذموم طریقہ جاری ھی کہ مجھکو اُس کے بیان کرنے میں بھی شرم معلوم ھوتی ھی اور وہ یہہ ھی کہ ایک ھی دسترخوان پر کھانے والوں کی حالت اور وجاھت کے لحاظ سے کھانوں کی اقسام میں فرق کیا جاتا ھی — میاں کے ھاں جب کوئی دعوت ھوتی ھی تو میاں کے معزز ملازم اور مصاحب وغیرہ بھی نہایت مہربانی کی راہ سے دسترخوان پر شریک کرلیئے جاتے ھیں لیکن جو ذلت اُن بیچاروں کی اُس وقت ھوتی ھی خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے میاں اور میاں کے عزیز مہمانوں کے سامنے اگر مرغ کا قورمہ اور مختلف قسم کے کباب ھیں تو اُن غریبوں کے سامنے اروبوں کا اور آلو کا سالن اور ماش کی دال ھی میاں کے لیئے نہایت

نفیس اور جهلکتے هوئے گلاسوں میں برف کا یا شورہ کا پانی هی تو اُن کے لیئے وهي ٹین کے یا تانبه کے گلاس یا کٹورے اور کهڑوں میں کا معمولي پانی — اسي طرح هر ایک چیز میں فرق روا رکها جاتا هی جس کي تفصیل کي کچهه حاجت نهیں هی *

نوکر اور مصاحب وغیرہ جن کي اس طرح پر تذلیل هوتي هی وہ تو میاں کے ساتهه صرف دسترخوان پر شریک هونے هي میں اپني عزت سمجهتے هیں اور اپني نگاہ میں اپنے آپ کو حقیر نهیں جاننے میں بهي اُن بیچاروں پر رحم کرنا چاهتا هوں اور اُن کو عیب کي نگاہ سے دیکهنا نهیں چاهتا کیوں که اُن کي حالت هي مجبوري کي هوتي هی لیکن بلا شبهه میں اُن آقاؤں اور میزبانوں کو هرگز عزت کي نگاہ سے نه دیکهونگا جو ایسي ذلالت کارروائي کے مرتکب هوتے هیں میرے نزدیک جس قدر تذلیل ایسے موقع پر هوتي هی وہ اُن آقاؤں هي کي هوتي هی نه اُن غریب نوکروں وغیرہ کي جو نوکري سے هاتهه دهوئے بغیر ایسے ذلیل دسترخوان کي شرکت سے انکار نهیں کرسکتے کهانا کهلانے میں اس سے بدتر کوئي اَور کارروائي نهیں هوسکتي که ایک دسترخوان پر حالت اور حیثیت کے فرق سے هر ایک کے مهمانوں کي اقسام میں فرق کیا جاوے اگر اس قدر مقدور یا همت نهیں هی که وہ سب لوگوں کو جو دسترخوان پر شریک کیئے جاتے هیں ایک سا کهانا کهلاویں تو نهایت آسان اور نهایت ضرور اور موزوں یهي هی که اُن باقي لوگوں کو دسترخوان پر شریک هي نه کیا جاوے اور بهت سے ثواب کي جگهه تهوڑے هي ثواب پر قناعت کي جاوے *

پهر مهمانوں کے ساتهه جو خدمتگار هوتے هیں اُن کے کهانے کي نسبت بهي مختلف دستور هیں --- کهیں تو یهه معمول هی که جب مهمان کهانا کها چکتے هیں تو اُس کے بعد نوکروں کو علیحدہ کهانا کهلایا جاتا هی اور کهیں اُسي اُجڑے هوئے دسترخوان پر جسپر سے مهمان اوٹهے هیں ویسا هي جهوٹا کهانا کهلانے کے لیئے خدمتگار لوگ بٹهلا دیئے جاتے هیں کسي جگهه یهه دستور هی که مهمانوں کے کهانا کها چکنے کے بعد وہ کل کهانا جو هرایک مهمان کے سامنے بچتا هی عجب گهبراهت اور بے ترتیبي کے ساتهه اُن کے نوکر باندہ لیجاتے هیں کهیں کسي کپڑے میں سے شوربا ٹپکتا جاتا هی کهیں چاول بکهر رهے هیں روٹیوں کے ٹکڑے گرتے جاتے هیں اور بعض جگهه نوکروں کو کهانا کهلانا کچهه ضرور نهیں سمجها جاتا *

میں چاهتا هوں که ناظرین ان چاروں طریقوں پر غور کریں که آیا ان میں کونسا طریقه مناسب هی جو لوگ نوکروں کو کهانا کهلانے کے مؤید هیں اُن کا یهه عقیدہ هی که چاهے آقا کي مهمانداري میں کچهه قصور هوجاوے لیکن نوکروں کي خاطرداري میں کوئي قصور نه هو اور سب قسم کے عمدہ عمدہ کهانے اُن کو کهلائے جاویں کیونکه باهر جاکر یهي لوگ هماري تعریف کرینگے اور جو لوگ نوکروں کو کهانا کهلانا ضرور نهیں سمجهتے وہ کهتے هیں که یهه ایک فضول اور لغو حرکت هی اور صرف اپني نیکنامي اور شهرت کي نیت سے اُسکو

عمل میں لانا اور بھي زیادہ معیوب ہی — میں ان دونوں بعضوں کا فیصلہ صرف ناظرین پر چھوڑتا ہوں تاکہ جسکو جو امر پسند ہو وہ اُسپر کاربند ہو لیکن نوکروں کو کھانا کھلانے کے باب میں جو خرابیاں میري نگاہ میں ہیں اُن کو میں بیان کیئے دیتا ہوں●

اول تو یہي مشکل ہی کہ کھانے والوں کي تعداد محدود نہیں ہوسکتي اور اُسکي وجہہ سے صاحب خانہ کو اپنے انتظام میں خلجان باقي رہتا ہی دوم سب سے بڑي دقت یہہ ہی کہ اول الذکر اُن تینوں طریقوں میں سے جنکا اوپر بیان ہوا ہی کوئي سا طریقہ نوکروں کو کھانا کھلانے کا اختیار کیا جاوے لیکن یہہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ ہرایک حالت میں اُن لوگوں کو وہي دسترخوان پرکا بچا ہوا جھوٹا کھانا نصیب ہوتا ہی یا ایک ادنی قسم کا کھانا اور یہہ نہایت نا مناسب ہی اور علانیہ اُس سے ایک قسم کي توہین اپنے بني نوع کي نکلتي ہی جسوقت ایک انسان کسي انسان کے دسترخوان پر ہی تو وہ اُس کا ایک عزیز مہمان ہی پس اگر کسي شخص میں یہہ ہمت نہیں ہی کہ وہ اُس کو عزیز مہمان کي طرح دیکھے تو بہتر ہی کہ ایسي مہمانداري هي سے کنارہ کرے●

میں خیال کرتا ہوں کہ جن خراب دستوروں کا میں نے ذکر کیا ہی اُن کي خرابي پر بہت سے لوگ ہونگے جو اتفاق کرینگے مگر اس میں بہت شک ہی کہ آیا اُن خرابیوں کي اصلاح پر کتنے شخص آمادہ ہونگے — خراب سے خراب رسم بھي کوئي ایسي نہیں ہی جس کي اصلاح کے وقت بعض لوگ اُن اصلاح کرنے والوں کو برا نہ کہیں پس جب تک کوئي شخص اپني طبیعت میں اُسقدر استقلال بہم نہ پہونچا لیوے کہ جاہل آدمیوں کے ناواجب برا کہنےکي کچھہ پرواہ نہ کرے اور " لایخافون لومۃ لائم" کا مصداق نہ بنے تب تک وہ کسي بدتر سے بدتر رسم کي اصلاح پر بھي جرأت نہیں کرسکتا انسان کبھي کوئي ترقي نہیں کرسکتا جب تک وہ اُس پراني رسم و رواج کے ترک کرنے پر قادر نہو جو اُس کے نزدیک خراب و مضر ثابت ہوجاوے اور وہ قدرت بغیر اس کے حاصل نہیں ہوسکتي کہ عوام الناس کے بیجا طعن و تشنیع کي طبیعت پر کوئي اثر نہ ہونے دے سچ کہا ہی جس نے کہا ہی کہ —

جنہیں ہو خوف بدنامي کا اپني اہل دنیا سے
بھلا کیا خاک دل کا اُن کے کوئي حوصلہ نکلے

راقم
مشتاق حسین

مزاح

مزاح جسکو غلطي سے مذاق کہنے لگے ھیں انسان کي ایک جبلي خاصیت ھی جو کم و بیش تمام افراد انساني میں پائي جاتي ھی — مزاح کو عربي فارسي اُردو میں تین مختلف القاب دیئے گئے ھیں یعني مطائبه — خوش منشي — خوش طبعي — یہه تینوں لقب اسبات پر دلالت کرتے ھیں که مزاح کا موضوع له خوشي کے سوا کوئي اَور چیز نہیں ھی — روزانه محنت و مشقت جو ھر انسان کا فرض ھی اُسکے بعد ھر شخص ایسے مشغلے ڈھونڈھتا ھی جن سے تھوڑي دیر دل بہلے اور دن بھر کي کوفت رفع ھو اور ایسے اوقات میں کوئي مشغله مزاح سے بہتر نہیں ھی — ھم اپني زبان میں مزاح کا ترجمه ھنسي — چہل — دل لگي — ٹھٹھول وغیرہ سے کرسکتے تھے مگر افسوس ھی که اب ھماري زبان میں یہه الفاظ مزاح کے مترادف نہیں رھے بلکه لچپن — شہدپن — مسخرگي — فحش — دشنام — بیحیائي — دھول دھپه — جوتي پیزار کو بھي شامل ھیں *

مزاح جب تک مجلس کا دل خوش کرنے کے لیئے نه کسیکا دل دُکھانے کے لیئے کیا جاے ایک ٹھنڈي ھوا کا جھوکا یا ایک سہاني خوشبو کي لپٹ ھی جس سے تمام پژمردہ دل باغ باغ ھوجاتے ھیں — ایسا مزاح فلسفه و حکما بلکه اولیا و انبیا نے بھي کیا ھی — اس سے مرے ھوئے دل زندہ ھوتے ھیں اور تھوڑي دیر کے لوئے تمام پژمردہ کرنے والے غم غلط ھوجاتے ھیں — اس سے جودت اور ذھن کو تیزي ھوتي ھی اور مزاح کرنے والا سب کي نظروں میں محبوب اور مقبول ھوتا ھی — برخلاف اس کے جب وہ اس حد سے بڑھنے لگتا ھی تو دمبدم ھولناک ھوتا جاتا ھی اور آخر کو اُس سے بجاے محبت کے دشمني اور بجاے خوشي کے غم پیدا ھوتا ھی وہ اخلاق کو اسطرح کہا جاتا ھی جیسے لوھے کو زنگ یا لکڑي کو گُھن — مزاح کرنے والا ایسا بے دید ھوجاتا ھی که غیروں کے ھنسانے کے لیئے ایک اپنے عزیز دوست کا خاکا اوڑانے لگتا ھی وہ ایسا بیباک ھوجاتا ھی که خدا و رسول پر بھي اُسکي ایک آدہ پھبتي ھوئے بغیر نہیں رھتي — وہ ایسا کذاب ھوجاتا ھی که بري خبریں جنکو سنکر خاص یا عام لوگوں کو رنج ھو نہایت خوشي سے اوڑاتا ھی — وہ ایسا بے غیرت ھوجاتا ھی که اُسکو سخت سے سخت گالي بھي ناگوار نہیں گذرتي — وہ ایسا مفسد ھوجاتا ھی که باتوں باتوں میں لڑائي کرادیني اُسکے نزدیک ایک بات ھوتي ھی — غرض تمام دنیا کے عیوب مزاح کي زیادتي سے انسان میں پیدا ھوجاتے ھیں *

مزاح کے بڑھنے کے مختلف اسباب ھوتے ھیں مگر ھم یہاں وہ خاص سبب بیان کرنا چاھتے ھیں جس کي وجهه سے مزاح کسي خاص قوم میں رفته رفته تمسخر و استہزا بلکه فحش و دشنام کے درجه کو پہونچکر انساني خصلت سے ایک قومي خصلت بن جاتا ھی اور اس قدر عام ھوجاتا ھی که اُس کي برائي اور عیب نظروں سے ساقط ھوجاتا ھي *

هم دیکھتے هیں کہ آج کل هنسي اور چهل میں جو امتیاز هماري قوم کو حاصل هی وہ تمام هندوستان میں کسي قوم کو حاصل نہیں هی - جتنے ضلع پھکڑ بولنے والے اور پھبتیاں کہنے والے پیدا هوتے هیں اسي قوم میں پیدا هوتے هیں جتني گالیاں ایک مسلمان شریف زادے کو یاد هوتي هیں کسي کو نہیں هوتیں - تمام هندوستان میں جتنے پنچ اخبار هیں اُن کے اَڈیٹر اور پروپرائیٹر اور کارسپانڈنٹ اسي قوم کے زندہ دل هیں — هندوستاني امیروں اور امیر زادوں کي مجلسوں میں جتنے مسخرے اور رونق محفل پاؤگے اسي قوم کے پاؤگے - واعظوں میں جتنے لطیفہ گو اور بذلہ سنج دیکھوگے اسي قوم کے دیکھوگے — فحش اور بے حیائي کي کتابوں میں ایک بھي ایسي نہوگي جس کا مصنف مسلمان نہوگا - مناظرہ کي کتابیں اسي قوم کے عالموں کي؛ ایسي نکلینگي جس میں ستم ظریفي کا حق ادا کیا گیا هوگا — شاعروں میں کوئي هاجي — هزل گو — ریختي گو — اور گندہ دهن ایسا نہوگا جو قوم کا مسلمان نہو — داستان کہنے والوں میں صرف ایک شخص ایسا سنا گیا هی جو اصل میں قوم کا مسلمان نہ تھا لیکن آخر اُس کو بھي مسلمان هونا پڑا - الغرض اس قوم کي فصاحت ذهانت اور فضیلت جس قدر مزاح میں صرف هوتي هی ویسي کسي اور کام میں نہیں هوتي پس یہاں نہایت تعجب کے ساتھہ یہہ سوال پیدا هوتا هی کہ یہہ کمینہ خصلت اسي قوم کے حصہ میں کیوں آئي هی — شاید اس کا یہہ جواب دیا جاوے کہ تنزل کے زمانہ میں هر ایک قوم کے فضائل رذائل کے ساتھہ بدل جاتے هیں اور تمام کمینہ خصلتیں اور سفلہ عادتیں خاص و عام میں خود بخود پیدا هو جاتي هیں لیکن غور کرنے کے بعد یہہ جواب ناکافي معلوم هوتا هی کیونکہ ابھي یہہ بات غیر منفصل هی کہ قومي تنزل اخلاق کے بگڑنے کا باعث هوتا هی یا اخلاق کا بگڑنا قومي تنزل کا باعث هوتا هی پس وهي سوال اب بھي باقي رهتا هی ●

البتہ ایک اور جواب همارے خیال میں آتا هی جو غور کے قابل هی — ادنی توجہہ سے یہہ بات واضح هوتي هی کہ مزاح کو جس قدر تعلق زبان اور الفاظ سے هی ایسا اور کسي چیز سے نہیں هی — خاص خاص صورتوں کے سوا همیشہ هنسي اور چهل الفاظ هي کے پیرایہ میں کي جاتي هی - پس اُس زمانہ میں جبکہ انسان کي اخلاقي تعلیم طفولیت کي حالت میں تھي اور اُس کي منھہ زوري اور بد لگامي کا چنداں انسداد نہوا تھا ضرور هی کہ مزاح اور ظرافت نے اُن قوموں میں زیادہ رواج پایا هوگا جن کي زبان میں اُس کي زیادہ قابلیت تھي — اور جہاں تک همکو معلوم هی هم کہہ سکتے هیں کہ جاهلیت کے زمانہ میں عرب کي زبان اُسوقت کي تمام زبانوں کي نسبت اسبات کي زیادہ قابلیت رکھتي تھي اُسمیں ایسے الفاظ کثرت سے تھے جو دو معني رکھتے هوں اور دونوں ایک دوسرے کے ضد هوں جیسے مولی کہ آقا اور غلام دونوں کو کہتے هیں - اُس میں ایسے

الفاظ بھی بہت کثرت سے تھے جو بہت سے مختلف معنوں کے لیئے وضع کیئے گئے ہوں جیسے عین کہ آنکھہ — چشمہ — ذات اور سونے کو کہتے ھیں — اُس میں مترادف الفاظ بھی بے شمار تھے یعنی ایک ایک معنی کے لیئے کئی کئی لفظ مستعمل ہوتے تھے جیسے اسد - لیث - غضنفر وغیرہ اُسوقت عرب میں شاعری کا زور بھی اسقدر تھا کہ دنیا کی کسی زبان میں نہ تھا اور اس سبب سے مجاز — کنایہ — استعارہ کا وہاں سب جگہہ سے زیادہ برتاؤ تھا اور یہہ تمام باتیں ایسی ھیں جو اهل زبان کو مزاح کی طرف خود بخود مائل کرتی ھیں کیونکہ مزاح میں زیادہ تر ایسے ہی لفظوں کا استعمال ہوتا ہی *

مزاح میں جو خوشی متکلم اور مخاطب کو حاصل ہوتی ہی وہ ایک طبعی بات ہی پس اگر اُس کی مزاحمت نہ کی جاے تو ضرور رفتہ رفتہ وہ حد اعتدال سے متجاوز ہوجائیگا اور تمسخر و استہزا بلکہ فحش و دشنام تک نوبت پہونچ جائیگی — عرب کا بھی ایسا ہی حال ہوا — جس وقت خدا تعالی نے اُس قوم میں خاتم النبیین کو مبعوث کیا اُس وقت یہہ ذمیم خصلت اُن میں حد سے زیادہ پھیلی ہوئی تھی — اُن کے ہاں سب و شتم و قذف کا کچھہ عیب نہ تھا — اُن کے مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے تمسخر اور استہزا کرتے تھے — وہ ایک دوسرے کو برے ناموں اور برے القاب سے یاد کرتے تھے — اُن کے اشعار میں ہجو اور فحش کثرت سے ہوتا تھا چنانچہ بہت سی آیتیں قرآن میں اور بہت سی حدیثیں صحاح میں ایسی موجود ھیں جن سے معلوم ہوتا ہی کہ مزاح - سخریت - استہزا - سب - لعن - قذف - فحش - بذاءت - لمز اور تنابز بالالقاب اُن کے ہاں شدت سے رائج تھا — مگر آنحضرت کی پاک تعلیم سے جیسا کہ آگے ذکر کیا جائیگا چند روز میں یہہ تمام برائیاں نیست و نابود ہوگئیں اور صرف اُس قدر مزاح باقی رہ گیا جو سوسئیٹی کے لیئے باعث زینت ہی - خلافت راشدہ کے زمانہ میں بھی یہی حال رہا بلکہ جو لوگ صاحب ہیبت و وقار تھے وہ اُس پسندیدہ مزاح کو بھی پسند نہ کرتے تھے چنانچہ ایک بار عمر فاروق کے سامنے چند صحابیوں کے نام لیئے گئے جو اُس وقت خلافت کے لایق سمجھے جاتے تھے اُنہوں نے ہر ایک کی نسبت کچھہ کچھہ اعتراض کیئے اور حضرت امیر کے نام پر صرف یہہ کہا کہ هو رجل کثیرالدعابة یعنی اُنکے مزاج میں مزاح بہت ہی - جب خلافت راشدہ کا زمانہ گذر گیا اور اسلام میں شخصی سلطنت کی بنیاد پڑی اور وہ وقت آیا جسکی نسبت مخبر صادق نے ثم یصیر ملکا عضوضاً کہا تھا اب تمام طبقات انام کو ایک خاص شخص کی مرضی اور راے کا تابع ہونا پڑا - فقیہوں نے خلفا کے جذبات نفسانی پورے کرنے کے لیئے شرعی حیلے تراشنے شروع کیئے — شعرا کو فاسق و فاجر بادشاہوں کی مدح میں قصائد غزا انشا کرنے پڑے مشیر اور ندیم بجاے مشورہ اور صلاح نیک کے لطائف و مضحکات سے اُنکے دل لبھانے لگے — چونکہ مزاح اور ظرافت عرب کے خمیر میں تھی گو

وہ نبی برحق کی تعلیم سے ایک مدت تک اُسکو بھولے رہے لیکن جب زمانہ کی حالت خود اُسکی محرک ہوئی پھر اپنی اصلی خاصیت پر آگئے تاہم اُمویہ کے عہد میں بسبب قرب عہد رسالت کے مزاح اور ظرافت محدود رہی لیکن عباسیہ کے زمانہ میں اُس نے خوب رونق پائی - بذلہ سنج مصاحبوں کی جماعت بھی سامان عیش و نشاط کا ایک جزواعظم قرار پائی — بغیر اُنکے شبستان خلافت سونا سمجھا جاتا تھا — سفر اور مقام میں مصاحب اور ندیم خلیفہ کے ہمراہ رہتے تھے — پھر جسقدر اُن کی فتوحات بڑھتی گئیں یہہ رنگ بھی اُنکے ساتھہ ساتھہ پھیلتا گیا مگر اُمویہ اور عباسیہ کے آخیر زمانہ تک ظاہرا فحش اور ہزل نے مسلمانوں میں چنداں رواج نہ پایا تھا — البتہ ایران میں جاکر بعض اسباب ایسے جمع ہوئے کہ مزاح حداعتدال سے بہت بڑہ گیا چنانچہ سعدی شیرازی کے مطائبات اور انوری و شفائی کے اہاجی و ہزلیات اور سب سے زیادہ فارسی مصطلحات کی کتابیں اس کی گواہ ہیں - وہاں ہنسی اور چہل اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ اصحاب فضیلت اُسکی مشق بہم پہنچاتے تھے تاکہ اُسکے ذریعہ سے تقرب سلطانی حاصل کریں - وہاں فحش اور ہزل کا نام مطائبہ رکھا گیا تھا چنانچہ مطائبات سعدی مشہور ہیں - وہاں لفظ ظرافت جسکے معنی عربی میں زیرکی اور دانائی کے ہیں ہنسی اور چہل کے معنوں میں مستعمل ہونے لگا تھا (جیسا کہ آج تک ہندوستان میں بھی مستعمل ہی) یعنی بڑے لایق و فایق وہی لوگ سمجھے جاتے تھے جو ہنسی اور چہل میں کمال رکھتے تھے - یہی رنگ چغتائیہ کے عہد میں فارسی زبان کے ساتھہ ایران سے ہندوستان میں آیا ●

اگرچہ اسلام کی سلطنت شخصیہ میں بھی بہت سے بادشاہ جنکو مہمات سے فرصت کم ملی یا جنکے مزاج میں قدرتی ہیبت اور وقار تھا نہایت سنجیدہ گذرے ہیں جن کے دربار میں کسیکو بیہودہ گوئی کی مجال نہ تھی مگر اکثر اُن کے برخلاف تھے خصوصاً وہ جن کا ملک کئی کئی پشت سے خارجی حملوں سے محفوظ تھا اور نہایت اطمینان کے ساتھہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے تھے - انسانی نسلوں کی قدیم سے یہہ خاصیت رہی ہی کہ جنکو دولت یا سلطنت وراثتاً بغیر سعی و کوشش کے ہاتھہ لگی ہی اور بغیر کسی مزاحمت کے وہ اپنی حالت پر چھوڑ دیئے گئے ہیں اُنہوں نے کبھی اُس عطیہ غیبی کی کچھہ قدر نہیں کی — وہ اُس کی نگہداشت اور محافظت سے غافل ہوکر عیش و عشرت میں ایسے منہمک ہوئے ہیں کہ دنیا و ما فیہا کو فراموش کردیا — جب وہ عیش کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو اُس میں کوئی نیا اختراع کرنا چاہتے ہیں اور جب اُس نئے اختراع سے بھی طبیعت سیر ہوجاتی ہی تو اُس سے اور آگے بڑھنا چاہتے ہیں یہاں تک کہ وہ نیچرل لذتوں سے گذر کر اَن نیچرل لذتوں کے طلبگار ہوتے ہیں اب اُن کی حالت چوپایوں اور جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتی ہی اور اُن کے تمام فضائل مبدل

بہ رذائل ہوجاتے ہیں — اُنکی جرأت بیحیائی ہوجاتی ہی اُنکی سخاوت اسراف ہوجاتا ہی اُن کی شجاعت بیرحمی ہوجاتی ہی — اُنکی اولوالعزمی بوالہوسی بن جاتی ہی — اُن کے مذاق ایسے فاسد ہوجاتے ہیں کہ جو لذت روح کو پند و حکمت سے ہونی چاہیئے وہی لذت اُنکو فحش اور ہزل سے حاصل ہوتی ہی - جب خود مختار بادشاہوں کی ایسی حالت ہوجاتی ہی تو ملک کے خاص و عام کو وہی روپ بھرنا پڑتا ہی جو اُن کے درخور مزاج ہو خصوصاً وہ فرقہ جو مذہب و ملت کی رو سے بادشاہ کا ہمقوم ہوتا ہی اور جسکو بہ نسبت اور قوموں کے تقرب اور حضوری کا زیادہ موقع ملتا ہی یا زیادہ اُمید ہوتی ہی اُسکو سب سے زیادہ دربار داری اور مصاحبت کی وہ تمام لیاقتیں حاصل کرنی پڑتی ہیں جو بادشاہ کے نزدیک لیاقتیں سمجھی جاتی ہیں اگر اُسکو گانے بجانے کا شوق ہی تو ہزاروں بھلے مانس گانا بجانا سیکھتے ہیں اگر اُسکی طبیعت حسن پرستی اور ہوا و ہوس کی طرف مائل ہی تو ہزاروں اہل علم غزل واسوخت مثنوی لکھنے میں کمال بہم پہنچاتے ہیں — اگر وہ خود پسند اور خوشامد پسند ہی تو شعرا کو بھاٹ بننا پڑتا ہی اور قصیدہ گوئی میں یدطولی حاصل کرتے ہیں — اگر اُس کو ہنسی اور چہل سے رغبت ہی تو ہزاروں سنجیدہ اور متین آدمی مسخرہ پن اختیار کرتے ہیں - یہی حال خاندان چغتائیہ کے آخری دورہ میں ہوا — ہنسی اور ٹھٹھول کی چشم بد دور اوپر ہی سے بنیاد جمتی چلی آتی تھی یہاں تک کہ عالمگیر جیسے روکھے اور متشرع بادشاہ کے دربار میں بھی نعمت خاں جیسا ظریف اور بذلہ سنج موجود تھا — مگر محمد شاہ کے عہد میں ظرافت یہاں تک بڑھی کہ منجر بہ تمسخر و استہزا ہوگئی — بادشاہ ملک کا انتظام اوروں پر چھوڑ کر آپ ہمہ تن عیش و عشرت میں مستغرق ہوگیا — ناچ رنگ اور شراب و کباب کے سوا کوئی شغل نہ رہا — تمام اعیان سلطنت بادشاہ عہد کی طبیعت کا میلان دیکھکر اُسی رنگ میں رنگے گئے — امیروں میں باہم نوک جھوک ہونے لگی — مردوں میں نواب امیر خاں اور عورتوں میں نور بائی ایک ایک پر پھبتیاں کہتے تھے یہاں تک کہ برہان الملک اور آصف خاں جیسے سنجیدہ آدمیوں پر بھی اُنکے وار چلتے تھے اور اُنکو بھی کبھی کبھی اپنی وضع کے خلاف جواب دینا پڑتا تھا — یہہ رنگ رفتہ رفتہ خاص و عام میں پھیل گیا اور تمام امرا کی مجلسوں میں مسخرہ پن ہونے لگا اور اسطرح محمد شاہ رنگیلے کی بدولت تمسخر اور استہزا اعلی سے ادنی تک تمام طبقوں میں پھیل گیا - پھر جب نواب سعادت علیخاں کے ساتھہ دلی کی زبان لکھنؤ میں گئی تو زبان کے ساتھہ ہی ساتھہ یہہ رنگ بھی وہاں پہونچا — لکھنؤ میں اُس نے اور بھی زیادہ ترقی پائی وہاں کے اکثر کار فرما ایسے ہوئے جو تعیش و کامرانی میں محمد شاہ پر بھی سبقت لیگئے اُن کے ہاں بھی مسخرہ پن کا بازار خوب گرم رہا یہاں تک کہ نواب سعادت علیخاں ثانی جیسے

مدبر اور هوشمند کو بهي سيد انشاءالله خاں بغير چين نه آتا تها — الغرض جسقدر مسلمانوں کي زبان يعني اُردو هندوستانکے اطراف ميں پهيلتي گئي اُسي قدر يهه خصلت بهي پهيلتي گئي کيونکه مزاح اور زبان جيسا که اوپر بيان کيا گيا هی لازم و ملزوم هيں اور چونکه دهلي اور لکهنؤ کو زبان اُردو کے لحاظ سے تمام هندوستان پر ترجيح هی اسلئے يهه دونوں شهر هنسي اور چهل کے لحاظ سے بهي اور شهروں سے بالاتر رهے ٭

ان تمام خرابيوں پر بهي جب تک مسلمانوں ميں تهوڑي بهت تعليم و تربيت رهي تب تک تمسخر اور استهزا نے ايک حد معين سے تجاوز نهيں کيا اور شرفا اور خواص کي مجالس ميں زيادہ تر بذله سنجي اور لطيفه گوئي هي پر قناعت رهي مگر جب نکبت اور ادبار کي گهٹا چاروں طرف چهاگئي اور بے علمي و جهالت کا بازار گرم هوا تو شريف زادوں کو وہ صحبتيں ملنے لگيں جهاں گالي گلوچ ڈهول دهپه جوتي پيزار هي کا نام دل لگي تها رفته رفته يهه لچپن اور بيحيائي ادنی سے اعلی تک تمام خاندانوں ميں وبائے عام کي طرح پهيل گئي اور اُس کي برائي کا خيال کم هوتے هوتے تقريباً تمام قوم کے دل سے بالکل جاتا رها — پهلے ساري مجلس ميں ايک آدہ آدمي بذله سنج هوتا تها کيونکه اُس وقت بذله سنجي کے لئے ذهانت اور جودت طبع کے علاوہ کسي قدر علم و فضل بهي درکار تها چنانچه محمد شاہ کے دربار ميں صرف نواب امير خاں هي ايک ايسا شخص تها جو اس خدمت سے عهده برا هوتا تها مگر اب هر مجلس ميں ايک مجمع ندير ظريفوں کا هوتا هی کيونکه اب بات بات ميں محل بے محل فحش اور هزل بکنا ديداخل ظرافت سمجها جاتا هی اور اعلی درجه کي ظرافت صرف چند باتوں پر منحصر هی — مثلاً کوئي ايسا فحش بکنا جو حضار مجلس نے پهلے کم سنا هو — يا فحش ني بهري هوئي واهي تباهي نقليں بيان کرني — کوئي ايسا لفظ بولنا جس کے سننے سے شرم آئے - کوئي ايسي حرکت کرني جسے ديکهه کر هنسي آئے - کسي دوست کے جهوٹے سچے عيب ظاهر کرنے يا کوئي ايسي چبهتي هوئي بات کهني جس سے ايک دوست کا دل دُکهے اور باقي سب لوگ هنسيں - کسي نئے آدمي پر جس سے شناسائي نهو کوئي پهبتي کهني- يا اُس کي صورت ديکهکر خواهي نخواهي قهقهه لگانا - کسي مقدس آدمي کو جس کا نام هميشه تعظيم سے ليا جاتا هو گالي سے ياد کرنا — کوئي ايسي خبر اُڑاني جسے سنکر سخت رنج هو — کوئي ايسي عجيب روايت کرني جو عادةً محال هو — غرض هنسنا هنسانا دل دُکهانا يا بيحيائي کا نام اب ظرافت رکها گيا هی اور چونکه غريب اور محنتي آدميوں کو دو چار گهڑي هنسنے بولنے کي مهلت بهت کم ملتي هی اس سبب سے فحش و دشنام اور بيهودہ باتيں زيادہ تر آسودہ اور مرفهالحال لوگوں ميں سني اور ديکهي جاتي هيں ٭

اس ذميم خصلت کي بدولت اُردو زبان نے جو که خاص مسلمانوں کي زبان کهلاتي

هی بہت کچھہ وسعت پیدا کي هی — غالباً دنیا میں کوئي زبان ایسي نهوگي جس میں هماري زبان کي برابر گالیاں اور فحش و بے شرمي کے الفاظ اور محاورات بهرے هوئے هوں — ایک فاضل انگریز نے انهیں دنوں میں اُردو زبان کي ایک ڈکشنري انگریزي میں لکھي هی جس پر انگریزي اخبار نویسوں نے یہہ اعتراض کیا تها کہ اس ڈکشنري کو فوربس اور شکسپیر پر اس کے سوا کوئي ترجیح نہیں هی کہ اُس میں هزاروں گالیاں اور فحش کے محاورے ایسے هیں جو اُن میں نہیں هیں لیکن مصنف نے ایک مختصر جواب دیکر سب کو ساکت کردیا — اُس نے کہا کہ فوربس اور شکسپیر صرف لغات اُردو کي ڈکشنریاں هیں اور هماري کتاب لغات اُردو کے سوا هندوستانیوں کي طبیعت کا بهي آئینه هی جسمیں اُن کے اخلاق اور خصائل اور جذبات نہایت عمده طور سے نظر آتے هیں اگرچه مصنف نے اس مقام پر هندوستانیوں کا عام لفظ لکها هی مگر حقیقت میں اُس کتاب سے زیاده تر مسلمانوں هي کے اخلاق ظاهر هوتے هیں کیونکه جہاں تک همکو معلوم هی اُس میں فحش اور بیهودگي کے وهي الفاظ هیں جو مسلمانوں کي بول چال سے مخصوص هیں اور جو خاص اُنهیں کي سوسئیٹي میں وضع هوئے هیں ●

افسوس هی کہ یہہ ذمیم خصلت اب اس درجه کو پهونچ گئي هی کہ واعظ جو اپني مجلس وعظ کو گرم کرنا چاهے اُس کو ضرور هی کہ آیتوں اور حدیثوں کي ضمن میں کچهہ تمسخر کي چاشني بهي دیتا رهے — اخبار کا مالک جو اپنے پرچه کو رونق دینی چاهے اُس کو اس کے سوا کچهہ چاره نہیں کہ اپنے اخبار کو پنچ بنائے مصنف جو کوئي کتاب لکهکر اُس کے حق تصنیف سے فائده اُٹهانا چاهے اُس کا فرض هی کہ اپني کتاب کي بنیاد هنسي اور ٹهٹهول پر رکهے — شاعر جو مشاعره کو گرم کرنا چاهے اُس کي تدبیر یهي هی کہ فحش اور هزل سے اُسکا کوئي مصرع خالي نهو — اهل مناظره کي بڑي کمزوري یہہ هی کہ اُنکي تحریر میں اعتراض اور جواب کي جگهہ فریق مخالف پر نري پهبتیاں اور آوازے توازے هوں ●

دنیا کي تمام قوموں کي تفریق مذهب و ملت کے لحاظسے کي گئي هی جیسے هندو — مسلمان — پارسي — یہودي — عیسائي — پس جو اچهي یا بري خصلت کسي خاص قوم کے ساتهہ مخصوص هوجاتي هی اُس سے یہہ خیال پیدا هوسکتا هی کہ اُس قوم کي مذهبي تعلیم کا مقتضا یهي هوگا اور اس سے صاف ظاهر هی کہ جو قوم خوش نصیبي سے کسي نیک خصلت میں ضرب المثل هوجاتي هی وه نه صرف اپني قوم کو بلکه اپنے مذهب کو بهي نیک نام کرتي هی اور جو قوم بد نصیبي سے کسي بري خصلت میں انگشت نما هوجاتي هی وه نه صرف اپني قوم کو بلکه اپنے مذهب کو بهي بدنام کرتي هی — اسلام نے انسان کي تہذیب اور اصلاح میں کوئي دقیقه فرو گذاشت نہیں کیا اُس نے مزاح کو صرف

وہیں تک جائز رکھا ہی جس سے خوشی حاصل ہوتی ہی اور اخلاق پر برا اثر نہیں ہوتا – آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں بھی مزاح کرتا ہوں مگر کوئی بات بیجا نہیں کہتا – آپ خود بھی کبھی کبھی مزاح فرماتے تھے اور اگر دوسرا شخص کوئی لطیف مزاح کرتا تھا تو مسکراکر خاموش ہوجاتے تھے لیکن ہروقت یا بہت مزاح کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور سخریت و استہزا سے سخت ممانعت کرتے تھے یعنی کسیکی حقارت یا پردہ دری کرنی جسپر لوگ ہنسے یا کسیکی نقل اوتارنی یا کوئی اور ایسی بات کرنی جس سے دوسرا شخص ذلیل ہو اور فحش اور سب ولعن کو نہایت مبغوض سمجھتے تھے یہانتک کہ بتوں کو بھی سب کرنے سے منع فرماتے تھے – ایکبار کچھہ لوگ مخالفین کے مقتولوں کو جو بدر میں مارے گئے تھے برائی سے یاد کر رہے تھے آپ سنکر ناراض ہوئے اور اُنکو سخت ممانعت کی – آپ نے یہہ بھی فرمایا ہی کہ طعن کرنے والا – لعنت کرنے والا — فحش بکنے والا اور بیہودہ گو مومن نہیں ہی آپ کی ممانعت کا ایسا موثر طریقہ تھا کہ کتب حدیث میں اکثر مثالوں ایسے لوگوں کی موجود ہیں جنہوں نے ایکبارکی ممانعت پر تمام عمر فحش وغیرہ زبان سے نہیں نکالا — مثلاً آپ نے ایکبار فرمایا کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا گناہ عظیم ہی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسا کون ہوگا جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہوگا — فرمایا جو شخص کسیکو ماں باپ کی گالی دیکر اُس سے اپنے ماں باپ کو گالیاں دلواتا ہی حقیقت میں وہی اُن کا گالیاں دینے والا ہی *

اسلام کی یہہ تعلیم عرب میں استقدر پھیلی کہ فحش اور بے شرمی کی باتیں وہاں سے گویا بالکل مفقود ہوگئیں – قرآن میں ایسی چیزوں کے بیان میں جنکے نام لینے سے نفرت یا شرم آتی ہی مجازاً اور کنایتاً برتا گیاہی ، مثلاً جاے ضرور کے لیئے غائط کا لفظ لایا گیا ہی جس کے معنی گہرے یا نشیب کی زمین کے ہیں جہاں عرب حاجت ضروری کے لیئے جایا کرتے تھے – یا مثلاً ہم بستری کے لیئے ملامسة – مس – اور اتیان وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جنکے معنی چھونے یا آنے وغیرہ کے ہیں – عرب کے لیئے جو کہ لطف زبان اور استعارہ و کنایہ پر جان دیتے تھے یہہ ایک نہایت عمدہ تعلیم تھی — چنانچہ اسی بنا پر اُنکے ہاں صدہا استعارے ایسے لفظوں کی جگہہ مستعمل ہونے لگے جیسے وقاع کے لیئے لمس — مسیس – مس – دخول – صحبت وغیرہ اور بول و براز کے لیئے قضاے حاجت تغوط – تبرز وغیرہ اور عورتوں کے لیئے فی العصبة – من وراء الستر – ام الاولاد – وغیرہ – اس قسم کی تہذیب عرب میں ایسی پھیلی تھی کہ جتنا بدن کپڑوں سے اکثر ڈھکا رہتا ہی اُسکا نام لینا خلاف شرم و حیا سمجھاجاتا تھا – ایکبار خلیفہ عمرابن عبدالعزیز کی بغل میں کچھہ نکلا تھا لوگ اُنکی عیادت کو گئے اور پوچھا کہ من این خرج – خلیفہ نے جواب میں صاف بغل کا نام نہ لیا بلکہ یہہ کہا کہ خرج من باطن البدن — مزاح و ظرافت بھی عرب میں

خلفاے اُمویہ کے عہد تک بہت کم رہا لوگ اپنی اولاد کو مزاح سے بھی ایسا ہی منع کرتے تھے جیسے اور برائیوں سے — بہرحال اسلام نے اس باب میں بھی ہدایت و ارشاد کا حق پورا پورا ادا کردیا تھا اور ایک ایسی قوم سے جنکی سرشت میں ظرافت اور مزاح پیدا کیا گیا تھا اُس کو گویا کہ بالکل نیست و نابود کردیا تھا لیکن بدنصیبی سے وقتاً فوقتاً ایسے اسباب جمع ہوئے کہ یہہ خصلت مسلمانوں میں بڑھتے بڑھتے انتہا کے درجہ کو پہونچ گئی اور جس قوم کو نبی برحق نے اُس سے ہمیشہ کے لیئے پاک کرنا چاہا تھا وہ داغ بدنامی بنکر ہمیشہ کے لیئے اُن کی پیشانی پر لکھی گئی اور پورا ہوا وہ جو کلام الٰہی میں ارشاد ہوا تھا کہ انک لا تھدی من احببت و لکن اللہ یھدی من یشاء (یعنی اے نبی تو اپنے پیاروں کو ہدایت نہیں کرسکتا بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) •

یورپ کی قوموں نے جس طرح اور تمام اخلاقی برائیوں کی اصلاح کی ہے اسی طرح اُنہوں نے اس برائی کو بھی مٹایا ہے اُن کے ہاں فحش اور ہزل اس قدر مفقود ہوا ہے کہ لغت کی کتابوں میں بھی اُس کا پتا نہیں لگتا — اُنہوں نے مشرقی کتابوں کے ترجمے جو اپنی زبانوں میں کیئے ہیں اُن میں جہاں فحش و ہزل کا موقع آگیا ہے اُس مطلب کو ایسے لطیف پیرایہ میں ڈھال کر لکھا ہے جس میں فحش باقی نہ رہے اور مدعا بخوبی ادا ہو جاوے اُن کی مجلسوں میں یا اُن کی تحریروں میں اگر مزاح کی باتیں ہوتی ہیں تو اس قدر لطیف اور دقیق ہوتی ہیں کہ ہم لوگ اُس کو مشکل سے مزاح کہہ سکتے ہیں — جنگ روم و روس کے آغاز میں ایک نہایت لطیف مطائبہ وزیر ہند اور اُن کی لونڈی کا کسی اخبار میں نقل کیا گیا تھا اُس کو سنکر ہمارے ایک مسلمان دوست سخت متعجب ہوئے اور فرمایا کہ اس میں کونسی بات ظرافت کی ہے — اُنکی ہنسی اور چہل کا سب سے بڑا نمونہ پنچ اخبار ہوتے ہیں جن میں وہ حد سے زیادہ ظرافت خرچ کرتے ہیں مگر اُن کی ظرافت صرف اس غرض سے ہوتی ہے کہ کسی قانون کی اصلاح ہو یا کوئی غلط پالیسی گورنمنٹ کی بدل جاے یا کسی باب میں قوم کو غیرت دلائی جاے — ایسی ظرافت ہمارے نزدیک عین حکمت ہے اور ہماری قوم کے بعض ریفارمر جو کبھی کبھی مزاح کے پیرایہ میں کوئی مضمون لکھتے ہیں گو وہ بالفعل نا عاقبت اندیشوں کو ناگوار گذرتے ہیں لیکن بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اُن کی نہایت تعظیم کی جائیگی اور اُن کے دلدوز فقرے اور دل شکن طعنے شفیق اُستاد کی زد و کوب سے زیادہ قدر کے لائق سمجھے جائینگے •

راقم

خاکسار الطاف حسین حالی از دہلی

عزم جزم

یہی ایک شی ہی جو انسان کو دین و دنیا دونوں میں کامیاب کرتی ہی — مگر یہہ ایک دوسری چیز کا نتیجہ ہوتا ہی جسکو مسٹر فاسٹر نے "ڈسیشن آف کریکٹر" یعنی تصفیۃالعمل سے تعبیر کیا ہی — یعنی اسبات کا فیصلہ کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا — درحقیقت انسان کے لیئے اسکا فیصلہ نہایت ضرور ہی' بلکہ جب انسان بچپن کی حالت میں ہوتا ہی اور اس امر عظیم کا خود فیصلہ کرنیکے لایق نہیں ہوتا تو اُسکے مربیوں کا فرض ہی کہ وہ خود اُسکے لیئے اُسکا فیصلہ کریں — اور جب وہ خود اس امر کے فیصلہ کے لائق ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ خواہ اُسی فیصلہ کو بحال رکھے اور چاہے منسوخ کر کے خود اُسکا فیصلہ کرے — تمام سویلیزڈ ملکوں میں ایک عام رواج ہی کہ جب بچہ تعلیم پانیکی عمر کو پہونچتا ہی تو اُسکے مربی اس امر کا فیصلہ کرتے ہیں اور اُس فیصلہ کے مطابق اُسکی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرتے ہیں' مگر افسوس ہی کہ ہمارے ملک اور بالتخصیص ہماری قوم کے بزرگوں کو اسبات کا کہ وہ اپنی اولاد کے لیئے اس امر عظیم الشان کے فیصلہ کی تدبیر کریں کچھہ بھی خیال نہیں ہی — وہ پیشہور جنکو ہم نہایت حقارت سے دیکھتے ہیں اسبات کا بخوبی تصفیہ کرچکے ہیں کہ جو ہم ہیں وہی وہ ہوگا بقول شخصے *

میراث پدر خواہی علم پدر آموز

مگر ہماری قوم کے اُن لوگوں کا کیا حال ہی جو اپنے تئیں اشراف (نسبی اشراف نہ حقیقی اشراف) یا دولت مند صاحب جاہ و حشم سمجھتے ہیں' کیا اُنکا بھی یہہ خیال ہی کہ جو ہم ہیں وہی وہ ہوگا !! اگر یہی ہو تو وہ نہایت غلطی پر ہیں *

کوئی زمانہ انسان پر ایسا نہیں گذرتا کہ اُسکو اُس امر کے تصفیہ کی حاجت نہ صرف اتنا فرق ہی کہ جسطرح رفتہ رفتہ یہہ امر عظیم الشان ہوتا جاتا ہی اُسکے موافق اُسکا تصفیہ بھی عظیم الشان ہوجاتا ہی — ایک اہل پیشہ کا لڑکا ابتدائی عمر سے ہی اسکا فیصلہ کرلیتا ہی کہ میں وہی ہونگا جو میرا باپ ہی اور وہی کرونگا جو میرا باپ کرتا ہی — ایک طالب علم جو ابتدائی تعلیم شروع کرتا ہی جب تک وہ اسکا تصفیہ نکرلے کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا اُسوقت تک اُسکو تعلیم میں بھی کبھی کامیابی نہیں ہوتی — بہت سے طالب علموں کو ہم دیکھتے ہیں کہ کسی قسم کی تعلیم شروع کرتے ہیں اور پھر اُس سے گھبرا کر چھوڑ دیتے ہیں' اسکا سبب درحقیقت یہی ہوتا ہی کہ اُنہوں نے اسبات کا کہ وہ کیا ہونگے اور کیا کرینگے بخوبی فیصلہ نہیں کیا اور اسی سبب سے اُن میں عزم جزم پیدا نہیں ہوا جو تمام مشکلات کا آسان کرنے والا اور ہرایک موانع پر غالب آنے والا ہی *

اس زمانہ کے بعد انسان پر ایک ایسا زمانہ آتاھی جس میں اس امر کا تصفیہ زیادہ تر عظیم‌الشان ہوجاتا ھی - جب وہ اپنی ضروری تعلیم و تربیت سے فارغ ہوتا ھی اور ایک قسم کی تمیز اور سمجھہ حاصل کرتا ھی تب اُسکو خود اپنے سے آپ پوچھنا ہوتا ھی کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا ' اُسوقت اس امر کا تصفیہ بلاشبہہ نہایت نازک اور عظیم‌الشان ہوجاتا ھی - اگر وہ اس کے تصفیہ پر قادر نہیں ہوتا تو ہمیشہ خراب و خستہ رہتا ھی اور اگر بخوبی تصفیہ کرلیتا ھی اور تصفیہ میں کچھہ غلطی بھی نہیں کرتا تو اُس میں عزم جزم پیدا ہوتا ھی اور ضرور بالضرور وہ اُس میں کامیابی حاصل کرتا ھی — اس سے ثابت ہوتا ھی کہ جو انسان اسبات کا فیصلہ نہیں کرلیتا کہ وہ کیا ہوگا اور کیا کریگا دنیا میں محض لاشی ھی *

بہت سے لوگ ہیں جو اس تصفیہ کا مدار عارضی امور پر رکھتے ہیں جیسیکہ ہماری قوم کے رئیسوں اور دولت مند لوگوں کا حال ھی' وہ خیال کرتے ہیں کہ جو اتفاقیہ ریاست اور دولت ہمارے ہاتھہ آگئی ھی وہ ہمیشہ ہمارے ہاں رہیگی' اُن کی اولاد سمجھتی ھی کہ ہمکو ایسی موروثی جائداد ہاتھہ آنے والی ھی کہ جس عیش و آرام سے ہم بسر کرنا چاہینگے بسر کرسکینگے' اور اسپر وہ یہہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمکو کچھہ نہونا چاہیئے ہم امیر ہونگے رئیس ہونگے تعلقدار ہونگے اور اُنہی کے سے کام کرینگے' اسی خیال نے ہماری قوم کے رئیسوں اور رئیس زادوں اور تعلقداروں اور تعلقدار زادوں کو ڈبودیا ھی' مگر وہ اس خیال میں بڑی غلطی پر ہیں' امور عارضی کو نہ قیام ھی اور نہ وہ ایک حال پر رہتے ہیں اور نہ وہ اس امر کے تصفیہ سے کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا کچھہ علاقہ رکھتے ہیں — یہہ سوال عارضی امور سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ انسان کی ذات سے تعلق رکھتا ھی' وہ یہہ پوچھتا ھی کہ میں کیا ہونگا یعنی کیا چیز اپنے میں پیدا کرونگا — اور پھر جو چیز مجھہ میں پیدا ہوگی اُس سے کیا کرونگا *

بہت سے لوگ ہیں جو ہرایک چیز کا نتیجہ فائدہ‌مندی قرار دیتے ہیں اور اسمیں کچھہ کلام نہیں کہ فائدہ‌مندی ہرایک چیز کا ضروری نتیجہ ہونا چاہیئے' مگر وہ لوگ فائدہ مندی کے لفظ کو خاص معنوں میں محدود کرتے ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کو جسنے اپنا اور اپنے عمل کا کچھہ بھی تصفیہ نہیں کیا تھا اتفاقیہ دولت ہاتھہ آگئی ھی اور جسنے اپنا اور اپنے عمل کا بخوبی تصفیہ کیا تھا اور اُس میں کامیاب بھی ہوا تھا اُس کو کچھہ نتیجہ اُس کا نہیں ملا ھی' تو وہ سب امور کو تقدیر پر منحصر کرتے ہیں اور اسبات کے تصفیہ کی کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا کچھہ ضرورت نہیں سمجھتے' اسی خیال نے ہماری قوم کے لوگوں کو پست ہمت کردیا ھی اور عزم جزم کا مادہ اُن میں سے کھو دیا ھی' اس مقام پر میں اس مسئلہ سے بحث کرنا نہیں چاہتا مگر یہہ کہتا ہوں کہ اگر

یہي ھو تو بھي دو جداگانه باتوں کو غلطي سے مخلوط کردیا جاتا ھی — میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا ایک جداگانه امر ھی اور اُس سے کیا پاؤنگا جداگانه سوال ھی پس اگر پچھلا سوال تقدیر ھي پر محمول ھو تو پہلے سوال کو پچھلے سوال سے کچھه تعلق نہیں ھی *

فائدہ مندي کے معنوں کو محدود کرنا سب سے پہلي غلطي ھی بڑي فائدہ مندي اسي میں ھی که انسان اس امر کا تصفیه کرلے که میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا — ایک بڑے فلاسفر کا قول ھی که دنیا میں سب سے زیادہ خوش زندگي سور کي سي زندگي ھی اور سب سے زیادہ رنجیدہ زندگي سقراط کي سي زندگي ھی مگر میں اُس خوش زندگي کے مقابلہ میں اُس رنجیدہ زندگي کو پسند کرتا ھوں — جو لوگ که اپنا اور اپنے عمل کا تصفیه نہیں کرلیتے اور اتفاقیه دولت کو پہونچ جاتے ھیں بلاشبہه خوش زندگي بسر کرتے ھیں مگر اُن کي وہ خوش زندگي سور کي سي خوش زندگي ھی جس کو بجز سور کے اور کوئي انسان پسند نہیں کرسکتا' سقراط کي زندگي جس کو رنجیدہ زندگي سے تعبیر کیا ھی در حقیقت وھي خوش زندگي ھی' اُس زندگي اور دوسري قسم کي زندگي میں ایسا ھي فرق ھی جیسا که روحاني اور جسماني چیز میں ھی' پس ھر انسان کو اس پچھلي خوش زندگي حاصل کرنے میں کوشش کرني اور اُس پہلي خوش زندگي سے پرھیز کرنا واجب ھی *

قطع نظر اس کے انسان خواہ سور کي سي خوش زندگي اختیار کرے خواہ سقراط کي سي رنجیدہ زندگي دونوں کے لیئے اس امر کا تصفیه که میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا ضرور ھی بغیر اس کے انسان کچھه کرھي نہیں سکتا نه وہ سور کي سي خوش زندگي حاصل کرسکتا ھی نه سقراط کي سي رنجیدہ زندگي — دنیا میں بہت بڑے بڑے خدا پرست گذرے ھیں جنھوں نے اپنا عیش و آرام جان و مال اپني دانست میں خدا کے لیئے صرف کیا ھی' دنیا میں بہت بڑے بڑے بادشاہ گذرے ھیں جنھوں نے عظیم‌الشان فتوحات حاصل کي ھیں' دنیا میں بہت بڑے بڑے نبي علم گذرے ھیں جن سے دنیا نے بے انتہا فائدہ حاصل کیا ھی' دنیا میں بہت بڑے بڑے رفارمر گذرے ھیں جنھوں نے اپني قوم کي بھلائي و اصلاح میں اپني جانوں کو بھي ضایع کیا ھی' دنیا میں ایسے بے رحم اور قاتل سفاک غارت گر گذرے ھیں جنھوں نے ایسے ایسے بے رحم کام کیئے ھیں جن کو سنکر انسان حیران رہ جاتا ھی' مگر اُن میں سے کوئي بھي ایسا نہیں تھا جس نے یہه تصفیه نکرلیا ھو که میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا' پس سعادت اختیار کرني چاھو یا شقاوت سب کي جڑ اسي امر کا تصفیه کرلینا ھی که میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا *

مسٹر فاسٹر نے کیا عمدہ بات کہي ھی که جس شخص میں اُس امر کے فیصله کرنے کي قوت نہیں ھی وہ ان دو سوالوں کا که تم کیا ھوگے ؟ تم کیا کروگے ؟ کچھه جواب

نہیں دے سکتا۔ انسان جب کوئی کام کرنا چاہتا ہی تو مختلف حالتیں اُس کو پیش آتی ہیں‘ کبھی وہ یہہ سوچتا ہی کہ یہہ کام اختیار کرنا چاہیئے کبھی کہتا ہی کہ نہیں‘ جب وہ اُس کی خوبیوں پر خیال کرتا ہی تو اُس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہی‘ اور جب اُس کی مشکلات پر خیال کرتا ہی تو ڈگمگا جاتا ہی اور قوت فیصلہ نہونے سے اُس کے اختیار کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ نہیں کرسکتا — کبھی ایسا ہوتا ہی کہ چند امور اُسکے سامنے ہوتے ہیں وہ ہر ایک کی بھلائی برائی پر غور کرتا رہتا ہی مگر قوت فیصلہ نہونے سے اُن میں سے کسی کو بھی اختیار نہیں کرسکتا ●

سب سے زیادہ مشکل اُس کو اُس وقت پیش آتی ہی کہ جب وہ اُس گروہ کی جس میں وہ ہی کسی رسم و رواج کی برائی پر مطلع ہوتا ہی اور اُس کو ترک کرنا یا تبدیل کرنا چاہتا ہی‘ ادھر تو اُس کے دل میں اُس رسم و رواج کی برائی کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور اُدھر اپنے لوگوں کی لعن و طعن اور دوستوں کی ہنسی اور اغیار کی دل لگی اور اپنے حالات کو نقل محفل ہونے اور نا مہذبوں کی پھبتیوں اور بدطینتوں کی دشنام دہی کے خیال سے اُسکا دل گھبرا جاتا ہی اور قوت فیصلہ کی کم زوری سے اپنے لیئے کچھہ فیصلہ نہیں کرسکتا اور وہ نہیں جانتا کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا — پس ہماری خواہش اپنی قوم سے اور اپنی قوم کے نو جوانوں سے یہی ہی کہ وہ بخوبی اسکا تصفیہ کرلیں کہ وہ کیا ہونگے اور یا کرینگے کیونکہ بغیر اس امر کے تصفیہ کے اُنکو کسی قسم کی کامیابی نہیں ہوسکتی ●

راقــــــم

سید احمد

ع



قادر ذوالجلال نے بنی نوع انسان پر نئی دنیا ظاہر کرنے کے لیئے اور اپنی قدرت کے بے انتہا خزانے کھولنے کے لیئے جنیوا میں کولمبس کو پیدا کیا تھا اور وہ اپنی پرزور دلیلوں اور زبردست حجتوں سے ملکہ ہسپانیہ کے تمام دربار پر غالب آیا تھا اسی طرح اُس نے ہماری بہبودی کے لیئے ہندوستان میں ایک اولوالعزم اور عالی ہمت آدمی پیدا کیا ہی جو باوجود قوم کی سخت مخالفتوں اور مزاحمتوں کے آجتک اپنے ارادہ پر ثابت قدم ہی ہم "مدرستہ العلوم کے اُس وسیع میدان میں عین دھوپ کے وقت ایک پیر مرد سفید ریش نورانی صورت عالی دماغ آدمی کو باوجود کبرسن اور آسودہ حالی اور اپنے بھاری بھرکم بدن کے جوکہ ہندوستانیوں کے حق میں چلنے پھرنے کے لیئے مانع قوی ہیں نہایت ذوق و شوق اور جوش و خروش کے ساتھہ تگ دو کھنتے پیادہ پا پھرتے دیکھہ آئے ہیں اور اِس کے سوا ہملے رات اور دن اُس کو اسی دھن میں سرگرم پایا ہی اور اس سے صاف یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ خدا کو اس شخص سے یہہ عظیم الشان کام لینا ہی نہ رئیسوں اور تعلقہ داروں کی بے پروائی اُس کے اِرادوں کو روک سکتی ہی اور نہ زید و عمرو کی مخالفت اُس کی ہمت کو توڑ سکتی ہی — خدا نے اپنا کام لینے کے لیئے اُس کو کچھہ یار و مددگار بھی دیئے ہیں جن میں سے بعض نے اپنا گھربار چھوڑ کر وہیں بود و باش اختیار کی ہی اور اکثر اپنے اپنے مقام پر دل و جان سے اعانت و امداد میں سرگرم ہیں *

اگرچہ قوم کی پست ہمتی کے سبب ابھی تک کوئی مسجد اصل نقشہ کے مطابق تیار نہیں ہوئی لیکن عارضی طور پر چند روز کے لیئے ایک خوبصورت پختہ چبوترہ نماز پڑھنے کے لیئے بنا لیا گیا ہی ہمنے بھی طالب علموں اور مدرسوں کے ساتھہ ایک جماعت کی نماز وہاں پڑھی - اتفاق اور ہمدردی اور قومی محبت کے انوار و برکات جو کہ جمعہ و جماعت کے خاص مقاصد ہیں اگر سچ پوچھیئے تو ہمنے اسی چبوترہ اور اسی نماز میں دیکھے ہیں اور اسلام کی آیندہ شوکت کا اگر پتا لگتا ہی تو ایسے ہی اجتماع سے لگتا ہی *

ہمنے حیدرآباد اور مدراس تک کے صغیر سن لڑکے بھی یہاں پائے اور اُنکو اسقدر خوش و خورم اور مطمئن اور فارغ البال دیکھا کہ شاید اپنے گھر پر اپنے پیارے ماں باپ کے پہلو میں بھی اسقدر خوش حال نہونگے وہی الوالعزم پیر مرد جسوقت اُنکے سر پر ماں اور باپ سے بھی زیادہ شفقت بھرا ہاتھہ پھیرتا ہی اور اُنکو چمکارتا ہی اور طرح طرح سے اُنکا جی بہلاتا ہی تو اُنکے دل باغ باغ ہوجاتے ہیں اور وہ اپنے کنبے اور دیس کو بالکل بھول جاتے ہیں — ہمنے جس نفاست اور صفائی اور تمیز کے ساتھہ یہاں کے طالب علموں کو بورڈنگ ہوس میں رہتے دیکھا اور جس لطافت کے ساتھہ اُنکا دسترخوان چنا ہوا پایا اور جس خاموشی اور متانت و وقار کے ساتھہ اُنکے کھانا کھانے کا طریقہ سنا ہی ہمکو اُمید نہیں ہی کہ ہندوستانی اُمرا اور رؤسا اور علما کی اولاد کو اسطرح رہنا اور کھانا پینا نصیب ہوسکے — یہاں کے طالبعلموں

نے کرکٹ میں بھي نہایت ترقي کي ھي علیگڈھ کے تمام جلیل القدر انگریز اور اُنکي معزز لیڈیاں کرکٹ میں اُنکے ساتھہ شریک ہوتے ھیں اور سب اُنکے ساتھہ مربیانہ اور دوستانہ برتاؤ برتتے ھیں — طالب علموں کے چال چلن اور ضبط اوقات اور لباس و طعام اور نماز پنجگانہ اور دیگر امور کي نگراني کے لیئے نہایت دیانت دار مدبر اور ذي علم لوگ مقرر ھیں اور تعلیم سے زیادہ اُنکي تربیت میں کوشش اور اہتمام کیا جاتا ھي — الغرض ہندوستان میں جہانتک ہمکو معلوم ھي کوئي عام تدبیر مسلمانوں کي دنیوي و دیني بہبودي کي اُسوقت سے جبکہ مہلب اور محمد بن قاسم نے اس ملک میں قدم رکھا آجتک نہیں کي گئي [illegible] کہ اس اندھي اور بے تمیز دنیا میں ایسے عجیب و غریب کاموں کي قدر [illegible] نہیں ہوئي بلکہ ہمیشہ اُسوقت ہوئي ھي جب جوان مرد لوگ زمانہ کي [illegible] جھیلتے اور یگانوں اور بیگانوں کے طعنے سنتے سنتے آخر ہوگئے ھیں — سچ [illegible] باغ دنیا کے پودے کبھي سر سبز نہوتے اگر شہیدوں کے خون سے اُسمیں آبپاشي نہ کي جاتي اور اگر ہر شخص اپني محنت کا ثمرہ اور اپني کوشش کي قدرداني اپني زندگي میں چاہتا تو یہہ کھیتي کبھي پروان نہ چڑھتي اے خدا تونے جن لوگوں کو بني نوع کي بھلائي کے لیئے پیدا کیا ھي اُنکي عمر میں برکت دے اور اُنکي سعي کو مشکور کر اور اُنکي ہمت اور استقلال کو آخر دم تک قایم رکھہ آمین ●

راقم

خاکسار الطاف حسین حالي

اشتہار

قیمت تہذیب الاخلاق

سالانہ قیمت تہذیب الاخلاق جو مجدداً جاري ہوا ھي مبلغ چھہ روپیہ پیشگي قرار پائي [illegible] ●

جن صاحبوں کو خریدنا منظور ہو کامل سالانہ قیمت مولوي خواجہ محمد یوسف صاحب آنریري سکرٹري سینتفک سوسئیٹي علیگڈھ کے پاس بھیجدیں ●

بلاوصول سالانہ قیمت کے کوئي پرچہ کسي صاحب کي خدمت میں روانہ نہ کیا جاویگا ●

ہر ایک خریدار کو ضرور ہوگا کہ پورے سال کے پرچے جو ماہ شوال سے شروع اور رمضان پر ختم ہوتا ھي خرید کرے ●

جن صاحبوں سے دس روپیہ پیشگي بابت قیمت ڈیڑہ سال کے حسب اشتہار مندرجہ سابق وصول ہوئے ھیں اُنکا بھي حساب اسي قیمت تخفیف شدہ سے لگایا جاویگا اور زر زاید سال آیندہ کے حساب میں مجرا دیا جاویگا ●

راقم

سید احمد